ریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد نہم

زوال سلطنت تیموریہ

جلد دہم

مضامین مختلفہ

مصنفہ

سابق پروفیسر الہ آباد یونی ورسٹی

شام سلطنت تیموریہ

یعنی

زوال سلطنت تیموریہ

دیباچہ

فہرست مضامین جلد دوم

مضامین مختلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شام سلطنت تیموریہ

یعنی

زوال سلطنت تیموریہ

دیباچہ

تم روز دیکھتے ہو کہ صبح - دوپہر - شام ہوتی ہے کچھ وقت فجر اور دوپہر کے درمیان اور کچھ وقت دوپہر اور شام کے مابین گذرتا ہے اسی طرح سلطنت تیموریہ کی صبح و دوپہر و شام ہوئی - یگانہ روزگار دانشور فرزانہ شہریار بابر فرغانہ سے ہندوستان میں آیا یہ سلطنت تیموریہ کی صبح ہوئی یعنے آفتاب اوسکا مشرق سے طلوع ہوا - اور اونچا ہوتا گیا اور اپنی گرمی کو بڑھاتا اور روشنی کو پھیلاتا گیا - اہل فرنگ کے نزدیک شاہجہان کے عہد میں اور اہل اسلام کے نزدیک اورنگ زیب کے عہد میں وہ اپنے نصف النہار پر پہنچا اور پھر وہ مغرب کی طرف ڈھلنا شروع ہوا اپنی تیزی اور روشنی کو کم کرتا گیا یہانتک کہ نابینا شہنشاہ شاہ عالم کے زمانہ مین شام ہوگئی وہ غروب ہوگیا اوسکی روشنی باقی نہین رہی ایک زمانہ اوسکا ابتدا سے انتہاء عروج تک گذرا جسکا حال کئی جلدون میں مرقوم ہوا دوسرا زمانہ انتہاء عروج سے انتہاء زوال تک گذرا اوسکا حال اس جلد مین تحریر ہوتا ہے +

زمانہ کا دستور چلا آتا کہ جن اقوام اور سلطنتون کی ترقی ہوئی اون کا تنزل ہوا —

اس اقبال اور زوال کے اسباب کو مسبب الاسباب ہی خوب جانتا ہے مسلمان یہ یقین کرتے ہین کہ یہ خدائی کارخانے ہین اُن کو کون سمجھ اور جان سکتا ہے یہ محض خدا کی مرضی پر موقوف ہے کہ قومون کی ترقی و تنزل کا تار بندھا رہتا ہے کہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے آتے جاتے رہتے ہین

یہان ہر ترقی کی غایت یہی ہے	سرانجام ہر قوم و ملت یہی ہے
سدا سے زمانہ کی عادت یہی ہے	طلسم جہان کی حقیقت یہی ہے

بہت یہان ہوئے خشک چشمے اُبل کر
بہت باغ چھانٹے گئے پھول پھل کر

ابھی بشر کی عقل و دانش کی ایسی ترقی نہیں ہوئی کہ وہ ان اسباب کو بالکل صحیح صحیح دریافت کرلے۔ مگر دانشمند ارباب الرآے ان اسباب کی عالمانہ تحقیق اور حکیمانہ تدقیق کرتے ہین اور دلچسپ خرد افروز مباحثے اور دل آویز دانش آموز گفتگوئین ارقام فرماتے ہین۔ اسلئے مین اونکو باقی شاہان تیموریہ کے عہدون مین بیان کرونگا کہ کیون ہند کی سلطنت مغلیہ کے کاخ بلند کی بنیادین اندر ہی اندر ایسی ہل گئیں کہ وہ دھڑام سے گر پڑا جسکے برج و مینار آسمان سے باتین کرتے تھے اور اوس کے سونے اور چاندی کے روپہلی سنہری کلس اپنی چمک دمک ایک عالم کو دکھلاتے تھے اوسکے ستونون مین ساری دنیا کے جواہر جڑے جاتے تھے گو اسکے کلس اور جواہر اس خاک کے ملنے پر بھی کہیں کہیں اپنی درخشانی دکھاتے رہے اور کیون اورنگ زیب کے مرنے کے بعد سلطنت مغلیہ کی آنکھیں اندھی کان بہرے دانت ٹوٹے پوپلے ٹانگین لنگڑی کمر ٹوٹی ہاتھ لنجھے ہوگئے کوئی کل سیدھی نہ رہی جیتے جی مرگئی کیون اسکا حال یہ ہوگیا جیسے کوئی مردہ زمین سے نکل آئے کہ زیور پہنے ہوئے اور ہتیار لگائے ہوئے ہو مگر اسکا حال یہ ہو کہ اوسپر پھونک مارو تو اوسکی خاک اوڑنے لگے۔ اگرچہ شہنشاہی کا سرچشمہ بزرگی دہلی بنی رہی مگر اسے میلا گدلا پانی ان باعثون مین جاری رہا جو خس و خاشاک سے پر تھے سلطنت مغلیہ کے زمانہ تنزل کی ابتدا مقرر کرنی بڑی مشکل بات ہے جو مورخ کہ اورنگ زیب کے عہد کو اسکی ابتدا ٹھیراتے ہین وہ اپنے فرض کو نہیں ادا کرتے بہت سی تہمتیں

اورنگ زیب پر بغیر تحقیق و تفتیش کے تھوپتے ہیں میں اس بادشاہ کی ان باتون کو بہ ترتیب بیان کرتا ہون جسکو اسباب تنزل سلطنت مغلیہ ٹھیراتے ہیں بتاتا ہون کہ وہ کیسی بے اصل ہیں اول سلطنت مغلیہ کے تنزل کا سبب مسلمانون کے اور سب اورنگ زیب کے تعصب مذہبی بتلاتے ہین اورنگ زیب نہایت متشرع بادشاہ تھا وہ ساری عمر مین ایک کام بھی ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا جسکو شریعت مصطفوی عدالت کے خلاف بتلائے وہ شریعت اسلام کا پورا پابند تھا۔ بہت سے عیسائی جو اپنے مذہب کے تعصب کی بلا مین گرفتار ہین وہ شریعت مصطفوی کی نسبت یہ رائے رکھتے ہین کہ اس مین صلاحیت و قابلیت ہی نہیں ہے کہ اس کی پابندی سے کوئی قوم مہذب و شائستہ ہو یا کوئی سلطنت اسپر عمل کرکے ظلم و ستم سے خالی ہوسکے مسلمانون مین انھیں بادشاہون کی سلطنت کا عروج ہوا جنھون نے اپنی شریعت اسلام کو بالائے طاق رکھا۔ اکبر اور عالمگیر کا مقابلہ اس طرح کرکے اپنے دعوی کی دلیل پیش کرتے ہین۔ اکبر شریعت اسلام کا پابند نہ تھا اسکے عہد مین سلطنت کا عروج ہوا۔ اورنگ زیب شریعت اسلام کا پابند تھا۔ اوسکی سلطنت کا زوال شروع ہوا۔ اکبر نے شریعت کے برخلاف جزیہ ہندوؤن کو معاف کیا۔ عالمگیر نے شریعت کے موافق جزیہ غیر اسلام قومون پر مقرر کیا اس جزیہ کے باب میں ٹوڈ راجستان مین اورنگ زیب کے نام کے خط کا ذکر ہے جسکو اورم صاحب نے تو یہ تحقیق کیا تھا کہ وہ مارواڑ کے راجہ جے سنگہ نے اورنگ زیب کو لکھا ہے مگر یہ راجہ جزیہ کے حکم سے پہلے مرچکا تھا تو ٹوڈ صاحب نے یہ تحقیق کیا کہ وہ رانا راج سنگہ نے اورنگ زیب کو لکھا تھا۔ اودے پور سے انکا منشی اصل کی نقل ان پاس لایا تھا اونھون نے اسکا انگریزی ترجمہ لکھا ہے مین اس انگریزی ترجمہ کا ماحصل ترجمہ کرکے لکھتا ہون +

رانا راج سنگھ کا خط اورنگ زیب کے نام

ساری حمد قادر مطلق کے لئے ہے اور تمام ستائش بادشاہ کے لئے ہے جو شمس و قمر کی طرح تابان و درخشان ہے۔ بندہ گو حضور پرنور سے دور ہے مگر دل سے خیر خواہ ہے حضور کی اطاعت اور دولت خواہی کے کامون کے کرنے مین ساعی اور مصروف ہے

میری عین تمناء دلی یہ ہے کہ مین ایسی خدمات بجا لاؤن کہ جنسے پادشاہون امیرون مرزاؤن
راجاؤن رائیون اور ایران توران شام کے امیرون اور ہفت اقلیم کے باشندون اور بری
وخشکی کے مسافرون کی بہبودی اور فلاح ہو۔ یہ میرا ابیان خاطر مشہور ہے حضور کو بھی اس مین
ذرا شک نہ ہوگا مین اپنی خدمات سابقہ پر اور حضور کے تحمل پر نظر کر کے جناب عالی کی خدمت
مبارک مین حضور کے اور خاص و عام کی صلاح و فلاح کے لئے چند التماسین کرتا ہون۔

مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ اس بندہ خیرخواہ کے استیصال کے لئے اتنی دولت خرچ
ہوچکی ہے کہ خزانہ شاہی خالی ہوگیا ہے اوسکے معمور کرنے کے لئے جزیہ لینا قرار پایا ہے

حضور کے جد اعلے محمد جلال الدین اکبر عرش آشیانی نے باون برس سلطنت عدالت
اور شفقت کے ساتھ کی جس سے رعیت نے آسایش اور آرام پایا اور وہ خوش و خرم رہی
اونسے عیسائی موسوی داؤدی محمدی برہمن لامذہب دہریہ کو ایک ہی نگاہ سے
دیکھا سب پر دیا مہربانی شفقت عاطفت فرمائی۔ اس لطف و کرم کا معاوضہ یہ ملا کہ جگت گرو
اسکا خطاب و لقب ہوا۔ اسی طرح نور الدین جہانگیر جنت مکانی نے بائیس برس تک شاہنشاہی
کی اور رعیت کو اپنے ظل عاطفت مین رکھا اور اپنے دوستون کی نیک خواہی اور خیرخواہی
کی وجہ سے فتحمند رہا +

شاہجہان نے بھی اپنی ۳۲ برس کی فرمان روائی مین کچھ پہلے بادشاہون سے نیک نامی
کم نہین حاصل کی رحمدلی اور نکوکاری سے نیک نامی دوام پائی

یہ حضور کے باپ دادا کے رافت و کرم و عدالت کا حال تھا جب وہ ان اصول عدالت
و بزرگی کے پیرو ہوئے تو جہان انہون نے قدم رکھا وہان فتح و ظفر ہمرکاب ہیں۔
بہت قلعے اور ملک اونکے قبضہ و تصرف مین آئے۔ مگر حضور عالی کے ممالکت مین سے
بہت سا ملک نکل گیا اور آیندہ اور نکلنے والا ہے سارے ملک مین تباہی اور غارت گری قزاقی
کا بازار گرم ہے اور کوئی اوسکی روک ٹوک نہین۔ رعایا ویران و برباد ہوگئی سارا ملک بھوکا
مرتا ہے۔ روز بروز دشواریان اور مشکلات جمع ہوتی جاتی ہین جب بادشاہ اور بادشاہزادون

کے گھروں میں افلاس آگیا ہو تو واے برحال امیران سپاہ. واویلا مچا رہی ہے سوداگر شکایت
کر رہے ہین مسلمان ناراض بیٹھے ہیں ہندو بے نوا بے دست و پا ہو رہے ہیں - بدنصیب
خلقت کو رات کو روٹی میسر نہیں ہوتی دن کو وہ غصہ کھاتے ہین اور رنج کے مارے سر کو
دے دے مارتے ہیں +

کس طرح اس بادشاہ کا جاہ و حشم باقی رہ سکتا ہے کہ وہ ایسی رعایا سے جسکا افلاس حد
غایت کو پہنچ گیا ہو سخت محصول وصول کرے - اس زمانہ مین مشرق سے مغرب تک یہ شہرت
ہو رہی ہے کہ بادشاہ ہندوؤں سے جلکر برہمنوں - سناروں جوگیوں - بیراگیوں سنیاسیوں
سے جزیہ لے گا - اپنے خاندان تیموریہ کے ننگ و نام و عزت و احتشام کا خیال کچھ نہیں کرے گا
بے گناہ تارک الدنیا آدمیوں پر زبردستی کریگا - اگر جناب عالی کو کتب الہامی پر ایمان و عقیدت
ہو تو آپ کو یہ ہدایت ہو سکتی ہے کہ خدا رب العالمین ہے فقط رب المسلمین نہین ہے ہندو
مسلمان خدا کے نزدیک سب برابر ہیں اوسنے انکے رنگ اپنے حکم سے مختلف بنائے ہین - وہی سبکو
پیدا کرتا ہے مساجد مین اذان ہوتی ہے بت خانوں میں گھنٹہ بجتا ہے مگر دونو جگہ ایک
ہی خدا کی عبادت ہوتی ہے کسی غیر کے مذہبی رسم و رواج میں دست اندازی کرنا اور اسکو
بے عزت کرنا خدا کو ناراض کرنا ہے اگر کسی تصویر کو بگاڑئیے تو مصور کے دل میں کینہ خود
بخود بے اختیار پیدا ہوتا ہے کسی شاعر نے سچ کہا ہے کہ قدرت کے مختلف کاموں کی
عیب جوئی نہ کرو +

القصہ جو ہندوؤں سے جزیہ مانگا جاتا ہے وہ عدالت کے برخلاف ہے اور حضور کی صلاح دولت
کے لئے مضر ہے - وہ ملک کو مفلس بنائیگا وہ ایک بدعت ہے اور ہندوستان کے قوانین
و آئین کے خلاف اگر حضور کو اپنی شریعت کی پابندی اس جزیہ لینے پر مجبور کرتی تھی تو عدالت
کا مقتضا یہ تھا کہ اول رام سنگھ سے جو ہمارے ہندوؤں کا منڈ ہے جزیہ طلب کرتے - بعد اسکے
اس خیر خواہ سے مانگتے جسکا مقابلہ حضور آسانی سے کرسکتے ہین - بہادر جانداروں کو چیونٹیوں
اور مکھیوں کا ستانا زیبا نہین ہے - یہ تعجب کی بات ہے کہ ارکین سلطنت نے غفلت کی کہ حضور کو

ثواب و بزرگی کے قواعد پر ہدایت نہیں کی +

کوئی تاریخ اور سنہ اس خط پر نہین لکھا معلوم نہیں کہ اورنگ زیب کی زندگی مین وہ لکھا گیا یا اوسکے مرنے کے بعد اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ اوسکی زندگی مین تحریر ہوا تو یقینی اس پاس نہین بھیجا گیا۔ اگر یہ عرضداشت اس پاس جاتی تو اسکا جواب ضرور دیتا۔ اس کے فرامین و خطوط و رقعات مین کہیں اس کا جواب نہیں اور مسلمانون کی تاریخون میں مذکور نہین ہندوستان مین قاعدہ ہے کہ کسی معزز و محترم انگریز کو کسی چیز کا شوق ہوتا ہے تو بہت سا ہندوستانی اسباب اصلی اور غیر اصلی اسکے میلان خاطر کے موافق جمع کر دیتے ہیں مثلاً بعض انگریزون کو قدیم سکون کے جمع کرنے کا شوق ہوا ہزارون جعلی سکے بنا کر اسکو لا دئے۔ ایسے ہی تود صاحب کو یہ خط اور بہت سے نوشتے ہندوستانیون نے جعلی بنا بنا کے دے دئے ہونگے وہ راجپوتون کے بڑے سرپرست تھے جب تک کسی نوشتہ کی سند معتبر نہ ہو وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے +

مسلمانون کا جزیہ۔ مہذب قومون میں ایک وحشیانہ ٹیکس سمجھی جاتی ہے اون کو اور غیر قومون کو یہ خیال ہے کہ اسلام یہ ٹیکس متعصبانہ اسلئے مقرر کرتا ہے کہ مسلمانون کی عزت عظمت اور تسلط غیر قومون پر ظاہر ہو اور یہ بھی وہ خیال کرتے ہین کہ جزیہ مسلمان بنانے کا ذریعہ جبراً ہے جب جزیہ دینے والا جانتا ہے کہ اگر مین مسلمان ہو جاؤنگا تو اس محصول سے بچ جاؤنگا وہ لالچ مین آن کر مسلمان ہو جاتا ہے۔ مگر اس جزیہ کو ایسا خیال کرنا اور شریعت مصطفوی کو ایسا سمجھنا جیسا اوپر مین نے بیان کیا فقط غیر قومون کا تعصب ہی ہے۔ مین ان مباحثون کو یہان نہیں لکھتا جسکو اونکو دیکھنا ہو تو سر ڈاکٹر سید احمد خان اور مولوی چراغ علی مرحوم اور نواب محسن الملک اور شمس العلما مولوی شبلی اور شمس العلماء حافظ مولوی نذیر احمد کی تصنیفات مین دیکھے کہ کن براہین متین سے عیسائی متعصبین کے ان خیالات کو غلط و باطل ثابت کیا ہے عالمگیر نامہ مین لکھا ہے کہ جب شریعت اسلام کے موافق ہندون پر جزیہ لگایا ہے تو مسلمانون پر زکوۃ بھی لگائی تھی۔ شہاب الدین طالش تاریخ آشام میں لکھتا

کہ بنگالہ مین قحط مین اس زکوٰۃ نے افلاس کی مصیبت کو اور بڑھا دیا تھا - دنیا مین یہ قاعدہ ہے کہ جب بادشاہ کوئی نئی ٹیکس رعایا پر لگاتا ہے تو وہ ناراض ہوتی ہے اور واویلا مچاتی ہے کہ ہم پہلے ہی بھوکے مرے جاتے تھے ٹیکس کس گھر سے دینگے اس سے سارے ملک مین فتور برپا ہوگا خلقت برباد ہوجائیگی اور نگزیب نے جب جزیہ لگایا تو ہندو اوس کے پاس واویلا کرتے ہوئے جیسے ایسے موقعون پر بادشاہون کے پاس جایا کرتے ہین دہلی مین قلعہ کے نیچے گئے - بادشاہ کو گھیر لیا بھیڑ بھاڑ مین دو ایک آدمی بھی پس گئے - یہ ایسا واقعہ عظیم نہ تھا جیسا ڈرائونا دکھایا جاتا ہے +

دوم بعض مورخ مسلمانون کی تذلیل کے لئے اس بات کے دکھانے کا قصد کرتے ہین کہ سلطنت مغلیہ کا تخت سلطنت راجپوتون کے کندھے پر قائم تھا - اکبر نے راجپوتون سے ناتے رشتے پیدا کر کے ان کے دل مین وہ مسلمانون کی محبت و موالفت پیدا کی کہ اس خاندان کے بادشاہون پر راجپوت جان و مال اور اولاد کو قربان کرنے لگے - ان کے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے لڑنے لگے - عالمگیر نے اسکے برخلاف عمل کیا تو وہ اوسکے دشمنون کے معاون ہوگئے اس لئے سلطنت کا زوال ہوا - یہ بیان غلط ہے - اول تو خود عالمگیر نے راجپوتون سے رشتے کئے اپنے بیٹے کو راجپوتون میں بیاہا - دوم مسلمان اس طرح کی رشتہ مندی کو اپنے حق مین مضر سمجھتے تھے کہ کیا راجپوت محکوم تھے یا اس رشتہ مندی کے سبب برابری کا دعوی کرنے لگے اور گستاخ ہوگئے وہ ان راجپوتون کی معاونت کو اپنی سلطنت کا استحکام نہین جانتے اور اکبر کی رشتہ مندی کو پسند نہین کرتے - ٹاڈ صاحب لکھتے ہین کہ عالمگیر نے جو دہ مین آدمی بھیجکر بتخانہ ڈھوائے اور بت تڑوا کر منگائے - اودے پور مین بیس پجاریون کا خون کیا غرض سارے راجپوتانہ مین تین سو بتخانے و مندر عالمگیر نے مسمار کرائے - یہ تعداد کا تعین تو صاحب ممدوح کی تحقیق کا نتیجہ ہوگا - مگر اس مین شک نہین کہ اوس نے راجپوتانہ مین بت خانے ڈھوائے اور ان کے سوا ہندوون کے مقدس شہر بنارس مین بشیشورا و بیندماد ھو کے مندر توڑے متھرا کا مندر کیشورا کو مسمار کرایا اور اوس کی جگہہ مسجد بنوائی - ملتان مین بھی ایک مندر توڑا - ہند مین تین دریا جمنا گنگا سندھ ہندوون کی بڑی پرستش گاہین ہین جن کے کنارون پر یہ مندر اس نے

مسمار کرائے —

دنیا کا یہ دستور چلا آتا ہے کہ جب کوئی فاتح کسی شہر او رملک کو اپنی جان پہ کھیل کر تسخیر کرتا
ہے تو وہ اوس کی جان و مال کا مالک ہوتا ہے وہ انتقام کو اس طرح بھی دکھاتا ہے
کہ مفتوح جن چیزون کو مقدس جان کر اون کے آگے سر جھکاتا ہے وہ اون کو ناپاک
و نجس سمجھ کر پامال کرتا ہے - ان بتون کا توڑنا اور بتخانون کا ڈھانا ہندؤن کی
سرکشی کی سزا تھی - قاعدہ ہے کہ رعایا کے دل مین بادشاہ کے سو ظلم و ستم وہ نفرت و عداوت
نہین پیدا کرتے جو ذرا سا مذہبی تعصب قلبی عداوت اور دلی نفرت پیدا کرتا ہے اسلئے
ہندو راجپوتون کے دل ناراض ہوئے مگر یہ کہنا کہ راجپوتون کی اس ناراضی سے مسلمانون
کی سلطنت مین زوال آیا غلط ہے — کوئی مہم اسکی ایسی نہ تھی جس مین راجپوت اسکے
ساتھ شریک نہ ہون - مآثر عالمگیری مین ہر سال کے جشن مین دیکھ لو کہ کتنے راجپوت راجہ و
رائے اور منصب ارتباۓ جاتے تھے - رقعات عالمگیری کو پڑھو کہ اوسنے اپنے بیٹون سے
کتنی ہندؤنکی سفارش کی اصل حال یہ ہے کہ اورنگ زیب کی یہ پابندی مذہبی تھی جسنے اوس کے
سر پر تاج رکھا اور پاؤن تلے تخت سلطنت بچھایا اوسکی کئی پیڑھی سے سلطنت مین ہندؤنکا
عروج ہوتا جاتا تھا - تورانی - ایرانی - افغانی - ماوراء النہری اور غیر ملکون کے مسلمان اپنے تنزل
سے اور ہندؤن کی ترقی سے زہر کھائے ہوئے بیٹھے تھے اونھون نے اورنگ زیب کو
دیکھا کہ وہ سچا اور پکا دیندار مسلمان ہے سارے مسلمان امرا اوس کے دلی خیر خواہ بنے اوسکو
بادشاہ بنایا - شاہجہان جیسا بادشاہ سات برس تک قیدخانہ مین پڑا رہا کسی نے
اوسکی رہائی کی پیروی نہ کی - دارا - شجاع - مراد برابر کے مدعیان سلطنت کو خاک مین ملا دیا
وہ سچا دیندار تھا اپنے دین کی پابندی سے خواہ اوسکا دنیا کا نقصان کیسا ہی ہو اوس کو
وہ فائدہ سمجھتا تھا - وہ مسلمانون کی خاطرداری کے لئے جنکی عنایت سے اوسکو بادشاہی میسر
ہوئی تھی ایسے احکام جاری کرتا تھا کہ ہندو اہل قلم موقوف ہون اور اون کی جگہ مسلمان مقرر
ہون گو ایسے احکام پر اوسکی تعمیل نہین ہوتی تھی مگر مسلمان خوش اور ہندو ناخوش ہوتے تھے —

عیسائی مورخ اوسکو متعصب کہتے ہین اور جو کام اوسکے ایسے ہین کہ بالکل تعصب سے خالی ہیں اون کو مکر و ریا سے منسوب کرتے ہیں اور شیعہ مورخ عالمگیر کو سراپا مکر و تزویر و با تدبیر بتلاتے ہیں اور اور عیسائی مورخ بھی اون کی اس تحریر کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور یہی جانتے ہیں

عیسائی مورخون کو سنی مسلمانون کی تذلیل و تضحیک کے واسطے ہمیشہ شیعہ مورخون کی تاریخون سے بہت دلائل و شہادتین ملجاتی ہین وہ محض بے اصل ہوتی ہیں وہ صرف باہمی عداوت و مذہبی کی وجہ سے گھڑی ہوئی ہوتی ہین۔ وہ کہتے ہیں کہ اورنگ زیب جو لمبی چوڑی نمازین پڑھتا تھا اور رمضان مین روزے رکھتا تھا تراویح پڑھتا تھا اور اعتکاف مین بیٹھتا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ وہ عابد تھا جو عبادت الہی کرتا تھا بلکہ وہ اس مذہب کی آڑ مین شکار کھیلنا چاہتا تھا۔ بھائیون کے خون کو اور باپ کی قید کو مذہبی چادر مین چھپانا چاہتا تھا۔ دنیا پرستون کے نزدیک تو نماز نچگانہ ہی ایک ہنسی کی بات ہے وہ اورنگ زیب کی حق پرستی اور خدا شناسی کو ریاکاری سے کب خالی گنتے ہیں وہ اس زاہد بادشاہی کو زہد کے سبب سلطنت کی قابلیت سے خالی سمجھتے ہیں اہل فرنگ جو اس بادشاہ کی نسبت بُرے خیالات ظاہر کرتے ہیں اسکے کئی سبب ہین انمین سے ایک یہی ہے کہ وہ یہان کے عیب و صواب و نیک و بد کو اپنے ملک کے عیب و صواب کے پیمانے سے ناپتے ہین مثلاً وہ اورنگ زیب کو غاصب سلطنت کہتے ہین کیونکہ انکے دستور کے موافق پسر اکبر مستحق سلطنت ہوتا ہے یہان کچھ پسر اکبر کی قید نہین باپ کے مرنے کے بعد جو بیٹا لڑ بھڑ کر کامیاب ہوا وہ سلطنت کا مستحق سمجھا گیا۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ یہان کی بعض تحریرون کی طرز کو پوری طرح سمجھتے نہین اور جو سمجھتے ہین وہ غلط سمجھتے ہیں اورنگ زیب نے جو اپنے آخری وقت مین شاہزادون اعظم اور کام بخش و معظم شاہ کو خطوط لکھے ہین وہ سمجھتے ہین کہ اورنگ زیب ایسی حالت مین مرا جیسے بد آدمی مرا کرتے ہیں

مگر جو اونکو سمجھتے ہیں وہ ان ہی سے جانتے ہیں کہ اورنگ زیب خدا پرست ولی اللہ کی موت مرا وہ اپنے اعمال پر بھروسہ نہین رکھتا تھا بلکہ خدا کے لطف و کرم پر اُس کو بہت امید تھی وہ ہر دل عزیز دنیا مین نیک نیت بادشاہ تھوڑے ہوتے ہین اور او نمین بھی جو سب سے زیادہ نیک ہوئے ہوں کچھ

نہین کہ ہر دل عزیز بھی ہون یعنے یہ کہ بادشاہ جن کامون کو حق جانتا ہو اونکو رعایا بھی اسلیئے حق جانے کہ بادشاہ اُنکو حق جانتا ہے ۔اورنگ زیب جس کام کو اپنے مذہب کے موافق حق جانتا تھا اوسکو کرتا تھا خواہ اُسنے کسی کا دل دکھے یا خوش ہو ۔گو بادشاہ کو یہ بات کرنی لازم نہین ہے اوسکو جیسا کہ ملک پر حکومت کرنے کا خیال ہو ایسا ہی اوسکو رعایا کے دل مین محبت پیدا کرنے کا بھی خیال ہونا چاہیئے ۔یہ سچ ہے اُسنے اپنے مذہب کی پیروی کیکے ملک پر سلطنت کی لیکن جو لوگ پر حکمرانی کرنے کی پروا نہیں کی جو مورخ اوسکو یہ کہتے ہیں کہ وہ زبردستی مسلمان کرتا تھا بڑا جھوٹ بولتے ہیں

پروفیسر ارنلڈ نے اپنی کتاب دعوت اسلام مین لکھا ہے کہ اورنگ زیب کے فراین اور خطوط رقعات کا مجموعہ جو طبع نہین ہوا ایک صاحب کے پاس موجود ہے اس مجموعہ کو مین نے دیکھا ہے اور اوس مین ایک فرمان مین مذہبی آزادی کا وہ جامع اصول درج ہے جو ہر بادشاہ کو غیر مذہب رعایا کے ساتھہ برتنا لازم ہے واقعہ یہ تھا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے بادشاہ کو اس مضمون کی عرضی دی کہ دو شاہی ملازمون کو جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر ہیں بادشاہ اس بنا پر برخاست کر دے کہ وہ کافر آتش پرست پارسی ہیں اور اونکی جگہہ تجربہ کار معتمد مسلمانون کو مقرر کر دے کیونکہ قرآن شریف مین آیا ہے + یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّی وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ (ای مومنو مت سمجھو میرے اور اپنے دشمن کو دوست) عالمگیر نے جواب لکھا کہ مذہب کو دنیا کے کاروبار مین دخل نہ دینا چاہیئے اور ان مین معاملات تعصب کو جگہہ نہیں مل سکتی ۔اور مین اپنی قوم کی تائید مین ۔لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ (تم کو تمھاری راہ اور مجھہ کو میری راہ) نقل کرتا ہون اور لکھتا ہون کہ جو آیت عرضی نویس نے نقل کی ہے اگر وہی سلطنت کا دستورالعمل بنایا جائے تو ہم کو اس ملت کے سب راجاؤن اور اونکی رعیت کو غارت کر دینا چاہیئے تھا لیکن یہ کب ہو سکتا ہے ۔بادشاہی نوکریان لوگون کو ان کی لیاقت اور قابلیت کے موافق ملینگے اور کسی طرح کا لحاظ نہیں ہو سکتا فقط اسکی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اس شریعت پر عمل کرکے رعیت کا انصاف کرتا تھا جسکو رعایا مانتی نہ تھی ۔ایسی عدالت کو رعیت اپنے حق مین ظلم و ستم سمجھتی ہے ۔یہ بات بھی اوسکی عدالت کے بیان مین دیکھہ لو کہ وہ

بعض معاملات کو تو شریعت کے موافق اور بعض کو آئین و قوانین سلطنت کے موافق فیصلہ کیا کرتا تھا +
اسکی ساری تاریخ شہادت دیتی ہے کہ کبھی اوسنے کسی ہندو کو اس کی مذہب کی وجہ سے مارا ہو یا پکڑا
جکڑا لوٹا کھسوٹا ہو کسی اسکی آبائی رسوم علانیہ عبادت کی روک ٹوک کی ہو۔ اسکا سبب یہ ہین کہتے
ہین اوسکی دادی ہندنی تھی اوسکا اثر یہ تھا کہ کسی ہندو کو تہیں مار نا انگوٹھا چھوٹی انگلی۔
وہ اپنے اس اصول کا پابند تھا جسکو فرمان مذکور مین خود اوسنے بیان کیا۔
اسکے ذمہ یہ بھی الزام لگایا جاتا تہا کہ اوسکی سلطنت بدگمانیون کا ایک متواتر سلسلہ تھا۔
ہر عہدہ دار کے پیچھے جاسوس لگے رہتے تھے۔ ایک مہم مین کئی شریک کئے جاتے تھے۔
یہ اوسکی بدظنی نہ تھی بلکہ یہ اوسکے پردادا اکبر کا ضابطہ تھا کہ ایک مہم مین دو مہتمم کار اس سبب سے
جایا کریں کہ اگر ایک مرجائے یا بیمار ہوجائے تو اوسکی جگہہ دوسرا مہتمم موجود ہو۔ اور یہ بھی کہ اگر
ایک کی نیت مین فساد آئے تو دوسرا اوسکا علاج کردے۔ اسپر اسکا عمل تھا +
عالمگیر مین ایک ملکہ خدا داد تھا کہ وہ مردم شناس بڑا تھا وہ خوب سمجھتا تھا کہ سیمائے آدم
آئینہ حال باطن است جب وہ کسی نوکر کی نیت بگڑتی ہوئی دیکھتا اوسی وقت تاڑجاتا اور اسکا
علاج کرتا۔ وہ معتمد آدمیون کا قدر شناس بڑا تھا عبدالرزاق لاری کی کیسی خاطرداری فقط
اس سبب سے کی کہ وہ قابل اعتماد تھا جو مورخ یہ کہتا ہے کہ نوکرون نے اس سبب سے کہ اورنگزیب
پورا اعتبار کسی پر نہیں کرتا تھا۔ اوسکی بری طرح خدمت گزاری کی وہ اپنے اوپر پہنسواتا ہے
اگر اوس کے نوکر خدمت گزار نہ ہوتے تو کیسے اوسکو بادشاہ بناتے اور سلطنت کی وسعت
ایسی بڑہاتے جو کسی بادشاہ کو میسر نہیں ہوئی۔ انسان کے اعتماد اور اعتبار کی تکمیل کا اندازہ
پیمانہ عالمگیر کے ذہن مین تھا اسنے وہ آدمیون کے اعتبار کو ناپتا تھا اسلئے وہ انکو بتاتا تھا اور
لکھتا تھا۔ آدم خوب النادر کالمعدوم ہے

انچہ بر جستیم وکم دیدیم وبسیار است ونیست   نیست خیر انسان درین عالم کہ بسیار و نیست

اوسنے لکھا ہے کہ ہر چند جوہر دیانت و امانت در خلقت انسانی جبلی است بہر کہ حق تعالی
کرامت کردہ باشد اما ہمت و انصاف آثار اثیر دخلے ہست کہ نوکر با مرفہ الحال و از وجہ معاش

بقدر احوال فارغ البال دارد تا ضروریات عالم تعلق خلل نداز اعتقاد او نشود + ع
کہ حزن و خوف دل کند کار بیش +

اورنگ ٹن صاحب لکھتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر کا سمند رتھا ذلیل سے ذلیل آدمی کی فریاد اس طرح سُنتا جسطرح کہ ایک بڑے امیر کی۔ سب امیر اوس سے خائف رہتے ہیں کہ وہ اپنے کامون کو احتیاط سے کرتے ہین اور اونکو حسن کسی کا دینا ہوا دا کرتے ہیں +

خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانون کی نزدیک تو اورنگ زیب بادشاہ کے افعال زوال سلطنت مغلیہ کا سبب نہین ہوسکتے - وہ تو اوسکو سب بادشاہون مین اعلی اور اکبر سے بہتر جانتے ہین ولی سمجھتے ہین اب بھی وہ خلد آباد اورنگ آباد مین قبر میں ایسا پڑا ہے جیسا کہ تخت سلطنت پر بیٹھا ہے اوسکی زندگی مین جو لوازم تسلیم و کورنش تخت کے آگے ادا کئے جاتے تھے اب اوس کی قبر پر ادا کئے جاتے ہیں باقی انگریزی و شیعہ مورخ اپنے خیال کے موافق اوسکی نسبت جو بالعموم بیان کرتے ہیں وہ اوپر کے بیان سے ثابت ہوا ہوگا کہ صحیح استناد وقت تھا دیر مبنی نہیں اصل سبب سلطنت مغلیہ کے زوال کا یہ تھا کہ کوئی بادشاہ خاندان تیموریہ کا اُسکے بعد سلطنت کے لائق نہین پیدا ہوا - اسکے بعد جو شاہ عالم جانشین ہوا اول تو تعجب ہے کہ ایسے سنی باپ کا بیٹا شیعہ ہو پھر اوسکی عقل و لیاقت باوجود یکہ اوسنے باپ دادا کی سلطنت کا زمانہ دیکھا تھا ایسی نہ تھی کہ وہ اس سلطنت وسیع کا انتظام کرتا جسکو اکبر - جہانگیر - شاہجہان - عالمگیر جیسے دانشمند بادشاہون اور اوسکے عاقل فرزانہ امیرون و وزیرون نے قائم کیا تھا سلطنت عالمگیری کا انتظام تو وہی بادشاہ کرسکتا تھا جو دوسرا عالمگیر ہوتا - اوس کے نالائق دیدانے بیٹون سے سلطنت نہ سنبھل سکی جسکا ناحق الزام باپ پر لوگ لگانے لگے عالمگیر کے مرنے کے بعد خاندان تیموریہ مین ایک متنفس بھی ایسا نہ پیدا ہوا کہ اوسکی طبیعت امور سلطنت سے مناسبت رکھتی اور دل و دماغ شاہانہ رکھتا شاہی کے اعتبار سے وہ بالکل بانجھ ہوگیا +

محمد اعظم شاہ کا سکہ لگانا اور خطبہ پڑھوانا اور دلکی مراد نہ پہنچنا اور شاہ عالم کا بادشاہ ہونا

ہم نے بیان کیا ہے کہ محمد اعظم شاہ مالوہ کی صوبہ داری پر بادشاہ سے رخصت لیکر گیا تھا وہ بیس کوس پر پہنچا تھا کہ باپ کا انتقال ہوا اسکی سگی بہن زیب النسا نے قاصد کو دوڑا کر شہزادہ کو بادشاہ کے انتقال کی خبر دی شاہزادہ یہ خبر سنتے ہی راتون رات لشکر میں آیا - امرا نے مراسم تہنیت و تعزیت کو ادا کیا جب کفن دفن سے فراغت ہوئی تو شاہزادہ نے امراء حاضرین و خادمہ محل کی تسلی اور تالیف قلوب کی - اور کمیت خزانہ و جواہر خانہ و توپخانہ اور کارخانجات کی خبر لی - باربردار اور مایحتاج سفر کے سرانجام کرنے کا حکم دیا منجمون کے کہنے سے جلوس کے لئے - دہم ذی الحجہ ۱۱۱۸ھ مقرر ہوئی - شاہزادہ بیدار بخت جو احمد آباد مین تھا اوسکو اپنی نیابت مین مقرر کیا اور جب ابراہیم خان صوبہ دار گجرات آگیا تو شاہزادہ کو یہ حکم ہوا کہ سرحد مالوہ پر پہنچکر حکم کا منتظر رہے - ابراہیم خان نے احمد آباد مین پہنچکر مراد خان کی معرفت محمد اعظم کا حکم بیدار بخت کے پاس پہنچایا تو اوسنے کہا کہ محمد مراد خان تم تحقیق جانو کہ ہندوستان کی سلطنت کا کام ابتر ہو گیا عالمگیر بادشاہ کی قدر خلقت نہین جانتی تھی اب اوس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ چند روز میرے باپ کو سلطنت نصیب ہو اور خون ریزی ہو - اب عید الضحے آئی ابراہیم خان ناظم کو یہ فکر ہوئی کہ خطبہ کس کے نام کا پڑھوایا جائے - مگر آخر کو یہ فیصلہ ہوا کہ اس سبب سے کہ عالمگیر کے واقعہ کی خبر عالمگیر نہین اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا - ابراہیم خان اعظم خانی کہلاتا تھا وہ چاہتا تھا کہ بیدار بخت کو حکم ہو کہ وہ آگرہ جائے تو مین اوسکے ساتھ جاؤن - اگر اعظم شاہ کو بیدار بخت سے دل مین وسوسہ ہوتا اور اوس کو اکبر آباد بھیجتا جہان بیدار بخت کا خسر ممتاز خان صوبہ دار تھا اور وہان نو کروڑ روپیہ اشرفی و روپیہ غریب نواز کے کہ پانسو تولہ وزن مین تھا و طلا و نقرہ آلات غیر مسکوک کے موجود تھا وہ ہاتھ آتا - قلعہ دار منتظر تھا کہ وارثان ملک مین سے جو پیشتر آئے اوسکو خزانہ و قلعہ حوالہ کرے - یہ کام مصلحت عقل و رائے صائب کے موافق تھا مگر تقدیر الہی مین کچھ اور تھا

کام بخش کی بادشاہی کا حال

کام بخش باپ سے رخصت ہو کر قادر پر پنڈہ میں کہ چالیس پچاس کوس کی مسافت پر تھا پہنچا کہ بادشاہ کے واقعہ ناگزیر کی خبر اوسکو ہوئی محمد امین خان ایک جماعت کو ہمراہ لیکر اعظم شاہ کی خدمت میں آیا۔ اس سے کام بخش کے لشکر میں تفرقہ و فساد پیدا ہوا احسن خان باقی ہمراہی لشکر کو تسلی دیکر قلعہ بیجاپور پر تصرف کرنے کے لئے روانہ ہوا جب قلعہ کے پاس آیا تو نیاز خان قلعہ دار نے احسن خان کی حسن سعی و تدبیر سے قلعہ کی کنجیاں بھیجدیں اور کام بخش کی خدمت میں آیا۔ دو مہینے بعد یہاں کے بندوبست سے خاطر جمع کرکے احسن خان کو منصب پنجہزاری سے سربلند کیا اور بخشیگری پر مستقل اور حکیم محمد محسن کو قلمدان وزارت عطا کیا اور تقرب خان کا خطاب دیا اور اور امرا کو خطاب و منصب عطا کئے اور جشن جلوس کیا خطبہ میں اپنا لقب دین پناہ پڑھوایا اور سکہ میں شعر مسکوک کرایا

در دکن زد سکہ بر خورشید و ماہ   بادشاہ کام بخش دین پناہ

جب سات آٹھ ہزار سوار جمع ہو گئے تو قلعہ واکنکیرہ کی تسخیر کی طرف کام بخش متوجہ ہوا۔ سید نیاز خان ایک دو منزل ساتھ گیا اور بعد ازاں وہ اعظم شاہ کی خدمت میں چلا گیا تو کام بخش گلبرگہ میں آیا اور قلعہ پر تصرف کیا گیا اور سید جعفر کو قلعہ دار کیا۔ اور پھر قلعہ واکنکیرہ پر متوجہ ہوا جو عالمگیر کی وفات کے بعد پریا نایک کے قبضہ میں آگیا تھا۔ احسن خان نے قلعہ کا بیس پندرہ روز تک محاصرہ رکھا اور اوسکو تسخیر کر لیا قلعہ دار قلعہ چھوڑ کر ملک گیری میں مصروف ہوا تقرب خان اور احسن خان میں ہم چشمی کے سبب سوء مزاج باہم ہوا تقرب خان نے گلبرگہ کی قلعہ داری پر سید جعفر کی جگہ جو احسن خان کی تجویز سے ہوا تھا دوسرا آدمی بھیجا اوس نے عمل دخل نہ دیا کام بخش یہاں گلبرگہ میں آیا تو جعفر خان نے قلعہ کے حوالہ کرنے میں چند روز ایستادگی کی جسکے سبب سے احسن خان کی بدنامی ہوئی۔ گنج احسن خان ایک بازار تھا جسمیں محصول کی معافی کا قول دیکر رسد جمع ہوتی تھی تقرب خان نے کام بخش سے کہا کہ اس گنج احسن خان سے بازار شاہ گنج بادشاہی کی کساد بازاری ہوتی ہے تو کام بخش بازار احسن خان کی آبادی کا مانع ہوا تو احسن خان نے اپنے بازار کا جھنڈہ توڑ کے تقرب خان پاس بھیجدیا۔ کام بخش نے احسن خان کی تسلی کرکے قلعہ کرنول کی تسخیر کے لئے معین کیا۔ یہاں یوسف خان

فوجدار اور قلعہ دار تھا اور اپنے چھوٹے بیٹے کو بطور تورہ کے اوسکے ہمراہ کیا۔ یوسف خان نے احسن خان کو سرکار کے لئے تین لاکھ روپیہ دیکر راضی کیا۔ اور بلا کو سر پر سے ٹالا۔ پھر وہ ادہر کاٹ کی طرف ملک گیری کے لئے تعین ہوا اس ضلع کا داؤد خان افغان فوجدار تھا مگر احسن خان نے یہاں بڑی جان فشانی کی گو لشکر عسرت کے سبب فاقہ کی نوبت کھنچی باقی حال کام بخش کا اپنے محل پر بیان ہوگا + اعظم شاہ نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ کو اس شعر سے رونق دی ۔ ؎

سکہ زد درجہان بدولت جاہ   بادشاہ ممالک اعظم شاہ

اعظم شاہ کا احوال +

امرائے بادشاہی اور اکثر امیران ہمرکاب کی خلعت جواہر و اضافہ و وعدہ و عید لطف آمیز سے نوازش کی گئی۔ وسط ذی الحجہ میں جمدۃ الملک امیر الامرا اسد خان و ذو الفقار خان بہادر نصرت جنگ اور اور امرائے نامی جو بادشاہ مغفور کے رکاب میں تھے ان سب کو اعظم شاہ ہمراہ لیکر شاہ عالم کے مقابلہ کے قصد سے چلا محمد امین خان اور چین قلیچ خان مخاطب بہ خاندوران خان نے اعظم شاہ کے بعض وضع و سلوک سے افسردہ خاطر ہوکر ترک رفاقت کی اور اورنگ آباد میں وہ آگئے اور اکثر پرگنات پر قابض و متصرف ہوگئے +

شاہ عالم بہادر شاہ کا حال +

شاہ عالم پاس منعم خان کو بادشاہ مرحوم نے بھیجا تھا اسنے شاہزادہ کی خدمت میں ایسی رسوخیت بہم پہنچائی کہ شاہزادہ نے لاہور میں اپنی جاگیرات کی دیوانی بھی اوسکو عنایت کی جب عالمگیر کی علالت کی اشتداد کی خبر منعم خان کو معلوم ہوئی تو اوسنے باربردار و اسباب سفر مہیا کیا اور جنگ سلطانی کے لئے اونٹوں کی قطاریں اور توپ کشی کے لئے بیل اور ضروری محتاج براہ لاہور اور پشاور میں چھپے چھپے جمع کئے کہ بروقت کام آئیں پشاور میں ۲ ذی الحجہ کو بادشاہ کے مرنے کی خبر شاہ عالم کو معلوم ہوئی۔ وہ اوسی روز کوچ کی فکر میں ہوا۔ اور بہ امیروں اور تابعینوں کی طلب میں فرمان جاری کئے اور کوچ کیا۔ لاہور کے نزدیک منعم خان نے اٹھائیس لاکھ روپیہ لیکر شاہ عالم کی خدمت میں آیا۔ اور تسلیمات سلطنت بجالایا۔ شاہ عالم نے بھی اوسکو وزارت کی مبارکباد دی۔ سلخ محرم یا غرہ صفر کو نواح لاہور میں مقام کرکے اپنے خطبہ اور سکہ کا

حکم دیا اورامرا نذر نیاز کے ساتھ تسلیمات مبارکباد بجالائے شاہ عالم نے حکم دیا کہ روپیہ کے وزن مین نیم ماشہ بڑھاکر میرے نام کا سکہ لگایا جاے۔ مگر اربابِ طلب کی تنخواہ مین داد و ستد پہلے ہی سکے کے وزن کے موافق ہوتی تھی اسلیئے یہ سکہ رائج نہ ہوا۔ یہان اسکا بیٹا محمد معز الدین صوبہ دار ملتان بھی آگیا اور اس کو بست و پنجہزاری پانزدہ سوار کا منصب عنایت ہوا۔ اور محمد عظیم کی ہجدہ ہزاری پانزدہ سوار کا منصب غایبانہ عطا کیا اور اوسکو حکم دیا کہ وہ اکبرآباد مین بنگالہ سے آئے۔ بہت امیرون کو منصب عنایت کیئے اور خزانہ لاہور سے چالیس لاکھ روپیہ لیکر کوچ کیا سہرند مین اٹھائیس ۲۸ لاکھ روپیہ وزیر خان صاحب ارسہرند نے پیشکش مین دیئے شاہ عالم اواخر صفر مین شاہجہان آباد کے حوالی مین آیا۔ بادشاہزادہ محمد عظیم الشان بیس ہزار سوار لیکر محمد بیدار بخت کے پہنچنے سے پہلے اکبرآباد مین آگیا۔ اوسنے مختار خان صوبہ دار کو مغلوب بیدخل و محصور کرکے اسکا مال ضبط کیا۔ باقی خان قلعہ دار کو خزانون کی کنجیون کے سپرد کرنے کا حکم دیا۔ قلعہ دار نے خزانہ کے سپرد کرنے مین یہ عذر کیا کہ اگرچہ قلعہ اور خزانے دونو وارث تاج و تخت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جو پہلے آجائیگا اوسکو خزانے کی کنجیان اور قلعہ سپرد کرونگا +

جب شہزادہ کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ مختار خان قید ہوا اور باقی خان مطیع اور اکبرآباد تسخیر تو شاہ عالم نے شادیانے بجانے کا حکم دیا۔ شاہجہان آباد سے تیئس لاکھ روپیہ لیکر اوائل ربیع الاول مین اکبرآباد کی طرف کوچ کیا اور وسط ماہ مذکور مین وہ باغ دہرہ نواح اکبرآباد مین آگیا۔ باقی خان قلعہ دار نے قلعہ اور خزانون کی کنجیان۔ بادشاہ کی خدمت مین بھیجدین شاہجہان نے خزانہ مین یہان جو بائیس کروڑ روپیہ جمع کیا تھا جسمین سے مہم دکن مین اورنگزیب نے بہت روپیہ خرچ کیا بعد اس خرچ کے نو کروڑ روپیہ سواء طلا آلات و نقرہ غیر مسکوک کے باقی تھا ایک روایت یہ بھی ہے کہ تیرہ کروڑ روپیہ تھا اس مین اشرفی و روپیہ غریب نواز کہ سو تولہ سے پانچ سو تولہ تک مخصوص الانعام مسکوک سے تھا اور بارہ و تیرہ ماشی اشرفیان محمد اکبر شاہ کی بھی موجود تہین شاہ عالم نے حکم دیا کہ چار کروڑ کے

روپئے اشرفیان خزانہ سے نکالی جائیں۔ تین شاہزادون میں سے ہر ایک کو جو ہمرکاب تھے تین
تین لاکھ روپیہ دیا جائے۔ تین لاکھ روپیہ خان زمان بہادر کو مع پسرون کے اور ایک لاکھ روپیہ
سادات بارہ کو اور ایک لاکھ روپیہ آغر خان اور اوسکے ہمراہی مغلوں کو اور اسی طرح
اور بندہ ہاے بادشاہی کو جو ہمرکاب ہیں اور نوکران سابق کو آٹھ آٹھ مہینہ کی طلب اور
نئے ملازمون کو دو دو ماہہ اور توپخانہ اور تمام کارخانون کے ملازمون اور خدمۃ محل کو سہ سہ ماہہ
دیا جائے اور ایسے ارباب طلب اور صاحب یا صنعت درویشون کو بہت روپیہ دیا گیا۔ یون
دو کروڑ روپیہ تقسیم کیا گیا۔ خان زمان کو پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب ملا اور وزارت حوالہ کی
اور صاحب السیف والقلم وزیر با فرہنگ جملۃ الملک بہادر ظفر جنگ کا خطاب دیا۔ فوج کا ہراول
مقرر کیا اور فوج بندی کی ترتیب دی۔ جرانغار و برانغار و التمش و قول و چنداول مین
امراے کارزار نامور مقرر کئے۔ آغر خان کو قراول مقرر کیا۔ بادشاہزادہ محمد عظیم آٹھ نو کروڑ
روپیہ اور ایک قول کے موافق گیارہ کروڑ روپیہ صوبہ بنگالہ کا زر فراہم شدہ ساتھ لایا تھا
اوسنے تیس ہزار سوار کی موجودات باپ کو دکھائی۔ قیاسًا اسی ہزار سوار تھے +

محمد اعظم شاہ توپخانہ اور پینتیس ہزار سوار موجودی کہ بحساب فوج بندی انکی نوے
ہزار سوار ہوتے ہین ہمراہ لیکر بھائی سے لڑنے چلا۔ اگرچہ وہ عطاے اضافہ و ترقی مراتب اور
اور عنایات سے امرا کا جذب قلوب کرتا تھا لیکن تقسیم دادنی و طلب سپاہ و عطاے مساعدہ
و انعام نقد مین بسبب خزانہ کی قلت کے امساک کو کار فرما ہوتا۔ اوسکو اپنی بہادری کا غرور
اتنا تھا کہ وہ عدم احتیاج لشکر اور طرف ثانی کی نامردی کے باب مین کلمات درشت
زبان پر لاتا تھا۔ فی الحقیقت اسقدر خزانہ بھی اس پاس نہ تھا کہ وہ کشادہ پیشانی سے
خرچ کرتا۔ علاوہ اسکے درشت گوئی اور کج خلقی کا بدلہ سکا ایسا تھا کہ جس سے ہمراہیون کی پریشانی
خاطر اور دل افسردگی ہوتی۔ محمد اعظم گوالیار مین آیا۔ یہان اوس کو معلوم ہوا کہ شاہ عالم اور
محمد عظیم بڑے لشکر کے ساتھ اکبرآباد مین موجود ہین۔ اپنی سگی بہن زیب النسا بیگم اور فضول
اسباب کو قلعہ گوالیار مین چھوڑا۔ کچھہ روپیہ سپاہ مین تقسیم کیا اور شاہزادہ بیدار بخت کو ہراول کیا

اور پچیس ہزار سوار لیکر اکبر آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ کہتے ہین کہ محمد اعظم کے ساتھ پچاس ہزار سوار
تھے لیکن یہان خزانہ کی تنگی کے سبب سے سپاہیون کے زر دینے مین امساک ہوتا تھا اور
طرف ثانی مین زرپاشی اور گنج بخشی کی شہرت تھی اکثر سپاہ اور ہمت دار با نام و نشان متفرق ہوکر
شاہزادہ محمد عظیم الشان کی طرف چلے گئے۔ کہتے ہین کہ محمد اعظم شاہ کے گوالیار
مین آنے کی خبر جب شاہ عالم کو ہوئی اوسنے بھائی پاس یہ نامہ نصیحت آمیز بھیجا کہ پدر بزرگوار
نے اپنے خط مبارک سے وصیت نامہ تقسیم ملک کے باب مین لکھا ہے کہ دکن کے کل چھ صوبون
مین چار صوبے مع صوبہ احمد آباد کے تم کو دئے جائین انکے سوا مین ایک دو اور صوبے
تمہاری تواضع کرتا ہون اور یہ نہین چاہتا کہ مسلمانون کی خون ریزی ہو۔ اہل اسلام
نزدیک ایک مسلمان کے ناحق خون کے کفارہ مین خراج ملکی دیت تو اوسکی تلافی نہین ہوسکتی
باپ کی وصیت کے موافق راضی ہوکر فساد و آشوب کے دفع مین کوشش کرو اور یہ بھی کہتے ہین
کہ اوسنے یہ پیغام دیا کہ اگر زیادہ طلبی اور بے انصافی سے ہاتھ نہ اوٹھاؤ گے اور باپ کے
ارشاد کے موافق جو خداوند مجازی ہے اور جس نے خداوند حقیقی کے حکم کے موافق وصیت
کی ہے اوسپر راضی نہو گے اور اپنی شجاعت و تہوری کے اظہار کے لئے شمشیر خلاف
غلاف سے نکالوگے تو کیا لازم ہے کہ ملک فانی کے لئے جسپر باہم نزاع ہے ہم تم اپنی
شامت سے ایک عالم کو زیر تیغ لائین بہتر یہ ہے کہ ہم تم بنفس واحد میدان معین مین
مقابلہ مین آئین ع + بہ بینیم کرا بلندی گراست + بادشاہ حقیقی کسکی اعانت کرتا
ہے۔ تم اپنی تلوار کے مقابل مین کسی دوسرے کی حقیقت نہین سمجھتے تمہارے لئے اس
کارزار مین فائدہ ہے۔ پھر دیکھئے واہب منت کسکی یاوری کرے +

محمد اعظم کی شجاعت مشہور تھی۔ شاہ عالم تا مقدور جنگ مین اقدام نہین کرتا تھا اور
مسلمانون کی خونریزی پر راضی نہین ہوتا تھا۔ لیکن دشمن کے ساتھ کارزار و مقابلہ مین
اوسکی استقامت اور حوصلہ مین خلل نہین پڑتا تھا۔ کبھی کبھی وہ یہ کہا کرتا تھا کہ ہمارا
بھائی شجاعت و پردلی مین ایسا غرہ رکھتا ہے کہ شاید حملۂ اول مین تیز جلوی سے

اپنے تئیں تہلکہ میں ڈالے اور غالب ہے کہ اپنے غرور کی وجہ سے آرزوئے سلطنت اپنے ساتھ لے جائے غرض جب بڑے بھائی کا یہ نامہ و پیغام اعظم شاہ پاس بھیجا تو برآشفتہ ہوکر اوسنے کہا کہ اس عقل و ہوش باختہ نے گلستان بھی نہیں پڑھی ہے جس میں شیخ سعدی شیرازی نے لکھا ہے کہ دو پادشاہ در اقلیمے نگنجند و دہ درویش در گلیمے بخسپند اور آستین چڑھا کر یہ شعر پڑھا + بیت +

چو فردا برآید بلند آفتاب من و گرز و میدان و افراسیاب

جب بہادر شاہ کے جاسوسوں نے خبر دی کہ محمد اعظم شاہ کی فوج کا ہراول آب چنبل پر جو اکبر آباد سے اٹھارہ کوس ہے آگیا ہے اور وہ اس دریا پر تصرف کرنا چاہتا ہے تو اوسنے حکم دیا کہ خانہ زاد خان و صف شکن خان داروغہ توپخانہ اور آغر خان قراول جا کر سعیر آئینہ تصرف کریں اور دشمن کی فوج کو دریا سے نہ اترنے دیں۔ ان دنوں میں شاہ عالم سے عرض ہوا کہ محمد اعظم شاہ چاہتا ہے کہ سموگڈہ کی طرف کے گھاٹ سے اُتر کر آئے اور اکبر آباد کو پشت کی طرف چھوڑ کر مقابلہ کرے شاہ عالم نے حکم دیا کہ سرائے جاجو کے نزدیک پیش خیمہ کھڑا کیا جائے۔ رستم دل خان اور دو تین میروں کو مقرر کیا کہ غنیم کی فوج کی خبر متواتر پہنچاتے رہیں اور آپ شکار کے لئے سوار ہوا۔ شاہزادہ محمد عظیم کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ مستعد جنگ رہے اور فوج خصم کے ساتھ مقابلہ میں مشغول ہو خان زمان کو مامور کیا کہ فوج بندی میں مشغول ہوا ور ہر وقت محمد عظیم کی کمک کرے اور ایسی باقی تین شاہزادوں کو جرانغار و برانغار و التمش مقرر کیا۔ اور ہر ایک کو ایک ایک طرف بھیجا کہ وہ فوج خصم سے کارزار کے لئے مستعد رہے محمد اعظم نے اپنی فوج کی آرایش کی اور از راہ تہوری جیسے شیر غران گوسفندوں کے گلہ کی طرف جاتا ہے وہ شاہ عالم کی فوج کی طرف چلا۔ شاہزادہ بیدار بخت نے سبقت کرکے پیش خانہ بہادر شاہی پر حملہ کیا اور اوس کو آگ لگا کے جلا دیا تھوڑی سی فوج جو مقابل آئی اوسکو ہزیمت دی عظیم الشان کہ مقدمۃ الجیش پر تھا وہ کچھ آگے چلا اور باپ کا انتظار کیا جو شکار افگنی میں مشغول تھا

جب باپ کو یہ خبر ہوئی تو وہ مع شاہزادہ محمد معزالدین اور تمام ارکان دولت کے ساتھ اپنے فرزند کی مدد کو آیا۔ مخالفون کے دفع کرنے مین جرأت کی۔ اعظم شاہ نے بڑے بیٹے بیدار بخت کو مقدمۃ الجیش بنایا اور بادشاہزادہ والاجاہ کو دست راست پہ تعین کیا۔ شاہزادہ عالی تبار کو کہ خردسال تھا اپنے ساتھ ہاتھی پہ بٹھایا۔ مقدر یہی تھا کہ ہندوستان کی سلطنت بہادر شاہ کو نصیب ہو۔ اس اثنا مین ایسی تند ہوا اعظم شاہ کی فوج کے منہ پر اور مخالف کی پشت پر چلنی شروع ہوئی کہ بادِ عاد کو یاد دلاتی تھی۔ ذوالفقار خان نصرت جنگ نے ازراہ دولتخواہی عرض کیا کہ اب دوپہر ہوگئی اور ہوا بھی تند چل رہی ہے اور آصف الدولہ اسد خان اور آتشخانہ قدرے گران گو لیا رہین پس اس صورت مین جنگ مین قدم رکھنا صلاح وقت نہین ہے اور اسی غلبہ کو کہ خصم کے پیش خیمہ کو جلا دیا ہے اور آدمی کو منہزم کیا ہے فتح سمجھ کر اپنے خیمہ پر نزول فرمائین کہ کل لشکر اور اسباب آ جائیگا خاطر جمع سے مخالف پہ تاخت کرینگے اعظم شاہ کو شجاعت اور رفقائے قدیم پر ایسا تکیہ تھا کہ وہ اوسکے جواب پر ملتفت نہین ہوا اور جب دوبارہ اوسنے کہا تو خشونت سے یہ جواب دیا کہ بہادر جی تم اپنی جان بچا کر جہان چاہو چلے جاؤ ہم تو اس گل زمین سے ہل نہین سکتے۔ بادشاہون کے لئے تخت ہے یا تختہ سپہ سالار نے کہا کہ جب حضور بندہ کی سنتے نہین تو مین رخصت ہوتا ہون اعظم شاہ نے اوسکی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ذوالفقار خان اپنے باپ آصف الدولہ اسد خان پاس جو جنگاہ مین پیچھے تھا چلا گیا۔ اعظم شاہ نے اپنی پہلی طرح ستیز و آویزش مین اصرار کیا دوڑتا ہوا دشمن پر چڑھا مقابلہ سے مقاتلہ پر نوبت آئی طرفین کے بہادرون نے مردی اور مردانگی کی داد دی لیکن مقابل کی ہوائی شدت نے اور گرد و غبار کی کثرت نے عرصہ کارزار کو آدمیون کی آنکھون مین ایسا تیرہ و تاریک کیا کہ قریب بھی حریف و رفیق مین تمیز نہین ہوتی تھی جو تیر اعظم شاہ کے لشکر سے آتا تھا وہ ہوا کی مدد سے محمد معظم کے لشکر کے زرہ و بکتر کے پار جاتا تھا اور سنگ ریزہ جو باد صرصر سے اڑ کر اس لشکر مین آتا تھا وہ چھرّہ کی طرح چہرہ پر لگتا تھا اور برخلاف اسکے بان و تیر و گولہ لشکر محمد اعظم شاہ

سے پھیکا جاتا تھا ہوا کی مخالفت سے فوج خصم مین پہنچتا ہی نہ تھا چند قدم چلکر زمین پر گر پڑتا
تھا - اس گرد و باد نے اعظم شاہ کے لشکر کی آنکھون کے آگے جہان کو سیاہ کردیا تھا
باوجود شاہ عالم کی فوج کے غلبہ کے اولاد تعلیمہ مین محمد اعظم شاہ کے حملہ ہای رستمانہ کارنامہ
بہادری پر زخمہای کاری سے سکہ و مُہر ختم بہادری کو لگایا - ایسی کوشش کی کہ
آج کے دن تک یہہ جنگ ہندوستان مین بہت عظمت کے ساتھہ مشہور ہے - اس
اثنا مین منور خان بہادر اور خان عالم بہادر دکھنی نے کہ اپنے قوم کے رئیس اور شجاعت
و قوت مین جمہور مین مشہور تھے یہ کہا کہ ہم میدان رزم کو مجلس شادی اور بزم کتخدائی
جانتے ہین اور لباس زرتار پہنتے ہین ہمارے پانچہزار سوار اپنے سردارون کے
اتباع سے دستار زرتار بادلہ سر پر پہنے ہوئے اپنی خون فشانی پر اور اعدا کی جانستانی
پر مستعد ہو رہے ہین - اعظم شاہ پاس آن کر اونھون نے عرض کیا کہ ہمکو سواری اسپ کا
حکم ہو کہ ہم اپنے ہمراہیون کو لے جاکر میدان داری کی راہ و رسم اور گھوڑون کی جولانی اور
اعدا کی جان ستانی اور ولی نعمت کی راہ مین سربازی دوست دشمن کو دکھلائین
اعظم اونکے مخالفون کی بدگوئی کے سبب سے اونکی طرف بدگمان تھا اوس نے قبول نہین کیا
اوس نے اونکو ہاتھیون پر جنپر فیلبان سرکاری مقرر تھے بٹھا رکھا مجبور سواری فیل
مع ہمراہیون کے لشکر محمد عظیم کے ہراول سے لڑے حسین علی خان وغیرہ اولاد سید میان مخاطب
عبد اللہ خان اپنی جمعیت کے ساتھہ اونکے روبرو آئے - خانعالم کے بہت رفیق کشتہ
و زخمی ہوئے حسن علیخان اور اوسکے بھائی اور اکثر ملازم زخمہای کاری اٹھا کر خاک و خون
مین غلطان ہوئے - خانعالم چند آدمیون کے ساتھہ عظیم الشان کے ہاتھی کے مقابل پہنچا اور نیزہ
جسکو ہند مین بلم کہتے ہین ایسا مارا کہ اوسکی انی ہاتھی کے ہودہ کے پیچھے کے تختہ کے پار
ہوئی عظیم الشان پہلو تہی کر کے بچ گیا - خان عالم کو عظیم الشان کے رفقا نے مار ڈالا
اس حال مین بیدار بخت جو اعظم شاہ کا مقدمۃ الجیش تھا اس جہان فانی سے گذرا اور اوسکے
بعد والاجاہ بھی عالم جاودانی کو دوڑا - اعظم شاہ نے اپنے بیٹون کے مرنے کی خبر سنکر

علی الخصوص بیدار بخت کی جسکو وہ بہت ہی عزیز رکھتا تھا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی
اور کہا کہ اب مجھے زندگی و فتح درکار نہیں ہے پھر ہاتھی کو بھائی کے ہاتھی کے مقابل لاؤ
دوسری طرف سے کماندار اعظم شاہ تیر اندازی کیا کرتے تھے مینہ برساتے تھے اس سبب سے اعظم شاہ
کے اکثر ملازم مقتول و مجروح ہوئے - باوجود اسکے اعظم شاہ اپنی شجاعت و استقلال کو نہیں
چھوڑتا تھا - مخالف کے سر پر حملہ آور تھا - اور بڑی جرأت سے تیر چھوڑتا تھا اور شاہزادہ
عالی تبار کو کہ ہمراہ تھا شفقت اور مہربانی سے سپر کے نیچے سلار رکھا تھا - ڈیڑھ گھنٹہ دن سے
کم دن باقی تھا کہ اعظم شاہ کے رفقاے معتبر مثل امان اللہ خان و قطب خان و تربیت خان
و منور خان و راجہ رام سنگہ و راجہ دلیپ سنگہ وغیرہ کشتہ ہوئے اور اعظم شاہ کے
لشکر کو شکست فاش ہوئی اور وہ خود بھی زخموں سے چور رہا اسکرات کی حالت میں گرفتار
تھا کہ رستم دل خان نے اعظم شاہ کے ہاتھی پہ سوار ہو کر اوسکا سر جدا کیا -

جب رستم علی خان محمد اعظم کا سر بہادر شاہ پاس لایا تو اوسکو اپنے دامن سے نکال کر
اوس کے رخسارہ خون آلود پر غضب سے چلتہ بھرا - اور شاہ عالم کے ہاتھی کے پاؤن تلے ڈالدیا -
اور مبارکباد دی - بہادر شاہ نے اوسکی طرف تند نگاہ سے دیکھا اور آنکھوں میں آنسو
بھر آئے پیچھے چاروں شاہزادے و خان خانان مع بیٹوں اور امیروں کے دست و زبان
سے تہنیت فتح بجا لائے - آصف الدولہ اور اوسکے بیٹے ذوالفقار خان کے ہاتھ دستار
سے بندھے ہوئے تھے - بہادر شاہ نے مہربانی کرکے آگے بلایا اور خود اپنی جگہ سے اٹھکر
آصف الدولہ کے دست بستہ اپنے ہاتھ سے کھولے اور ذوالفقار کے ہاتھ اپنے بیٹے معزالدین
سے کھلوائے - پدر اور پسر کی تسلی خاطر کی خلعت ملبوس خاص عنایت کیا آصف الدولہ
اسد خان سے معانقہ کیا بیٹھنے کی اجازت دی منصب ہزاری ہفت ہزار سوار دیا - اور
اجازت دی کہ اوسکی سواری کی پالکی غسلخانہ کے دروازہ تک وہان آیا کرے جہاں شاہزادہ
کی پالکی آتی ہے اور حضور کے روبرو وہ اپنی نوبت بجوائی - اور وکالت کل کا عہدہ جلیل القدر
عنایت کیا منعم خان نے خطاب جملۃ الملک اور وزارت اعظم کا عہدہ پایا - اور اکبر آباد کی صوبہ داری

بہادر شاہ کی سلطنت کا استقلال ہونا +

ضمیمۂ وزارت ہوئی۔ اور حکم ہوا کہ وہ کچہری مین آصف الدولہ کے داہنی طرف بیٹھا کرے اور کاغذات مین اپنی مہر آصف الدولہ کی مہر کے نیچے لگایا کرے +

شاہزادہ عالی تبار پر ترحم کیا اور دوام الحیات اپنے بیٹون کی طرح رکھا اور عزت واحترام کے ساتھہ مطلق العنان کیا بیٹون نے مصلحتاً ممانعت کی تو جواب دیا کہ اگر سلطنت کے لئے اندیشۂ دشمنی ہے تو تم میرے بڑے دشمن ہو اور وہ میری سلامتی کا خواہان ہے +

شاہ عالم نے ایک مختصر ساخیمہ کھڑا کیا۔ اور دو رکعت نماز شکر ادا کی۔ سپہر عالی تبار اور محمد بیدار بخت کے بیٹون بیدار دل وغیرہ کو بلایا اور سب کو گلے لگایا پدرانہ دست شفقت اونکے سر پر رکھا اور فرزندون کی طرح پالنے کا مژدہ اونکو سنایا۔ پردگیان مغموم کو پیغام تسلی دیا و پرسہ ماتم کیا۔ خانخانان کو گلے لگایا اور فرمایا کہ جو کچھہ مجھکو ملا وہ آپکی سعی و تردد و جان فشانی سے ہاتھہ آیا۔ حکم دیا کہ محمد اعظم اور بیدار بخت اور والا جاہ کی لاشون کو غسل وکفن کے بعد ہمایون کے مقبرہ مین مدفون کرین۔ دوسرے روز خان خانان کی عیادت کو جسکے زخم لگا تھا تشریف لے گیا اور اوسکو خانخان بہادر ظفر جنگ یار وفادار سے مخاطب کیا۔ ایک کروڑ روپیہ نقد وجنس انعام دیا کہ ابتداء عہد تیموریہ سے کسی بادشاہ نے کسی امیر کے ساتھہ ایسی رعایت وبخشش نہین کی اور ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب دیا خانخانان نے جو دس لاکھہ روپیہ کی پیشکش دی تھی اس مین سے ایک لاکھہ روپیہ نقد وجنس قبول کیا اور منعم خان پسر کلان خانخانان کو خان زمان بہادر سے مخاطب کیا پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب ودر بخشی سوم کا خلعت دیا۔ اور چھوٹے بیٹے کو خانہ زاد خان بہادر کا خطاب دیا۔ اور چار ہزاری سہ ہزار سوار کا منصب دیا۔ اور چارون شاہزادون مین سے ہر ایک کو سی ہزاری ہشت ہزار سوار کا منصب دیا محمد معز الدین سب سے بڑے بیٹے کو جہاندار شاہ کا اور محمد عظیم کو عظیم الشان بہادر اور رفیع القدر کو رفیع الشان اور خجستہ اختر کو جہان شاہ بہادر کا خطاب دیا +

بہادر شاہ کی فتح کی اور محمد اعظم شاہ کے کشتہ ہونے کی خبر جب گوالیار مین آئی تو

خیمے خیمے مین ایک ماتم حشر برپا ہوا اسامیر الامرا اسد خان نے اعظم شاہ کی سگی بہن زیب النسا بیگم کی خدمت مین جاکر تعزیت کی مراسم ادا کین۔ اور اوسکو اور سب کارخانون کو لیکر گوالیار سے بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ زیب النسا بھائی کے ماتم کا لباس پہنے رہی اور آداب تہنیت نہین بجالائی۔ یہ امر بادشاہ کو ناگوار تو ہوا مگر چشم پوشی کی اور بیگم کا سالیانہ مقرر مضاعف کیا اور خدمہ محل محمد اعظم مین سے ہر ایک کا ذاخور حال یومیہ مقرر ہوا۔ اور شاہجہان آباد روانہ کیا۔ بہادر شاہ نے عہد کیا تہا کہ اگر خدا اوسکو بادشاہی دے گا تو وہ کسی سائل کا سوال نہین رد کرے گا۔ اوسنے چہوٹے بڑے لاکہون روپیہ کے انعام سے اور بڑے بڑے وظیفون سے اور ہر ایک سے چند و چہار چند کرنے سے اور جواہر و فیل کے عطاء سے کام روا کیا۔ اوسنے منعم خان کو مامور اور مختار کیا تہا کہ ہر کام کے حسن و قبح کو سمجھہ کر انتظام سلطنت کے لئے جو بہتر جانے وہ عمل مین لائے۔ اوسکے عہد مین عمدہ خطاب و مناصب عظیمہ مبتذل ہوگئے۔ اور ہر کس و ناکس کو ملنے لگے انکا اعتبار جاتا رہا۔

ایک نقل دل لگی کی مشہور ہے کہ کسی ہیشکار نے داروغہ کی معرفت رائی کی درخواست کی عظیم الشان کی طرف سے صاحب سخط تھا اوس نے توقیع کیا کہ خانی بہر خانہ رائی در سر بازار بپاس خاطر شما این گیدی ہم رائے باشد۔ اسکا خطاب گیدی رائے مشہور ہو گیا جسکے سبب سے وہ بڑا جز بز ہوا پیش کش مین روپیہ دیکر اس فضیحت سے رستگاری چاہتا تہا لیکن کچہہ فائدہ نہ ہوا مرتے دم تک یہی خطاب رہا +

ہم پہلے لکہہ چکے ہین کہ بادشاہ نے اسد خان کو وکیل مطلق اور منعم خان کو وزیر مقرر کیا پہلے بادشاہون کے زمانہ مین وکیل مطلق کو وزیر کے عزل و نصب کا اختیار ہوتا تہا اور ارکان سلطنت وکیل کے قبضہ اقتدار مین ہوتے تہے بعض چند بکثیہ مفتریون نے خلوت مین بادشاہ کی خاطر نشان کیا کہ اعظم شاہ کا رفیق شفیق اور مصلحت مین شریک امیر الامرا تہا تو اوسکے جواب مین بادشاہ نے فرمایا کہ اگر کہین میرے بیٹے بہی ہوتے تو تقاضاء مصلحت یہ تہا کہ اپنے عمو کی رفاقت کرتے +

امیر الامرا اسد خان اور وزیر کا عروج +

گو اسد خان وکیل اور منعم خان وزیر تھا مگر ان دونوں میں مراتب وکالت اور وزارت کے تعلقات
نبھے نہیں چاہیئے تھا کہ آصف الدولہ جب دیوان کرتا تو خان خانان اور امرا کے دستور
کے موافق آنکر مجرا کرتا اور کھڑے ہو کر کاغذوں پر دستخط کرتا۔ ایسا کرنا منعم خان کو ناگوار
تھا آصف الدولہ عیش و آرام طلب تھا اور عالمگیر کے سفر دائمی سے زندگانی کی لذات
سے متمتع نہیں ہوتا تھا تو مصلحت یہ ٹھیری کہ پدر کی نیابت وکالت صمصام الدولہ سرانجام
دے اور آصف الدولہ نواب بادشاہ بیگم کو اپنے ساتھ لے کر دار الخلافہ شاہجہان آباد
کو جائے اور ایام پیرانہ سالی کو بغیر سفر دائمی کے حرج کے فراغ خاطر سے بسر کرے۔
آصف الدولہ کی مہر پر دائرہ وثنا دمالی و ملکی پر مہر وزارت کے بعد لگتی تھی مگر اس کے
سواء کوئی دخل مور سلطنت میں اصلا نہ تھا۔ خان خانان نے خدمت وزارت کو بہت
نیک نامی اور نیک نفسی و بے طمعی و استقلال سے سرانجام دیا۔ اجرائے کار خلق میں اس
مرتبہ کوشش کی کہ دیوان میں بیٹھنے کے وقت سر اول تعین کرتے کہ آج کے ارباب حاجات
کے کاغذ اور دستخط دوسرے روز کے لئے باقی نہ رہیں اوسنے بڑی نیکنامی اور ثواب
عظیم یہ حاصل کیا کہ اورنگزیب کے عہد میں اختہ بیگی اور متصدیوں نے یہ مقرر کر رکھا تھا
کہ خوراک دواب کا سرانجام کرنا منصبداروں کے ذمے لازمی تھا منصبداروں کا
حال یہ تھا کہ مشکل سے ونکو روٹی ملتی تھی۔ یک نار صد بیمار بادشاہ نے خود ونکے لئے دستخط
کئے تھے جب اونکے وکیل ون کو متصدی کر کے خرچ دواب طلب کرتے تھے تو وہ بادشاہ سے
فریاد کرتے تھے تو داروغہ فیلخانہ اور اختہ بیگی بادشاہ سے ایسی باتیں بنا دیتے تھے کہ وہ
اونکی سنتا نہ تھا۔ اس بدعت سے یہاں تک نوبت آئی کہ وکیل وکالت سے استعفا دینے لگے
شاہ عالم کے عہد میں خانخانان نے یہ مقرر کیا کہ تنخواہ (نقد) جاگیر کے منصبداروں کو دیجائے
اور دواب کی خوراک کے دام جاگیر کی کل آمدنی میں سے منہا کئے جائے اور باقی کو
تنخواہ میں محسوب کیجیں۔ اس صورت میں دواب کا کسالہ منصبداروں کے سر سے اٹھ گیا
فی الحقیقت خوراک دواب کے معاف ہونے کا حکم ہو گیا +

خان خانان کے مزاج مین تصوف غالب تھا علم سے بھی بہرہ تھا اوس نے ایک کتاب
علم سلوک اور تصوف مین تالیف کی اوسکا نام الہامیہ رکھا بعض مقدمات و فقرات
اوسکے متکلمین کے نزدیک شرع کے خلاف تھے +

خافی خان لکھتا ہے کہ بادشاہ نے حکم دیا کہ روپیہ و اشرفی کے سکہ مین نظم نہ ہو نثر عبارت
مین شاہ عالم بادشاہ اور نام بلدہ لکھا جائے اور خطبہ مین حکم دیا کہ نام نامی شاہ عالم لفظ سید
کے ساتھ پڑھا جائے - اگرچہ ازروئے تاریخ ابتداء سلسلہ صاحبقران سے بلکہ شروع
سلطنت غوریون سے اسم سیادت بادشاہان سابق مین سے کسی کے نام کے ساتھ خطبہ میں
اور حسب و نسب کے ذکر مین ثابت نہین ہوا ہان خضر خان جب وہ دہلی کی سلطنت پر کامیاب
ہوا تو روایت ضعیف کی دلیل سے اوسکے عہد کے مورخون نے اوس کو سید بنایا
مگر اوسکے جد و آباء کی اصل اور اونکی اسم ملک سے اوسکی قوم افغان معلوم ہوتی - اس
مورخ کے نزدیک خضر خان سید نہ تھا لیکن بہادر شاہ نے ایک اور ہی دلیل سے اپنے
تئین سید بنایا - اگرچہ اس مین اختلاف اقوال سنا گیا لیکن حاصل کلام مجمل خامہ صدق بیان
کرتا ہے کہ سید میر حضرت غوث الاعظم کی اولاد میں تھا اور جد مادری کے ملک اور پہاڑون
مین جو توابع کشمیر سے تھے گوشہ نشین ہو اتھا - راجہ کشمیر اوسکا مرید و معتقد ہوا اپنی بیٹی کو
سید شاہ میر کی خدمت مین بھیجا سید نے اوسکو مسلمان کر کے نکاح کیا - اوس سے ایک بیٹی
اور ایک بیٹا پیدا ہوا سید بیت اللہ چلا گیا پھر اوسکا کچھ پتا نہ لگا کہ کیا ہوا - اسی پہاڑ
مین اوسکی اولاد کی پرورش مین راجہ نے بھی کوشش کی - اہل اسلام سے اونکو پیوند ہو گیا
جب شاہجہان نے راجہ سے اوسکی لڑکی کی باج و خراج کے ساتھ درخواست کی تو راجہ
نے اوسی سید کی دختر کو کہ حسن صورت و سیرت و ذکا مین موصوف تھی تحفہ و پیشکش کو
اوسکا جہیز بنا کے روانہ کیا - شاہجہان نے معلم اور ادب دان مغلانیان اوسکے واسطے
مقرر کین اور زبانون سے آشنا کیا - اور شاہزادہ اورنگ زیب نے اوس کا نکاح کیا - نواب
بائی بیگم اوسکا خطاب ہوا - اوسکے بطن سے شاہ عالم بہادر شاہ پیدا ہوا - اس بیگم میں

[illegible] +

طرح طرح کی خوبیان اور وصف تھی اور سرا سے فردا پور وسط سرحد خاندیس مین کہ پاے
تخت مین واقع ہے اوسکو جاگیر ملی تھی۔ اورنگ آباد مین بائی جی پورہ اوسکا آباد کیا ہوا ہے
پس اس صورت سے شاہ عالم کی سیادت مان کی طرف سے ثابت ہوتی ہے

اکبر آباد مین ۱۱۱۹ھ مین سلخ رجب کو بادشاہ کا وزن قمری ہوا

بادشاہ نے اودے پور جودھپور کی طرف کوچ کیا صوبہ اجمیر و پرگنات و اطراف جودھپور کے
اخبار نویسون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ راجہ اجیت سنگہ پسر راجہ جسونت سنگہ جو درگاداس کے
بہکانے سے اورنگ زیب سے برگشتہ ہو گیا تھا اوس نے بادشاہ کے مرنے کے بعد از سر نو
نافرمانی اور سرکشی کا طریقہ اختیار کیا مسلمانون کو ایذا پہنچائی اور گاؤکشی کو منع کیا اذان
دینے کی ممانعت کی۔ اُن مساجد کو ڈھا دیا جو اورنگ زیب کے عہد مین بت خانون کو مسمار
کرکے بنی تھین اور اپنے نئے نئے معبد خانے بنانے شروع کئے۔ رانا سے اودیپور کی
فوج اور اپنے خسر جے سنگہ راجہ کی رفاقت کے زورون سے ایسا مغرور ہوا کہ قبل از
فتح اور بعد از جلوس بادشاہ پاس نہ آیا۔ اسلئے شعبان ۱۱۱۹ھ راجپوتون کی گوشمالی پر بادشاہ متوجہ
ہوا اور اسیر وطن جے سنگہ کی راہ سے منزل پیما ہوا۔ اجمیر اور چتوڑ کے درمیان خیمہ زن ہوا کہ
رمضان شریف آگیا مقامات کا حکم دیا۔ راجپوتانہ پامال و غارت کرنے کے لئے فوج کو
بسر فوجی شاہزادہ عظیم الشان اور ہراولی عمدۃ الملک خانخانان بہادر و صمصام الدولہ مقرر
کیا جب لشکر شاہی نے ملک و مال و جان و عیال کی خرابی بہت کی اور راجپوتون اور
رعایا کے زن و فرزند کو اسیر کیا اور آباد قصبات و دہات کو جلایا لوٹا کھسوٹا تو راجپوتون کے
صاحب فوج سردار مال و عیال و اطفال کے ساتھ دشوار گذار پہاڑون مین داخل ہوئے
جو اشجار خاردار سے پٹے تھے۔ اجیت سنگہ اور اوسکے معاونون نے جانا کہ جان کی سلامتی
اور مال و عیال کی امان انقیاد اور اطاعت مین ہے تو اونھون نے خان خانان اور اوسکے
بیٹے خان زمان کی طرف رجوع کی اپنی عاجزی ظاہر کرکے امان چاہی اور عبودیت قبول
کی اور پیغام دیا کہ خان زمان و قاضی القضات قاضی خان جودھپور مین آنکر مساجد کی تعمیر

جلوس سال اول رجب ۱۱۱۹ لغایت سنہ ۱۱۲۰ و دوسرا جلوس +

اور بتخانون کی تخریب اور احکام شرعی کا اجرا کرین نمازین پڑھین اذانین دین گائیں
ذبح کرین ارباب عدالت کو تعین کرین جزیہ کے احکام مقرر کرین اور ہمارے اعمال کو معاف
کرین اور جودہ پور اور اوسکے اطراف کے معمورون مین ارباب عدالت قاضی و مفتی اور
مساجد مین امام و موذن مقرر کرین اجیت سنگہ و جے سنگہ باتفاق درگاداس بادشاہ پاس
آئے اونکے قصور معاف ہوکر خلعت و فیل و شمشیر و پدم عنایت ہوئے +

۱۸ ذی الحجہ کو جلوس کے سال دوم کا جشن بڑی دہوم دہام سے ہوا - بادشاہ نے
فرمایا کہ محمد کام بخش کو نامۂ محبت افزا اور فرمان نصیحت و تسلی آمیز اس مضمون کا لکھا جائے
کہ پدر بزرگوار نے صوبہ بیجاپور کی حکومت تم کو دی تھی ہم برادر عالی قدر کو دو صوبون بیجاپور اور
حیدرآباد کو مع انکے کل توابع و لواحق کے دیتے ہین بشرطیکہ فرمانروایان سابق دکن کے دستور کے
موافق ہمارا سکہ اور خطبہ جاری کرو اور زمان قدیم سے ان دو صوبون کے حکام جو پیشکش سرکار
شاہی میں داخل کرتے تھے وہ بھی تورا الیصار کو معاف کرتے ہیں چاہئے کہ اس رعایت و
عنایت کا شکریہ دل اور زبان سے ادا کرو اور طریقہ سلوک و عدالت پدری و داد گستری اپنے
باپ دادا کے رویہ کے موافق رعایا و ضعفا و کافۂ انام کے لئے جاری رکھو اور سرکشون
کی تنبیہ اور راہ زنون اور ظالمون کا اخراج پیش نہاد خاطر رکھو - حافظ محمد مفتی مخاطب
بہ معتبر خان کو یہ خط دیا گیا - بادشاہ اواخر ذی الحجہ مین اجمیر کو چلا +

کام بخش کا حال کچہہ بیان کیا جاتا ہے کہ احسن خان عرف میر ملنگ کے حق مین مدعی
بادشاہ سے باتین لگاتے رہتے تھے جس سے بادشاہ کی توجہ اوسکی طرف کم ہوتی جاتی تھی
اور وہ خفیف ہوتا جاتا تھا مگر وہ سوا طریقہ فدویت و خیر خواہی کے کوئی اور ارادہ نہ
کرتا تھا - وہ گولکنڈہ اور حیدرآباد کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا - حیدرآباد سے تین چار منزل
پر پہنچکر رستم دل خان صوبہ دار حیدرآباد سے نامہ پیغام التیام افزا سے اور قلعہ گولکنڈہ
کے حوالہ کرنے میں رسل و رسائل بہیجے قلعہ دار نے بہادر شاہ کے فرمان کا عذر کرکے قلعہ سپرد نہ کیا
مگر رستم دل خان چار پانچ ہزار سوار لیکر کام بخش پاس آیا اور احسن خان اور اوسنے اتفاق کرکے

جشن سال دوم جلوس ۱۱۱۹ ہجری نامہ بنام کام بخش +

کام بخش کا حال +

یہ ٹھیرائی کہ قلعہ کی تسخیر میں صرف اوقات نہ کی جائے حکام و عمال مقرر کر کے ملک کا بندوبست
و محصول اطراف کی گرد آوری کی جائے اور مداخل جاگیر کی راہ اور رسد غلہ قلعہ دار پر مسدود
کی جائے کام بخش کے تمام کاموں کا مدار احسن خان پر تھا حکیم محمد حسن وزیر اور امیر اوسکے
اکھیڑنے کے درپے تھے مگر احسن خان اپنی مدد طالع کے بھروسہ اور نشہ جوانی اور آقا کے
کار میں تردد جانفشانی کی وجوہ سے مدعیوں کے حسد کی اصلاح پر اصلا خیال نہ کرتا تھا
کبھی کبھی احسن خان و یوسف خان جو کام بخش کا تیراندازی میں استاد تھا اور ارشد خان
و ناصر خان و احمد خان و رستم دل خان ہم داستان اور ہمدم ہو کر کار سرکار کے مشورت
کے لئے خلوت کرتے تھے اور آپس میں ضیافتیں اور تحفہ تحائف کی تواضع کرتے +

محمد کام بخش کے مزاج میں ابتدا سے سودا کا اثر تھا - بدخواہوں کے افسوں کے
پھونکنے سے اسقدر اوسکا سودا بڑھ گیا کہ اوسنے اپنے پاؤں میں آپ کلھاڑی ماری جسکی
تفصیل یہ ہے کہ تقرب خان و اسد خان و میر احمد نے محمد کام بخش کے دل نشین کر دیا کہ رستم دل
خان و احسن خان و سیف خان و احمد خان اتفاق کر کے بادشاہ دین پناہ کو مسجد جامع میں
جمعہ کے دن دستگیر کرینگے آپ اونکا علاج جلد کیجئے محمد کام بخش نے صاحب غرض کی باتوں
پر غور نہ کی کہ اوسکی تحقیقات کرتا - اپنے ہاتھ سے شقہ لکھکر رستم دل خان کو بلایا آیا تو اوسکو
مع بیٹوں کے کام بخش کے آدمیوں نے قید کر لیا تین روز قید رکھکر اوسکو مار ڈالا - اور اوسکی بیوی
سیدہ معصومہ کو بھی جو لڑنے کو تیار ہوئی تھی ہلاک کیا اور سیف خان کے ہاتھ کٹوائے جنہوں
نے اوسکو تیر اندازی سکھائی تھی احمد خان کو لٹا کر اوپر گھوڑے دوڑائے مظلومانہ
اوسنے جان دی - ارشد خان کی زبان کٹوائی اور مظلوموں کو مارا - احسن خان کو لوگوں نے
سمجھایا کہ بھاگ کر بہادر شاہ کی عملداری میں چلا جا مگر احسن خان اپنی عقیدت اور خدمت
کے سبب خواب غفلت سے نہ بیدار ہوا - کام بخش نے اوسکا گھر بار ضبط کیا وہ تین مہینے
تک اوسکو طرح طرح سے شکنجہ عذاب میں کھینچا - پاؤ سیر کھچڑی جس میں نمک زیادہ ہوتا کھانے
کو دیتا وہ بھی مرگیا - اس کا غلبہ سودا اور وسوسہ سفاکی اور بڑھا - جب بہادر شاہ کا ایلچی اسحاق آیا

تو بعض بدسرشت ہرزہ گو بدخواہون نے اوسکی خاطر نشان کیا کہ معتمد خان ایک جماعت
سرہنگون کی ساتھ لایا ہے اور قصد فاسد رکھتا ہے کہ اونکو دین پناہ تک لائے - کام بخش نے
بے سوچے سمجھے حکم دیدیا کہ ایلچی کے ساتھ جتنے ہمراہی آئے ہیں ونکے نام لکھہ کرلائین کہ مین
ہر ایک کا یومیہ نقد و خوراک مقرر کرون اس یومیہ کی شہرت سے بہتیرے حافظون اور طالب العلمون
نے ایلچی پاس آمد و رفت کرکے اپنا نام ایلچی کے ہمراہیون مین لکھادیا - ان سب کو جو چھہ ستر
آدمیون کے قریب تھے دعوت مین بلایا - اون مین سے دس دس آدمیون کی جماعت کو دست بستہ
ہر محلہ اور بازار مین بھیجا کر تیغ سے بیدریغ قتل کرایا ہر چند لوگون نے واویلا مچائی کہ ہم ایلچی
کے ہمراہیون مین سے نہیں ہیں لیکن کسی نے کچھہ نہ سنا - ملا سعد الدین مفتی حیدر آباد سے جو
ایک فاضل متدین تھا مظلوم مقتولون کے باب مین فتوی مانگا تو اوس خدا پرست حق گو نے
بے باکانہ و بے محابا جواب مین کہا کہ موافق شرع محمدی محض از راہ سوء ظن و گفتۂ مدعیان
جرأت فرمودہ بر خونریزی مسلمانان نمودن باعث ندامت باز خواست روز جزا ست
کام بخش کی خونریزی اور ظلم کے سبب سے اکثر فضلا و شرفا نے حیدر آباد کا رہنا چھوڑدیا
مال و عیال لیکر جہان جان بچاسکے چلے گئے جب کام بخش کو اونکے فرار ہونے کی اطلاع
ہوئی تو اطراف شہر مین چوکی مقرر کی ایلچی کو ذلیل کرکے مقید کیا - بہادر شاہ کے نامہ لطف
آمیز کے جواب مین کلمات خصومت انگیز لکھے - جو بہادر شاہ نے اپنی مہربانی کا جواب نامہربانی
سنا تو وہ مہم کام بخش کے لئے چلا اور جب اجین کے قریب آیا تو راجہ جے سنگہ اور راجہ جسونت سنگہ جو اکبر آباد
مین آکر بادشاہ کے ہمرکاب ہوگئے تھے - بادشاہ کے قریب شکار کے بہانے سے سوار ہوئے
اور جو اسباب وہ اٹھا سکے اوسکو اوٹھایا پرانے خیمون کو چھوڑا بعض خیمون کو آگ لگائی اور
اپنے وطن کی راہ لی - بادشاہ نے اونکے اسطرح چلے جانے پر کچھہ خیال نہ کیا - اوائل
جمادی الاولی مین برہانپور مین وہ آیا - تمام رات مینہ برستا رہا اور دریاء تاپتی کہ قلعہ کے
نیچے بہتی ہے ایسی طغیانی مین آئی کہ تین چار روز بمجبوری مقام کرنا پڑا - جب دریا کا پانی
اوتر گیا کہ وہ پایاب ہوئی تو برہانپور سے ایک کوچ ایک مقام کرکے آخر شوال مین حیدر آباد کے

دو تین منزل پر بہادر شاہ آیا باوجودیکہ محمد کام بخش کا لشکر اوسکی سفاکی اور غلبہ سودا سے متفرق
ہوگیا تھا اور پانچ چھ سو سواروں سے زیادہ سپاہ اس پاس نہ تھی وہ بھی بدسلوکی و خونریزی اور
گرسنگی سے اور ایک سال کی تنخواہ نہ ملنے سے نالان اور رنجیدہ خاطر تھی۔ اور شاہ عالم
بادشاہ کے ساتھ اسی ہزار سوار جمع تھے مگر اونکے دل مین دشمن کے شب خون مارنے کا
خوف و ہراس ایسا آیا کہ رات بھر سوئے نہین۔ انہی ایام مین سیف خان عرف میر اسد اللہ
کہ عالمگیر کے خانہ زادون مین سے تھا اور ایسا جنون کا نشہ رکھتا تھا کہ بادشاہ نے اوس کو
لشکر سے خارج کر کے کعبۃ اللہ بھجوا دیا تھا وہان سے وہ آنکر کل صوبجات ہندوستان کا میر بحری
مقرر ہوا۔ ان دنون مین پھر جنون کی شورش ہوئی۔ ذوالفقار نصرت جنگ و آصف الدولہ
سے برہم ہو کر بادشاہ کے لشکر سے فرار ہوا اور راجہ جی سنگھ و اجیت سنگھ پاس پہنچا اور
با نام و نشان راجپوتون سے موافقت کی اور محمد کام بخش کی وکالت و حجابت کرنے لگا
اور یہ عہد و پیمان ٹھیرائے کہ محمد کام بخش راہ برار سے سرحد متعلقہ راجپوتون مین آجائے
تو پچاس ہزار سوار راجپوت اوسکو شاہجہان آباد مین اس سے پہلے تخت پر بٹھا دین
کہ دکن سے بہادر شاہ مراجعت کرے اور ایک دست آویز پر اس جماعت کی مہر لگوائی جو
بہادر شاہ سے غبار خاطر رکھتے تھے حسن خدمت و فدویت کے اظہار کے لئے راہ گونڈوانہ
و برار و چاندہ سے حیدرآباد مین وہ آیا اور محمد کام بخش کو پیغام دیا کہ مین راجپوتون
مین اوسکو بالا بالا پہنچا دونگا۔ اور سترہ اٹھارہ ہزار سوار راجپوتون کے نربدا تک استقبال
کو آئینگے پھر حضور راجپوتون کی فوج سنگین کے ساتھ دار السلطنت مین پہنچکر سکہ و خطبہ جاری
کیجئے اور امراء غائب و حاضر کی تالیف قلوب فرمائیے۔ بہادر شاہ کو خبر بھی نہ ہوگی اور اوسکی
مراجعت سے پہلے یہ کام ہو جائینگے پھر بہادر شاہ کے مقابلہ مین آئے۔ کام بخش کو ہراس اور
سودا اور وسواس نے مغلوب کر رکھا تھا اوسنے سیف اللہ خان کے آنے کو اور پیغام کے
اظہار کو محض بہادر شاہ کے تمہید اور ساختگی جانا اصلا اسکی بات پر کان نہ لگایا اور اوسکے
احوال پر متوجہ نہ ہوا۔ اور اوسکو اپنے پاس نہ بلایا۔ اور پیغام کا جواب دیا۔ کہ یہان سے

سیف خان کی کارستانی +

زبان کاٹنے اور اقسام سیاست سے مارنے کی تدبیر حسن تردد و تحقیقات کا نتیجہ کوئی اور پھل لائیگا
بار بار اوسنے درخواست کی مگر اوسکو کام بخش نے اپنے پاس نہ آنے دیا کچھ یومیہ مقرر کردیا
باوجود اس بے بضاعت ہونے کے کہ اصلا لشکر و خزانہ پاس نہ تھا۔ فقیرون اور مجنون
کے فالون نے اوسکی فتحمندی کی شہرت اڑا رکھی تھی وہ دو تین کوس حیدرآباد سے تین چار
سو سوارون کے ساتھ بہادر شاہ کے لشکر کے انتظار مین بیٹھا۔ دہم ذی القعد سنہ ۱۱۲۰ کو بادشاہ
کا خیمہ حیدرآباد سے تین کروہ پر لگا۔ بادشاہ نے رفیع الشان و جہان شاہ اور خانخانان
اور امیرون کو بھیجا اور فرمایا کہ تامقدور جنگ مین سبقت نہ کرین اور کام بخش کو گھیر لین ایسا
نہ ہو کہ وہ مارا جائے اور مسلمانون کی خونریزی ہو۔ غرض دونو لشکرون مین محاربہ صعب ہوا
محمد کام بخش مغلوب ہوا اور میدان دار و گیر مین اکثر اوسکے معتبر و عمدہ رفیق کشتہ و زخمی ہوئے
اور باقی ماندہ بھاگ گئے۔ محمد کام بخش ایسا مردانہ لڑا جیسا سلاطین تیموریہ و بابریہ کو
سزاوار ہے اور زخمی ہوکر بیخود ہوا۔ ملازمان بہادر شاہی اوسکو جس حال مین تھا
مع بیٹون کے بادشاہ پاس لائے۔ بادشاہ اوسکو دیکھ کر رویا اور اوسکو اپنے خیمہ کے متصل
احترام و اکرام کے ساتھ جگہ دی اور یونانی اور فرنگی جراح اوسکے علاج کے لئے بھیجے
مگر کام بخش علاج کا مانع ہوا۔ اوسکو کچھ ہوش آیا اور آنکھین کھولین۔ اوسکی حقیقت حال کو
جب بادشاہ سے بیان کیا تو شاہزادہ جہان شاہ کو اوسنے عیادت کے لئے بھیجا۔ بھتیجے نے
چچا سے کہا کہ ابا جان کا دل نہ چاہتا تھا کہ جناب ایسے زخمی ہون تو چچا نے آشفتہ ہوکر کہا
کہ تمکو بھی باپ کے مرنے کے بعد یہی معاملہ بھائیون سے پیش ہونے والا ہے تم اپنی فکر
کرو۔ پھر بادشاہ خود بھائی کو دیکھنے آیا۔ اور اوسنے یہ کہا کہ نمیخواستم کہ باین حالت شما را
بہ بینیم۔ اما مقدر چنین بود۔ محمد کام بخش نے اس بے طاقتی کی حالت مین کہا کہ آن قبلہ بکدام
صورت مرا میخواستید کہ بہ بینید بار التحنت ہست و یا تختہ۔ بعض یہ لکھتے ہیں کہ اوسنے یہ کہا کہ
من ہم نمی خواستیم کہ بشہرت بیجوہری و بے عزتی اولاد تیمور دستگیر گردد۔ شاہ عالم نے
اوسکو دو چمچے شوربہ پلایا اور وہ بہت رویا۔ کام بخش ایسا غصہ مین آیا کہ تمام زخمون کا

بخیہ کھل گیا اور اسی تکلیف مین جان آفرین کو جان سپرد کی - اسکا بیٹا فیروزمند بھی مرگیا - بادشاہ نے دونو کی لاشون کو شاہجہان آباد مین ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرنے کے لئے بھیجدیا - فرزندان کام بخش محی السنۃ وغیرہ کو مثل عالی تبار مطلق العنان رکھا اور تین روز تک رسم تعزیت اداکین اور نوبت نہ بجوائی +

ارادت خان شاہزادہ کام بخش کا حال یہ لکھتا ہے کہ اوسکا حافظہ بڑا قوی تھا وہ عالم تھا اور خوش تحریر منشی تھا ظاہری کمالات اعلی درجہ کے رکھتا تھا - مگر اس کے مزاج مین وہم و وسوسہ ایسا تھا کہ اوسکی نوبت جنون پر پہونچ گئی تھی - بہت کم ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اپنے باپ پاس ایک مہینہ رہا ہوا - اور کوئی بداطواری ایسی نہ کی ہو کہ اوس پر لعنت ملامت نہ ہوئی ہو اور بے عزت یا مقید نہ کیا گیا ہو بعض کام اوسنے ایسے برے کئے ہین کہ مین اونکو بیان کرنے کے لائق نہین سمجھتا - خیالات باطل اور جنون کے سبب سے کوئی حماقت ایسی نہ تھی جو اوسنے نہ کی ہو - اوس کے خوشامدیون نے اوس سے کہا کہ کبھی نہ کبھی اسکا بڑا بیٹا بھی شہنشاہ ہوگا تو وہ حسد کے مارے اس معصوم بچے کے مارنے کی فکر مین ہوا گو اس گناہ کو اورنگزیب کے خوف سے نہ کرسکا - مگر بیٹے کو ہمیشہ قید مین رکھا فقیرون کے بچون کی طرح اوس کو بری خوراک کھلائی اور بری پوشاک پہنائی - غرض اوسکو اس طرح رکھا کہ اوسکی زندگی موت سے بدتر تھی - اسی جنون کے سبب سے اوسنے ناحق بدگمانیان کرکے حرم کی بیگمون کو بڑی بے رحمی سے بری طرح مخفی مار ڈالا - اوسنے اپنے نوکرون اور مصاحبون پر وہ ظلم و ستم کئے جو پہلے نہ کبھی دیکھے تھے نہ سنے تھے +

مرہٹون سے بادشاہ کے تعلقات +

عالمگیر کے مرنے کے بعد سلطنت کے کامون مین انقلابات عظیم ہوگئے تھے اور تمام تعلقات کی صورت بدل گئی تھی اور مرہٹون سے جو سلطنت تیموریہ کے تعلقات تھے وہ بالکل کایا پلٹ ہوگئے تھے انھون نے ایک نئی مستقل صورت پیدا کی - جب اورنگزیب بیجاپور کی سلطنت فتح کررہا تھا تو اوسوقت مرہٹے اوسکے جان نثار خدمت گزار دست

بعد اوسکے وہ ذات الجنب کی طرح بادشاہی اضلاع کے ہمسایہ بدہو گئے۔ پھر اپنے مذہب
و قوم کے آزاد کرنے والے اور مسلمانون کی پیش قدمی کے پیچھے ہٹانے والے آخر کو
سلطنت مغلیہ سے چوتھ لینے والے یا مالک ہو گئے۔ سلطنت مغلیہ کمزور ہو کر قریب المرگ
تھی مگر مرتے دم تک اپنی نخوت و تکبر سے ہاتھ نہین اوٹھایا۔ اور مرہٹون کو اپنے
آگے کچھ نہ گنا۔ عالمگیر کے مرنے کے بعد کسی مسلمان بادشاہ نے اس قوم کے مطیع کرنیکا
ارادہ نہین کیا۔ مرہٹے بادشاہون کی اولاد کو آپس مین لڑا لڑا کر اپنی قوت اور سلطنت
کو بڑھاتے رہے اور بادشاہی فوجون کے سامنے اپنی بہادرانہ کوششین دکھاتے
رہے۔ مرہٹون کو خواہ لٹیرا سمجھو خواہ قزاق جانو اور کوئی برا نام رکھو مگر جو اونہون نے
اپنی قوم اور مذہب کے آزاد کرنے مین بہادرانہ اور مردانہ کوشش و سعی کی اور قومی ہمدردی
کے جوش و ولولے ہندون مین پیدا کئے وہ ایک کارنامہ اونکا تاریخ مین ہمیشہ
قابل ستایش و یادگار رہیگا۔ اب آیندہ حال جو مرہٹون کا لکھا جائیگا
وہ اس بیان کی تصدیق کریگا +

نیما سیندھیا (نیماجی سیندھیا) کہ مرہٹون کے سردارون مین نامور سر فوج تھا۔ اور
اونے تاخت و تاراج سے صوبہ مالوہ تک خرابی پھیلائی تھی۔ اس زمانہ مین ذوالفقار خان
کی تجویز اور دستگیری سے اوسنے توبہ کی اور بادشاہ کی درگاہ مین آیا اور محمد کام بخش کی
جنگ مین شریک ہوا۔ اور اس وسیلے اوسکی مع بیٹون اور اوسکی اقوام کے شفاعت ہوئی
اوسکو ہفت ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب اور دو لاکھ روپیہ نقد اور خلعت وغیرہ مرحمت
ہوا اور اوسکے بیٹون اور پوتون مین ہر ایک کو منصب پنج ہزاری اور چہار ہزاری
عنایت کیا جنکا مجموعہ چالیس ہزار اور پچیس ہزار سوار ہوتے ہین۔ اور اوسکی درخواست
اور بخشی الممالک کی التماس سے پہلے کہ آراستہ منصب تیار ہون بلکہ پہلے اس سے کہ
عرض مکرر ہو حکم فرمایا کہ صوبہ اورنگ آباد اوسکی تنخواہ مین مقرر ہو چنانچہ ہزار کے
قریب چھوٹے بڑے منصبدار بدلے گئے +

نیما سیندھیا +

راجہ ساہو نبیرہ سیواجی کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اورنگزیب اسپر بہت عنایت کرتا تھا
اور یہ نام بھی اوسی کا رکھا ہوا تھا۔ ذوالفقار خان نصرت جنگ وس سے رابطہ خاص
رکھتا تھا۔ اور قدیم سے اوسکے احوال پر متوجہ تھا۔ اوسنے اعظم شاہ سے جب وہ سرحد دور آبہ
پہ آیا سفارش کر کے اوسکو مطلق العنان کرادیا۔ وہ پچاس ساٹھ آدمیون کے ساتھ جا اوسکی
رفاقت کرسکے موہن سنگھ زمیندار پاس آیا۔ یہ زمیندار سرکار بیجاگڈھ و پرگنہ سلطانپور نذر بار
مین مشہور مفسد پیشہ تھا۔ اوسنے راجہ ساہو کا کچھ سرانجام کار کیا۔ اور اپنے تعلقہ
اور سلطانپور سے عزت کے ساتھ باہر کر دیا۔ یہانسے وہ ابہوتا مرہٹہ معروف باتدا
پاس گیا وہ ایک مشہور مفسد پیشہ تھا پرگنہ سلطانپور مین گدھی کو کرمندہ اسکے تصرف مین تھی
بندر سورت سے وہ برہانپور تک تاخت و تاراج کرتا تھا سلطنت کی افراتفری مین
اورنگزیب کے فتح کئے ہوئے موروثی قلعے اوسکے ہاتھ آگئے تھے لیعض مرہٹون کے سردار
راجہ ساہو کے ساتھ اس سبب سے متفق ہوئے کہ وہ راجارام کی بیوی تارا بائی سے نفاق
رکھتے تھے۔ راجہ ساہو نے فوج عظیم فراہم کی اول نواح احمدنگر مین آیا۔ اکیہ واسطے کی
وطن کے چلنے کے وقت اس گل زمین کی جہان اورنگزیب کا واقعہ ہوا تھا جاکر زیارت کی
نقد و طعام وافر فقرا کو تقسیم کیا بیس ہزار سوار مرہٹہ فراہم ہوئے۔ اوسنے اورنگزیب
کی قبر کی زیارت کا ارادہ کیا۔ خلد آباد کی طرف چلا جب اسکی فوج بیش آہنگ اورنگ آباد
کے قریب آئی سرچند راجہ ساہو اور اوسکے ہمراہی بھائی بند تاخت و تاراج کا ارادہ نہیں
رکھتے تھے لیکن مرہٹون کو لوٹ کا چسکا البیا منہ کو لگا ہوا تھا کہ وہ کب دست اندازی سے
باز رہ سکتے تھے۔ اورنگ آباد سے منصور خان اور اور متعینہ نکلے اور اونہون نے بیچ وبارہ
کا بندوبست کیا اور اس جماعت کے رفع شر مین کوشش کی۔ اور راجہ ساہو نے بھی اپنے آدمیونکو
منع کیا۔ راجہ ساہو بزرگون کے مزارون اور اورنگزیب کی قبر کی زیارت کر کے
اپنے قلعون مین چلا گیا +
ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کل دکن کا صوبہ دار تھا اور اوسکی میر بخشی گری بھی

سر دیس مکھی کے بابت مین ذوالفقار خان اور جملۃ الملک کا اختلاف رائے رہا +

اوسکو سپرد تھی اوسکی وساطت سے راجہ ساہو کے وکیل نے درخواست کی کہ چھہ صوبون کی
سر دیس مکھی کا فرمان مجھہ کو اس شرط سے مل جائے کہ وہ ویران ملک کو آباد کرے۔ اس
سبب سے کہ جملۃ الملک معظم خان خانان نے صوبہ برہان پور اور نصف صوبہ برار کو جو دفاتر
مین برار پایان گھات کے نام سے موسوم تھا اور یہی نام اوسکا لوگ لیتے تھے بموافق
سررشتہ قدیم فاروقی و محمد اکبر بادشاہ کے دکن کے چھہ صوبون سے نکالکر شاہجہان آباد
کے توابع صوبون مین داخل کیا تھا جو اصل ہندوستان زبان زد خاص و عام ہے وہ
چاہتا تھا کہ امور ملکی و مالی کا اختیار عزل و نصب حکام اپنے بڑے بیٹے مہابت خان کو
سپرد کرے۔ اس سبب سے ذوالفقار خان اور معظم خان کے درمیان لوگون مین مشہور ہو گیا
کہ آپسمین بدمزاجی ہو گئی اور بخشی الملک نہین چاہتا تھا کہ کل مقدمات ملکی و مالی دکن مین
کوئی دوسرا شخص دخیل اور صاحب اقتدار رہے۔ راجا رام عموی راجہ ساہو کی زوجہ تارا بائی
تھی اوسکے بطن سے دو بیٹے راجارام کے چند سال تھے۔ عالمگیر کے عہد مین لشکر کشی و سرکشی
دس سال تک رہی اوسکے بعد اوسنے صلح کی التماس اس شرط سے کی کہ نو روپیہ فیصدی
سر دیسمکھی اوسکو عطا کی جائے۔ یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ عالمگیر نے بسبب بعض شرطون کے
اس درخواست کو قبول نہین کیا تھا۔ ان دنون مین اوس نے جملۃ الملک کی وساطت سے یہی درخواست
پھر کی کہ نو روپیہ سر دیس مکھی کا فرمان اوس کے بیٹے کے نام عطا ہو جسمین چوتھہ کا کچھہ نام نہ ہو
تاکہ وہ مفسدون کو دفع کر کے ملک کا بندوبست کرے۔ اس سبب سے کہ صمصام الدولہ ذوالفقار خان
بہادر راجہ ساہو کا طرفدار تھا اس بارہ مین گفتگو مخالفانہ دونو امیرون کے درمیان واقع ہوئی۔ بادشاہ نے
اپنی وسعت خلق سے دل مین یہ مقرر کر رکھا تھا کہ ادنی اعلی مین کسی ایک شخص کی التماس کو رد
نہ کریگا چنانچہ مدعی و مدعا علیہ اپنے مقصد و مدعا عرض کرتے تھے جنمین صبح و شام کا سا تفاوت ہوتا
دونو کی التماس قبول ہوتی حکم ناطق فرمایا جاتا۔ مقدمہ سر دیس مکھی مین بھی جملۃ الملک اور
میر بخشی دونو کی درخواست کے موافق عطائے فرمان کا حکم دیا۔ مگر آپس کی پرخاش کے موافق
مقدمہ سر دیس مکھی دونو کے نام ملتوی رہا +

خطابات و بہادر شاہ کی دریا دلی و رزق +

ابتدا عہد خاندان تیموریہ سے یہ مقرر تھا کہ ایک خطاب دو آدمیون کو نہ عطا کیا جاتا تھا ایک دو لفظ کا فرق اس مین کیا جاتا تھا۔ اس عہد مین صفدر خان بابی متعلینہ احمد آباد کا یہ خطاب موروثی تھا وہ دوسرے شخص کو عطا ہوا تو صفدر خان بابی نے اپنے خطاب کی بحالی کے لئے عرضی بھیجی تو اوسکے اوپر یہ دستخط ہوئے کہ بحال بحال بحال گو دیگرے ہم داشتہ باشد۔ اس روز سے ایک خطاب کا دو تین آدمیون کے ملنے کا عیب جاتا رہا اور اسی طرح منصب و نوبت و نقارہ و فیل جلیغہ و سرپیچ کے ملنے مین پایہ و مراتب کا اعتبار نہین رہا ان دنون مین اخلاص خان جدید الاسلام کہ حلیہ فضیلت و دیانت سے آراستہ تھا اور متصدی گری مین اور حساب مین بڑی سختی کرنے مین مشہور تھا۔ وہ عرض مکرر کی خدمت مین معزز ہوا۔ بادشاہ دریا دل بدون مراتب کے ملاحظہ کے عطائے منصب و اضافہ مین آب سیل کی طرح الیسار اُلگان ہوا تھا کہ اخلاص خان اجراء عرض مکرر کا متحمل نہ ہوا۔ اوسنے جملۃ الملک سے التماس کی کہ بادشاہ اقلیم بخش کی ہمت کی موافق دولت سلطنت ہفت اقلیم کا وفا کرنا خیال محال اور دور از عقل ہے تمام عالم بیش طلب ہے اس صورت مین بادشاہ عالم نواز کی شجر فیض بخشی کا ثمر یہ ہوگا کہ تمام منصبدار اور خانہ زاد با نام و نشان بے جاگیر ہونگے اور قلمرو ہندوستان کی دولت عشر عشیر بادشاہ کی اس ہمت کے لئے وفا نکریگی صلاح دولت و تقاضائے مصلحت یہ ہے کہ اس بارہ مین تدبیر و بندوبست کیا جائے کہ آب سیل کا سد راہ ہو کہ وسعت ہندوستان کے مداخل کا سر بسر بخشش خرچ کے لئے کم و بیش ہو سکے۔ اگرچہ کافہ انام کے نزدیک اخلاص خان کے بخل و شرارت و حسد کی شہرت ہوئی اور فی الواقع مانع خیر و نافی رزق خلق اللہ کا ہونا بدترین صفت مذموم ہے لیکن بعض نکتہ سنج منصف پیشون کے نزدیک اوسکا سخن راست تلخی آمیز تھا۔ اخلاص خان چاہتا تھا کہ جسوقت یاد داشت منصب وزیر کے نزدیک عرض مکرر کے دستخط کے واسطے آئے تو چاہیئے کہ بعد تحقیق و غور اصل و نسل و پایہ و مراتب صاحب منصب کے دستخط کرے۔ خانخانان نے اسوقت اس رزق خلق کی اسناد کے بند کرنے کی بدنامی اپنے لئے پسند نہین کی اور اخلاص خان کو تحقیقات کی تکلیف دی

اخلاص خان نے ملامت وطعنون کے خیال سے اس بات کو قبول نہین کیا اور خدمت سے استعفا
دیا اور اوسکی جگہہ مستعد خان عرف محمد ساقی مقرر ہوا اور یہ انتظام ہوا کہ جسوقت یادداشت منصب
عرض مکرر کے لیئے آ‌ئے تو مستعد خان کی طرف رجوع کی جائے کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ صاحب منصب
ملازم بادشاہ کی بندگی کی قابلیت رکھتا ہے یا نہین اور کس سبب اور وسیلہ سے اوسنے منصب
اضافہ پایا ہے۔ کوئی شخص پایہ و مراتب سے زیادہ اور قبل از ایام میعاد مقرری کے اضافہ نہ پائے
اور اسی طرح یومیہ وجہ معاش کی تحقیق کی جائے ان امور کے تجسس و تفحص کے بعد جسمین
بہت دیر لگے گی۔ لفظ صحیح کا نشان مستعد خان یادداشت منصب و اضافہ و یومیہ و وجہ معاش
پر کردے۔ زیادہ تر بادشاہ کو دو محل جہر پرور اور امة الحبیب اور مقربان حضور معزاول
شدید مقرر کرتے کہ یادداشت یہ تحقیق کی کاوش کے بدون مستعد خان کے دستخط ہو جاتے مگر
باضابطہ و بے ضابطہ اجرای کار مین ذرا تفاوت ہوتا اور بادشاہ کے دستخط کا اعتبار نہین رہا۔
بادشاہ اپنے متصدیون سے فرمایا کرتا کہ سب اہلکار آپس مین مل گئے ہین جو بہتر جانتے ہین
عمل مین لاتے ہین ہمارا فقط اعتبار رہ گیا ہے خلق کے مطلب قبول کرنے کے سوا ہم کو کوئی
اور چارہ نہین ہے صائب کا شعر ورد زبان رکھتا تھا۔ بیت

ہر کہ اینجا دست رد بر سینۂ سائل زند ❊ حاجب جنت گذارد چوب پیشش روز بار

ہرچند سخاوت و ہمت و وسعت خلق و عیب پوشی خلق و خطا بخشی مین ایسا بادشاہ زمانہ
ماضی مین از روے تواریخ خصوص خاندان تیموریہ مین کمتر نظر آتا ہے مگر یہ عیب خدا کی ذات
سے وہ کاروبار سلطنت اور ملک کی خبرگیری اور سامورلا بدی کے بندوبست مین مستغنی و
بے خبر و بے پروا تھا کہ ظریف شوخ طبعون نے اوسکی تاریخ جلوس (شہ بے خبر) کہی تھی
راتون کو جاگتا۔ وہ پہر دن چڑھے تک سوتا جس کے سبب سے خلق اللہ کو
سفر کے دن تکلیف ہوتی کا ونکو اپنے خیمون کے مثل نہ ملتی اور دربار معلّی کے نقار چیانے
اور کچہریون اور بازارون مین رات بسر کرتے +

ارادت خان نے بادشاہ کی خصائل اور اوسکے دربار کا حال یہ لکھا ہے +

بادشاہ کے خصائل اور دربار کا حال جو ارادت خان نے لکھا +

شاہ عالم سخی رحم دل عالی دماغ خوش اخلاق و جوہر شناس تھا۔ وہ اپنے باپ دادا کی
سلطنتوں کو دیکھ چکا تھا کہ سیاست و قدرت شاہانہ کس طرح صحیح صحیح طور پر استعمال میں لانی چاہیے
آخر پچاس سال سے وہ خود بھی حکومت کرتا تھا جب وہ بادشاہ ہوا تو زمانہ نے ایک نئی رونق
پائی سب درجے کے آدمی علی قدر حال اوسکی مہربانی سے مستفید ہوئے۔ اوسکی فیاضی اور
اور دریا دلی نے خلقت کے دل سے اورنگ زیب کی ساری خوبیوں کو محو کر دیا بعض
تنگ دل بخیل حسد اور احسان فراموشی کے سبب اوسکی سخاوت و دریا دلی کو کہتے ہیں وہ بیجا
اسراف اور دولت کا رائگاں کرنا تھا۔ لیکن حقیقت میں ہر فرقہ اور سب درجہ کی لیاقت کے
آدمیوں اور وضیع و شریف عالم و سخنور نے بادشاہ کے تخت سے ایسا فیض پایا جو اس عہد سے
پہلے زمانہ کی آنکھ نے نہ دیکھا تھا اور نہ کان نے سنا تھا۔ جو کمالات و صفات اوسکی ذات میں تھے
وہ بیان نہیں ہو سکتے۔ وہ بہادر ایسا تھا کہ جنگ میں اعظم شاہ سے جسکی شجاعت کی دھاک
تھی تن تنہا لڑنے کو مستعد تھا۔ اسکے چاروں بیٹے بڑے صاحب قدرت تھے اور بہت
فوج اپنے پاس رکھتے تھے وہ اونکو اپنے پاس رکھتا تھا۔ ایک لمحہ اون پر بد ظن نہ ہوا۔
اور اونکو وزراء اعظم کے اختلاط و تعلقات پیدا کرنے سے منع نہیں کیا۔ خاکسار جیسا کہ
اورنگ زیب سے اپنا فرض سمجھ کر عرض کیا کرتا تھا بادشاہ سے بھی معروض کیا کہ ان صاحبزادوں سے
احتیاط کرنی اور خبردار رہنا ضرور ہے تو اوس نے مجھے جواب باصواب یہ دیا کہ میں نے ان شاہزادوں
کے بیٹوں کو جو اوس کے ساتھ معرکہ جنگ میں مقتول ہوئے اجازت دی کہ وہ اوس کے حضور
میں مکمل مسلح حاضر ہوا کریں چھوٹے بچوں کو میں نے اونکے ماؤں پاس رکھا اور اونکو
کچھ نہیں ستایا اور جب وہ بالغ ہوئے تو میرے ساتھ شکار میں اور میری سیر و تفریح
میں بے روک ٹوک شریک ہوئے جب اوروں کی اولاد کے ساتھ میرا یہ نیک سلوک تھا
تو اپنی اولاد کے ساتھ کیوں نہ ہو۔ شاہ عالم کا دربار شاہجہان کے دربار سے بھی ایک
درجہ بڑھا ہوا تھا۔ سترہ شاہزادے جنہیں اوسکے بیٹے پوتے بھتیجے ہوتے اوس کے تخت
کے گرد اس طرح بیٹھتے۔ اوس کے دائیں طرف بڑا بیٹا جہاندار شاہ مع اپنے تین بیٹوں کے

اور اوسکا تیسرا بیٹا رفیع الشان مع اپنے تین بیٹون کے اور بیدار دل جو اوس کے بھتیجے بیدار بخت کا بیٹا تھا اوسکے بائین طرف عظیم الشان مع اپنے دو بیٹون کے۔ جہان شاہ مع اپنے بیٹے کے اور اعظم شاہ کا صرف ایک بیٹا عالی تبار جو زندہ رہتا تھا وہ عظیم الشان کے بائیں طرف اور کچھ دائیں طرف سے آگے کام بخش کے دو بیٹے۔ ان شاہزادون کے پیچھے سکندر عادل شاہ بیجاپور اور قطب شاہ گولکنڈہ کے بیٹے بیٹھتے۔ یہ بادشاہ وہ تھے جنکو اورنگ زیب نے مغلوب کیا تھا۔ چاندی کے کٹہرہ مین ہفت ہزاری سے سہ ہزاری تک امرا کھڑے رہتے اس دربار کی شان و شکوہ بیان مین نہیں آسکتی عیدین اور اور جشنون مین بادشاہ اپنے ہاتھ سے امیرون کو اونکے درجے کے موافق عطر و پان دیتا۔ اوسکے عطیات و انعامات شاہانہ ہوتے جب وہ اپنے گھر مین ہوتا تو دینداروں کی طرح سادہ لباس مین ہوتا اور جماعت کے ساتھ نماز کبھی قضا نہ کرتا سفر کے اندر اکثر تعطیلون اور جمعون مین وہ خود نماز دربار کے خیمہ مین پڑھاتا۔ اور قرآن کی سورتین ایسے خوش لہجے اور قرأت میں پڑھتا کہ بڑے فصیح اہل عرب بھی اوس پر فریفتہ ہوجاتے وہ آخر شب کی عبادت کو کبھی ترک نہیں کرتا اور بعض دفعہ ساری رات نمازین پڑھا کرتا اور دعا مانگتا۔ اول شب مین اوسکے پاس فضلا و علماء دینی کی ایک جماعت جمع ہوتی۔ وہ حدیثون کو خود بیان کرتا اوس کو بہت حدیثیں یاد تھیں اور علم فقہ خوب جانتا تھا۔ اوس نے تمام فرقون کے مذہبون کی تحقیقات کی تھی اور آزاد خیالون کی کتابین پڑھی تھین اور ہر ایک فرقہ کے عقائد سے واقف تھا۔ اس سبب سے متعصب دینداروں نے اوسکے مذہبی رایون پر بدعتی ہونے کا الزام لگایا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ اوسکی قابلیت پر وہ حسد کرتے تھے۔ اوسکے اوصاف لکھنے کے لئے تو کتابین چاہئیں اسلئے مین نے اوسکا ایک جزو بیان کر دیا +

پاپ رائے سیندھی قزدشون کی نسل میں تھا۔ اوسکی بہن بیوہ صاحب جائداد تھی اوس سے ملنے وہ گیا پانچ چار روز اوسکے گھر مین رہا۔ اوسکی نقد و جنس کی مالیت کو تاکا چند پیادے اپنے رفیق کئے اور اپنی بہن کو پکڑ کر طرح طرح کے ظلم و سیاست سے اوسکے تمام اعضا کو جلا کر جو نقد و زیور اوس پاس تھا لے لیا۔ اور بہت سے پیادے نوکر رکھ لئے اور ایک پارچہ کو دیہہ جا کر اوسکو اپنا ملجا و پناہ بنایا اور

مسافرون اور رعایا اطراف پر رہزنی و دست اندازی شروع کی +

فوجدار اور زمیندار اوسکے پکڑنے کی فکر مین ہوئے پاپ راے کو اوسکی خبر ہوئی
تو وہ ذنکت راے زمیندار پرگنہ کولاس سرکار ایلکندل پاس چلا گیا اور جماعہ داری
کی نوکری اوسکی کرلی چند روز بعد وہ چنا ہنونت اکیا ور زمیندار کے
جماعہ دار کا ہم مصلحت ہوا اور اوسکو اپنا شفیق رفیق بنایا۔ پھر ان دونون نے
اس ضلع کے مسافرون پر دست اندازی شروع کی ذنکت رائو کو جب اوسکی خبر ہوئی
تو اوسنے دونو کو مقید کر کے شکنجہ سیاست مین رکھا ایک دو مہینے کے بعد ذنکت رائو کا
بیٹا بیمار ہوا اوسکی بیوی نے اپنے بیٹے کی شفا کے لئے تمام قیدیون کو چھوڑ دیا
پاپ رائے بھی قید سے خلاص ہوا موضع شاہ پور پرگنہ پرگنڈا سرکار بھونگری (بھونگیر
اس خط پر واقع جو حیدر آباد اور ورنگل کے درمیان کھینچا جائے اور اور مقامات
جنکا ذکر آئیگا وہ اس خط کے شمال مین واقع ہیں) مین چلا گیا اور یہان ایک بڑے
مشہور مفسد سردار کے ساتھ انباز و دمساز ہوا اور اپنے پاس بڑی جمعیت فراہم کی
اور شاہ پور مین ایک پارچہ زمین سنگلاخ پر گڈھی بنائی اور اطراف کو تاخت و
تاراج کیا۔ جہان کسی زن مقبول و مال ہنود و مسلمین کو سنتا او پر تعدی کر کے متصرف ہوتا
اشرافون اور بیوپاریون کی ایک جماعت بادشاہ پاس استغاثہ کے لئے آئی اور رستم دل خان
پاس اسکی تنبیہ کا حکم لائی حکم پہنچنے کے بعد پرگنہ کلپاک میں جو شاہ پور سے سات آٹھ کوس تھا
رستم دل خان فوجدار نے قاسم خان افغان کو شائستہ جمعیت کے ساتھ بھیجا کہ پاپ راے
کو پکڑ لے۔ وہ پاپ راے کی تادیب اور استیصال کی فکر مین رہتا تھا۔ وہ اوس کے
ساتھ کبھی کبھی شوخی کرتا تھا۔ ایک دن اوسنے پرگنہ کلپاک کے ایک موضع پر تاخت کی
قاسم خان اوسکی تنبیہ کو آیا اور ان دونو کے درمیان ایک جنگ واقع ہوئی جب پاپ راے
کے بہت آدمی مارے گئے تو وہ بھاگ گیا اور پارچہ کوہ قلب مین چلا گیا۔ قاسم خان تعاقب
پیچھے گیا کہ ایک گولی اوسکے ایسی لگی کہ وہ مرگیا۔ باقی فوج نے ہزیمت پائی پھر رستم دل خان

نے ایک فوج بھیجی مگر فائدہ مرتب نہوا۔ تو خود اوسنے آکر شاہ پور کا محاصرہ کیا۔ باپ راے اور
سردا دو مہینے محاصرہ میں رہے اور جنگ کرتے رہے آخر کو بھاگ گئے۔ رستم دل خان نے
گڈھی کو مسمار کیا اور مراجعت کی تو باپ راے اور سردا نے آکر عام گڈھی کی جگہ پختہ
گڈھی بنالی اور اس مین مصالح جنگ فراہم کیا۔ اس گڈھی کے بننے سے عوام مین مشہور ہوا
کہ رستم دل خان اپنی گرمی بازار کے لئے باپ راے کی تنبیہ و استیصال مین واقعی تن دہی
نہین کرتا غرض مقدمہ فساد کو طول ہوا اور نوبت یہ آئی کہ شاہ پور سے پندرہ بیس کوس تک
کوئی شخص رات کو آرام سے نہین سوتا تھا۔ سردا اور پیر دل خان جماعہ دار مین سے ہر ایک کو
فن سپہ گری کا دعوی تھا اونمین یکدلی نہوئی اور اوسکا انجام یہ ہوا کہ دونو آپس مین لڑکر
فنا ہوئے سردا کے مرنے کے بعد باپ راے کو اور زیادہ استقلال ہوا۔ فوج اور ذخیرہ کو بڑھایا
اور اطراف کے قلعون کی تسخیر مین کوشش کی۔ رستم دل خان نے اسپر چڑھائی کی اور شاہ پور
کا محاصرہ کیا مگر کچھہ فائدہ نہوا۔ دار و مدار کرکے کچھہ روپیہ لے لیا اور مراجعت کی۔ اب
باپ راے قلعہ ورنگل کی تسخیر کے فکر مین ہوا وہ شاہ پور سے سولہ سترہ کروہ تھا قصبہ مذکور
مین بہت تجار مایہ دار رہتے تھے لاکھون روپیہ کے امتعہ اور بیش بہا قالین تھین۔
بست و دہم محرم سنہ ۱۱۲۰ کو مسلمان اور ہندو تابوتون کے گشت مین مصروف تھے کہ باپ راے
دو تین ہزار پیادے اور چار پانچسو سوار لیکر قلعہ ورنگل پہنچا۔ اور اوس نے قلعہ کو لے لیا
اور قصبہ کو لوٹ لیا لاکھون روپیہ نقد و جنس اوسکو ہاتھہ لگا اور سنگین بیش بہا قالینون کو
کاٹ کر دست بدست لٹیرے لیگئے بارہ پندرہ ہزار مرد و زن و اطفال اوسنے قید کئے۔ اور قصبہ
کو ایسا لوٹ لیا کہ اسمیں آدمیون کو خاک پر بٹھادیا قاضی کی بیوی کو اپنی بیوی بنایا اور
اور اوسکی بیٹی کو رقاصون کو تعلیم کے لیے دیا۔ قاضی کو کچھہ دنون قید رکھہ کے چھوڑ دیا
اب اوسکی سواری کے ساتھہ سات سو بندوقچی چلتے تھے اور بندوق مین دو دو خزانے
تھے دس بارہ ہزار بیل غلہ تجارون کے پکڑکر قلعہ مین اونکا غلہ ذخیرہ کیا اور ملیون کو قلبہ رانی
کے لئے بھیجدیا کہ اوسکے واسطے زراعت کو سرسبز کرین پھر اوسنے قلعہ بھونگیر پر جو حیدر آباد

سولہ کروہ بد ہے ۱۱ ربیع الاول کو کہ لوگ فاتحہ درود مین مشغول تھے حملہ کیا اور اوسکو فتح کرلیا
ہوتا مگر وہ ہاتھہ نہ آیا قصبہ ادریٹھہ کو لوٹ لیا اور دو تین ہزار عورت مرد کو پکڑ کرلے گیا اور
اوسنے یہ مقرر کیا تھا کہ جو کوئی مسلمان عورت کو پکڑ کر لائے تو پانچ روپیہ انعام پائے اور
کسی مشہور خاندان قضات ومشایخ کی عورت کو گرفتار کرکے لائے تو پانچ سو انعام
پائے - مارکنڈا کے قریب شاہ پور سے چار کوس پر ایک قلعہ بنایا اور ذخیرہ وافر اور
ما یحتاج اوسمین جمع کیا - جب اوسکے فساد کا امتداد ہوا اس ضلع کے پاس ورد ورکے
رہنے والون کو خواب وخور کا آرام حرام ہوا اور عروس وشادی کی رسم اوٹھہ گئی جہان
وہ کسی بالغ نابالغ دلھن کو سنتا تو اوسکو راہ مین میانہ سے یا خانہ سے بلوا لیتا ---
قاضی جنکی جورواوسنے چھین لی تھی اور مظلوم بہادر شاہ پاس آئے روزانہ مشتعلین روشن
کرکے عرض کیا کہ بادشاہ خود جاکر اس کا فر کا استیصال کرے بادشاہ نے فرمایا کہ مناسب
نہین ہے کہ مین ایک سیندھی فروش کی تنبیہ کے لئے جاؤن یوسف خان صوبہ دار مقرر
ہوا کہ اس مفسد کا استیصال کرے - پاپ اوسکے فوج آنے سے پہلے قصبہ کلپاک کا محاصرہ
کیا جو شاہ پور سے آٹھہ کوس تھا - جب سپاہ آئی تو وہ شاہ پور کو بھاگ گیا اور اوسکے بہت
آدمی مارے گئے قلعہ شاہ پور میں اسکا خسر مقید تھا فقط اوسکی بیوی کو اجازت تھی کہ
آٹھہ پہر مین اوسکو ایک دفعہ کھانا کھلا وے اوسنے اپنی بیوی سے تین چار سوہن
کھانے مین چھپا کر منگائے اور اوسنے اپنی اور چند اور قیدیون کی بیڑیان کاٹین -
پاپ راے مچھلی کے شکار کو دو کوس پر گیا تھا کہ ان قیدیون نے قلعہ کے نگہبانون کو مارا
اور کلپاک کے زمیندار کو پہلے سے کہلا بھیجا تھا کہ جب ہم توپ چھوڑین تو تم آجانا -
پاپ راے یہ خبر سنکر شاہ پور کے دروازہ پر آیا اور اوسکو جلایا مگر دروازہ اس حکمت سے
بنایا گیا تھا کہ دروازہ چوبی جل جائے تو ایک پارچہ تختہ آہن وسنگ اوپر سے گر کر
اوسکا قایم مقام ہو جائے - اسلئے دروازہ کے جلانے سے کچھہ فائدہ نہ ہوا - اس عرصہ
مین دلاور خان کلپاک سے سپاہ لیکر آیا - پاپ راے سے لڑائی ہوئی - دلاور خان قلعہ مین داخل ہو

پاپ رائے کی فوج متفرق ہوئی وہ قلعہ کے ریگشد امین آیا - نو مہینے اس قلعہ کا محاصرہ لشکر شاہی نے کیا - یوسف خان نے قلعہ کے اندر پاپ رائے کے آدمیون کے ساتھہ سازش کی - وہ جوق جوق قلعہ سے نکل کر یوسف خان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے - یوسف خان پیٹہ پر کوٹہ وبارہ و برج اطراف قلعہ کو اپنے تصرف مین لایا - پاپ رائے قلعہ سے باہر موضع حسن آباد مین جو اسکا آباد کیا ہوا تھا چلا گیا - وہان ایک تاڑی فروش نے پہچانکر اوسکو پکڑوا دیا وہ یوسف خان کے روبرو لایا - اوسکے بند بند جدا کئے گئے - اوسکے عضا حیدر آباد کے دروازہ پر لٹکائے گئے اور سر اوسکا بادشاہ پاس بھیجا گیا +

دہقان سالخوردہ چہ خوش گفت باپسر کاے نور چشم من بجز از کشتہ نہ دروی

اس سال کا آخر سانحہ یہ ہے کہ قلعہ قندہار کا قلعہ دار ضابط سلطان حسین شاہ ایران کی طرف سے گرگین خان تھا اسکا نہایت معتمد نوکر میر اویس افغان تھا قلعہ کے ایک دروازہ کا بند و بست اوس کے سپرد تھا کبھی کبھی قلعہ دار اور میر اویس کے درمیان ناخوشی و ملال اثر ہوتی تھی پھر بحسب ظاہر رفع کدورت ہو جاتی تھی اسکا ذخیرہ افغان کے دل مین جمع ہوتا جاتا تھا اسلئے دغا دیکر گرگین خان کو مار ڈالا اور قلعہ پر اپنا عمل دخل کر لیا مصلحتہً خطبہ بہادر شاہ کے نام کا پڑھوایا کہ بدنامی رفع ہو اور بند و بست کا استحکام ہو اور کلید طلائی اور عرضداشت بادشاہ پاس بھیجدی - بہادر شاہ نے شاہ ایران کے ساتھہ نامہ و پیغام و تحفہ تحائف بھیجکر سوروثی اتحاد از سر نو پیدا کر لیا تھا - فی الحال تقاضائے مصلحت وقت یہ جانا کہ خلعت و فرمان - آفرین بادشاہ و سند قلعہ داری مع عطائے منصب پنجہزاری میر اویس پاس ارسال کیا اور خفیہ تجار کی زبانی پیغام سلطان حسین شاہ ایران کو کہلا بھیجا کہ افغان نے جو نمک حرامی پر جراءت کی ہے اوس سے مجھے ملال خاطر ہوا اور اوس نے بہت برا کیا - آپ کو اسکے فساد کے رفع کرنے کے لئے جلد کوشش کرنی چاہی - ہم اوسکی کمک نہیں کرینگے اسلئے آپ خاطر جمع رکھئے شاہ ایران بھی بند و بست سلطنت سے بے خبر تھا - اصلا فوج کشی و تعین لشکر و مردم کشی پر راضی نہ ہوا قلعہ قندہار کی تسخیر کی کچھہ تلافی نہ ہوئی - دو برس بعد

سنہ ۱۱۲۱ھ +

لشکر بھیجا جسکا نتیجہ کچھ نہ ہوا محمد شاہ کی تاریخ مین اسکا بیان ہوگا +

سوانح سال سوم ۱۱۲۱ھ

۱۵ ۔ ماہ ذی الحجہ کو سال سوم جلوس کا آغاز ہوا جس کے انعامات کی تفصیل بیان نہین ہو سکتی شاہزادون کو فرمایا کہ نالکیون مین جو تخت روان کی طرح مرتب ہوئین تھین سوار ہون اور محمد اعظم شاہ و بیدار بخت و کام بخش کے بیٹون کو خلعت دئے گئے اور دربار مین بیٹھنے کا اور سواری مین گھوڑون پر سوار ہو کر ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ جملۃ الملک خانخانان اور بخشی الملک ذوالفقار خان کو حکم دیا کہ وہ حضور مین اپنے آگے نوبت بجوائین ذوالفقار خان نے عرض کیا کہ ہم خانہ زادون اور شاہزادون مین یہی فرق نقارہ بجانے کا ولی نعمت کی رکاب مین ہے اسلئے مین اوسکے قبول کرنے سے انکار کرتا ہون خانخانان کو حضور مین نقارہ بجوانے کی آرزو تھی اور اوسکی جملۃ الملک سے سوء مزاجی تھی اسلئے یہ انکار ہوا +

بادشاہ نے اول ربیع الاول ۱۱۲۱ھ مین دارالخلافہ کے قصد سے کوچ کیا۔ وسط جمادی الاول ۱۱۲۱ھ کو اورنگ آباد مین آیا اور آخر مہینے مین یہان سے کوچ کیا۔ آخر رجب مین بادشاہ برہانپور مین آیا یہ مشہور شکارگاہ اور سیرگاہ ہے یہان رہنے کا ارادہ تھا کہ راجپوتون کے فساد کی خبر آئی کہ جبتک وہ کام بخش کی مہم مین مصروف ہوا تو نواح اجمیر مین راجپوت اور اونہون نے شورش کی اور صوبہ اجمیر سے تھانون اور فوجدارون کو اوٹھا دیا سید حسین خان بارہہ صوبہ دار اجمیر اونکی تادیب مین مشغول ہوا۔ راجپوتون نے اطراف سے ہجوم کرکے مقابلہ کیا سید حسین خان نے کارزار صعب کے بعد بہت راجپوتون کو مارا اور کئی ہزار زن و فرزند راجپوتون کے پکڑ لئے۔ بت خانے مسمار کئے چارون طرف سے راجپوت مور و ملخ کی طرح جمع ہوئے سید حسین خان مع احمد سعید خان فوجدار میرٹھ سنگھلانہ و غیرت خان فوجدار نارنول جو حسین خان کے برادر حقیقی تھے اور اور فرزندون و خویشون و ہمراہیان اور بندہ ہائے بادشاہی مین سے مارے گئے جب بادشاہ نے یہ سنا تو یہانپر رہنے مین اوسنے توقف مناسب نہ جانا اوائل شعبان ۱۱۲۱ھ کو یہان سے کوچ کیا۔ آپ نربدا پر ماہ رمضان

مین آیا۔ گذرا کبرپور پر مقام کیا عید فطر کے بعد آب نربدا سے عبور کیا جب سرحد اجین پر پہنچا تو اوسنے خبر سنی کہ اطراف نواح دار الخلافۃ اور پنجاب مین سکھون نے فساد مچایا ہے مین نے التزام کیا کہ اگر کوئی شاذ و نادر ہندؤن کی تصنیف کی ہوئی تاریخ ہاتھ آجائے تو اس مین سے بعض واقعات تاریخی کو نقل کرتا ہون کہ جس سے مسلمانون کے بیان سے اونکا مقابلہ ہو جائے۔ اختلاف اور اتفاق اون کا کھل جائے سکھون کی کتابین بہت سی ہین جنمین اونھون نے مسلمانون سے اپنی لڑائیون کا حال لکھا ہے شمشیر خالصہ ان سب کی جامع ہے مصنف بھائی گیانی سنگھ گیانی نے مسلمانون کے ساتھ جو سکھون کو معاملات پیش آئے ہین مذہبی پیرایہ مین بیان کئے ہین اور کشف خرق عادت کو دخل دیا ہے جنکو مذہب سے تعلق ہے تاریخ سے تعلق نہین ہے غرض اسمین سے بعض مضامین ان چند صفحون مین گھٹا بڑھا کر لکھتا ہون +

سکھون کا بیان

سلطان بہلول لودہی کے زمانہ مین کالو بیدی پور نماشی ۱۵۲۶ سمت مطابق ۱۴۶۹ء اکو موضع تلونڈی تحصیل شرقپور ضلع لاہور مین گورونانک پیدا ہوئے + انکی پیدائش کی جگہہ ایک پختہ عمارت نانکانہ بنی ہوئی ہے جہان میلا ہوتا ہے اونکے باپ کا نام کالوچند بیدی تھا جو قوم کا کھتری تھا اسکے حسب نسب کو راجہ رام چند سے سکھ ملاتے ہین۔ اونکے لڑکپن کی حکایات معجزات اور کرامات سکھ بہت بیان کرتے ہین اور اونکو اوتار مانتے ہین یہ باتین تو اعتقادات کی ہین مگر یہ سب مانتے ہین کہ وہ لڑکپن مین وجاہت اور لیاقت رکھتے تھے۔ ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات مسلمان یہ کہتے ہین کہ سید حسن درویش نے کہ صاحب کشف و کرامات تھے گورو پر نظر توجہ کی اور اونکی صحبت کی برکت سے گورو جی باپ دادا کے آئین و مذہب سے برگشتہ ہوئے اور فقرا و صوفیہ کے زمرہ مین آئے اور مسلمان فقرا کے اقوال سے اپنی پنجابی زبان میں گرنتھ کتاب بنائی سکھ یہ کہتے ہین کہ وہ ہندو مسلمان فقرا کی صحبت مین رہے اور بعض سے وہ خود مستفیض ہوئے اور بعض کو اپنے سے مستفید کیا گرو نانک موحد صوفی تھے اور فرقہ صوفیہ مین مسلمان و

وہندو کی باہم کچھ تمیز نہین اس مین دونو ایک ہین - انکا مذہب ایسا ہی تھا جیسا کہ
سائین کبیر کا - اونکے مذہب کا خاص مطلب صلح کل تھا - وہ دونو ہندو مسلمانون کو متحد کرنا
چاہتے تھے - وہ توحید کے معتقد تھے - اونکے نزدیک جیسا کہ وید و پران ایسا ہی قرآن
وہ کسی مذہب پر خاش کرنا اپنے مذہب مین کفر جانتے تھے - انکا یہ قول تھا کہ انسان
پر خدا کی پرستش فرض ہے مگر پرستش الٰہی کی ظاہری صورت کی پابندی کی چندان ضرورت
نہین - ان فقرا کے کلمات خواہ ہندو ہون یا مسلمان ہون ایسے ہوتے ہین کہ مذہبی عناد و
فساد کو بالکل دور کرتے ہین - معراج کے باب مین گورو کا یہ دوہرہ ہے ؎

نانک تجھ مین در نہین نبی گیو کس بار ✤ جیسے مجھے سے اپ جھمہ - نکس جات ہے پار

ترجمہ اے نانک آسمان مین دروازہ نہین نبی کیونکر چلا گیا + جیسے عینک سے نگاہ
پار جاتی ہے + نانک نے مذہب مین کوئی حصہ مسلمانون کے مذہب سے اخذ کیا ہے - کوئی
ہندوؤن کے مذہب سے + مسائل توحید قرآن و وید سے اخذ کئے ہین - اور گائے کی تعظیم اور برہمنون
کی تکریم یہ ہندوؤن کے بزرگون سے استنباط کی - مذہب مین کوئی بات ایجاد نہین ہوتی +
گرو نانک نے چار بڑے بڑے سفر کئے ہیں اور اونہین فقرا و صوفیہ سے تحقیقات
مذہب کی ہی ۶۹ برس ۱۰ مہینے ۱۰ دن کی عمر مین اسوج بدی دسمی سمت ۱۵۹۶ بکرمی مطابق
سنہ ۹۴۶ھ کو اونھون نے دنیا سے سفر کیا - اونکی پاکبازی اور راستبازی مین و نیز ہندو مسلمانونکے
اتفاق سے - سیتستھیر خالصہ مین لکھا ہے کہ جب بابر سے گرو نانک ملے تو اونھون نے اوس کو
ہندوستان فتح کرنے کی اور اوسکی سات پشت تک ہندوستان میں فرمانروائی رہنے
کی دعا دی تھی - بابر نے اونکی بھنگ کے قدح اور جواہر وغیرہ کی تواضع کی انکو قبول کرلینے
اونھون نے انکار کیا - بابر نے اونکی بڑی تعظیم و تکریم کی +

نانک شاہ کے دو بیٹے تھے ایک سری چند جسنے اپنی زندگی درویشی مین گذاری
اور نہ جورو کی نہ باپ کی جانشینی کی - دوسرا لکھمی چند تھا وہ دنیا کے مال و عزت کو عزیز
رکھتا تھا - کرتارپور مین اوسکی زمینداری تھی - ہمیشہ حکمرانی و شکار انگلنی اور باغ و راغ کی سیر

مشغول رہتا - ابتک وسکی اولاد کو صاحب زادہ کہتے ہیں +

گورو نانک کے جانشین گورو انگد ہوئے - وہ سکندر لودھی کے زمانہ مین ۱۵۰۴ مین ضلع فیروزپور مین پیدا ہوئے - سمت ۱۵۸۸ مین گورو نانک کے چیلے ہوئے - اونھون نے اپنے گورو کی پوری پیروی کی - گورمکھی حرفون کو ایجاد کیا - اور جنم ساکھی کتاب لکھی - ہمایون بادشاہ جب شیر شاہ سے شکست پاکر بھاگا ہے تو وہ اس گورو سے ملنے گیا - اوسنے تعظیم نکی تو ہمایون نے اوسکے تلوار مارنے کا ارادہ کیا تو گورو نے کہا کہ یہ شمشیر شیر شاہ پر کیون نچلائی وہان سے بھاگ آئے اب فقیرون پر تلوار چلاتے ہو تو بادشاہ نے اوسنے معافی مانگی تو گورو نے کہا کہ چند سال بعد پھر تم ہندوستان کے بادشاہ ہوجاؤگے - اور اکبر کے پیدا ہونے کا مژدہ سنایا

یہ گورو سمت ۱۶۰۹ مطابق ۱۵۵۲ء مین بمقام کھنڈور سے ۳۵ سال ۳ ماہ ۹ یوم کی عمر مین گدی نشین ہوا - ۱۲ سال ۹ ماہ ۴ یوم گدی نشینی کی اور ۴۷ سال ۱۱ ماہ ۱۵ یوم کی عمر مین سفر آخرت کیا +

یہ گورو سکندر لودھی کے وقت مین ۹ بیساکھ بدی سمت ۱۵۳۶ مطابق ۸۹۸ھ ۱۴۷۹ء کو موضع باصر پرگنہ امرتسر مین تیج بھان بہلے کھتری کے گھر مین پیدا ہوا - سمت ۱۶۰۹ مین گورو انگد نے امرداس کو گورپائی کی گدی پر سرفراز کیا - اس گورو نے قصبہ گوبند وال کو آباد کیا +

ایک دفعہ گوبند امرداسے کھتری کے بیٹے نے حاکم لاہور کے روبرو گورو جی پر یہ نالش کی کہ گورو کو فقیر سمجھکر اس گانو مین ٹھیرنے کو مکان دیا تھا مگر اب وہ مالک بن کر بیٹھا ہے اور نکالنے سے نکلتا نہین - گورو جی نے اپنے داماد کو جو اید ہی کے لئے بھیجا مرزا جعفر بیگ حاکم نے گورو کو لاہور مین طلب کے ثبوت طلب کیا - گورو نے غصہ مین آنکر کہا کہ گردن ٹوٹنے زمین سے گواہی لے - حاکم گوبند وال گیا اور تحقیق سے مدعی کا دعوی باطل ٹھیرا - وہ اولٹا جاتا تہا کہ گھوڑے سے گرکر گردن ٹوٹ گئی - اسکا بیٹا مرزا طاہر بیگ اس واقعہ کو

گورو کی بددعا سمجھ کر اس پاس گیا اور عرض کیا کہ مین آپ کا خادم ہون مجھہ پر نظر کرم رکھئے
گورو جو گوئندوال مین باولی کھدواتے تھے اس مین طاہر بیگ نے بڑی مدد دی اور جب وہ
قلعہ چتور کے محاصرہ مین گیا تو اکبر کو صلاح دی کہ آپ گورو کی منت مانینگے تو قلعہ فتح ہو جائیگا
اکبر بادشاہ نے جیسے بائیس صوبے مقرر کئے تھے - گورو جی نے بائیس منجے یعنے گدیان مقرر
کین سمنت ۱۶۰۰ مین گنگا اشنان کے لئے جمنا کے عبور کرنے پر گورو سے محصل نے حسب دستور سوا روپیہ
فی کس محصول مانگا - گورو جی نے محصول دینے سے انکار کیا - اور کہا کہ ہم فقراء سے تو
دہرم راج بھی محصول نہین مانگتا تم کیونکر لے سکتے ہو جب اسکی خبر اکبر بادشاہ کو ہوئی
تو اوسنے فوراً معافی محصول کا حکم بھیجدیا - جاتری سردوار کا اشنان کرکے چلے گئے نہ آنے
مین محصول دیا نہ جانے مین - بہت لوگ اونکے ساتھہ سکھہ بن کر بے محصول چلے گئے
اکبر بادشاہ نے بھگوانداس کھتری کو گورو جی پاس چتور کی دعا کے لئے بھیجا اونہون
نے کہا کہ جب ہماری باولی کا کڑہ پھوٹیگا تو قلعہ چتور گڈہ ٹوٹیگا - اکبر نے کاریگرون کو
بھیجکر سنہ ۱۶۲۴ مین باولی کا کڑہ توڑوادیا تو اوسی وقت چتوڑ گڈہ فتح ہو گیا - تو بادشاہ نے
اس پاس تحائف اور نذر نیاز بھیجی +

جب اکبر بادشاہ سمت ۱۶۲۱ مین لاہور آیا تو قصبہ گوئندوال مین گورو امرداس جی
پاس گیا بلکہ یہ پرگنہ چھبال کے بارہ ہات کی آمدنی گورو جی کو دینی چاہی مگر وہ انہون
نے لینی نامنظور کی +

یہ گورو ۶۳ برس کی عمر مین گورو انگد کی خدمت مین آئے - بارہ برس اونکی خدمت
کی پھر اونکے استقبال کے بعد ۲۲ برس گدی نشین ہے - ۹۵ سال ۲ ماہ ۱۳ یوم کی عمر
مین انتقال کیا +

[illegible] +

گورو رام داس کاتک بدی دوج سمت ۱۵۹۱ مطابق سنہ ۱۵۳۴ مین لاہور مین شیر شاہ کے
زمانہ مین ہرداس سوڈھی کے گھر مین پیدا ہوئے - گورو امرداس نے اپنی
بیٹی کا بیاہ اون سے کیا +

سمت ۱۶۳۳ مین جب اکبر بادشاہ لاہور کو جاتا تھا تو گورو سے ملنے آیا۔ اور موضع سلطان ونڈ
و تونگ وغیرہ قصبات گرد و نواح کی زمین گورو چک کے ساتھ شامل کرکے گورو جی کو دیدی
اور سند معافی لکھ دی۔ امرت سر اسی زمین پر گورو جی نے آباد کیا +

گورو رام داس کے تین بیٹے پرتھی چند و مہا دیو اور ارجن تھے۔ گورو جی
ارجن کو گدی پر بٹھا کے ساون سمت ۱۶۳۸ مین دنیا سے چل بسے۔ عمر ۴۶ برس ۱۱ ماہ
۱۸ دن کی تھی +

گورو ارجن بیساکھ سدی ستمی سمت ۱۶۲۰ مطابق ۱۵۶۳ء کو اکبر بادشاہ کے عہد مین موضع
گوبند وال مین گورو رام داس کے گھر مین پیدا ہوئے۔

سمت ۱۶۳۸ کو گورویائی کی گدی ملی۔ انھون نے اپنے فرقہ کو بہت ترقی دی اور ہزارہا
لوگون کو اپنے فرقہ مین شامل کیا۔ اس گورو کے عہد سے سکھون مین فقیری کے ساتھ دنیاداری
شروع ہوئی۔ گورو رام داس کی اولاد مین مسند گورویائی کے لئے ہمیشہ جھگڑے و فساد
ہوتے رہے۔ دولت کی محبت بھی پیدا ہو گئی۔ سکھون کی پوتھیون مین لکھا ہے کہ دنیا کی دولت
گورو نانک سے بارہ کوس کے فاصلہ پر۔ اور گورو انگد سے چھہ کوس پر۔ اور گورو امر داس کے دروازہ
پر۔ اور گورو رام داس کے قدمون پر۔ اور گورو ارجن کے گھر مین تھی +

گورو ارجن سے پہلے کسی گورو کے عہد مین گورؤن کے خرچ کے لئے سالانہ یا ششماہی
روپیہ وصول نہین ہوتا تھا۔ گورو ارجن نے ہر تعلقہ مین ایک مسند یعنی کارکن مقرر کیا
کہ وہ دسوندھ (دسوان حصہ) جمع کیا کرے۔ جب سال ختم ہوتا تو یہ مسند (کارکن) اپنے
اپنے علاقہ کے سکھون سے کار بھیٹ (چندہ مذہبی) لاکھون روپیہ گورو ارجن پاس لاتے
اور سکھون کے گروہا گروہ گورو ارجن کی زیارت کو آتے اور نقد و جنس نذر مین دیتے
اور گورو اونکو خلعت و دستار رخصت کے وقت دیتے۔ یہ طریقہ دسوین گورو تک جاری رہا +

گورو ارجن نے امرت سر مین تالاب کے اندر جو مندر بنایا اوسکی بنیاد میان میر فقیر سے
رکھوائی۔ اوسی مندر کو احمد شاہ بادشاہ کابل نے سمت ۱۸۱۸ مین ڈھایا تھا۔ شہر امرت سر کو

اس گورو کے زمانہ مین بڑی رونق ہوئی - سائلوجی نے ۲۲ ذاتون کے آدمیون کو لا کر اسمین
بسایا سمت ۱۶۴۹ مین قصبہ ترنتارن مین گوروارجن نے ایک تالاب کھدوایا اوسکی اینٹون کے
پزاوے پرتھی چند گورو کے بڑے بھائی کے بہکانے سے امیرالدین پسر نورالدین حاکم وقت
اپنے مکان کے بنانے کے کام مین لایا - گوروارجن لاہور مین آیا تو حسن خان حاکم شہر اسکی
خدمت مین آیا اور معتقد ہوا - اس نے اس باولی کے کھدوانے مین بڑی امداد کی جو
گورو جی لاہور مین ڈبی بازار مین کھدوائی تھی - پرتھی چند بڑا بیٹا گورو رامداس کا گدی کے
نہ ملنے سے اپنے بھائی گوروارجن کا بڑا دشمن تھا موضع ہیہر مین جا کر آباد ہوا - یہ موضع
اوسکے دوست خلجی خان نے آباد کیا تھا - یہان اوسنے امرتسر کے تالاب کی نقل اوتاری
اور کہا کہ یہی تیرتھ نجات دیگا - پرتھی چند نے خلجی خان کو جو اس ملک کا حاکم تھا بہت کچھ رشوت
دیکر اپنا مددگار بنایا اور گوروارجن پر دعوی دائر کیا جسکا اکبر شہنشاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ باپ جسکو
جو رتبہ دے گیا ہے وہ منسوخ نہیں ہوسکتا پرتھی چند ہمیشہ خلجی خان کی امداد سے گوروارجن کو
ستاتا رہتا - اس اثنا مین وزیرخان حاکم لاہور جلندہر کے مرض مین مبتلا ہوا تو وہ حضرت میان میر
کے ارشاد سے گوروارجن پاس آیا - اور اونکے علاج سے وہ اچھا ہوگیا - اس سبب سے وہ ان کا
معتقد ہوگیا +

آخر مین خلجی خان نے پرتھی چند و گوروارجن کا آپسمین یہ فیصلہ کیا کہ تمام سکھی سیوکی کا
مالک تو گوروارجن کو بنایا اور باقی گورو چک کے کل زمینداره وغیره کی وراثت مع کچھ حصہ اس
شہر کے جو اکبر شاہ دے گیا تھا پرتھی چند کو دیا - اس اکبر شاہ کی سند مین چودہ ہزار بیگہہ غیر مزروعہ
اراضی ستلج کے کنارہ پر مندرج تھی - پرتھی چند نے اپنی دشمنی نہ چھوڑی - وہ چندو لال قوم
کھتری بادشاہی دیوان پاس گیا - اوسکی اور گوروارجن کی اس بات پر عداوت ہوگئی تھی کہ دیوان
اپنی بیٹی کی سگائی گوروارجن کے بیٹے ہرگوبند سے چاہتا تھا اور گوروارجن نے کسی خاص وجہ سے
اوسکو نامنظور کیا تھا - اس دیوان کے ذریعہ سے اکبر بادشاہ کو یہ شک دلایا کہ گوروارجن ڈاکوؤں
اور رہ زنون کو اپنے پاس رکھتا ہے ہمیشہ ڈاکہ زنی کے مال سے گذارہ کرتا ہے جس کے

سبب سے سمت ۱۶۵۵ مین صلہی خان تعینات کیا گیا مگر اوسکو گوبند وال مین ایک نوکر نے مار ڈالا تو دیوان چندو لال نے اکبر بادشاہ کو یہ سمجھایا کہ گورو ارجن نے سازش کر کے اوسکو قتل کرایا ہے تو بادشاہ نے غصہ مین آکر صلہی خان حاکم لاہور کو گورو ارجن کی تنبیہ کے لئے فرمان لکھا صلہی خان بھیہ مین برہتی چند پاس آیا۔ دونو شکار کھیلنے گئے کہ صلہی خان کا گھوڑا ایک جانور کے اڑنے سے بھڑک کر جلتی آگ مین جا پڑا اور صلہی خان مر گیا +

سمت ۱۶۵۶ مین اکبر بادشاہ لاہور مین آیا۔ تو قصبہ بٹالہ ضلع گورداس پور مین دیوان چندو لال نے بادشاہ سے یہ کہا کہ گورو ارجن نے گرنتھ کو مرتب کیا ہے اور اوسکو کہتا ہے کہ مین نے الہام الہی سے لکھا ہے اسمین مذہب اسلام کی تحقیر کی ہے اور پیغمبران خدا کی تضحیک اور بت پرستی کی تعریف۔ بادشاہ نے گورو ارجن کو بلایا کہ وہ گرنتھ لیکر آوے مگر گورو کسی سبب سے خود نہ گئے مگر اپنے سیوکون بھائی گورداس جی اور بابا بڈہا کو گرنتھ کے ساتھ بھیجدیا۔ اکبر نے کئی جگہ سے گرنتھ کو سنا۔ اور چندو لال کے بیان کو جھوٹا جانا اور ایکیاون اشرفیان گرنتھ پر چڑہائین اور گورو ارجن کے پاس جانے کا وعدہ کیا۔ اور اوسکو خلعت بھیجا

سمت ۱۶۵۶ مین تو وہ گورو ارجن پاس گیا اور اوسکے کلام سے مستفید ہوا۔ گورو جی کی سفارش سے کل پنجاب کا لگان بوجہ قحط سالی اس سال کے لئے معاف کر دیا بلکہ بہت سا غلہ و کپڑا غریبون کو تقسیم کرنے کا حکم دیدیا۔ شہنشاہ اکبر کی اس مہربانی سے گورو ارجن کی بزرگی کا بڑا شہرہ ہو گیا +

جب نور الدین جہانگیر بادشاہ ہوا اور اوس کا سرکش بیٹا خسرو ترن تارن مین آیا تو وہ گورو سے امداد کا خواہان ہوا تو گورو نے پانچہزار روپیہ اوس کو دیا جسکو دشمنون نے پچاس ہزار روپیہ بنا کر بادشاہ سے شکایت کی۔ جب خسرو پکڑا آیا اور قتل ہوا تو دیوان چندو لال نے گورو جی کو بھی اوسکے معاونون مین بیان کیا۔ تو بادشاہ نے گورو جی کو بھی طلب کیا تو وہ اوسکو پیغام اجل سمجھ کر اپنے بیٹے گورو ہر گوبند کو گدی نشین کر کے لاہور آئے۔ اور چندو لال نے گورو کو بادشاہ پاس پہنچایا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ تم نے خسرو کو پچاس ہزار روپیہ دیا تہا اس جرم کا جرمانہ

دو لاکھ روپیہ خزانہ مین داخل کرو ورنہ جان سے مارے جاؤگے۔ اوسکے جواب مین گورو نے کہا کہ ہم فقراؤ پاس سوا خدا کے نام کے کوئی اور دولت نہین ہے۔ اور نہ حضور کو پچاس ہزار روپیہ مین نے دیا ہے۔ یہ کسی دشمن نے خلاف واقعہ بیان کیا ہے۔ بادشاہ نے گورو کو کوتوالی مین بھیجدیا۔ چندو لال گورو کو اپنے گھر لے گیا اور کہا کہ میری لڑکی سے اپنے لڑکے کا بیاہ قبول کیجیے نہیں آپ بری طرح مارے جائینگے۔ گورو نے یہ رشتہ کرنا منظور نہ کیا۔ اوسنے گورو پر گرم ریت ڈلوائی اور دیگ آہنی مین بند کیا۔ پھر گائے کی کھال مین گورو کو سینا چاہا۔ گورو نے کہا کہ مجھے دریاے راوی مین اشنان کر آنے دے۔ پھر جو تو کہیگا مین قبول کرونگا۔ چندو لال نے اپنے آدمیون کی حوالات مین اشنان کو بھیجا۔ وہ اشنان کرکے جیٹھ سدی چوتھ سنہ ۱۶۶۳ مطابق ۱۶۰۶ پر لوگون ہوئے۔ ۴۳ برس کی عمر تھی۔

گورو نانک کی ولادت سے ۱۲۶ برس بعد سمت ۱۶۵۲ مطابق ۱۵۹۵ اساڑھ مین گورو ہرگوبند وہ گورو ارجن کے بیٹے تھے۔ وہ ۱۱ سال کی عمر مین سمت ۱۶۶۳ مین گدی پر بیٹھے۔ اب گورو نے فقیرانہ طریقے کے خلاف کمر مین دوہری تلوارین باندھین اور تمام سپاہیانہ کرتبون مین مہارت پیدا کی۔ باپ کے مرتے ہی چندو لال سے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ سکھون کو فن سپہ گری کی طرف راغب کیا۔ عمدہ گھوڑون اور ہتیارون کے نذر مین آنے سے بہت خوش ہوتے تھے۔ غرض تھوڑے دنون مین ظاہری اسباب درست کرکے اپنے تئین فقیر سے راجہ بنالیا۔ سمت ۱۶۶۵ مین دربار امرت سر کے سامنے ایک چبوترہ بنواکے اسکا نام اکال بنگاہ رکھا۔ دونو وقت اوس پر دربار کرنا شروع کیا۔ اور یہین بیٹھکر دینی و دنیاوی مواعظ سکھون کو سناتے اور سکھون کے مقدمات کا فیصلہ کرتے۔ انکا خطاب سچا بادشاہ ہوا۔ گورو جی کی شاہانہ شان دیکھکر پرتھی چند سوڈی کا بڑا بیٹا مہربان چندو لال پاس دہلی گیا۔ اور اوسکے توسل سے بادشاہ کے گوش گذار کیا کہ گورو ہرگوبند پاس ہزارون اور ڈاکوؤن کا جمگھٹ لگا رہتا ہے۔ اور سکھون کو سپہ گری سکھاتا ہے کہ بادشاہی ملک مین فساد پیدا کرین۔ وزیر خان کو حکم ہوا کہ وہ گورو کو حاضر کرے۔ وہ گورو ہرگوبند کے پاس امرت سر مین آیا۔ اور گورو اوسکے ساتھ دہلی گیا۔ ایک سو سوار ہمراہ تھے

سکھون کے اسکے ہمراہ تھے۔ بادشاہ اوسنے باخلاق پیش آیا۔ پانسو روپیہ یومیہ انکا مقرر کر دیا۔ دیوان چندو لال نے جہانگیر بادشاہ کو دو لاکھ روپیہ جرمانہ جو گورو ارجن پر ہوا تھا اور اب تک ادا نہین ہوا تھا یاد دلایا۔ گورو جی سے وہ طلب ہوے اسکے ادا کرنے سے انکار کیا تو قلعہ گوالیار مین بادشاہ نے گورو کو مقید کیا پھر بادشاہ نے اوسکو چھوڑ دیا اور اوسکی سپاہیانہ لیاقتین دیکھ کر سات توپین اور ایک ہزار سپاہ پیادہ و پانسو سوار ذاتی رکھنے کی اجازت دی اور پنجاب کے تمام بادشاہی حکام کے نام احکام جاری کر دئے کہ وہ گورو گوبند سے نیک سلوک کرین۔ اور وہ جو امداد طلب کرین وہ انکو دین۔ گورو نے چندو لال کو گورو ارجن کی مال مروارید کے ہضم کرنے کے جرم مین ماخوذ کرایا اور بادشاہ نے چندو لال کو گورو کے حوالہ کیا۔ گورو جی نے اسکے خوب دل کھول کر باپ کا انتقام لیا اور بہت بری طرح سے مارا۔ جہانگیر کی مہربانی اونکے حال پر دیکھکر بہت لوگ گرو کے گرد ہوئے۔ گورو جی نے امرتسر مین قلعہ لوہ گڈھ بنایا۔ جہانگیر کشمیر کے سفر مین گورو سے ملا اور کل پنجاب کی نگرانی کا اختیار اوسکو دیا اور اپنے ہمراہ کشمیر لے گیا۔ جہانگیر کا کشمیر سے مراجعت کرنے مین انتقال ہوا۔ شاہجہان بادشاہ ہوا پرتھی چند کے بیٹے نے چندو لال دیوان کے بیٹے سے ملکر بادشاہ کے حضور مین گورو ہر گوبند پر دعوی کرایا۔ گورو لاہور مین طلب ہوا۔ بادشاہ نے دعوی خارج کیا اور گورو کی بڑی عزت کی اور خلعت فاخرہ دیا۔ اوسی سال مین گورو نے پیندے خان پٹھان پہلوان اور جمال خان و رستم خان و عالم خان وغیرہ پٹھانون کو نوکر رکھا +

بہرحال انکے چچا زاد بھائی کی نالش نے اور بعض اور باتون کے سبب شاہجہان گورو پر ایسا مہربان نہین رہا جیسا کہ جہانگیر تھا۔ شکار مین ایک باز پر گورو اور شاہجہان کی تکرار ہو گئی۔ شاہجہان نے مخلص خان نائب ناظم کو سات ہزار فوج دیکر گورو کے نکالنے کے لئے بھیجا گورو بھی تین ہزار سپاہ سے مقابلہ کرنے کے لئے موضع ندالی مین آیا مخلص خان اور غلام رسول بادشاہی فوج کے سردار مارے گئے بادشاہی فوج تتر بتر ہو گئی۔ پھر بادشاہ نے پندرہ ہزار سپاہ بسرداری بہادر خان بھیجی۔ قلعہ لوہ گڈھ پر گورو نے مورچے باندھے اور گورو کی

فوج بادشاہی لشکر سے شکست پاکر قلعہ مین داخل ہوئی جب لشکر شاہی کا غلبہ گورو نے دیکھا تو موضع جھبال پرگنہ گوبند وال مین اہل وعیال کو بہنچایا - لوہ گڈہ کو چھوڑ کر وہ موضع جھبال مین چلے گئے - پھر گورو کی لڑائی عبد اللہ خان صوبہ دار جالندھر سے ہوئی جس مین اون کو فتح ہوئی - ایسی اور دو تین لڑائیان بادشاہی لشکر سے لکھی ہین جنمین سکھون کو فتح ہوئی +

گورو ہرگوبند ۴۸ سال ۹ ماہ ۴ یوم کی عمر مین ۳۷ برس ۱۰ ماہ گدریائی کرکے داجیت سنہ ۱۷۰۱ مین اس دنیا سے چل بسا +

گورو ہرگوبند کا پوتا گورو ہرراے دادا کا جانشین ہوا - داراشکوہ اسکا معتقد تھا جب وہ اورنگ زیب سے شکست پاکر بھاگا ہے تو اس گورو پاس آیا - مگر ٹھیرنے نہ پایا تھا کہ لشکر شاہی آن پہنچا تو وہ بھاگ گیا - گورو نے ۳۱ سال کی عمر مین ۱۷ سال ۵ ماہ ۸ یوم گوریائی کرکے سنہ ۱۷۱۸ مین اس سنسار کو چھوڑا +

گورو ہرراے کا بیٹا ہرکرشن ۵ سال ۳ ماہ ایک یوم کی عمر مین باپ کا جانشین ہوا - رام راے اوسکا بڑا بھائی اورنگ زیب پاس فریادی گیا کہ ہرکرشن میرے چھوٹے بھائی کو جو ابھی ۵ سال کا ہے خوشامدی لوٹ رہے ہین سات پشت کی دولت بزرگون کی جمع کی ہوئی خاک مین مل رہی ہے کم عمری کے سبب وہ گوریائی کے قابل نہین اورنگ زیب نے راجہ جی سنگہ سوائی والی جے پور کو گورو ہرکرشن کے بلانے کے لئے قصبہ کیرت پور مین جانیکا حکم دیا - جب راجہ کے آدمی گئے تو گورو اون کے ساتھ دہلی روانہ ہوا - دہلی مین وہ چیچک کے مرض مین مبتلا ہوکر مرگیا +

گورو ہرگوبند کا سب سے چھوٹا بیٹا گورو تیغ بہادر سمت ۱۷۲۱ مین گدی نشین ہوا اورنگ زیب نے گورو تیغ بہادر کو دہلی مین بلایا سنہ ۱۷۳۱ مین وہ دہلی مین آیا - تو حوالات مین رکھا اور اون کو قتل کرڈالا - دھڑ کو الگ چاندنی چوک مین کھڑا لکھی بنی نے اوس کو اپنے گھر مین جلایا - اور جہان سر کٹا تھا وہان ایک مندر بنا ہوا ہے جسکو سیس گنج کہتے ہین +

گورو تیغ بہادر کا بیٹا گورو گوبند باپ کا جانشین ہوا۔ یہی گورو ہے جسنے سکھون کو
فرمانروا بنایا۔ اور اپنے باپ تیغ بہادر کے انتقام کے درپے ہوا۔ اپنے دادا گورو ہرگوبند
کی طرح عمدہ عمدہ گھوڑے بہم پہنچانے اور ہتیار تیار کرنے کے لئے سکھون کو لکھہ بھیجا۔
اب اوسنے سب طرح کا سامان جنگ تیار کرکے اپنے تئین بادشاہ بنایا۔ چارون طرف سے اونکی
زیارت کو آدمی آئے اور گھوڑے اور ہتیار نذر کے لئے لائے اور کالے خان نجابت خان
حیات خان بھیکن خان کو مع پانچ سو سوارون کے نوکر رکھا۔ اس گورو کو جیسا کہ سکھون کو
پیشہ سپہ گری سکھانے کا شوق تھا ایسا ہی علم کی تعلیم کا بھی خیال تھا۔ سنسکرت طلبہ کو پڑھواتا
بہت سے کوہستانی راجہ دس ہزار سپاہ سے گورو گوبند پر حملہ آور ہوئے اور گورو نے
ان سبکو شکست دیدی۔ اور لوہ گڈھ۔ انند گڈھ۔ پھول گڈھ۔ فتح گڈھ کے نامون سے قلعے
جا بجا تعمیر کرائے۔ اور تھوڑے دنون مین اپنا سارا ٹھاٹھہ شاہانہ بنالیا۔ جب اورنگ زیب نے
کوہستانی راجاؤن کی تنبیہ کے لئے فوج بھیجی ہے تو گورو گوبند بعض راجاؤن کا طرفدار ہوا
لشکر شاہی سے لڑکر کبھی فتح ہوئی کبھی شکست پائی۔ اسکے ساتھ سپاہی ایسے ہمراہ تھے
جو اپنے گورو پر جان نثار کرنے کو اپنی عزت سمجھتے تھے خوب جان لڑا کر لڑتے تھے اس سبب
فتح زیادہ اور شکست کم ہوتی تھی۔ گورو گوبند نے اپنی لڑائیون کا حال خود بچتر ناٹک مین لکھا
ہے۔ گورو گوبند نے اورنگ زیب کی فوج سے بڑی شکست انندپور مین پائی جہان سے وہ
مجبور ہوکر بھاگا۔ اور راہ مین بڑی مصیبتیں اٹھائین گورو جی کی والدہ مع گورو کے بیٹے زور آور سنگھ
اور اوسکے چھوٹے بھائی کے اپنے قدیمی رسوئیہ برہمن کے گھر مین جاکر چھپین رسوئیہ نے
یہ دیکھہ کر کہ انکے پاس سونا بہت ہے جانی خان مورنڈہ کو خبر کردی اوسنے اونکو جاکر گرفتار کرلیا
اور تمام مال اسباب چھین لیا اور دونو بیٹون کو دیوار مین زندہ چنوا دیا۔ گورو کی ما ایک برج
سے گرکر مرگئی۔ اورنگ زیب اس گورو کی شجاعت اور کامیابی سے ایسا گھبرایا کہ اوسنے
مصالحت کرلی۔ اورنگ زیب کے مرنے کے بعد بہادر شاہ نے گورو گوبند کو اپنا معاون بنایا
سکھہ کہتے ہین کہ گورو گوبند کے تیر سے اسکا بھائی اعظم شاہ لڑائی مین مارا گیا تھا۔

بہادرشاہ کے ساتھ وہ دکن کے سفر میں ہمراہ تھا۔ گورو کے پیٹ میں اوسکے ایک مسلمان نوکر نے زخم لگایا جسسے وہ جانبر نہ ہوا۔ اور کاتک سدی پنجمی سنہ ۱۷۶۵ کو گورو نے اس دنیا سے انتقال کیا۔

بابا بندہ بہادر +

گورو گوبند نے دکن میں بابا بندہ بہادر کو اپنا چیلہ بناکے سرہند میں اپنے بیٹون کے انتقام لینے کے لئے بھیجا۔ بابا بندہ قوم کا رجپوت تھا۔ پہلے اسکا نام نراین داس بیراگی تھا جب وہ ناندیر صوبہ دکن میں گورو گوبند کا چیلہ ہوا تو اپنا نام بندہ رکھا جسکی لڑائیون کا حال مسلمان بادشاہون سے آگے تاریخ میں لکھا جائیگا

سکھوں کے حال کا خلاصہ دسویں گرو تک +

اب سکھون کے گروؤن کا سلسلہ دسوین گرو گوبند پر ختم ہوا۔ ان کے آخر زمانہ تک سکھون کے حال کا خلاصہ یہ ہے کہ جبتک گورو تک سکھون کا فرقہ فقیری کے لباس میں رہا تو مسلمان بادشاہون نے اون کے گوروؤن پر ہمیشہ مکرمت و عاطفت شاہانہ کی کبھی اونکے پاس خود جاکر اونکے قدر و عزت کو بڑھایا کبھی اونکو اپنے پاس بلایا۔ پانچوان گورو ارجن کو چندو لال نے قتل کیا جسکا سبب دریافت ہوا چھٹے گورو ہرگوبند نے جہانگیر کے بیٹے خسرو پر مہربانی کرکے اپنے تئین گوالیار میں قید کروایا۔ جہانگیر نے اوسکا قصور یہ بیان کیا ہے کہ اس گورو نے خسرو کے راج تلک لگایا تھا۔ مگر پھر اس گورو پر باوجود اس قصور کے کیسی کیسی مہربانیان کین انکا ذکر اوپر ہوا شاہجہان سے گورو کی بے اعتدالیون کی ہندوؤن امرا و سکے بھائی بندون نے اس قدر شکایتین کین کہ وہ اوس سے ناخوش ہوگیا مدار اشکوہ گورو ہرراے نے عنایت کرکے اور نگزیب نے گورو تیغ بہادر کو اورنگ زیب نے قتل کرایا۔ گورو گوبند نے تو مسلمانون سے لڑنے کا بیڑا اوٹھایا اوسی گرو کی عقل و دانش نے سکھون کو ایک فرمان روا قوم کچھ دنون کے لئے بنایا +

سکھون کا فرقہ مدت تک صلح مرنجان رہا اور صلح کل کی صورت میں پرورش پاتا رہا مگر اب وہ ایک جنگی قوم ہوگئی اور مسلمانون کی سلطنت میں اوسنے جاہ و جلال کا کمال دکھایا

مگر سلطنت انگریزی مین اسکا زوال آگیا۔ مذہبی جوش اسکا ٹھنڈا ہوگیا نرا سپاہی پن گیا
گوروگوبند نے مذہبی فرقہ کو سپاہیانہ جمہوری سلطنت بنا دیا گوروجی نے اپنے گروہ کی
تعداد بڑھانے کے واسطے ذات کی قید کو اوٹھا دیا ۔ مسلمانون برہمنون کھتریون شودرون
چوڑھے چمارون بھنگیون اور سب کو سکھ بنا کے برابر کر دیا ۔ اور آپسمین اتحاد اور اتفاق
کے لئے سب کا ایک لباس اور وضع و انداز مقرر کیا تاکہ اونکی امتیاز اور آدمیون سے
اور یہ فرقہ اور قومون سے جدا معلوم ہوا سنے یہ قاعدے مقرر کئے کہ ہر شخص وزولادت
یا بروز ارادت سے اپنے پاس لوہا رکھے گویا یہ اُسکے سپاہی ہونے کا تمغہ تھا نیلا بانا
مقرر کیا۔ ڈاڑھی اور سر کے بالون کو بڑھنے دے اور سارے بدن کے بالون میں سے
ایک بال کو نہ کترے نہ اوکھیڑے کیس رکھے۔ گائے کی تعظیم و تکریم کرے مگر کھانے پینے
اور شراب خواری کی قید کو اوٹھا دیا اور ہندوؤن کا پرانا طریقہ پرستش کا چھوڑ دیا۔
عبادت کا نیا دستور نکالا اسلام کا یہ نیا طریقہ اختیار کیا کہ ملاقات کے وقت کہے کہ
بول واہ گوروجی کا خالصہ دوسرا جواب دیکے سری واہ گوروجی کی فتح۔ اوسنے اس فرقہ
کی صورت کو ایسا بدل دیا کہ آجتک وہ سب قومون سے نرالی قوم معلوم ہوتی ہے
اور یہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ ہمچمیل قومون مین سے ملکر ایک قوم بنی ہو بلکہ اصلی قوم بجائے خود
معلوم ہوتی ہے۔ وہ گوروگوبند کے وقت سے ایک ایسی دین کی حرارت مین بھری کہ
اپنے مخالف مذہب والون سے نفرت کرنے لگی مسلمانون کی جانی دشمن
ہوگئی۔ سکھ جو مسلمانون سے پاداش اور انتقام لینے کے لئے تدابیر سوچتے تھے
اونکی تعمیل و تکمیل اس سبب سے نہین ہوسکتی تھی کہ اونکی تعداد کافی نہ تھی۔ آخر کو گوروگوبند کا بھی
ایسا پتلا حال ہوا کہ وہ بہادر شاہ کے ساتھ دکن مین اسکا نوکر ہوگیا۔ گوروگوبند کو ناندیر مین بندہ ایسا
چیلہ ہاتھ آیا کہ اوسنے سکھون کو زمین سے آسمان پر بلند کیا گوروگوبند نے اوسکو سرہند مین اپنے
بیٹون کو انتقام کے لئے بھیجا اور کل پنجاب کے سکھون کے نام پروانے بھیجے کہ بابا بندہ کی وہ
اطاعت کریں۔ اس حکم سے بابا بندہ پاس سارے سکھ جمع ہوگئے۔ تاک لوہ کے سکھ اوسکے ساتھ

بہادرشاہ اور بابا بندہ کی لڑائیان

ہوئے۔ سکھ تناسخ کے قائل ہین وہ بابا بندہ کو گرو گوبند کا اوتار رکھتے ہین۔ اسنے
خرق عادات دکھا کر سکھون کو جمع کیا اور سچا بادشاہ اپنا خطاب رکھا اور سرحد پنجاب کی
نواح اور سرہند مین تاخت و تاراج کا بازار گرم کیا۔ بہادر شاہ نے حکم دیا کہ سارے ملک کے
سکھون کے نائبون کو نکال دین اور اونکے معبدون کو مسمار کرین۔ بابا بندہ نے دو تین
مہینے مین پانچہزار سوار اور سات آٹھ ہزار پیادے جمع کر لئے اور روز بروز اوسکی جمعیت
بڑھتی گئی۔ لوٹ کے مال سے مالامال ہو گیا۔ اٹھارہ اونیس ہزار سپاہی جن پاس
ساز و سامان جنگ تیار تھا اوس پاس جمع ہوئے۔ سکھون نے قزاقی اور مردم آزاری کا
علم اوٹھایا۔ اور تین فوجدار شاہی جو اونکی تنبیہ کے لئے کمر بستہ ہو کر مقابلہ اور مقاتلہ کے
لئے آئے اُنپر سکھ غالب آئے۔ اونکو قتل کیا اور لشکر شاہی کو بہت تاراج کیا۔ تھانہ دار
اور تحصیلدار مال اپنی طرف سے مقرر کئے۔ اب نوبت یہ آئی کہ تیس چالیس ہزار سکھ
بابا بندہ کے رفیق ہو گئے۔ اونھون نے حکام بادشاہی اور عمال جاگیر دارون کے نام احکام
لکھکر بھیجے کہ اطاعت کرین اور اپنے تعلقہ سے ہاتھ اٹھائین۔ سرکار سرہند مین وزیر خان
فوجدار تھا۔ مدت سے اس ضلع کی حکومت ملکی اور مالی اوس سے متعلق تھی صاحب خزانہ اور
گنا جاتا تھا۔ اور اس ضلع کے بندوبست کرنے مین وہ بہت مشہور تھا۔ جب اوسکو خبر ہوئی
کہ اوسکے تعلقہ کے پرگنون پر سکھ خرابی مچا رہے ہین تو وہ سپاہ کی گرد آوری اور مصالح
جنگ کی جمع کرنے کی فکر مین ہوا۔ چار پانچ فوجدار اور باقی زمیندارون کو اپنے ساتھ
متفق کیا اور سرب و بارود کا سرانجام کر کے پانچ چھ ہزار سوار اور سات آٹھ ہزار
پیادے برقنداز و تیر انداز و مصالح توپخانہ و جنگی ہاتھیون کو ہمراہ لیکر سکھون کی تنبیہ
کے قصد سے روانہ ہوا۔ اور سکھون کے لشکر سے تین چار کروہ پر جا پہنچا۔ بابا بندہ جو
سکھون کو ہمیشہ فتح کا درس دیتا تھا وزیر خان سے لڑنے آیا۔ مقابلہ اور مقاتلہ شروع
ہوا۔ سکھون نے ایسی بہادری کی کہ تلوارین سونت سونت ہاتھیون پر حملہ کیا۔ اور
ایک دو ہاتھیون کو پا انداز کیا اور بہت مسلمانون کو کشتہ کیا۔ بہت سکھ بھی مارے گئے

وزیرخان کے ایک بندوق لگی جسنے وہ مرگیا اور اسلام کی فوج کو شکست ہوئی اور سکھون کو
تمام مال اسباب ہاتھی گھوڑے اوسکے ہاتھ آئے سپاہ اسلام سوا جان اور بدن کے کپڑون
کے کچھ اور نہ لے جا سکی اور سوار پیادے سکھون نے بہت مارے اور بندہ تعاقب کرتا ہوا
شہر سرہند مین آیا اور سرہند ایسا شہر تہا جو تجارت کے مال سے بھرا ہوا تھا اور جسکے صراف
مالدار اور اہل پیشہ ما یہ دار تہے ہر قوم کے شرفا خصوص اعیان صلحا و فضلا بہت شہر مین رہتے
تہے کسی کو جان و مال وعیال باہر لے جانے کی فرصت نملی — وہ سب وزیرخان کے مرنے
کی اور لشکر اسلام کے غارت ہونے کی خبر سنکر بدحواس ہوئے اور محصور ہو گئے — ایک دو
روز دست وپازنی لاحاصل کی آخر کو قہر الہی مین گرفتار ہوئے سکھون نے مال لوٹا —
مردونکو مارا — وضیع وشریف کے اطفال وعیال کو اسیر کیا — تین چار روز تک ایسا بیداد اور ظلم
کیا کہ حاملہ عورتون کے پیٹون کو چاک کیا جو بچہ زندہ نکلا تو اوسکو زمین پر پٹک کر مردہ کیا
عمارات کو جلایا فقیر وغنی کو ہم صورت بنادیا جہان مسجد اور بزرگون کے مقبرے اور مزار
دیکھے اونکو توڑا ڈھایا اکھیڑا مزارون مین سے مردون کی ہڈیون کو نکالا اور مردون کی
لاشون سے وحشیانہ عوض یہانتک لیا کہ اونکی بوٹیان کر کے کوّے چیلون کو کھلائین سرہند
کے تاراج کے بعد تمام پرگنات مین تحصیل باج وخراج کے لئے اپنے عمال تعین کئے ان کا
نوشتہ تہدید آمیز علی محمد خان فوجدار سہارنپور پاس گیا سرہند کے باشندونکے حال سننے سے
اوسکے ہوش وحواس اُڑے ہوئے تہے ہر چند شرفا اور افغانون نے جمع ہو کر استقامت کے لئے
اور برج وباره کے مستحکم کرنے کے واسطے کہا مگر وہ مال وعیال سمیت شاہجہان آباد کو بھاگ گیا
قصبے کے آدمیون نے باہم اتفاق کر کے کل اطراف مین مورچال باندھے سکھون سے اونہون
نے بہادرانہ جنگ کی اور قالب مکانون کی پناہ مین بیٹھ کر تیر وگولے مار کر بہت سکھون کو
مارا — شرفا کی ایک جماعت نے اپنے عیال و ناموس کو مار کر تردد نمایان کیا اور بہادرانہ جان
دی مگر قصبہ کے بڑے حصہ مین مال وعیال ضایع ہوئے — عورتون نے اپنے ناموس کا
پاس کر کے اپنے تئین ہلاک کیا اور قید ہونے سے کنوٗن مین گرنا پسند کیا لیکن بعض شرفا

جلاوت پیشہ نے عیال اور ناموس کو جمع کیا اور سکھون کے دفع مین کوشش کی اونکی جان
مضرت جانی ومالی اور بے ناموسی نہین ہوئی جب سکھون کو مال وافر نقد وزیور اقمشہ سہانپور
سے ہاتھہ آئے تو اونہون نے اطراف کا بندوبست کیا جلال خان فوجدار جلال آباد
(مظفر نگر) کے نام تہدید آمیز حکم بہیجے۔ قصبہ جلال آباد کو جلال خان نے آباد کیا تہا۔
وہان حصار قائم تھا اور مایہ دار افغان بہت وہان سکونت رکھتے تھے۔ اس ضلع مین جلال خان
شجاعت وتہوری مین بہت مشہور تھا جب بندہ کا خط اس پاس آیا تو خط لانیوالون
تشہیر کر کے نکال دیا۔ اور برج وبارہ کا بندوبست کیا اسباب جنگ مصالح تام وتنگ کا
تہیہ کیا اور سپاہ کو سکھون سے لڑنے کے لئے بہیجنے کا ارادہ کیا۔ اس ضمن مین خبر آئی کہ بندہ
کی فوج تین کوس پر آگئی ہے اور سکھون نے توابع جلال آباد کے دو مواضع مین گڑہیون کا
محاصرہ کیا جو خوب آباد اور تجارت کے مال سے بھری ہوئی تھین جلال خان اس خبر کو سنکر تین چار سو
سوار افغان اور قریب ہزار کے برقنداز تیر انداز بسرداری غلام محمد خان اپنے پوتے کے
اور ہزبر خان بنی عم کے محصورون کی کمک کو سکھون کے دفع کرنے کے لئے بہیجے۔ چار پانچ سو
برقنداز تیر انداز اور بہت سی رعایا طرح طرح کے ہتیار اور فلاخن لیکر سکھون سے لڑنے کے لئے
نکلی خوب لڑائی ہوئی۔ ہزبر خان اور ایک جماعت کثیر افغانون اور رعایا کی کشتہ ہوئی لیکن
آخر کو پیاپے حملے کر کے افغانون اور شرفا نے سکھون کو مار کر بھگا دیا پہر کئی دفعہ جلال خان
اور بندہ کی لڑائیاں ہوئین دو دفعہ مین سکھون کو شکستین ہوئین۔ مگر جلال آباد کے محاصرہ مین
وہ جمے رہے سب طرفون سے مور وملخ کی طرح ستر اسی ہزار سکھ پیادہ وسوار فراہم ہوگئے اور
اپنے ساتھہ دو تین سو مورچال رواں ساتھہ لائے جو چوب کے تختون سے بنائے تہے اور اوسکے
پائے مثل رابہ کے لگائے تہے اور جلال آباد کو نگینہ کی طرح چارون طرف سے گھیر لیا۔ افغانون
نے بہی ایسی بہادری دکھائی کہ بیان نہین ہوسکتی محاصرین مورچالون کے ساتھہ پائے قلعہ
مین دروازہ کے نزدیک آئے اور اونہون نے تیر وگولہ بندوق وسنگ پہینکا اور فتح درشن
پکارتے ہوئے چار پانچ سو کلنگزار اقسام حربہ لیکر پائے حصار کے کھودنے کے لئے آگئے اور زینے لگائے

اور دروازون کے جلانے مین حد سے زیادہ شوخی کی۔ افغان دروازون کو کھول کر ہاتھون
مین ننگی تلوارین لئے ہوئے اور منہ پر سپرین لگائے ہوئے نکلے اور سکھون پر حملہ کیا اور
ہر حملہ مین سو دو سو سکھون کو کشتہ و زخمی کیا مسلمان بھی مارے گئے۔ راتون کو بھی سکھون نے
حملہ کرتے بیس رات دن محصورون پر خور و خواب و آرام حرام رہا۔ آخر کو سکھہ کئی ہزار
قتل ہوئے اور کچھہ فائدہ نہ حاصل کر سکے محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے۔ اور سلطانپور اور کل
دوآبہ جالندہر کی تسخیر کے درپے ہوئے اور اپنے دستور کے موافق شمس خان کے نام پروانہ
لکہا کہ اطاعت قبول کر بعض فرمائشون کا سرانجام کرو اور خزانہ موجودہ لیکر استقبال کو آؤ۔ یہ پروانہ
دو سکھون کے ہاتھ بھیجا۔ شمس خان نے شرفا و تن دارون سے مشورہ کیا۔ سب شرفا نے اور سیر فاتحہ
خیر پڑھی کہ اوسکی رفاقت کرینگے اور شہادت پانے کی نیت سے رفاقت اور اتفاق بے نفاق
کی کلام الہی پر قسم کھائی۔ شمس خان نے بندہ کے فرستادون کے سامنے باہر خیمہ نکالنے کا حکم دیا
اور جواب تہدید آمیز لکھا کہ ہم جلد آتے ہین۔ بندہ کی فرمائشون مین ایک یہہ بھی تھی کہ سرب و
بارود بھیجدو۔ کچھہ سرب و بارود بھیجدیا اور لکھا کہ بازار کے تاجرون اور بارود خانہ
سرکار مین یہ دونو چیزین بہت موجود ہین مگر باربردار اور بیوپاری شرفا و رفقا کے لئے بہت درکار
ہین وہ خالی ہین۔ اسلئے زیادہ سرب و بارود نہین بھیج سکا جسقدر باربرداری
بھیجدوگے اس قدر وہ بھیجدی جائیگی۔ شمس خان نے چار پانچہزار سوار اور تیس ہزار
پیادے برقنداز و تیر انداز اور اسلحہ دار پرانے اور نئے اطراف کے زمیندارون کی
رفاقت سے جمع کئے اور سب اقوام کے شرفا و رعایا اور اہل کسب جنہین زیادہ تر چاہئے
شہادت کی آرزو مین غنیمت و خواہش سے کمربستہ ہوئے۔ اور جان و مال و عیال سے ہاتھ
دہوکر بپاس رفاقت کلام اللہ کی کفالت پر آپس مین باندھا اور خرچ مین بھی شریک ہوئے
ایک لاکھہ آدمیون سے زیادہ جمع ہوئے اور بڑے دبدبہ کے ساتھہ سلطانپور سے نکلے
سکھون نے شمس خان کے جرأت پر اور ایسی فوج و مصالح جنگ کے ساتھہ آنے پر اطلاع
پائی تو وہ بھی لشکر اسی ہزار سوار اور پیادون سے چلے اونکے ساتھہ توپین تھین جو

سرہند سے لائے تھے اور ان پاس مصالح وافر تھا اور تختے اور ریت بھرے تھیلے مورچال باندھنے کے لئے اور سرشبارودت بہت سا لدا ہوا اونکے ہمراہ تھا۔ لوٹتے مارتے قصبہ راہوں (جالندھر کے دوآب میں ہے) میں کہ سلطان پور سے سات کوس ہے وہ آئے اور لنگر اقامت ڈالا ایک رنیٹوں کا پزاوہ تھا اوسکی تمام اینٹوں سے اپنے لشکر کی پناہ کے لئے ایک گڑھی بنائی اور اطراف میں مورچال بناکے کارزار کے لئے مستعد ہوگئے۔ اور فوج طلایہ کو روانہ کیا اور اطراف کے پرگنات کے چودھریوں اور قانون گویوں کے نام اطاعت وتہدید کے حکم بھیجے +

شمس خان کے داہنے اور بائیں طرف کی ہزار مسلمان جلادت شعار بغزا اور جہاد کے لئے جمع تھے اور شہادت کی آرزو میں وہ ایک دوسرے کو ترغیب دیتے تھے کہ ہزیمت پانے اور شمس خان کے کشتہ ہونے کی حالت میں ہم سب کی جان ومال وعیال مہلکہ تلف میں آئیں گے بہیئت مجموعی ذوق وشوق وانتعاش کے اظہار میں اللہ اکبر کہتے ہوئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے اور مردانہ وار پیش قدم ہوتے تھے۔ جب سکھوں سے گولہ رس فاصلہ پر آئے۔ پہر دن چڑھا تھا کہ توپ بندوق کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ایک بارگی قریب دس بارہ ہزار کے گولہ اور سنگ فلاخن اولوں کی طرح لشکر اسلام پر پڑے۔ مگر وہ لشکر اسلام پر کارگر نہ ہوئے کہ کوئی نامی آدمی مارا جاتا۔ شمس خان تیز جلوی کو اور باروت کے بیفائدہ صرف کرنے کو تاکید سے منع کرتا تھا اور قدم بقدم آگے جاتا تھا۔ سکھوں کے شلک اول اور دوم کے تمام ہونے کے بعد فوج اسلام جرات کر کے آگے بڑھی اسکی پرگنات اطراف کے چالیس پچاس ہزار مسلمان آن کر رفیق ہوگئے تھے صدائے تکبیر ہمت افزا بلند کر کے سکھوں پر یورش اور تاخت کی اور پیہم حملہ کر کے بہت سکھوں کو قتل اور زخمی کیا سکھ مغلوب ہو کر قلعہ راہوں میں چلے گئے جو جنگ سے پہلے ان کے تصرف میں آگیا تھا۔ اس میں محصور ہوکے اور بندوق اور بان مارنے لگے۔ اسباب جنگ کا سابق ذخیرہ وماکولات کہ راہوں کے پہلے آدمی چھوڑ کر جان سلامت لیکر بھاگ گئے تھے وہ قلعہ میں موجود تھا۔ چند روز اس گڑھی میں استقامت کے ساتھ محصور رہے راتوں کو قلعہ سے نکلکر بہیأت مجموعی لشکر اسلام کے اطراف پر حملے کرتے تھے اور گھوڑے اور آدمیوں کو ضایع کرتے تھے۔ طرفین پر خاص کر سکھوں پر کار تنگ ہوا۔ رات کو سکھوں نے گڑھی

فرار کیا - اور شمس خان نے کئی کوس تعاقب کیا - ایک توپ وچند شتر لدے ہوئے بہیر کے اوسکو ہاتھہ آئے ۔ اور اوسنے سلطان پور کو مراجعت کی مگر دوسرے روز ہنرار کے قریب سکھون نے آن کر راہون سے شمس خان کے تہانہ کو اوٹھادیا اور اپنا تھانہ حصار بین قایم کیا - اور پہر اوسکے بعد سکھون نے حوالی لاہور کے پرگنات کی تاخت وتاراج شروع کی - لاہور کی اطراف مین عجیب واویلا اور تزلزل ہوا - اسلم خان کہ دیوان شاہزادہ اور نائب صوبہ لاہور تھا - اوسنے برج وبارہ کا بندوبست کیا اور کاظم خان دیوان بادشاہی اور حکام کے ساتھہ اتفاق کرکے اہل اسلام وہنود کے ازدحام کے ساتھہ باہر آیا اور شہر سے تین چار کوس پر خیمہ لگایا اور سکھون کے لشکر طلایہ کے دفع مین کوشش کی ۔ اگرچہ لاہور کے آدمی ضرر جانی ومالی سے محفوظ رہے لیکن اطراف لاہور شالامار تک کہ لاہور سے دو کوس پر ہے بہت خراب ہوئے - القصہ آنحضرت کے پہنچنے کے عرصہ مین دارالخلافہ شاہجہان آباد سے دو تین منزل تک اور سواد دارالسلطنت لاہور مین تمام مشہور قصبات ومعموری سکھون کی تاخت وتاراج سے پامال اور ویران ہوئے - اور بیشمار آدمی مرے اور ایک خلقت کو سکھون نے برباد کیا اور بزرگون کی قبرون اور مزارون کا نشان نہ چھوڑا قصبہ ودیہات سادھورہ وکرنال مین لاہور سے زیادہ خرابی ہوئی یہان کے فوجدار نے بقدر حالت سعی کی اور جہان دیسوودسو ہندو ومسلمان جو سکھہ گرفتار کرتے اونکو ایک جا بٹھا کر قتل کرتے سکھہ ہندؤن سے مذہب مین ایسے جدا ہوگئے تھے کہ وہ اونکی بھی ایذا اور قتل مین کوشش کرتے تھے -

جب بادشاہ ان بیستے سکھون کے فساد کا حال معروض ہوا تو اوسکے چہرہ حال پر ملال ظاہر ہوا لیکن صلاح وصوابدید دولت اسمین سمجھی گئی کہ سکھون کا فساد مٹانا - راجپوتون کی سرکشی اور شورش کے مقابل مین کوئی بڑا کام نہین ہے - بہادر شاہ جسوقت اس طرف توجہ کریگا تو اونپر جھاڑو پھیر دیگا لیکن راجپوتون کی تنبیہ اور تادیب کو اور فسادون کے رفع کرنے پر مقدم جاننا اسلئے بادشاہ اجین سے راجپوتانہ کی طرف متوجہ ہوا -

محمد مراد خان صوبہ دار اجمیر اپنی اجل طبعی سے مرگیا جب بادشاہ اجمیر مین آیا تو اوسنے اودے پور اور جودہ پور کی طرف افواج بھیجیں کہ ملک ومال کو پامال اور اطفال وعیال کو قید کرین

[illegible]

سیر حاصل آبادیون اور زراعت کو خراب کریں جب اس فوج نے کوچ کیا تو راجپوت خواب غفلت
سے بیدار ہوئے۔ رسولون کے درمیان مین ڈال کر خانخانان معظم خان بہادر کی معرفت
اپنی تقصیرات کو معاف کرایا۔ بادشاہ کو سکھون کی طرف سے اندیشہ تھا اسلئے بہادر شاہ نے راجپوتون
کی بعض شرائط کو جو اوسکو پسند نہ تھین - بہ تقاضاء وقت منظور کر لیا - اور یہ فیصلہ ہوا کہ راجہ
جی سنگھ و راجہ اجیت سنگھ اور رانا اودے پور کے اور راجپوتون کے وکیل سرسواری ملازمت
کرین اور خلعت ملازمت و رخصت اوسی روز پہن کر بادشاہ کے کوچ کے بعد سرانجام سفر کر کے
بادشاہ پاس آئیں۔ تمام بانام و نشان راجپوتون کی تیس چالیس ہزار سوارون کی جمعیت لیے
صحلہ بنا کے اور اپنے ہاتھون کو رومال سے باندہ کے سرسواری ملازمت کی اور عطار خلعت
و اسپ و فیل سے مفتخر ہوئے اور مرخص ہوئے -

راجپوتون کا حال ہم نے خافی خان کی تاریخ سے نقل کیا ہے - ٹوڈ راجستان اور
اور انگریزی تواریخ مین معلوم نہین کہ کس استناد پر یہ لکھا ہے کہ جسوقت کام بخش سے بہادر شاہ
لڑنیکے لیے جانے لگا ہے تو رانا امر سنگھ اودے پور نے ایک مخفی عہد نامہ کر لیا جسکی
شرائط ٹوڈ راجستان مین یہ لکھی ہیں -

اول شاہجہان کے زمانہ مین جو ریاست چتوڑ کی صورت تھی وہ دوبارہ قائم ہو+
دوم گاؤکشی ممنوع ہو+
سوم شاہجہان کے زمانہ مین جو اضلاع رانا پاس تھے وہ سب ستور اوسکو دیے جائیں+
چہارم ساری مذہبی رسوم اور عبادت مین وہی آزادی حاصل ہو جو اکبر کے عہد مین تھی+
پنجم رانا جس شخص کو برطرف و خارج کریگا تو بادشاہ اوسپر مہربانی نہیں کریگا+
ششم دکن کی خدمت کے لیے جو رانا سے سپاہ لی جاتی تھی وہ نہ لی جائے
رانا نے ان شرائط کو پیش کیا اور بہادر شاہ نے قبول کیا اور کہا کہ خدا کے فضل سے
انمین کبھی انحراف نہیں ہوگا-
مارواڑ کے راجہ اجیت سنگھہ انھیں شرائط پر عہد و پیمان ہوئے مگر امداد کے لیے

فوج بھیجنے کی شرط قائم رہی۔ جے پور کے راجہ جے سنگھ پر بڑی کڑی شرطیں لگائیں اور اسکی وجہ یہ تھی کہ اگرچہ اس راجہ نے خودمختاری کا دعویٰ نہیں کیا تھا مگر بادشاہ کی مخالفت میں اعظم شاہ سے موافق ہو گیا تھا چنانچہ اسکی دارالسلطنت میں سپاہیوں کا ایک بڑا گروہ متعین کیا۔ اور اس امدادی فوج کی حکمرانی اسے متعلق تو کی جو بادشاہی فوج کے ہمراہ گئی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی خاص ریاست میں تمام اختیار اسکا ضبط کیا تھا۔

جب کہ کام بخش کے زمانہ میں بادشاہی فوج نربدا پر پہنچی تو اجیت سنگھ اور جے سنگھ دونوں نے اپنی اپنی فوجیں لیکر الگ ہو گئے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے اور بہادر شاہ کے مخالف ہو گئے جب بہادر شاہ نے کام بخش کا قصہ تمام کیا تو اوسنے ان راجاؤں سے اتفاق توڑنے کا قصد کیا۔ راجپوتوں کی مملکت میں ابتک نہ پہنچا تھا کہ ناگاہ اسکو یہ خبر لگی کہ سکھوں نے سرہند پر قبضہ کیا اور پنجاب کا ایسا حال تھا کہ اوسکو راجپوتوں کے مقدمہ میں تدابیر مجوزہ کی تعمیل و تکمیل کی فرصت نہ ملی۔ بہادر شاہ نے اس سبب سے راجپوتوں سے آشتی چاہی مگر راجپوتوں کی فریب بازیوں کا کھٹکا مانع و مزاحم ہوا چنانچہ وہ خود نہ گیا بلکہ اپنے بیٹے عظیم الشان کو دونوں راجاؤں سے ملاقات کے لیئے ایک مقام معین پر روانہ کیا جو بادشاہی فوج کے رستہ پر واقع تھا۔ یہ راجہ اپنی فوجوں سمیت آئے۔ غرض کہ ساری درخواستیں راجپوتوں کی منظور ہوئیں۔ یہ صلح سنہ ۱۱۲۱ھ ۱۷۰۹ء میں ہوئی +

سوانح سال چہارم ۱۷۰۹ء ۱۱۲۱ھ ۱۷۱۰ء

سال چہارم کے جشن کے الفراغ کے بعد بادشاہ لاہور کی سمت میں چلا۔ ۲ ربیع الاول کو راوی کے کنارے پر آیا اور لاہور میں داخل ہوا۔ شیعہ مورخ لکھتے ہیں کہ بہادر شاہ نے شیعہ مذہب اختیار کیا تھا اوسنے بعض علماء کو جو باطناً مذہب امامیہ رکھتے تھے بلایا اور انکی صلاح سے یہ حکم فرمایا کہ کہ خطبہ میں خلفاء راشدین کے ذکر میں حضرت علی کے نام کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ داخل کیا جائے اس حکم سے علمائے اہل سنت وجماعت نے اسقدر بلوائے عام کیا کہ یہ حکم جاری نہو سکا اور بادشاہ نے اس کلمہ کے اظہار پر ایسا اصرار کیا کہ بادشاہزادہ عظیم الشان کو جامع مسجد میں بھیجا

اور خطیب کو اپنے پاس سے ہمراہ کیا جسوقت شاہزادہ مسجد مین داخل ہوا بیگناہ خطیب کو پہلے اسّنے کہ کلمہ معلوم زبان سے نکالے ایک جماعت نے اسپر ہجوم کرکے مارڈالا۔ اسی طرح احمدآباد مین ایک خطیب کو مارڈالا۔ غرض اہل سنت وجماعت نے بادشاہ کے اس حکم کو چلنے نہین دیا اور بادشاہ کے مرنے کی وہ دعائین مانگنے لگے۔

تلسی بائی ایک ہٹنی تھی وہ پندرہ سولہ ہزار سوار لیکر اس قصد سے آئی کہ برہانپور سے چوتھ لے۔ برہانپور سے سات کوس پر قصبہ نانند پر تھا اوسکی سرا مین بہت سے قافلے اور رعیت کے آدمی پناہ گیر تھے اس سرا کو اوسنے محاصرہ کرلیا اور میر احمد خان صوبہ دار پاس پیغام بھیجا کہ گیارہ لاکھ روپیہ چوتھ کا بھیجو تو سرا سے جسکا محاصرہ ہو رہا ہے اور شہر برہانپور لوٹ مار سے بچ سکتے ہین۔ میر احمد خان اس پیغام کے آنے سے پہلے اس ان جنگی کے باب مین فکر مین تھا کہ عورتون کے مقابلہ سے مردوان کا منہ چھپانا عورت بننے سے بدتر ہے۔ وہ ۹ محرم کو اپنی اور نواح کے فوجدارون کی جمعیت آٹھ نو ہزار سوارونکی لیکر برہانپور سے برآمد ہوا۔ ظفر خان فوجدار پرگنہ جامود کو جو سب فوجدارون مین زیادہ بہادر تھا ہراول بنایا۔ تلسی بائی نے یہ خبر سنکر تین چار ہزار سوار اپنے بہیر بنگاہ کی نگاہ بانی کے لئے چھوڑے اور چار پانچ ہزار میر احمد خان کے مقابلہ کے لئے بھیجے۔ اور باقی فوج مرہٹہ کو شہر برہانپور کے پورون کو لوٹنے کے لئے روانہ کی میر احمد خان نے دو تین روز تک خوب تردد کیا اور خود اور اوسکے بیٹے زخمی ہوئے برہانپور کے محاصرہ کی خبر سنکر اس طرف مراجعت کی۔ اس مراجعت مین ہر جگہ اوس کو دشمن نے گھیرا وہ اونسے لڑا ظفر خان بھی لڑکر زخمی ہوا اور آخر شب مین جب اوس نے مرہٹونکا غلبہ دیکھا تو بہ تقاضائے مصلحت اپنی جان بچانے کے لئے وہ میر احمد خان کے بیٹے کو ہمراہ لیکر شہر مین چلا گیا۔ ہراول کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ باقی نے بھاگ کر اپنی جان بچائی بہت آدمی قید ہوئے میر احمد خان تنہا لڑتا رہا اور زخمی ہوکر گھوڑے سے گرا اور درخت کے نیچے اپنے تئین گھسیٹ پہنچایا اور وہان مرگیا۔ بہت امیر قید ہوئے۔ انہین شرف الدین قوال لنگر اپنے مرہٹی زبان مین گیت سنا بارہ سو روپیہ لیکر چھوٹے اور یہ کہا کہ مین مشہور منصبدارون مین تھا یہ

اپنے اوپر سے بارہ سو روپیہ کا صدمہ اوتارتا ہون محمد تقی جو قید ہوئے اُنہون نے اپنے تئین نہین چھپایا اور اپنے تئین منصب دار صاحب اسم و رسم بنایا تیس ہزار روپیہ دیکر چھٹکارا پایا +

بہادر شاہ دہلی کے قریب آیا اور محمد منعم خان و رستم دل خان و چورامن جاٹ کے ساتھ بڑی بھاری فوج روانہ کی کہ سکھون کا استیصال کرین اور انکے تھانون کو ڈھادین اور اپنے تھانے قایم کرین - شاہ آباد (مصطفے آباد) سادھورہ اور قدیم آبادیون کو جنکو سکھون نے ویران کیا ہے آباد کرین - باوجودیکہ بادشاہ اس ضلع مین موجود تھا - اور سکھ پہلے فرار ہو چکے تھے مگر اپنی شوخی سے باز نہین آتے تھے - دہم شوال ۱۱۲۲ھ کو سادھورہ سے چار یا پانچ کوس پر بادشاہ کا خیمہ آیا - رستم دل خان اور فیروز خان میواتی کو بھیجا کہ لشکر گاہ کے لئے جگہہ تلاش کرین - راہ مین راہ سکھون نے تیس چالیس ہزار سوار و پیادے بے شمار دس بارہ کوس سے فتح درشن کہتے ہوئے سیل کی طرح ناگہان فوج بادشاہی کے مقابل آئے سکھون کے حملون سے لشکر شاہی کا پتلا حال ہوا - بہت آدمی زخمی و کشتہ ہوئے - فیروز خان میواتی کی خاص و عام جماعت اور کچھہ سادات بارہ ہاتھی گھوڑون سے پیادہ ہوئے اور سکھون کے مقابل ہوئے - بہادرانہ حملے کرکے سکھون کو ہزیمت دی اسکے بعد بادشاہ سادھورہ مین اس قصد سے گیا کہ سکھون کی تنبیہ اور اخراج کے لئے سپاہ مقرر کرے - چار یا پانچ روز مہاوٹ کا مینہ دھوان دھار برسا اور سردی بڑی شدت سے پڑی کئی ہزار آدمی خاصکر دکھنی جو اس سردی کی تاب نہ لائے مر گئے - سواری اور بار برداری کے گھوڑے بہت مر گئے جنکی گندہ بو سے زندونکو رہنا دشوار ہوا - لوگ کہتے تھے کہ سکھون نے جادو کیا اور ایسی بیہودہ باتین کہتے تھے - یہ خبر بھی آئی کہ سکھون نے کہی اور اطراف کی بادشاہی فوج پر تاخت کرکے ایک دو نامی فوجدار مار ڈالے - جملۃ الملک خان خانان کو اپنے بیٹے کے ساتھہ و حمید الدین خان بہادر و رستم دل خان و راجہ چھتر سال و فیروز خان میواتی و چورامن جاٹ اور باقی سردارون کو بسرداری شاہزادہ رفیع الشان سکھون کے استیصال کے لئے بھیجا

کئی لڑائیان ہوئین اور بادشاہی آدمی اور سکھ بہت سے مارے گئے اور سکھ ہزیمت پاکر
لوہ گڑہ مین چلے گئے جو قلب پہاڑون مین راجہ برفی کے تعلقہ کے نزدیک تھا اور
اس مین ساٹھہ ستر ہزار سوار و پیادہ محصور ہوسکتے تھے۔ وہ برج بارہ کے درست کرنے مین
مشغول ہوے اور بنجارون مین ہزار بیل تاخت کر کے حصار مین غلہ کا ذخیرہ جمع کر لیا۔
بادشاہی لشکر نے اوسکا محاصرہ کیا۔ اور مورچال باندھے۔ بندہ اپنے معتقدون کو یہہ
سمجھاکر جنگ و محاربہ کی ترغیب و تحریص دیتا کہ جو کوئی تم مین سے اس جنگ مین مارا جائیگا
وہ بلا فرصت و فاصلہ ایام صورت امرد و ریش دار مین عود کریگا اور حیات ابدی
اور درجات دنیوی مین ترقی پائیگا چیلے اوسکی باتون کو سچ جانتے تھے۔ اور حصار
سے نکل کر سچا بادشاہ کی فتح درشن کا آوازہ لگاتے ہوے خوب لڑتے تھے۔ اور روز
بہت قتل ہوتے تھے اور مسلمان بھی کشتہ ہوتے تھے۔

سکھ سواء ان ہنود کے جو اونکے ساتھ شریک تھے سارے ہندؤن کو مسلمانون کے
ساتھہ واجب القتل جانتے تھے مصاف دیدگان رزم پر ظاہر ہے کہ اگر دو تین ہزار
سوارون مین سو دو سو سوار بھی ایسے ہوتے ہین کہ جوہر شجاعت و ارادت رکھتے ہین اور
جانفشانی مین حق نمک کی مراعات کرتے ہین تو اس کی فتح و فخر کا سبب ہوتے ہین۔
چہ جائیکہ سکھون مین بہت ہی کم سوار اور پیادے ایسے ہونگے کہ وہ دل و جان سے اپنے
گرد پر گوسفند کی طرح قربان ہونے کو کمال مراد اور رازروے دل نہ جانتے ہون ادھر پر ارکان
اوسہر طمع زر و اقسام امتعہ و زیور جو تاراج مین ہاتھہ آتا تھا یون اس فرقہ گدا پیشہ کا
تسلط و غلبہ بڑہتا گیا۔ محاصرہ مین طرفین نے جلادت و دلیری کی داد دی۔ اسکا استداد ہوا
قلعہ کا ذخیرہ ختم ہوا سکھون کا ایسا تنگ حال ہوا کہ وہ قلعہ کے اوپر سے ہاتھہ اور آنکھون کے
اشارون سے لشکر شاہی کے بقالون کو بلاتے اور دو تین روپیہ سیر غلہ خریدتے اوپر سے
چادرین پھینک دیتے اور اس مین غلہ بندہوا کے رسیون سے کھینچ لیتے اور ایک ایک دو دو
مٹھی آپسمین بانٹ لیتے تین چار ہزار سکھ فاقون سے مر گئے سواری اور بار برداری کے

چہار پائے ذبح اور بن ذبح کئے کھا گئے - ایک کھتری جسکا نام کلابو تھا اور تنباکو فروشی اسکا
پیشہ تھا - اپنے پیر و مرشد پر جان نثار کرنے کے لئے بندہ کا لباس فاخرہ پہنا اور بندہ کے
مکان مین بیٹھا اور بندہ مع فوج کے لشکر شاہی پر ایک طرف حملہ کرکے کوہستان راجہ
برفی کی طرف باہر چلا گیا - فوج شاہی نے گڑھی مین جاکر کلابو کو زینت کے ساتھ بیٹھے ہوئے
دیکھکر مقید کیا - خوشی خوشی خانخانان پاس لائے - چارون طرف سے صدائے مبارکباد
بلند ہوئی - جب خانخانان پاس وہ اجل رسیدہ آیا اور تحقیقات حال ہوئی تو معلوم ہوا
کہ باز اوڑ گیا اور اوسکی جگہ الّو ہاتھ لگا - اسسے خانخانان کو شرمندگی ہوئی اوس نے اپنے
سب ہمراہی سردارون کو حکم دیا کہ وہ پیادہ ہوکر راجہ برفی کے کوہ مین جائیں اور بندہ
کو پکڑ کر لائین اور اگر وہ ہاتھ نہ آئے تو راجہ برفی کو پکڑ لائین - چنانچہ یہ راجہ حضور مین
پکڑا آیا - اس راجہ اور اس مرید کو پنجرہ آہنی مین بند کرکے قلعہ شاہجہان آباد مین بھجوا دیا +
سکھون مین ڈاڑھی اور سر کا منڈانا گناہ عظیم ہے - بادشاہ کے دربار و دفتر و لشکر
مین مخفی سکھ بھی نوکر تھے - اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ سارے ہندو اپنی ڈاڑھیان منڈائیں
ناچار سکھون کو بھی ڈاڑھی منڈانی پڑی - چند روز حجامون کا استرا خوب چلتا رہا -
بعض صاحب اسم و رسم ریش دارونکی ڈاڑھی صفاچٹ ہوئی +

چین قلیچ خان بہادر صوبہ دار اودہ بہادر شاہ کی بعضی وضع سے اور خلاف
عہد و قرار سے جو ابتدا مین ہوئے تھے اور بادشاہ کے اور سلوکون سے ملال خاطر رکھتا
تھا اور اکراہ کے ساتھ اوسنے اودہ کی صوبہ داری منظور کی تھی - اس زمانہ مین اوس نے
زمانہ کی سفلہ نوازی اور بادشاہ کی ناقدردانی کے سبب اپنے منصب و خدمت سے استعفا
دیا اور گوشہ نشین ہوا - اور اپنا نقد و جنس فقرا و مساکین مین تقسیم کیا - ایک سال مین
پانچ لاکھ روپیہ فقرا مین خیرات کر دیا -

ارادت خان لکھتا ہے کہ منعم خان خانخانان نے اس قلعہ کو جس مین سکھ تھے محاصرہ کیا
اور یہ یقینی سمجھکر کہ بندہ اسکو ہاتھ لگ گیا سپاہ کو حملہ کرنے سے منع کر دیا کہ وہ سپہ کو خود

منعم خان خانخانان + چین قلیچ خان

فتحیابی کے ساتھ کام کو ختم کر گیا۔ اوسنے اپنی بدنصیبی سے ایک تنگ راہ جو قلعہ سے کوہستان کو جاتی تھی بند نہ کی تھی کیا تو اوسکو معلوم ہی نہیں ہوئی یا وہ جانتا تھا کہ وہ راہ بھی اوسکے کسی چال کے درمیان جاتی تھی۔ رات کو بندہ نے تبدیل لباس کیا۔ اور معلوم قلعہ سے باہر چلا گیا۔ خانخانان نے صبح کو حملہ کرنا شروع کیا۔ اور تھوڑی لڑائی کے بعد قلعہ کو لے لیا۔ تلوار اوسکے ہاتھ مین تھی اور بہت خوش تھا کہ بندہ کو زندہ یا مردہ بادشاہ پاس لیجاؤن۔ اور مین نے جو قلعہ پر بادشاہ کی باوجود مخالفت کے حملہ کیا ہے جس سے وہ ناخوش ہوا ہے۔ وہ اس خدمت سے خوش ہو جائیگا۔ مگر کون اس مایوسی اور غم کو بیان کر سکتا ہے کہ وہ چیز جسپر تمام امیدین منحصر تھین وہ ہاتھ سے ایسی نکل گئی کہ کہین اوسکا پتا بھی نہین لگا۔ ایک لمحہ کے لئے تو اوسکے بالکل حواس بادشاہ کے خوف سے جاتے رہے۔ یہ خوف بیوجہ نہ تھا۔ یہہ دستور ہے کہ بادشاہ کے خیمون کی طرف فتح نمایان کے بعد نقارہ فتح بجتا ہوا چلتا ہے بادشاہی حکم آیا کہ نقارہ نہ بجے اور خانخانان بادشاہ کے حضور مین نہ آئے۔ وہ مایوس ہوکر اپنے خیمہ مین گیا۔ مگر بادشاہ عالم اوسکے پہلی خدمات پر نظر کرکے چند روز بعد پھر اوسپر مہربانی کرنے لگا۔ مگر یہ وفادار وزیر بادشاہی نا احسانمندی کے غم سے فارغ نہ ہوا اور اس غم پر یہ اور طرہ چڑھا کہ اوسکے اکھیڑنے کے لئے تینون شاہزادے اور امیر الامرا یہ تدبیرین کرنے لگے۔ یہ زہر آلود تیر اوسکے کلیجہ مین چھبتا تھا۔ اب دنیا کی کوئی چیز اوسکو خوش نہین کرتی تھی جسکے ہیچ کارہ ہونے کا تجربہ اوسنے خود کر لیا تھا ذلت مذکورہ سے اوسکی صحت مین خلل آیا۔ چند روز مین صاحب فراش ہوا۔ ۱۱۲۳ھ ۱۷۱۱ع مین حضرت عزرائیل کو روح اپنی نذر کی۔ ایسا وزیر مدتون مین بھی کوئی نہین پیدا ہوا فقط وہ صوفی مزاج اور فقیر دوست تھا۔ اوسنے اپنی حکومت کے عالم مین خلق کو کوئی ایذا نہین پہنچائی اس کی وزارت مین کسی مسلمان کو ضرر نہین پہنچا۔ ہر شہر مین اوس نے سرا اور مسجد و خانقاہ بنوانے کے لئے اور زمین اور تعمیر کے واسطے پیشگی روپیہ بھیجدیا۔

اب خانخانان کی وفات کے بعد اس باب مین اختلاف رائے ہوا کہ اوسکے عہدہ

وزارت اور صوبہ داری دکن پر کون شخص مقرر ہو عظیم الشان جو سلطنت مین صاحب اختیار تھا
اور سعد اللہ خان کو جو دیوان تن اور خالصہ تھا دونو یہ رائے دیتے تھے کہ ذوالفقار خان وزارت پر اور خانخانان کے دونو بیٹے
بخشی الملکی اور صوبہ داری دکن پر مامور ہون۔ ذوالفقار خان صوبہ داری دکن کو وزارت کے لئے چھوڑنا پسند نہین
کرتا تھا۔ اوسنے بادشاہ سے التماس کی کہ جب حضرت بادشاہ نے خانخانان سے وزارت کا
وعدہ کیا تھا ہم عذر نہین کر سکتے تھے لیکن اب میرا باپ جب تک عہدہ وزارت پر بدستور
سابق نہ مقرر ہو مجھے وزارت کے قبول کرنے مین کوئی فخر نہین ہے۔ اسپر عظیم الشان نے
کہا کہ ذوالفقار خان چاہتا ہے کہ باپ کو وزارت ہو اور اور خدمات مذکور اوسکے نام
ہون۔ بادشاہ ان دونو درخواستون مین سے کسی کی درخواست کو رد نہین کر سکتا تھا
آخر کو وزارت کے باب مین یہ تجویز ہوئی کہ جب تک کوئی مستقل وزیر مقرر ہو سعد اللہ خان
پسر عنایت اللہ خان جو دیوان تن اور خالصہ مقرر ہوا تھا وہ وزارت کا کام شاہزادہ
عظیم الشان کی نیابت مین سب کام اوسکو دکھا کر کرے +

غازی الدین فیروز جنگ بہادر نے ممالک دکن مین اپنا بڑا اعتبار اور تسلط پیدا کیا تھا
وہ تورانی مغلون کا سردار تھا۔ بڑی سپاہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ اعظم شاہ سے وہ جدا ہو گیا
تھا معظم شاہ کے انتقام سے اسلئے بہت ڈرتا تھا کہ اوسنے عالمگیر کو اوسکے قید کرنے کی اسوقت
صلاح دی تھی کہ وہ گولکنڈہ کے سامنے تھا وہ فتح نصیب تھا غنیم پر زیادہ غلبہ پاتا
تھا۔ بڑا تجربہ کار مدبر تھا گو آنکھون سے اندھا تھا مگر وہ آدمی کے دل کو دیکھ لیتا تھا۔ اوسکی
بڑی آرزو تھی کہ مین کسی شہزادہ کو بادشاہ بناؤن۔ کام بخش کی ایسی بیوقوفیان دیکھکر
جنسے وہ برباد ہوا اوسنے اوسسے کنارہ کشی کی منعم خان خانخانان نے غازی الدین
سے خط و کتابت کی اور اوسکی بہت تسلی و تشفی کی کہ بہادر شاہ اسپر عنایت اور شفقت
کریگا۔ اس تجربہ کار مدبر نے زمانہ کے انقلابات کو آنکھین کھول کر خوب دیکھا تھا وہ چاہتا
تھا کہ بادشاہ پہلے باتون کو بھول جائے اور مجھے تکلیف نہ دے آیندہ میری زندگی عبادت
الٰہی مین آرام سے بسر کرنے دے۔ اسکا بیٹا چین قلیچ خان بدستور ناظم تھا۔ اسکا

وزارت کے بارے میں خانخانان اور ... +

غازی الدین خان فیروز جنگ کی وفات +

بھائی چاند خان جسکو اوسنے سپاہ مین اپنا نائب مقرر کیا تہا اور تورانی افسر اُسے چھوڑکر
بادشاہ پاس چلے گئے تھے۔ ان واقعات کے سبب سے وزیر کے اقرارون کے سبب احمد آباد
کی صوبہ داری گجرات مین قبول کی۔ بادشاہ پاس خبر آئی کہ غازی الدین خان فیروز جنگ نے گجرات
مین وفات پائی۔ کہتے ہین کہ متصدیان سرکار نے نو لاکھ روپیہ نکال کر روپیون کی جگہہ پیسے رکھدے
فیروز جنگ اس تغلب پر مطلع ہوا تو اوسنے اپنے عمل و تدبیر سے سارا روپیہ لوگون سے
اگلوا کے خزانہ مین داخل کر دیا فضلائے لاہور نے ایسی شورش پیدا کی تھی کہ لفظ وصی خطبہ
مین نہ داخل ہو سکا بادشاہ نے فضلائے لاہور کی حاضری کا حکم دیا تو یار محمد و محمد مراد چار
چار مشہور فاضلون کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین تسبیح خانہ مین حاضر ہوئے بادشاہ
نے خود حضرت امام اعظم کے قول کے موافق گفتگو کی حاجی یار محمد نے بادشاہ کے قول کو
بہت گستاخانہ اور بے باکانہ رد کیا۔ بادشاہ نے برآشفتہ ہوکر فرمایا کہ تو بادشاہون کے
غضب سے نہین ڈرتا۔ حاجی یار محمد نے جواب دیا کہ مین اپنے خدا سے چار چیزون کی عطا کی
آرزو رکھتا تھا اول تحصیل علم دوم حفظ کلام اللہ سیوم حج چہارم شہادت الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ
نے تین نعمتین مجھے عطا کین آرزو ہے شہادت باقی ہے امیدوار ہون کہ بادشاہ کی
توجہ سے اس مین کامیاب ہون۔ اس مباحثہ مین کئی روز لگے۔ ایک لاکھ آدمی جنمین
بعض افغان تمن دار بھی تھے حاجی محمد یار سے متفق ہوئے شاہزادہ عظیم الشان بھی خفیہ
اس جماعت کا طرفدار تھا آخر کو جب جمعہ نے خطبہ کے لئے عرضی دی تو بادشاہ نے
اوسپر دستخط کئے کہ عالمگیر کے زمانہ کی طرح خطبہ پڑھا جایا کرے۔ اس طرح جھگڑا ختم ہوا
کہتے ہین کہ بادشاہ نے حاجی یار محمد اور دو اور فاضلون کو جنسے وہ آشفتہ خاطر تھا اکبر آباد
قلعہ مین بھیجدیا +

سوانح سال پنجم ۱۱۲۳ھ

جلوس کا سال پنجم ۱۸ ذی الحجہ کو منعقد ہوا ۱۱۲۳ھ محرم کو بادشاہ کے مزاج مین خلل
پیدا ہوا حکم ہوا کہ شہر کے سارے کتّے شہر سے باہر نکالے جائیں۔ اس زمانہ کی خلقت

یہ یقین کرتی تھی کہ بادشاہ کو سودا علما ہستن کے آثار دعوت و سحر سے ہوا ہے۔ اس حکم سے کہین کھٹکا نظر نہین آتا تھا دور کے قصبات و دہات مین وہ تھے۔ دوسرا حکم والا یہ ہوا کہ ہندو اپنی ڈاڑھی منڈائین اور آئندہ کوئی ہندو ہرگز ڈاڑھی نہ رکھے۔ تیسرا کام اوسنے اپنے آئین کے خلاف یہ کیا کہ علما پر عتاب خطاب کیا اور جا بجا محبوس کیا۔ پھر مزاج پر خفقان کا غلبہ ایسا ہوا کہ دارالسلطنت لاہور مین ۱۹ محرم ۱۱۲۳ھ کو جہان سے رخصت ہوا اور اوسکی نعش شاہجہان آباد مین حضرت قطب صاحب کے احاطہ کے باہر دفن ہوئی۔ تاریخ تولد بادشاہ معظم بھی اس حساب سے ۷۳ سال کی عمر ہوئی۔ اور سلطنت کی مدت پانچ سال ۲ ماہ تھی

کمن نے بہادر شاہ کی سلطنت کا بیان زیادہ تر منتخب اللباب خافی خان اور تاریخ مظفری سے لکھا ہے اور اسمین کچھ اور حالات بھی اور تاریخون سے بڑھائے ہین۔ اب مین بطور ضمیمہ کے بعض واقعات تاریخ ارادت خانی سے نقل کرتا ہون۔ ارادت خان شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد مین دوآب کا حاکم تہا اور وزیر معظم خان کا دلی دوست تھا وہ فرخ سیر کے زمانہ مین وہ بڑا مشہور شاعر تھا اوسکا دیوان ہے۔ اسکا نام مبارک اللہ ارادت خان اور تخلص واضح تھا وہ اپنے دیباچہ مین لکھتا ہے کہ اب میری عمر ۱۱۲۶ھ مین ۴۷ برس کی ہے اس تھوڑے عرصہ مین دنیا کے معاملات مین یہ انقلابات سلطنتون کی بربادی شاہزادون کا مرنا پرانے شریف و امیر خاندانون کا مٹنا۔ لایق آدمیون کا تنزل اور نالائقون کی ترقی مین نے ایسے دیکھے ہین کہ تاریخ مین ہزار برس کے اندر بھی اس کثرت سے متواتر ایسے حادثات نہین بیان ہوئے۔ میرا ارادہ یہ نہین ہے کہ مین تاریخ لکھون بلکہ مین ان حادثات و واقعات کو بیان کرتا ہون جنکو مین نے بچشم خود دیکھا ہے اور اون مین شریک رہا ہون۔ ارادت خان نہایت عمدہ و معتبر سپاہی و دانش مند فرزانہ تھا۔ تاریخ بھی بے تکلف عبارت مین ہیچ ہیچ لکھتا ہے۔ وہ جہاندار شاہ اور فرخ سیر کی لڑائی کے باب مین لکھتا ہے کہ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ جب کارزار شروع ہوتی ہے تو ایک آدمی کے واسطے یہ ناممکن ہے کہ وہ میدان جنگ مین طرفین کا سارا حال دیکھے وہ صرف اپنے

مقام کا حال جان سکتا ہے جو اوسکے پیش نظر ہو پس مین کس طرح سے یہ کہہ سکتا ہون کہ مین نے دونو طرف کی صف بندی کو دیکھا ہے جو کوسون مین پھیلی ہوئی تھی - ایک مصنف نے اورنگ زیب کے روبرو اوسکی ایک لڑائی کا حال پڑھا تو آخر کو بادشاہ نے ارشاد کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی کے وقت تو کسی اونچے پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایسا ذرا ذرا سا جنگ کا حال دیکھا ہے مین خود ہاتھی پر سوار تھا اور فوج پر حکمران مگر مین نے تو ان حالات کی ایک تہائی بھی نہین دیکھی جو تو نے بیان کی اب ہم اوسے انتخاب کرکے بعض واقعات لکھتے ہین جو پہلے بیانون سے کچھ اختلاف کچھ اتفاق رکھتے ہیں +

اعظم شاہ کو اورنگ زیب کے مرنے کی خبر ارکین سلطنت نے دی جو اوسکے خیرخواہ تھے وہ احمد نگر کے لشکر گاہ مین ۳ - ذی الحجہ کو آیا - بہت سے امرا جو اوسکے دلی خیرخواہ تھے اس پاس آئے - بعض امرا نہ اوسکے نیک خواہ تھے نہ بدخواہ - بعض اوس سے نفرت رکھتے تھے مگر اوسکی حکومت کا مقابلہ نہین کرسکتے تھے سوا اطاعت کے کوئی چارہ نہ تھا - اس سے ملنے مین ان تین مغل امرا نے فیروز جنگ چین قلیچ خان و محمد امین خان نے تامل کیا -

۱۰ - ذی الحجہ ۱۱۱۸ھ کو اعظم شاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور مراسم جلوس کی تقدیم ہوئی - اسنے امرا کو بقدر اونکی حالت کے عطیے عطا کئے مگر چند ہی امیر اوس سے خوش ہوئے - جب اعظم شاہ شہزادہ تھا تو بہت سے امرا اوسکے دلی خیرخواہ تھے اور چاہتے تھے کہ اس مین سلطنت کرنے کی پسندیدہ لیاقتین سب طرح کی موجود ہیں - مگر جب وہ تخت سلطنت پر بیٹھا تو اوس کے کل اوضاع و اطوار کے سبب سے اوسکی نسبت کل امرا کی رائیں بدل گئیں - وہ بڑے بڑے امیرونکی عزت نہیں کرتا تھا سپاہ کے خرچ مین خست ایسی کرتا تھا کہ گویا اوسکو سپاہ سے کبھی کچھ کام ہی نہیں پڑیگا - یہ خبط اوسکو اپنے اس بیہودہ یقین سے پیدا ہوا تھا کہ کسی شخص کو اسسے مقابلہ کرنے کا حوصلہ نہین ہے - اور اوسکا بڑا بھائی شاہ عالم ہندوستان کی یہ سلطنت عظیم الشان چھوڑ کر کسی اور اقلیم مین اپنی جان و عزت بچانے کے لئے چلا جائیگا اور اسی زمانہ مین اوسکو اپنے بیٹے بیدار بخت پر حسد

اس سبب سے پیدا ہوا کہ دادا اوسکو بہت عزیز رکھتا تھا - وہ قدیمی ارکین سلطنت کے حقارت
کرتا تھا اور بر سر دربار رکھتا تھا کہ وہ اپنی خدمات کے لایق نہین ہے - اعظم شاہ اپنا شاہانہ
ٹھاٹھہ ساتھہ لیکر آگرہ کی طرف با قاعدہ منزل بہ منزل نومری گھاٹ کی طرف چلا - یہہ راہ
کوہستانی تھی اور درختون سے بھری ہوئی راہ مین بڑے بڑے فاصلون مین پانی
نہین ملتا تہا - دور دور کے اندر بہت سے مرد عورت بچے جانور پیاسے مرگئے -

بیدار بخت کو دادا سے بڑی محبت تھی اور دادا کو اسّے - وہ باپ کے حکم سے فوراً
گجرات سے اپنے نوکر تین ہزار سوار لیکر چلا - اور اپنے ہی خزانہ کے بتیس لاکھہ روپیہ ساتھہ
لئے - بادشاہی خزانہ کے بیس لاکھہ روپیون کو اسنے ہاتھہ نہین لگایا - اپنی فوج و دولت
کو بھی نہین بڑہایا باوجودیکہ آسانی سے وہ اپنی سپاہ کو بہت بڑہا سکتا تہا اور صرافون اور
مالگزارون سے ایک کروڑ روپیہ لے سکتا تھا خزانہ و فوج کے بڑہانے مین اوس کو یہہ
اندیشہ تھا کہ باپ کو اوسکی وفاداری اور خیرخواہی مین شبہہ پیدا ہوگا بیدار بخت نے اجین سے
باہر ایک کوس کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ پر خیمے ڈالے وہ شہر کے اندر نہین داخل ہوا
عبد اللہ خان صوبہ دار مالوہ اوس پاس آیا اور اجین مین بیدار بخت نے ایک ہفتہ چند روز باپ کے
آنے کے انتظار مین قیام کیا - تو باپ نے بیٹے کو یہ فرمان بھیجا کہ کسواسطے تو نے جلدی کر
دشمن کے روکنے کے لئے ستلج مین کشتیان نہین ڈبوئیں گو غنیم کا یہ حوصلہ نہین ہے کہ وہ
مقابلہ کرے مگر تو خطا عظیم کا مرتکب ہوا - بیدار بخت باپ کے حکم کے موافق آگرہ کی طرف چلا باپ نے
ذوالفقار خان و رام سنگہ ہاڈا زمیندار کوٹہ و دلیپ بندیلہ و امین اللہ خان کو اعظم شاہ نے
بھیجا کہ وہ شاہزادہ کی حرکات کو بھی دیکھین اور اوسکی مدد بھی کرین - یہ سب اعظم شاہ
کے پاس سے چلکر بیدار بخت سے ملے مرزا راجہ جےسنگہ اور خان عالم سردار دکنی اور
اوس کا بھائی منور خان اور راو رام اچھہ ہزار سوارون کے ساتھہ اعظم شاہ کے
حضور سے بیدار بخت پاس آئے +

شاہزادہ اعظم شاہ کو اورنگ زیب نے حکم بھیجا تھا کہ وہ بنگالہ سے اس پاس آئے جب وہ

حوالی آگرہ مین آیا تو اوسنے عالمگیر کے مرنے کی خبر سنی تو باپ کے لئے اس شہر کے پہنچنے کیواسطے
گیا جب چنبل کے کنارہ پر بیدار بخت پہنچا اور اعظم شاہ گوالیار مین آیا عظیم الشان نے محتشم خان
کو آگرہ سے بڑی سپاہ کے ساتھہ روانہ کیا کہ وہ بیدار بخت کو دریا سے پار نہ اوترنے دے ۔
بیدار بخت الوالعزم تھا اور باپ کا رقیب تھا سلطنت کا خواہان تھا اعظم شاہ ایک بے باک
متہور تھا اور اپنے اوضاع مین عاقبت بینی اور دور اندیشی کرتا تھا اور زمانہ حال کے سوا
کچھہ اور آگے نہ دیکھتا تھا ہندوستان کے مونچھون کو تاؤ دینے والون لاف زنون کی
اگر سفر مین ہٹیا تاخیر کرتا تھا تو اوس کی تضحیک کرتا اور کہتا کہ تو دشمن سے نامرد ڈرتا
ہے اسلئے بیدار بخت نے چنبل سے پار اترنے کا اور محتشم خان کے مورچالون پر حملہ کرنے کا
جو ارادہ کیا تو اس تدبیر کو تجربہ کار ہوشیار سپہ سالار ذوالفقار خان نے ناپسند کیا ۔
بعض امیرون کی رائے تھی کہ ذوالفقار خان دغا بازی کر رہا ہے اب
انہون نے بیدار بخت کو یقین دلایا کہ وہ شاہ عالم سے خط و کتابت رکھتا ہے اور تاخیر کی
صلاح اسلئے دیتا ہے کہ معظم شاہ نزدیک آجائے تو وہ اپنے منصوبون کو پورا کرکے اوسی جا ملے ۔

دوسرے دن یکایک صبح کی نماز سے پہلے جنگ کے لئے کوچ کا نقارہ بجا اور
بیدار بخت نے جنگ کا پورا سامان کیا اور ہاتھی پر سوار ہوا ہمیشہ وہ لڑائی مین فیل نشین ہوتا تھا
مین بھی جلدی سے اوسکی ہمراہی کے لئے گیا تو مین نے اوسکو دیکھا کہ چہرہ غصہ سے
بھرا ہوا ہے اور پکار پکار کر ذوالفقار خان کو دغاباز مکار جھوٹا اور اسی طرح کے
برے الفاظ اپنے ہاتھی کے گرد ادنی نوکرون سے کہہ رہا ہے ۔

اعظم شاہ اور اوسکے بیٹے بیدار بخت مین جو اختلاف تھا اس مین حق باپ کی جانب
مین تھا بیدار بخت باپ کا رقیب تھا اور اس تاک مین لگا رہتا تھا کہ کسی طرح باپ کو تخت سے
اوتار دون ۔ ایکدن اوسنے مجھہ (ارادت خان) سے پوچھا کہ اگر باپ بادشاہ ہو
اور وہ اپنے بیٹے کی جان لینی چاہے اور بیٹے کو باپ کا یہ ارادہ بہ تحقیق معلوم ہوگیا ہو تو بیٹے
کو اپنی حفاظت کے لئے کیا کرنا چاہئے تم کوئی ایسی مثال پہلے جانتے ہو مین نے کہا کہ

سوال کی ضرورت نہین ہے آپ کے دادا کا طریقہ اپنے باپ کے ساتھہ کافی مثال ہے۔ بادشاہون کو بہ ضرورت ایسے کام کرنے جائز ہین جو اورون کے لئے جائز نہین ہین۔ پھر ایک دن اوسنے مجھہ سے یہ پوچھا کہ مین باپ کو کس طرح گرفتار کرون۔ اسکا جواب بھی مین نے دیدیا بیدار بخت جنبل سے کسی پایاب مقام سے پار اُتر گیا جب دشمن کو معلوم ہوا عظیم الشان کی افواج دریا کے کنارہ پر ایک مقام مین پڑی ہوئی ہتی وہ اپنا توپخانہ مختلف مورچالون مین چھوڑ کر آگرہ کو بھاگین وہ اپنی جان بچانے سے خوش نہین۔ ذوالفقار خان جو شاہزادہ کو دریا کے پار جانے کے لئے منع کرتا تھا وہ مجبوری شاہزادہ کو ظفر جو سفر سے ہوئی مبارکباد دینے آیا۔ کچھہ دنون بعد اعظم شاہ قریب آیا۔ بیدار بخت نے ایک کوس سامنے جاکر باپ کے خیمون کے لئے جگہہ تجویز کی اور جب باپ آیا تو دو کوس اوسکے استقبال کے لئے گیا۔ باپ نے بیٹے کو بہت پیار کیا گو اوسکو وہ اورنگزیب کی محبت کے سبب سے اپنا رقیب جانتا تہا۔ مدتون کے بعد بیٹے کو دیکھا تھا۔ اب قابت کی جگہ پدری شفقت نے غلبہ کیا اوسپر بہت عنایت کی اور ایک شاہانہ خلعت عطا کیا +

تقدیر الٰہی مین تو شاہ عالم کو سلطنت ملنی تھی اعظم شاہ ایسا شیخی و گھمنڈ مین آیا کہ اسکو یقین تھا کہ اگر اوسکے بھائی کے ساتھہ لاکھون نور اور مسلح ملون تو بھی اوسکو میدان جنگ میر اوسکے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوگی جو لوگ شاہ عالم کے قریب آنے کی خبر لاتے تو وہ اونکو ناھر و احمق کہہ کر دھتکار بتا دیتا اسکو یہی خبر سنانے سے بڑے بڑے افسرون کی جان نکلتی تھی اسلئے اعظم شاہ کو شاہ عالم کے نزدیک آنے کی خبر نہ ہوئی جب شاہ عالم متھرا میں آیا تو اوسنے ایک بڑے مشہور درویش کے ہاتھہ اعظم شاہ کے پاس یہ خط بھیجا کہ خدا کے فضل سے ہم ایسی موروثی وسیع سلطنت کے وارث ہوئے ہیں جسمین بہت سی ممالک ہین ہم تم آپس مین ایک دوسرے پر تلوارین نہ کھیچین اسمین عدالت اور غیرت و شان ہے سلطنت کو آپس مین ہم تقسیم کرلین گو مین بڑا بھائی ہون مگر مین اوسکا اختیار تم کو سپرد کرتا ہون۔ اعظم شاہ بڑا متکبر مغرور تھا اوسنے جواب دیا کہ مین اپنے بھائی کو کل میدان جنگ مین

اسکا جواب دونگا یہ سنکر پیغام بر چلا گیا۔ اعظم شاہ نے صبح کو کوچ کیا جاجوا اور آگرہ کے درمیان بنجر زمین میں جہان پانی نہ تھا خیمہ زن ہوا جسّے سپاہ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ اس دن خبر آئی کہ شاہ عالم سات کوس پر خیمہ زن ہے اور کل اسکا ارادہ حرکت کرنے کا ہے۔ مگر یہہ معلوم نہین کہ کس طرف کا ارادہ ہے۔

ارادت خان کہتا ہے کہ ان دو بھائیون کی لڑائی کا حال جو میری آنکھون کے سامنے گذرا اوسکو بیان کرتا ہون شاہزادہ بیدار بخت ہراول تھا وہ ضروری احکام دیکر چلا۔ اعظم شاہ قول مین تھا۔ اسکا لشکر بھی اوسکے بعد روانہ ہوا۔ اتنک اونکو یہ نہ معلوم ہوا کہ غنیم کا مقام کہان ہے اور شاہ عالم کا ارادہ کیا ہے۔ بیدار بخت ایک گاؤن پر پہنچا جسکے نیچے ندی بہتی تھی اور اوسکا پانی صاف تھا اور اوسکے گرد کنوئے بھی تھے۔ اوسوقت افواج متفرق تھین اور کسی سردار کو فوج کی ترتیب کا خیال نہ تھا جس طرف اسکا جی چاہتا تھا جاتا تھا۔ یہ دیکھکر مین نے شاہزادہ سے کہا کہ بڑا لشکر پیچھے دور ہے اور سامنے ملک چند میل تک بے آب ہے اور دن بھی نہایت گرم ہے۔ ترتیب بغیر غنیم کے مقام وحرکت معلوم ہونے کے اب کہان چلے جائینگے۔ مین نے اسکو بتلایا کہ آپ کے ملازم کیسے پراگندہ پھر رہے ہین ذوالفقار خان بائین طرف ایسا ترچھا گیا کہ نظر نہیں آیا۔ آپ کو یہان مقام کرنا چاہیے کہ غنیم کی خبر آئے لشکر کے لئے یہان پانی کافی ہے تو پیچھا آجائیگا۔ وقت آتنا مل جائیگا کہ بادشاہ آجائیگا۔ اور لشکر مرتب ہوجائیگا۔ اگر غنیم چڑھکر آئیگا تو آپ کو یہ فائدہ رہیگا کہ آپ اچھی زمین پر اوترے ہوئے ہین اور یہان پانی بکثرت ہے۔ بیدار بخت نے کہا کہ آپ کی تدبیر راست ہے آپ جاکر میرے باپ سے کہئے مین اوس کے حکم کی تعمیل کرونگا شاہ عالم کو بھی ہمارے لشکر کی راہ پر اطلاع نہ تھی جہان وہ اوترا تھا وہان پانی کم تھا۔ اوسنے آج صبح کو اپنے بڑے لشکر کو منعم خان کے ساتھ بھیجا اور خود اپنے بیٹون کے ساتھ اپنے نوکرون کو لیکر جمنا کے کنارہ پر شکار کھیلنے گیا۔ بیٹین ہمیشہ دستور کے موافق پہرہ چوکی کے ساتھ رستم دل خان نے ہمراہ روانہ کیا۔ اتفاق سے وہ

اسی راہ پر آیا جسپر ہمارا لشکر پڑا ہوا تھا +

جب مین نے بیدار بخت کا پیغام اعظم شاہ کو دیا تو اوسنے کہا کہ بیٹے سے کہدو کہ مین اس پاس آ تا ہون مین اپنے مقام پر آیا تو دیکھا کہ شاہزادہ نے اس گانون کو چھوڑ دیا اور آگے گیا مین اوسکے پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ لشکرگاہ مین فتح کی مبارکباد و تہنیت کا غل ہو رہا ہے شاہزادہ نے مجھے دیکھکر کہا کہ مین آپ کو فتح کی مبارکبا د دیتا ہون مین نے کہا کہ بغیر جنگکے فتح کیسی ہوئی۔ یہ سنکر شاہزادہ نے ایک ہرکارہ کی طرف اشارہ کیا کہ جو کچھ تونے دیکھا ہے ارادت خان سے وہ بیان کر تو اس احمق نے یہ کہا کہ مین نے دیکھا کہ شاہ عالم کا ہاتھی خالی ہے اسکے ساتھ چند آدمی آگرہ کو بھاگے جاتے ہین شاہزادہ نے کہا کہ ہمارے جرانغار نے دشمن کو شکست دی اور اوسکے تمام خیمے ڈیرے چھین لئے۔ اس جبالی فتح کا سبب تھا کہ شاہ عالم کا پیش خیمہ ہمارے جرانغار کی طرف آیا اوسکے ساتھ آدمی کم تھے جرانغار نے حملہ کرکے پیش خیمہ چھین لیا — ہاتھی جو بھاگتا ہوا دیکھا تھا وہ ستم دل خان کا تھا جو پیش خیمہ کا سردار تھا۔

اب شاہزادہ نے مجھے حکم دیا کہ میرے باپ کو اس فتح کی اطلاع دو مین نے انکار کیا اور کہا کہ بھلا یہ بھی کوئی فتح ہے کہ جسکی اطلاع دیکے ہنسی اڑواؤن۔ اوسپر شاہزادہ مجھپر خفا ہوا اور چلایا کہ کیا تیری اس کہنے سے مراد ہے مین نے کہا کہ سپاہی ہون کے خیمون ڈیرون کے لئے ایسے اتفاق ہوتے ہی رہتے ہین اور ایسی شیخی کی فتح پھر نہ ہوگی حضور کی فوج نے غنیم کے پیش خیمہ کو لوٹا ہے اونکے حال پر افسوس ہے جنہون نے یہ کام کیا ہی اب اگر کوئی بڑا کام پیش آئیگا تو وہ لوٹ کے مال سے لدے ہوئے ہونگے اور بیکار ہونگے۔ ان باتونکو سنکر غصہ ہوکر وہ چلایا کہ تم ہمیشہ ایسی اندیشہ ناک بدفالی کیا کرتے ہو اوسنے اپنے دیوان کے داروغہ قاسم خان کو حکم دیا کہ عظیم شاہ کو میری اس فتح کا مژدہ سنا دو۔ آدھ گھنٹہ گذرنے نہ پایا تھا کہ ہماری دائین طرف بڑی خاک اڑی مین نے یہ کہہ شہزادہ سے کہا کہ ہماری فتح عظیم کا نتیجہ اور شاہ عالم کی پرواز دیکھو سامنے گرد کا بادل

پچاس ہزار سوارون کا معلوم ہوتا ہے۔ یہ بات مین کہہ ہی چکا تھا کہ اور گرد اٹھی جس سے ثابت
ہوتا تھا کہ دوسری سپاہ پاس آتی ہے مین نے شہزادہ سے کہا ابھی دشمن کچھہ فاصلہ پہ ہے
آپ اتنے مین لڑائی کی تیاری کر لیجیے شاہزادے نے مجھہ سے کہا کہ تم جا کر میرے باپ کو
غنیم کے نزدیک آنے کی خبر کر دو مین جلدی سے گھوڑے پر سوار ہو کر اعظم شاہ کی طرف
چلا مین نے اپنی راہ مین سپاہ کی بڑی بے ترتیبی دیکھی۔ امان اللہ خان جو ایک عمدہ نامور
سپہ سالار تھا اور شاہزادہ والاجاہ کا ہراول تہا تین سو سوارون کے ساتھہ جاتا تھا جو پراگندہ
تھے اعظم شاہ ڈیڑہ کوس پیچھے تھا۔ اور اوسکی سپاہ تین حصون مین منقسم تھی مجھے
معلوم نہین ہوتا تھا کہ اعظم شاہ کس حصہ مین ہے۔ توپ خانے دکن مین چھوڑ آئے تھے
جب سپہ سالار نے توپ خانون کے حکم کی درخواست کی تو اعظم شاہ بہت خفا ہوا اور غصہ
مین آ کر چلایا کہ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ مین توپون کو ایک حیوان پر چلاؤن گا مین تیغ
تلوار بھی میان سے نہین نکالونگا اپنے عصا سے اوسکا سر پھوڑ دونگا +

اعظم شاہ نے جب مجھے دیکھا تو اشارہ سے بلایا مین نے پاس جا کر کہا کہ شہزادہ حضور کو
اطلاع دیتا ہے کہ غنیم پاس آ گیا ہے۔ اعظم شاہ ایسا چونکا کہ جیسے کسی بچھو نے اوس کو کاٹا
اور چہرہ غضبناک بنایا اور آنکھین دکھائین۔ یہ اوسکی عادت تھی جب غصہ آتا تہا تو وہ اپنی آستین
کو کھینچا کرتا تہا اوس کو کھینچکر چلایا کہ غنیم میرے پاس آ گئے ہین تے کہا کہ ایسا ہی ظہور مین آتا
ہے تو اوسنے اپنا جنگی ہاتھی منگایا اور ایک حمیدہ عصا کو چکر دیکر غضبناک اپنے تخت پر بیٹھا اور
طنزاً کہا کہ تم ڈرو نہین مین اپنے بیٹے پاس آتا ہون۔ مین نے کہا کہ وہ بھی حضور کا بیٹا
ہے وہ ڈرنا جانتا ہی نہین۔ اوسنے تو فقط دشمن کے قریب آنے کی اطلاع دی ہے حضور
اپنے لشکر کے ساتھہ آگے بڑہین۔ اور لڑائی کے دن جو بادشاہ کی جگہہ ہوتی ہے وہان کھڑے
ہون۔ یہ سن کر مین بید ارتخت پاس آیا۔ تو اوس کے ملازم کے جو پاس کھڑا تھا گولی
لگی اور وہ مر گیا۔

غنیم کی افواج کے دو غول ہماری جگہہ سے گولہ رس مقامون پر کھڑے ہوئے۔ ایک غول کا سردار

عظیم الشان تھا اور دوسرے غول کا افسر منعم خان جسکے ساتھ شاہزادہ معزالدین جہاندار شاہ
اور جہان شاہ تھے ہماری سپاہ کی صفین گھچاپچ تھین پیچھے ہاتھیون کے مویشیون اور بہیر
کا ہجوم اس قدر تھا کہ اوسسے لشکر کی حالت تنگ تھی اور وہ اوس کو بیکار کرتی تھین
اب شاہ عالم کے توپخانہ نے ہمارے لشکر پر برابر باڑین مارنی شروع کین جس سے
بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ اور شاہ عالم کے بیٹون نے بڑھ کر بندوقون کی گولیون کا
مینہ برسا دیا۔ ہمارا لشکر بھی توپون کی مار سے طیش مین آیا اور اوسنے باڑین مارین۔
خان عالم بہت تیزی و تندی سے دشمن کی طرف بڑھا۔ جتنا وہ دشمن کے قریب ہوتا گیا او
اوسکے ہمراہی پیچھے ہٹتے گئے تین سو سے زیادہ آدمی اوس کی ہمراہی مین نہ رہے جب
مین نے یہ حال دیکھا تو جان لیا کہ اب سب کچھ گیا۔ یہ بہادر چڑھ کر شاہزادہ عظیم الشان
کے ہاتھی پاس گیا۔ اور ایک نیزہ شاہزادہ کے لگایا مگر وہ بچ گیا اوسکی نوکر کی ران مین
لگا۔ شہزادہ نے ایک تیر اوسکی چھاتی مین ایسا مارا کہ وہ فنا ہو گیا۔ غنیم کے ایک گروہ نے
بسرداری بازخان افغان ذوالفقار خان پر حملہ کیا مگر بہت نقصان اوٹھا کر واپس گیا
اور بازخان کے زخم کاری لگے۔ تقدیر الہی سے رام سنگھ ہاڈا اور دلپت راو بندیلہ جنکی
کارگزاری اور بہادری پر ساری جنگ کا مدار تھا توپ کے گولے سے مر گئے۔ اونکے ساتھ
راجپوتون کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنے مردہ سردارون کی لاشونکو ساتھ لیکر چلے گئے
ذوالفقار خان اپنے ہمراہیون کے ساتھ استقلال سے قائم رہا جب عظیم الشان کی کل
فوج نے اوسپر حملہ کیا تو وہ سید مظفر کو سپاہ کا اہتمام دیکر اعظم شاہ کے مقام کے پیچھے
حمیدالدین خان کے ساتھ گیا۔ ہاتھی سے نیچے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہو کر گوالیار اپنے
باپ اسد خان پاس چلا گیا۔ اوسکے بھاگنے سے اعظم شاہ کے لشکر کو شکست ہو گئی۔

اعظم شاہ کے ہمراہی اور ذاتی ملازم سواریون سے اوترے اور اونھون نے اپنے
ترکش زمین پر رکھ دئے اور دشمن کے حملے کے انتظار مین بیٹھے اور اپنے ولی نعمت پر
جان نثار کرنے کو تیار ہو گئے سید عبداللہ اور اوسکا بھائی حسین علی خان سادات بارہ کے

تامور جنکی بہادری دکارنامے تمام بادشاہون کے عہد مین مشہور رہی اپنے ہاتھیون سے اوترے اور پیادہ لڑنے کو تیار ہوئے - اب لڑائی دست بدست خنجرون اور شمشیرون سے شروع ہوئی اور طرفین کے بہت آدمی تلف ہوئے حسین علی خان کے کئی زخم ہائے کاری لگے اور خون کے نکلنے سے وہ ضعیف ہوگیا - آخر کو ایک بندوق کی گولی اور کئی تیر بیدار بخت کے لگے جسے وہ فوراً اپنے ہاتھی پہ مرگیا - اعظم شاہ کے بہت زخم لگے تھے مگر اب تک وہ زندہ تھا شاہ عالم کی فوج کی طرف سے خاک کا گرد آباد اوسکی طرف آیا اور اوسمین سے شاہزادہ عظیم الشان معزالدین جہاندار شاہ اور جہان شاہ نمودار ہوئے - اعظم شاہ کے زخم کاری ایسا لگا کہ وہ مرگیا - اور شاہزادہ والاجاہ بھی خواب عدم مین سویا - رستم دل خان جو شاہ عالم کے پیش خیمہ کا سردار تھا صبح کو بیدار بخت کے لشکر نے اوسکو شکست دی کر راہ بند کردی تھی تو وہ اعظم شاہ کی ملاقات کے لیے اوسکے ہاتھی کے ساتھ اس جنگ مین تھا جب اوسنے اعظم شاہ کو مردہ دیکھا تو اوسنے ہاتھی پر چڑھ کر اعظم شاہ کا سر کاٹ لیا اور شاہ عالم کے خیمہ گاہ کی طرف بڑے انعام کی اُمید مین دوڑا دوڑا آیا - سر کو شاہ عالم کے قدمون تلے رکھا - وہ بھائی کے سر کو خون آلودہ دیکھہ کر بہت رویا رستم دل کو سوا گالیون کے کچھہ اور نہ دیا - منعم خان نے مردہ شاہزادون کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کیا اور اہل حرم کا نہایت اعزاز و احترام کیا - گو اوسکے ایک زخم کاری لگا تھا جس سے اوسکو بڑی تکلیف تھی مگر اوسنے اوسکو چھپایا اور رات تک میدان جنگ کا انتظام رکھا اور فوج کو لوٹ سے روکا -

شاہ عالم بہادر شاہ کا سفر

اب مین کابل سے شاہ عالم کے سفر کا بیان کرتا ہون اور ان واقعات کا ذکر کرتا ہون جو لڑائی کے دن تک واقع ہوئے +

اورنگ زیب اپنے مرنے سے کچھہ پہلے شاہ عالم کا دیوان منعم خان کو مقرر کیا تھا اور شاہ عالم کابل کا حاکم تھا - منعم خان بڑی قابلیت اور لیاقت کا آدمی تھا بڑا مدبر - کامون مین مستقل مزاج اور دیانت دار اوسکے کام کرنے سے پہلے نالائق امرا کی ترقی سے شاہزادہ کے ساتھ کار خانے

پریشان اور ابتر تھے اوسنے انگریسٹ جلا دیدی اور درست کر دیا فضول سپاہ آنحضور کی بھرتی
جمع ہو رہی تھی جنکی تنخواہ کے لیئے ملک کی آمدنی کافی نہ تھی سپاہ کو پوری تنخواہ ملتی نہ تھی
اسلیئے وہ ناراض ہمیشہ بغاوت کے لیئے پلی بیٹھی رہتی تھی بہادر شاہ نے شاہزادہ کی سپاہ کو
کم کر دیا۔ ہمیشہ اونکو باقاعدہ تنخواہ تقسیم کرنی شروع کی جسکے سبب سے اوس کو ناخوش یا شر
بے مہار ہونے کے لیئے کوئی عذر نہ رہا جب اورنگزیب کی علالت کا حال سنا تو اعظم شاہ
کے حق میں مفید ہون کے رہ گئے کے لیئے منعم خان نے یہ مشتہر کر دیا کہ شاہ عالم سلطنت
کے لیئے بھائی سے لڑنے کا نہیں بلکہ اوسکے ہاتھ سے بچنے کے لیئے وہ ایران میں جا
جائیگا بہت دنون پہلے شاہ عالم نے یہ خود شہرت دی تھی اور ایسا اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا
کہ اوسکے بیٹے جو ساتھ رہتے تھے وہ اوسکو یقین کرتے تھے اور اندیشناک تھے منعم خان
نے مجھسے اصل حال یہ کہا کہ مین نے بادشاہ سے ایکدن یہ پوچھا کہ یہ مشہور ہے کہ حضور کا
ارادہ ایران جانے کا ہے اور یہ امر ایسا یقینی سمجھا گیا ہے کہ شاہزادون نے جو آپ کے بیٹے
ہیں مجھ سے قسمین کھا کھا کر کہا ہے کہ یہ بات سچ ہے۔ تو شاہ عالم نے جواب دیا کہ اس شہرت
مین میرا ایک منصوبہ عظیم مخفی ہے جسکے سبب مین نے اس شہرت کو پھیلایا ہے اور شہرت
کی ہے کہ اسپر یقین کیا جاسکے اول میرا باپ فقط ذرا سے شبہ پر مجھے نو برس قید و
محبوس رکھا اب اگر اوس کو یہ معلوم ہو جائے کہ مین نے ذرا سی بھی اولوالعزمی کی ہے تو
وہ فوراً مجھے غارت و برباد کر دے گا۔ دوم میرا بھائی محمد اعظم شاہ میرا بڑا قوی دشمن
ہے اور بڑا بیباک بہادر ہے اور سارا اپنے زور کو میری بربادی کے لیئے کام میں لاتا ہے
اس شہرت سے میرے باپ کی خوشی اور میرے بھائی کی تسلی ہوگی کہ وہ اپنے تئین محفوظ
سمجھے گا۔ مگر میں اس قادر مطلق خدا کی اور اس قرآن کی جو میرا ہاتھ ہے قسم کھا کر
کہتا ہون کہ اگر میرے ساتھ ایک دست بھی نہ ہو تو بھی میں اکیلا اعظم شاہ سے لڑونگا خواہ
کچھ ہی ہو۔ اس امر کو مین نے اپنی اولاد سے بھی چھپایا ہے اب اس کو تجھ سے کہتا ہون
اسکو کسی پر ظاہر نہ کرنا +

جب اورنگ زیب کے مرنے کی خبر منعم خان پاس لاہور مین آئی تو اوسنے ڈاک مین شاہ عالم کو یہ خبر بھیجی اور لکھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو لاہور کی طرف بے خوف وخطر بغیر کسی تیاری کے سفر کرے یہان لاہور مین توپخانہ اور سارا سامان تیار اوسکو ملے گا۔ اس دانشمند وزیر نے بہت سے دریاؤن پر پل بندھوائے جسکے سبب سے شاہ عالم کی سپاہ کو دریاؤن کے پار جانے مین ایک روز کا توقف نہین ہوا لاہور مین اوسکو بڑا توپخانہ اور سب سامان اسکا تیار ملا۔ اوسنے تمام سپاہ کی تنخواہ تقسیم کردی اور پہلی بھرتی کے سپاہیون کو پیشگی تنخواہ دینے مین بہت روپیہ صرف کیا۔ شاہ عالم بہت جلد دہلی کی نواح مین آیا اور منعم خان ایک منتخب سپاہ کے ساتھ شہر مین داخل ہوا۔ محمد یار خان جو شاہجہان آباد کا حاکم تھا وزیر کی بہادری سے اور شاہ عالم کے آنے سے ایسا خائف ہوا کہ اوسکو اپنی سلامتی کے لئے کوئی چارہ سوا اسکے نہ تھا کہ وہ قلعہ کو چہوڑدے اوسنے قلعہ حوالہ کیا جسمین اکبر کے عہد سے خزانہ جمع ہو رہا تھا۔ پھر منعم خان شاہ عالم سے پہلے آگرہ مین گیا باقی خان قدیمی بادشاہی ملازم تھا اور یہان قلعہ دار تھا اور اوس نے عظیم الشان کو قلعہ کے حوالہ کرنے سے انکار کردیا تھا جب اوسکو یہ تحقیق ہوگیا کہ شاہ عالم نزدیک آگیا ہے تو پھر اوسنے مقابلہ کرنا پسند نہین کیا اور یہ اوسنے پیش کیا کہ اگر منعم خان اکیلا قلعہ مین آئے گا تو مین اوسکو قلعہ حوالہ کردونگا منعم خان نے ذرا اوسکے کہنے پر بے اعتباری نہین کی خندق اور گڑھ کے درمیان ایک کم عرض تختہ دہرا ہوا تھا جسپر سے ایک آدمی جا سکتا تھا اوسپر سے قلعہ کے اندر گیا۔ بعد کھانا کھانے کے اوسنے خزانہ پر مہرین لگائین اور قلعہ مین مختلف مقامات پر اپنے پہرے جمائے اور آدہی رات کو عظیم الشان سے ملنے گیا جسکا خیمہ چھہ کوس پر تھا۔ اسمین کچھہ شبہ نہین ہے کہ شاہ عالم کو سلطنت فقط منعم خان کی شجاعت اور فرزانگی اور حسن تدابیر سے ملی +

بہادر شاہ بیمار تھا اوسکے بستر سے جہاندار شاہ عظیم الشان لگے بیٹھے تھے کہ عظیم الشان نے ایک خنجر میان سے نکالا اور اوسکے لوہے اور جوہر کی تعریف کرنے لگا۔ جہاندار شاہ یہ دیکھکر ایسا بدحواس ہوا کہ بے تحاشا بھاگا خیمہ کے دروازہ کی ٹکر سے پگڑی گری جوتیان

بھولا۔ رسون پر گر پڑا۔ نوکرون نے آنکر اسکا لباس درست کیا۔ بھاگا بھاگ اپنے خیمہ مین آیا
اس بات کا چرچا خیمون مین پھیلا۔ امیرالامرا نے عظیم الشان پاس عنایت اللہ کو بھیجا اور
اوسنے پوچھا کہ مین آپکے ایسے موقع پر کیا خدمات بجالاؤن۔ اسکا جواب ایسا نامعقول دیا کہ امیرالامرا
سنے ناراض ہوگیا۔ وہ پہلے بھی عظیم الشان سے اس سبب سے ناراض تھا کہ وہ اوسیر خانخانان
وجہابت خان کو ترجیح دیتا تھا۔ امیرالامرا نے قسم کھائی کہ مین تینون بھائیون کی مدد کرکے
عظیم الشان کو تباہ کرونگا اور سلطنت اور دولت کو اوسکے سوار اور بھائیون مین تقسیم کرونگا +

معزالدین جہاندار شاہ سب بیٹون مین بڑا تھا۔ وہ خفیف العقل و عیش دوست تھا۔
سلطنت کے کامون کے کرنے مین اپنے اوپر تکلیف نہین گوارا کرتا تہا اور نہ کسی میر کو
اپنا یار مددگار و خیرخواہ بنانے کی پروا کرتا تھا۔ اوسے چھوٹا بیٹا عظیم الشان تہا وہ مدبر اور
خلیق تھا کہ لوگونکا دل اوسکی طرف کھینچتا تہا۔ اورنگ زیب کی مدبرانہ یہ حکمت تہی کہ وہ
پوتوں پر بہت مہربانی اور شفقت کرتا تہا اور سلطنت کے معاملات عظیم اونکے سپرد کرتا تہا
اوسکے بیٹے بادشاہی حاصل کرنے مین اولوالعزمی کرتے تھے۔ اوسکا علاج اورنگ زیب نے یہ
نکالا تہا کہ ان ہی کے گھرون مین اونکا دشمن پیدا کردیا تھا۔ بیدار بخت اپنے باپ اعظم شاہ کا
رقیب اور عظیم الشان اپنے باپ شاہ عالم کا حریف تھا جسکو اورنگ زیب نے تین اضلاع
بنگالہ و بہار۔ اڑیسہ کا صوبہ دار مقرر کیا تھا جہان سے وہ بہت سی دولت اور سپاہ لاکر
باپ کے ساتھ جنگ مین شریک ہوا تھا گو اوسنے لڑائی مین بڑی بڑی خدمات کین تھین
مگر باپ اوسکو اپنا رقیب اور حریف بہت ہی سمجہتا تھا تیسرا بیٹا رفیع الشان تہا جو باپ کے ہمراہ ہمیشہ
رہتا تھا اور اوسکا بڑا لاڈلا تہا۔ بڑا ذہین تھا علوم دینیہ مین مہارت رکھتا منشی تھا فقہ خوب
جانتا تھا مگر وہ بھی عیش کا بندہ تھا۔ موسیقی کا اور دربار کی شان و شکوہ کا بڑا شوقین تھا۔
نہ وہ سلطنت کے کامون پر توجہ کرتا تھا نہ اپنے گھر کے انتظام پر۔ خجستہ اختر جہان شاہ سب مین
چھوٹا بیٹا تھا۔ شاہ عالم کی تخت نشینی سے پہلے وہ معاملات ملکی پر بہت توجہ کرتا تھا اور آخر
کو تمام کاروبار و اختیارات سلطنت مین وہ بڑا دخیل تہا۔ وہ منعم خان سے بہت محبت اور

جہاندار شاہ کے بیٹے

اور تعلق رکھتا تھا +

ذکر سلطنت جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ

شاہ عالم بادشاہ کی وفات سے ایک ہفتہ کے بعد چارون بھائیون کے درمیان تقسیم
ملک و مال کے باب مین پیغام رسل و رسائل شروع ہوئے۔ ذوالفقار خان بہادر فی الحقیقت
جہاندار شاہ کا طرفدار تھا۔ وہ چارون بھائیون مین سے ہر ایک کی طرف سے آمد و رفت
کرتا تھا۔ جہان شاہ کے مقربون نے مکرر یہ مصلحت بتلائی کہ ذوالفقار خان کو اس آمد و رفت
مین گرفتار کرکے مقید کرنا چاہیے جس سے جہاندار شاہ کے پر و بال شکستہ ہون مگر جہان
شاہ کو اسپر جرات نہین ہوئی۔ مخالفون نے قابو پاکے جہان شاہ کے بارود و توپخانہ
مین آگ لگادی۔ اول یہ قرار پایا کہ دکن تو جہان شاہ کو ملے۔ ملتان و ٹھٹھہ و کشمیر رفیع الشان کو
دیا جاوے اور باقی صوبے ہندوستان کے عظیم الشان و جہاندار شاہ کے درمیان آپسمین قسمت
ہون مگر آخر کو ملک و خزانہ کی تقسیم نہوئی اور آپس مین نزاع ہوگئی۔ ان ایام آشوب مین
میرزا صدرالدین محمد خان صفوی بخشی عظیم الشان سے برگشتہ ہوکر جہان شاہ کے روبرو
جاتا تھا کہ جہان شاہ کے لشکر کے آدمیون نے غلط گمانی بدظنی سے اسقدر اسکو مارا کہ
وہ مرگیا۔ اس باب مین رفیع الشان نے حکیم الملک پسر محمد محسن خان سے جو اسکا ہمدم و ہمراز
مصاحب تھا کسی تقصیر پر ایسا خفا ہوا کہ اوسکو نکالدیا اوسکے نقد و جواہر ضبطی کے
ساتھہ لے لیے۔ عظیم الشان نے کچھہ تبدیل مکان کیا موضع بوڑانہ مین جو شہر سے تین چار
کوس تھا آیا۔ اوسکے لشکر کی ایک طرف راوی پشت پناہ تہا۔ لشکر کے دونو طرف خندق کھودنے کا
حکم دیا۔ دوسری طرف عظیم الشان کا لشکر اوترا تہا وہ بسبب نظامت بنگالہ صاحب
استطاعت تھا۔ اور باپ کے عہد مین مدار المہام صاحب تسخیر بادشاہ تھا اور اور اسباب
سلطنت اوسکے تصرف مین تھا۔ اب تینون بھائی بسبب عدم استطاعت و قلت مقدور کے
باہم شریک ہوئے۔ اور آپسمین عہد و مواثیق ہوئے کہ عظیم الشان پر فتح پانے کے بعد ملک کو برابر
تقسیم کرینگے اور ہر ایک اپنی ممالک متعلقہ پر فرمانروا ہوگا۔ چار پانچ روز تک تینون بھائی

عظیم الشان کی شکست و موت +

گھوڑون پر سوار ہوکر آدھ کوس سے عظیم الشان کے لشکر پر گولے اور بان مارتے اور
عظیم الشان کے توپخانہ سے تینون بھائیون کے لشکرون مین گولے آتے اور گھوڑے
اور آدمیون کو ضائع کرتے - ہر صف کے قریب طبل مخالفت بجا اور لڑائی شروع ہوئی
عظیم الشان ایک ہاتھی پر سوار تھا وہ آدمیون کی نظرون سے غائب ہوگیا - بعض کا قول
ہے کہ توپ کے گولے سے اڑ گیا - ایک روایت یہ ہے کہ جب اوسنے دیکھا کہ اوسکو ہالہ کی طرح گھیر لیا
ہے اور افواج کی چارو جہ سے جان بر ہونا ممکن نہین ہے تو وہ دریا مین گر پڑا اور پھر اسکا
کوئی نشان نہین ظاہر ہوا + ایک بھائی مرا تین بھائی نقارے بجاتے ہوے اپنے
مکانون مین آئے - ایک سو ہاتھی اور ایسے خزانے کے جنمین اشرفی اور ایسے اشرفیون کے
اور سوار ایسے روپیون بھرے ہوئے تھے معز الدین جہاندار شاہ کو ہاتھ لگے بھائی
چاہتے تھے کہ وہ برابر تقسیم ہون ذوالفقار خان نے ثالث بنکر یہ فیصلہ کیا کہ پانچ حصون
مین تین حصے معز الدین اور دو حصے دونو بھائیون کو دیے جائین - اسی سبب سے
آپس مین نفاق ہوا +

دوسرے روز معز الدین اور جہان شاہ کے درمیان مصالحہ کے پیغام سلام ہوئے
مگر کچھہ فائدہ اس سے نہین ہوا آپسمین خونریزی پر آمادہ ہوے دونون مین فوج کشی ہوئی
رفیع الشان کنارہ کش ہوکر دونو بھائیون کے جنگ کے نتیجہ کا منتظر رہا - ایک دفعہ
جہان شاہ کے لشکر نے معز الدین کے لشکر کا عرصہ تنگ کیا اور وہ اپنے معشوق دلربا
جانی لال کنور سے جدا ہوا اور دشمن کے غلبہ سے ایسٹ کے بزدون مین جا کر چھپا جہان شاہ
کی فتح کا غل ایسا مچا کہ بعض جگہ اوسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا مگر اس اثنا مین ناگاہ
جہان شاہ کا بڑا بیٹا فرخندہ اختر کشتہ ہوا جس سے جہان شاہ کو بڑا اضطراب ہوا جب
دوستون نے سمجھایا کہ اب عنقریب حسب دلخواہ فتح ہوتی ہے مگر اوسنے کہا کہ مین فرخندہ اختر
کے لیے سلطنت چاہتا تھا اب مجھے فتح درکار نہین ہے - یہان بھی وہی حال ہوا جو اعظم
کا بیدار بخت کے مرنے پر ہوا تہا - وہ ہاتھی پر سوار ہوا - گولہ کے لگنے سے مارا گیا -

فوج بھاگ گئی جہان شاہ و فرخندہ اختر کی لاشون کو بادشاہ پاس ذو الفقار خان لایا۔ اور خجستہ اختر زندہ مع اپنے چھوٹے بھائی کے گرفتار ہوا۔ معز الدین کی صداے شادیانۂ فتح بلند ہوئی

رفیع الشان کا مارا جانا +

رفیع الشان باوجود قلت سپاہ اور عدم استعداد کارزار پر متوجہ ہوا۔ کمال جرأت و جلاوت کی داد دی اور کشتہ ہوا۔ معز الدین نے بعد فتح کے بھائی کی نعش کو شاہجہان آباد مقبرہ ہمایون مین دفن کرنے کے لیے بھیجدیا۔ رفیع الشان کے تین بیٹے زخمی زندہ رہے محمد ابراہیم - و رفیع الدولہ - و رفیع الدرجات -

معز الدین کا بادشاہ ہونا +

معز الدین ۲۰ محرم ۱۱۲۴ھ کو بھائیون سے فارغ ہوکر باون برس کی عمر مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور جہاندار شاہ اپنا خطاب رکھا۔ محمد کریم و شاہزادہ ہمایون بخت کہ نو دس برس کے لڑکے تھے اور جہان شاہ کے دونو بیٹون اور رفیع الشان کے بیٹونکو شاہجہان آباد کے قلعہ کو روانہ کیا۔ حکم دیا کہ رستم دل خان و الہ وردی خان اور شیخ مخلص خان کے بند بند جدا کیے جائین اول دو کے ظلمون سے خلقت نالان مگر تیسرے کی تقصیر نہین معلوم ہوئی کہ کیا تھی - حیات خان وغیرہ بیس امیرون کو پا بزنجیر قید کرنے کا حکم دیا اور اونکے گھرون کو ضبط کر لیا۔ عظیم الشان مفقود الاثر ہونے کے بعد محمد کریم بھاگ کر کسی مفلس کے گھر مین جا کر چھپا تھا اور اپنی انگوٹھی بیچنے کے لیے بھیجی تھی اوسکے سبب سے وہ گرفتار ہوا اور قتل ہوا -

جہاندار شاہ کے عہد ناپایدار مین فسق و فجور کی بنیاد پوری مستحکم ہوئی۔ قوالون اور کلاونتون و ڈوم ڈھاڑیون کے گانے اور راگ کا بازار گرم ہوا۔ قریب تھا کہ قاضی قرابہ کش اور مفتی پیالہ نوش ہو +

آصف الدولہ اسد خان بہادر کو وکالت کے عہدہ پر اور اوسکے بیٹے ذو الفقار خان کو وزارت کے عہدہ پر سرافراز کیا۔ اور وجہ اسکی یہ تھی کہ ذو الفقار خان دانشمند فطرتی تھا اور سازشون اور جوڑ توڑ کرنے کا اوستاد تھا۔ وہ اول ہی جہاندار شاہ کے ساتھ سارے مہمات مین اسلیئے شریک ہوتا تھا کہ وہ سب شاہزادون مین زیادہ بیوقوف اور احمق تھا

سلطنت کی قابلیت نہین رکھتا تھا وہ اوسی کو سمجھتا تھا کہ میرے ہاتھ مین کٹ پتلی کی طرح
رہے گا جو ناچ نچاؤن گا ناچے گا چنانچہ سارا اختیار سلطنت اسی کے ہاتھ مین تھا اور
بادشاہ کی حقیقت کچھہ نہ سمجھتا تھا۔ اب بادشاہ لاہور سے دہلی مین آگیا۔ اگر وہ ذوالفقار خان
کی رائے پر چلتا تو وہ مصائب نہ دیکھتا جو اوسکو پیش آئین۔ ایک کسبی لال کنور تھی بادشاہ
اوسکے عشق مین غرق تھا۔ اب اوسکو امتیاز محل کا خطاب عطا کیا۔ اور بادشاہانہ سواری کا سامان
عنایت ہوا۔ لال کنور کے سگے بھائی خوشحال خان کو صوبہ داری اکبرآباد اور منصب
پنجہزاری سہ ہزار سوار مرحمت ہوا۔ اور اوسکے چچیرے بھائی نعمت خان کو منصب عنایت ہوا
ذوالفقار خان نے ان خطابون کی اسناد دفتر مین چند روز عمداً نہ لکھے تو بادشاہ کی خدمت مین
لال کنور نے ذوالفقار خان کی شکایت کی جہاندار شاہ نے ذوالفقار سے سبب پوچھا کہ برادر
لال کنور کی اسناد دفتر مین لکھنے مین تعویق کا سبب کیا ہے۔ بادشاہ کی خدمت مین ذوالفقار خان
گستاخ تھا اوسنے جواب دیا کہ ہم خانہ زاد رشوت ستان ہین بغیر رشوت لینے کے ہم کسی کا کام نہین
کرتے۔ جہاندار شاہ نے مسکرا کر پوچھا کہ لال کنور سے کیا رشوت لوگے تو اوسنے عرض کیا ہزار
طنبورے جنپر استادون کی نقاشی کا کام کیا ہو بادشاہ نے کہا طنبورے کیا کروگے ذوالفقار خان
نے کہا جب قوال صوبہ داری کا کام کرین تو ہم خانہ زاد بیٹھے کیا کرین طنبورا اور ڈھول ہی
بجایا کرین بادشاہ نے ہنس کر اپنا حکم منسوخ کیا عجب عجب حکایتین مشہور ہین معلوم نہین سچ یا
جھوٹ۔ ایک کنجڑن کا اقبال چمکا۔ وہ لال کنور کی دوگانہ مشہور تھی اسکا نام زہرہ تھا اوسکی
بھی سوار اور پیادے چلنے لگے۔ ایک دن کا اتفاق ہے کہ زہرہ اور چین قلیچ خان کی
سواریان آمنے سامنے آئین چین قلیچ خان نے اپنے آدمیون سے کہا کہ سواری کو موڑ کر
اور طرف زہرہ کے آدمیون سے بچکر چلو۔ مگر زہرہ کے آدمیون نے اوسکے ہمراہیون کو
ایسا گھیرا کہ وہ کسی اور طرف سے نہ جا سکے۔ اسپر یہ اور طرہ ہوا جب چین قلیچ خان کے ہاتھی
کے برابر زہرہ کا ہاتھی آیا تو وہ پردہ اٹھا کر پوچھنے لگی کہ چین قلیچ خان بیسکور تو ہی۔ اسکے سننے سے
چین قلیچ خان کو ایسا غصہ آیا کہ اوسنے زہرہ کی اور اوسکے ساتھہ کے آدمیون کی خوب گھس پٹی کی

بعد ازینکے یہ خیال ہوا کہ بادشاہ خفیف العقل ہے کہیں اس عورت کے بہکانے مین آنکر مجھسے زیادہ
ملال نہ پیدا کرے جسسے وہ انتقام کے درپے ہو۔ اس خیال سے وہ ذوالفقار خان پاس
بھی گیا اور اوسنے چین قلیچ خان کے آنسو پونچھے اور اوسکا مدار و معاملت ہوا۔ ایکبار وزیر معاملہ
ہوا کہ خوشحال خان نے کسی بھلے مانس کی بیٹی کو زبردستی بلانے کا ارادہ کیا۔ اس بھلے مانس
نے نالش کی۔ ذوالفقار خان نے خوشحال خان کو خوب پٹوایا اور سلیم گڈہ کے قلعہ مین قید
کر دیا۔ اس بادشاہ کی ایک اور حکایت شہرہ شہر نقل مجلس ہوئی کہ بادشاہ اکثر اوقات
اپنی معشوقہ ہمدم کے ساتھہ رات کو رتھہ مین سوار ہوتا چند خواصون کو لیکر سیر و تفریح کے
لیے بازار اور خرابات خانون مین تشریف لیجاتا۔ ایک رات کو دونو ہمدم جانی سوار ہوکے
اور دونو نے اس قدر شراب پی کہ بالکل دونو بدمست ہوکر دولتخانہ بادشاہی کے دروازہ
پر آئے۔ لال کنور ایسی بیہوش یا خستہ تھی کہ اوترنے کے وقت اصلا بادشاہ کی طرف متوجہ
نہ ہوئی۔ بیہوش اپنے بستر مین چلی گئی شراب کے نشہ مین سو گئی۔ بادشاہ بھی اپنے حال کی خبر
نہ رکھتے رتھہ مین بیہوش پڑا رہا۔ رتھہ بان رتھہ کو اپنے مکان مین لے گیا اور بادشاہ کو بھولگیا
صبح کو جب بادشاہ کی خواصون نے لال کنور پاس بادشاہ کو نہ دیکھا اور لال کنور کو خبر ہوئی
کہ بادشاہ معلوم نہین کہان ہے تو وہ بڑی سراسیمہ ہوئی۔ رونے پیٹنے لگی اور بادشاہ کی
ڈھونڈ ہلیمچی تو بادشاہ سلامت رتھہ مین ملے۔ اور بہت افعال اوسنے ایسے کئے کہ اُن کے
لکھنے سے بھی شرم آتی ہے +

صوبہ دکن مین ذوالفقار خان کا نائب داؤد خان پنی بہادر اور ذوالفقار خان
خان کا دیوان با اختیار سبھا چند تھا۔ ان دونو کے سبب کوئی لکھتا ہے کہ انتظام رہا
خافی خان لکھتا ہے کہ نائب کے ظلم سے اور دیوان کی ہرزہ گوئی جو اوسکی تکیہ کلام تھی
خلقت رنج و پیچ و تاب مین رہتی تھی۔

جب اورنگ زیب نے پوتے عظیم الشان کو اپنے پاس بلایا ہے تو اوسنے اپنے بیٹے فرخ سیر
کو بنگالہ مین اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اثناء راہ مین دادا کے مرنے کی خبر سنی تو وہ باپ کے ساتھ

آگرہ مین لشکر فتحیاب ہوا دکن مین باپ کے ساتھہ کام بخش سے لڑنے گیا۔ پھر باپ کے ساتھہ عظیم الشان
لاہور مین آیا۔ اس عرصہ مین فرخ سیر اپنی جگہ سے نہین ہلا جب لاہور سے اوسکے دادا
بہادر شاہ نے بلایا اور بنگالہ مین اوسکی جگہ عز الدولہ خان جہان بہادر کو مرحمت ہوئی
تو فرخ سیر بنگالہ سے کوچ کر کے عظیم آباد مین آیا۔ بعض وجوہ کے سبب سے اوسکو سفر کرنا
شاق تھا۔ برشکال کا اور اپنی بیوی کے وضع حمل کا بہانہ بنا کے عظیم آباد مین رہا۔
یا اس سبب سے نہیں گیا کہ باپ اوسکے بھائیون احمد کریم و محمد ہمایون کی نسبت اوسکی قدر کم کرتا تھا۔
بعض مورخ لکھتے ہین کہ جہاندار نے جعفر خان صوبہ دار بنگالہ کو لکھا تھا کہ فرخ سیر کو گرفتار
کر کے بھیجدے اسلئے وہ راج محل سے عظیم آباد مین گیا۔ یہان بعض نجومی دان درویش دل
محمد رفیع منجم نے اوسکو یہ مژدہ سنایا کہ وہ اس سرزمین مین بادشاہ ہوگا۔ اسلئے بھی وہ
اس بلدہ مین زیادہ ٹھیرا۔ ان ہی دنون مین دادا کے مرنے کی خبر آئی تو پہلے اس سے
کہ باپ اور چچاؤن مین سلطنت کا مقدمہ فیصل ہوا اپنے باپ کے نام کا خطبہ شروع ہوایا اور سکہ
چلوایا۔ اور باپ پاس جانے کے لئے بعض اپنے مقربون سے مشورہ کیا تو مشائخ و محمد رفیع
منجم مانع ہوئے کہ یہ حرکت نہ کرنا جب تک اپنے نام کا خطبہ و سکہ نہ جاری کرا تو اس زمین
سے حرکت کرنا مناسب وقت نہین ہے۔ صوبہ بہار مین عظیم الشان کی طرف سے سید حسین علی خان
نائب تھا اور وہ اس صوبہ کے بعض پرگنات کے متمردون کی سرزنش مین مصروف
تھا اس خبر کے سننے سے کہ فرخ سیر نے باپ کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کیا تو فرخ سیر کی
موافقت مین جب تک اور بھائیون کے مغلوب ہونے کی خبر پہنچے مضائقہ کیا۔ اس بات سے
فرخ سیر کو وسوسہ عظیم ہوا۔ بہار مین سید مذکور کا تسلط بالکل تھا خطوط معذرت آمیز اور
پیغام محبت انگیز سید حسین علی خان پاس بھیجے اور والدہ فرخ سیر نے حسین علی خان کو
اپنے پاس بلایا۔ اور ماں بیٹون نے بڑی منت سماجت کی۔ اور دونون نے سخت قسمین کھا کر
عہد و پیمان کیا کہ اگر فرخ سیر بادشاہ ہوگا تو حسین علی خان مدار المہام ہوگا +
بعض مورخ لکھتے ہین کہ فرخ سیر کی بیٹی نے بھی سید کی گود مین بیٹھ کر باپ کی اعانت کی اور منت سماجت کی

ان دنون مین عظیم الشان وجہان شاہ بہادر و رفیع الشان کی جہاندار شاہ کے ہاتھ سے
مارے جانے کی خبر فرخ سیر پاس آئی حسین علی خان کا سگا بھائی سید عبد اللہ خان
الہ آباد مین مستقل صوبہ دار تھا جو عہود و مواثیق ہوئے تھے وہ سید حسین علی خان نے
اپنے بھائی کو لکھے عبد اللہ خان نے اول اول طرف ثانی کے غلبہ پر نظر کرکے چند در چند اندیشے
کرکے اس بات کے قبول کرنے مین تامل کیا اور بھائی کو بھی سمجھایا کہ آپ رفاقت کی
عزیمت کو فسخ کیجئے لیکن حسین علی خان اپنے عہد سے برگشتہ نہ ہوا اور جواب میں لکھا
ع ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم + جب عبد اللہ خان نے بھائی کا یہ اصرار دیکھا تو
برادر شفیق کی محبت کے سبب فرخ سیر کے ساتھ ہوا۔ جب ان دونو بھائیون نے فرخ سیر
کی رفاقت کے لئے کمر باندھی تو اس مہم عظیم کی استعداد و مواد کے لئے وہ دل مستعد ہوئے
جو امید و بیم سے بھرا ہوا تھا۔ فرخ سیر کے مقربون نے اس بیت کے مطابق عمل کیا +

دو دل یک شود بشکند کوہ را ۔۔۔ پراگندگی آرد انبوہ را

دونو بھائیون کی بہادری اور شجاعت کے سبب فرخ سیر کو اطمینان ہوا
کیونکہ معز الدین جہاندار شاہ نے فرخ سیر کی طرف رجوع کی۔ اسکا سبب یہ تھا کہ جہاندار شاہ
نے کوکلتاش خان کو بہت بڑھا دیا تھا۔ عاصم خان کہ عظیم الشان کے جان نثارون
مین تھا وہ محرک ہوا کہ فرخ سیر عظیم آباد سے شاہجہان آباد کی طرف چلے۔ جب
جہاندار شاہ کو فرخ سیر کے ساتھ سادات بارہ کے متفق ہونے کی خبر پہنچی تو اسی سال
ربیع الثانی مین وہ لاہور سے دار الخلافہ مین آیا۔ راجی محمد خان جو منعم خان بہادر شاہی کا
آوردہ تھا اور شجاعت بھی کچھ رکھتا تھا اسکو الہ آباد کا صوبہ دار مقرر کیا اور عبد اللہ خان
کو بدل دیا۔ اور سید عبد الغفار کو کہ شجاع نامور تھا اس کا نائب قرار دیا اور الہ آباد میں
سید عبد الغفار نے ایک دو صاحب جمعیت زمیندارون کو اپنے ساتھ رفیق کیا اور آٹھ ہزار سوار
اور چار ہزار پیادے ہمراہ لیکر صوبہ الہ آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ جب وہ قصبہ کڑہ مانک پور کے
پاس آیا تو عبد اللہ خان نے اپنے بخشی ابو الحسن خان کو چار ہزار سوار اور تین ہزار پیادے دیکر

کے ساتھ اوسکے مقابلہ کے لئے روانہ کیا سرآے عالم کے نزدیک جو دو تین کروہ آگرہ سے ہے دونو لشکر اوترے چند روز سوال جواب مین گذرے جمادی الاولی کے آخر مین عبد اللہ خان کے بھائی سیف الدین علی خان وسراج الدین علی خان ونجم الدین علی خان و رتن چند دیوان تین چار سو تازہ دم سوارون کے ساتھ ابو الحسن کے ساتھ متفق ہوئے اور سید عبد الغفار کے حملہ مردانہ سے سادات بارہ کا باوجود شجاعت کے ایسا عرصہ تنگ ہوا کہ قریب تھا کہ ابو الحسن خان کی فوج کے پیر اکھڑ جائین اور لشکر کو ہزیمت ہوجاے لیکن عبد اللہ خان کے تینون بھائیون اور ابو الحسن و رتن چند نے جان سے ہاتھ دہوکر میدان مین پاؤن جمایا سید عبد الغفار نے اونکو چارون طرف سے گھیر لیا سراج الدین خان ایک جماعت کے ساتھ مارا گیا بعض لکھتے ہین کہ توپ خانہ کا دہوان ایسا گھر اکہ لڑائی مین ایک دوسرے کی صورت مطلقاً نہین معلوم ہوتی تھی کہتے ہین کہ گرد اور باد تند ایسی چلی کہ دوست دشمن معلوم نہوتے تھے غرض اسی حالت مین سید عبد الغفار کے کشتہ ہونے کی جھوٹی خبر دونو لشکرون مین اوڑ گئی اسکے لشکر کے آدمیون نے کچھ تحقیق نہ کیا اور بھاگ گئے ہرچند عبد الغفار نے غل مچایا کہ اسے حق ناشناسو مین زندہ ہون مجھے تنہا چھوڑکر کہان جاتے ہو مگر کسی نے نہ سنا نہ کوئی اُلٹا آیا۔ ناچار سید عبد الغفار نے ننگ فرار کو اختیار کیا اور شاہجہانپور مین چلا گیا لشکر سادات بارہ مین شادیانہ فتح بلند آوازہ ہوا جب یہ خبر معز الدین جہاندار شاہ کو پہنچی تو اوسنے ارکان سلطنت سے استصواب کرکے عبد اللہ خان کے چار ہزاری منصب پر دو ہزاری کا اضافہ کرکے صوبہ الہ آباد کی صوبہ داری پر فرمان بحالی مع خلعت بھیجدیا +

سربلند خان فوجدار کڑہ دس بارہ لاکھ روپیہ جمع کرکے جہاندار شاہ پاس آیا اور مورد آفرین ہوا احمد آباد کی صوبہ داری پہ مقرر ہوا اور احمد آباد کا صوبہ دار امانت خان مالوہ کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ امانت خان اوجین مین آیا۔ انقلاب سلطنت کے فساد سے اوجین کو اسلام خان عرف رتن سنگھ دبا بیٹھا تھا۔ ذو الفقار خان نے راجہ کو لکھ بھیجا کہ امانت خان کو عمل دخل نہ دو یا راجہ نے ایسا نوشتہ جعلی بنالیا تھا یا زیادہ سر سے سے راجہ نے

امانت خان صوبہ دار مالوہ و اسلام خان عرف رتن سنگھ کی لڑائی +

امانت خان کو دخل نہ دیا۔گفتگو کی نوبت فوج کشی پر پہنچی۔امانت خان نے رحیم بیگ کو سارنگپور
مین بھیجا تھا کہ دلیر خان افغان اور راجہ نے چار پانچ ہزار سوار لیکر اوٹھا دیا اور تھانہ مین
بہت آدمیون کو مار البعض کو اسیر کیا۔امانت خان یہ خبر سُن کر سوار ہوا اوس کے
پاس کل تین ہزار سوار تھے جنمین سے چار پانچ سو تھانہ مین مارے گئے تھے وہ اس فوج کے
ساتھ جدید الاسلام سے لڑنے آیا وہ باوجود اسلام کے قبول کرنے کے ایسا متعصب
ہندو تھا کہ مسلمانون کو مالی اور جانی ضرر زیادہ ایام کفر سے پہنچاتا تھا۔اس کے پاس دو بڑے
سردار دولت محمد روہیلہ اور دلیر خان تھے۔تالہ سارنگپور پر کہ اجین سے چار پانچ منزل ہے
اسلام خان کا لشکر آیا اور امانت خان سے لڑائی شروع ہوئی۔اور تیر اندازی اور
برق اندازی سے ایک قیامت برپا ہوئی۔آخر کار راجہ گولہ سے مارا گیا۔اس کے لشکر کو
شکست ہوئی۔ہاتھی گھوڑے بے شمار اور خیمے باتکلف اور زر وافر امانت خان کی سرکار
مین داخل ہوا۔اور سارے لشکر نے تخت وتاراج سے ذخیرے جمع کئے۔پھر امانت خان
رام پورہ مین جہان اسلام خان کا وطن تھا گیا تو اوسکی بیوہ رانیون نے عرض کیا کہ راجہ نے
اپنے کئے کو پایا ہم بیواؤن سے لڑنا بزرگون کے طریقہ کے خلاف ہے۔بعد ازان جہاندار شاہ
نے امانت خان کو بدستور سابق احمد آباد مین صوبہ دار کر دیا جسکا سبب معلوم نہیں + محمد فرخ سیر
شاہجہان آباد کی طرف کمال بے ستعدادی کے ساتھ چلا اوسکے ساتھ سید عبد اللہ خان و
سید حسین علی خان وصف شکن خان نائب اڑیسہ و احمد بیگ و خواجہ خان وغیرہ تھے
جنکی ساری فوجین ملکر تیس ہزار سوار اور پیادون سے زیادہ نہ تھیں خرچ کی ایسی تنگی تھی کہ
عظیم آباد کے سوداگرون سے تین لاکھ روپیہ کی جنس قرض لی تھی۔اسی اثنا مین چھبیس
لاکھ روپیہ اطراف بنگالہ سے فرخ سیر کے ہاتھ لگ گیا۔جب جہاندار شاہ نے سنا کہ فرخ سیر
عظیم آباد سے چلا ہے تو اوسنے اپنے بڑے بیٹے عزیز الدین کو پچاس ہزار سوار و پیادہ اور
شائستہ توپخانہ کے ساتھ فرخ سیر سے لڑنے کے لئے بھیجا۔خواجہ حسن خان نبیرہ کوکلتاش
خان کو پنج ہزاری سے ہفت ہزاری بنا کے خان دوران خان کا خطاب دیا اور بادشاہزادہ

اوسے تمام فوج اور توپ خانے کا اختیار اوسکو دیا - اگرچہ ذوالفقار خان شاہزادہ کی کمک کی کم حوصلگی و عدم تجربہ و سوء مزاجی و افسردہ خاطری برادر خواجہ حسن خان کی حسب و نسب و سلوک و درشت خوئی پر مطلع تھا اوسنے بادشاہزادہ کے ساتھ خواجہ کے بھیجنے کو رائے سلیم کے خلاف جان کر بادشاہ سے عرض کیا لیکن اس سبب سے کہ کوکلتاش خان اور ذوالفقار خان میں باہمی کی عداوت اس درجہ پر پہونچی تھی کہ کسی بات اور مصلحت میں اونکی رایون میں اتفاق نہ ہوتا تھا اور بادشاہ کا ایسا تھا کہ وہ کوکلتاش خان اور لال کنور کی خاطر داری کرے اسلئے وہ ذوالفقار خان کی کچھ نہ سنتا تھا قلیچ خان بہادر خلف الصدق غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ جو شجاعت کا رطلبی و رائے صائب و اکثر کمالات انسانی میں نادر العصر تھا اور بہادر شاہ کے عہد میں بادشاہ کی دون پروری اور بیخبری کے سبب سے ترک منصب کیکے گوشہ نشین ہوا تھا بتقاضائے مصلحت کار فرمایون نے اوسکی استمالت کر کے منصب پنجہزاری کا اوسکو دیا اور شاہزادہ کی کومک کے لئے مامور ہوا وہ بسبب عدم سرانجام سفر شاہزادہ کے ساتھ نہ جاسکا مگر پیچھے آیا جب وہ اکبرآباد میں آیا تو اوسنے سنا کہ سرداروں کی ناموافقت کے سبب سے شاہزادہ کے لشکر کا حال ابتر ہو رہا ہے اوسنے یہ مصلحت جانا کہ اکبرآباد میں چند روز توقف کرے اور دیکھے کہ کیا ظہور میں آتا ہے اس طرف عبداللہ خان و حسین علی خان کے ساتھ فرخ سیر کوچ بکوچ چلا آتا تھا چھبیلہ رام ناگر کہ کوڑہ و کڑہ کا فوجدار تھا اپنے تعلقہ کے پرگنات کا خزانہ لے کر بادشاہ کی خدمت میں آیا مگر جب اوسنے دیکھا کہ شاہزادہ اختیار ہے اور خاندوران خان مختار ہے تو وہ خزانہ سمیت محمد فرخ سیر پاس چلا گیا جب اعزالدین قصبہ کھجوہ کے پاس قریب آیا اور اوسنے سنا کہ فرخ سیر تین منزل پر ہے تو اوسنے وہیں اقامت کی اور لشکر کے گرد خندق عمیق کھدوانے کی تیاری کی - اس خبر کے سننے سے فوج حریف دلیر ہوئی اور پہلے سے زیادہ جلد چلنے لگی - ۲۴ - جمادی الاول کو خندق سے دو کروہ پر فرخ سیر کے پیش خانہ کے جھنڈے نصب ہوئے سید عبداللہ خان نے اطراف کی ویراوہات کی دیواروں پر مورچل

باندہ کے ایک پہر دن سے تین پہر رات تک اعزالدین کی فوج پر گولہ اندازی کی - ۲۹ ماہ مذکور
شاہزادہ بجاے اسکے کہ لڑتا حسن خان خاندوران خان سے مشورہ کرکے جسقدر جواہرات
اشرفیان اوٹھا سکا لیکر اور سارے کارخانجات بادشاہی کو چھوڑ کر ایک پہر رات رہے
بھاگ گیا لو لشکر مین ایسا تزلزل پڑا کہ لشکر کے عمدہ سردارون کو ما یحتاج کے اوٹھانے کی
بھی فرصت نہ ملی سا ایک روایت یہ ہے کہ شاہزادہ نے بد دل اور افسردہ خاطر ہو کر یہ حرکت اسلیے
کی کہ جہاندارشاہ اپنی معشوقہ و منکوحہ لال کنور کے اغوا سے اوسکے ساتھ جو زوجہ اولی کے
بطن سے تھا بدسلوکی کرتا تھا اور خاندوران خان کا اس مہم میں صاحب مدار ہونا اور اوسکے
ساتھ بیدماغی کرنا ناگوار تھا فرخ سیر کا لشکر جو بے طعمہ باز کی طرح شکار کا انتظار کر رہا تھا
شاہزادہ کے بھاگنے کی خبر سنتے ہی سامان لشکر کے لوٹنے کے لیے دوڑا - اور بہت مال و اسباب
اوسکے ہاتھ آیا جو جماعت فقر و فاقہ کی آگ سے جلتی تھی ہر جنس کے ذخیرے وافر جمع کر لیے اور
شاہزادہ اعزالدین کمال سراسیمگی سے اکبرآباد گیا لشکر فرخ سیر مین مبارکباد کی صدا خیمہ تا ل
اور مرونگ کے ساتھ بلند ہوئی - قلیچ خان نے کہا کہ شاہزادہ کو جہاندارشاہ کے آنے تک اکبرآباد مین
ٹھیرنا مصلحت ہے - جہاندارشاہ - ۱۷ جمادی الاول کو شاہجہان آباد مین داخل ہو کر فتح پسر کا
منتظر تھا جب اوسکی شکست کی خبر پہنچی تو اوسکی عقل و ہوش جو عشق کے تاراج سے بچ رہے تھے
وہ بھی جاتے رہے - تہیہ اسباب جنگ مین مشغول ہوا - وسط ذیقعد ۱۱۲۴ھ مین شاہجہان آباد
چلا - ذوالفقار کی سپاہ بیس ہزار سے کچھ زیادہ تھی کوکلتاش کے پچیس ہزار سوار تھے مجموعہ
کل سپاہ کا اسی ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ کے قریب تھا - لشکر کوچ بکوچ فرخ سیر کے
مقابلہ کے لیے سموگڈھ مین اکبرآباد کے متصل آیا - اس طرف فرخ سیر دو سپہ سالار بارہ اور امرا
کے ہمراہ ایسی جمعیت کے ساتھ کہ افواج جہاندارشاہ کے سوم حصہ کی برابر تھی - کمال بے سامانی
کے ساتھ دو روز کی مسافت ایک روز مین طے کرکے جمنا کے اس طرف لشکر جہاندارشاہ کے
مقابل اوترا - عبداللہ خان نے آخر شب یازدہم ذی الحجہ کو اسی معبر کی تحقیق کرکے جس کا پانی
قد آدم سے کم تھا سرا روز بہانی سے جو شاہجہان آباد کی طرف اکبرآباد سے چار کوس ہے

واقع ہے عبور کیا۔ اور جہاندار شاہ کی فوج کے عقب مین فروکش ہوا اسوقت تین پہر بعد فوج سیر کی
اس معبر سے گذرنا اور حسن علی خان اور چھبیلہ رام ناگر کہ جہاندار شاہ کی فوج کے انسداد راہ
کے لیئے بطریق چنداول دریا کے اس طرف تھا دلجمعی کے ساتھہ شاہانہ روز زمین ساری سپاہ کے
ساتھہ اوترا۔ جہاندار شاہ کے سردارون کو اس وقت اس ماجرے سے اطلاع ہوئی کہ مخالف کی
فوج ناگاہ عقب سے نمودار ہوئی۔ اسلیئے اونسے جو پہلے مورچال باندہے تھے وہ بیکار ہوگئے
اب اوسے پشت کی طرف توجہ کرنی پڑی۔ اور از سر نو فوج کی ترتیب اور توپخانہ کے آگے لیجانے کا
اہتمام کرنا پڑا مگر اس کام کی مہلت اونکو نہ ملی۔ کوکلتاش خان و محمد راجی خان و اسلام خان
و جانی خان و محمد امین خان و اعتماد الدولہ و قلیج خان و جان نثار خان وغیرہ میمنہ مین اور
ذوالفقار خان و عبد الصمد خان اور ایک اور جماعت میسرہ مین قائم ہوئی۔ روز چہارشنبہ
دہم ذی الحجہ ۱۱۲۳ کو ایک پہر دو گھڑی دن رہے اول سید عبد اللہ خان نے جہاندار شاہ کی
فوج پر حملہ کیا اور جہاندار شاہ کی طرف سے بھی ایک فوج نام آور دن کی جماعت کے ساتھہ مقابل
ہوئی۔ سخت جنگ ہوئی صف شکن خان جو فیل پر حسین علی خان کے ساتھہ بیٹھا تھا اور فتح علی
داروغہ توپخانہ پسر بہادر خان رہیلہ و میر اشرف خان برادر میر مشرف خان بہت بہادرون کے
ساتھہ کام آئے۔ جہاندار شاہ کی طرف جانی خان شاہجہانی و مختار خان ایک جمع کثیر کے
ساتھہ جان نثار ہوئے حسین علیخان نے عرصہ کارزار کو اپنے اوپر تنگ دیکھا تو سپاہ
کے مشہورون کی طرح ہاتھی سے کودا اور سادات بارہ کی ایک جماعت لیکر ستیزی کی اور
زخمہائے کاری اوٹھا کر حالت غش مین معرکہ مین زمین پر گرا۔ جہاندار شاہ کے ہان فتح
کا شادیانہ بجا اس ضمن مین عبد اللہ خان ایک ٹیلہ پر چڑہا کہ جہاندار شاہ کی فوج پر مشرف
تھا اور ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر تھا اوسنے دیکھا کہ جہاندار شاہ اپنی عقب سپاہ سے
غافل ہے سادات بارہ حملہ زن ہو کر جہاندار شاہ کی زنانہ سواریون کے ہاتھیون کی طرف
دوڑے اور ایک آشوب و شیون وہان پیدا ہوا۔ جہاندار شاہ خبر کی تحقیق ہی مین تھا کہ لال کنور
اور نغمہ سرایون و خواجہ سرایون کے ہاتھی تیر باران کے صدمہ سے جوش و خروش سے ناچنے لگے

اور دفعتہً جان کے خوف سے جگہ کو خالی کیا۔ جہاندارشاہ نے ہرچند چاہا کہ دشمن کے مقابل ہو مگر اوسکی
سواری کا ہاتھی لال کنور کے ہاتھیون کے طرح شوخی و اضطراب کرنے لگا اور فیلبانون کے قبضہ
مین وہ نہ رہا۔ اسی اثنا مین عبداللہ خان کے متفرق آدمیون نے داہنے بائین طرف سے کچھ کچھ
ملنا شروع کیا جسسے تقویت ہوئی اور اس امداد غیبی سے بہادرون نے قدم جرأت آگے رکھا۔
اور اس سبب سے جہاندارشاہی لشکر مین اکثر آدمیون کا پاؤن ایسا اکھڑا کہ پھر نہ جما سب اس طرح
پریشان ہوگئے جیسے کہ ہوا سے بادل ہوتے ہین۔ اس حال مین کوکلتاش خان نے چاہا کہ جہاندارشاہ
پاس جائے اس ضمن مین علی اصغر خان وچھبیلہ رام ناگر جو کمین گاہ مین بیٹھے تھے بہ ہیأت مجموعی
کوکلتاش پر دوڑے اور سرراہ اونکو روکا اور زخمی کرکے اوسکو مار ڈالا۔ رضا قلیخان میرآتش اس
جنگ مین کوکلتاش کا ہم عنان تھا وہ بھی مارا گیا۔ اعظم خان برادر کوکلتاش زخمی ہوکر جہاندار
شاہ پاس گیا۔ مگر کام ہاتھ سے جا چکا تھا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ یہانتک کہ جہاندارشاہ کا ایسا قافیہ
تنگ ہوا کہ خود فیل زنانہ کی عماری مین بیٹھا۔ اور جب آفتاب مین زردی آگئی تو اکبرآباد کی راہ لی
ذوالفقار خان میدان جنگ مین ایک پہر تک لڑتا رہا۔ آدمیونکو جہاندارشاہ اور اوسکے
بیٹے اعزالدین کی جستجو کے لیے آدمی بھیجا اور اوسکو انعام دینے کا وعدہ کیا۔ اس کا
ارادہ یہ تھا کہ پدر اور پسر مین ایک ہاتھ آجائے تو بہادری کرکے دشمن کے صفوف مقابل
کو پرے ہٹا دے۔ لیکن اس کو نہ شاہ ملا نہ شاہزادہ۔ ناچار آخرکار مایوس ہوکر اکبرآباد کی طرف
متوجہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ فرخ سیر نے جب ذوالفقار خان کا استقلال دیکھا تو وہ گھبرا گیا اور اوسکو
پیغام بھیجا کہ سلطنت کا دعویدار تو بھاگ گیا۔ اب تم کو کیا دعوی ہے۔ اگر سلطنت کا دعوی
رکھتے ہو تو یہ ایک اور بات ہے لیکن اگر کسی اور کو بادشاہ چاہتے ہو جہاندارشاہ نہ ہوا تو
فرخ سیر ہوا۔ ذوالفقار نے جب پیغام سُنا اور بادشاہ اور اوسکے بیٹے کا پتا نہ لگا تو میدان
جنگ کو چھوڑ دیا۔ اوسکے بعد فرخ سیر کے لشکر مین فتح کے شادیانے بجنے لگے عبداللہ خان کے
آدمی لاشون کے درمیان حسین علی خان کی تلاش مین گئے۔ وہ زخمون مین چور چور پھولون
کی دست اندازی سے ننگا غش مین پڑا تھا مگر جب اوسکے کان مین فرخ سیر کی فتح کی آواز

پہنچی تواس مژدہ سے وہ مردہ زندہ ہوگیا - اوسکو اوٹھاکے بھائی پاس لائے - جہاندار شاہ نے
رات اکبرآباد مین بسر کی اور تغیر ہیات کرکے آخر شب مین مستورات کی سواریون کے ساتھ شاہجہان آباد
روانہ ہوا اور اوسکے ایک پہر پیچھے ذوالفقار خان بھی دارالخلافہ مین آیا جہاندار شاہ سیدھا
آصف الدولہ اسد خان پاس گیا اور معاونت و مصلحت کار کا طالب ہوا - ذوالفقار خان نے بھی باپ
سے التماس کی کہ جہاندار شاہ کو کابل یا دکن کی طرف لے جائے اور پھر لشکر جمع کرکے تلافی کیجئے
اسد خان جہان دیدہ اور تجربہ کار اور مدبران روزگار کا سردار تھا اوسنے کہا کہ سپاہ اور توپخانہ
کی گردآوری خزانہ کی امداد بغیر نہین ہوسکتی اور خزانہ سے ایک مہینہ کا خرچ وصول ہونا
دشوار ہے اسلئے سوا شورش فتنہ و خرابی خلق و خونریزی سپاہ کے کوئی نتیجہ نہ ہوگا - آب
از جو سے رفتہ باز آمدن امریست متعذر الوقوع بیٹے کی اس عزیمت کا مانع ہوا اور اوسنے
کہا کہ اولاد تیموریہ میں سے جو شخص تخت فرمانروائی پر قدم رکھے ہم پر اوس کی اطاعت واجب
ہے - اگرچہ اس معنی کا حسن عقل سلیم و رائے صحیح پر پوشیدہ نہین ہے - اسد خان کو بیٹے کا
اس حرکت سے باز رکھنا سب طرح سے مستحسن الوجوہ تھا لیکن مآل کار سے وہ واقف نہ تھا
کہ قضا نے اوسکو غافل کیا - آصف خان نے جہاندار شاہ کو قلعہ مین نظر بند کیا -

ذکر سلطنت محمد فرخ سیر

۲ - رجب ۱۰۹۵ھ کو فرخ سیر پیدا ہوا جب بہادر شاہ نے اپنے بیٹے عظیم الشان کو صوبہ
بنگالہ سے طلب کیا تو عظیم الشان نے اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگالہ مین نائب مقرر کیا اور خود
باپ پاس گیا اور اوسکے ساتھ ہوکر اعظم شاہ سے لڑا اور اوسکو مارا - بہادر شاہ ہندوستان کا
بادشاہ ہوا - جب سنہ جلوس مین بہادر شاہ لاہور مین تھا اور صوبہ بنگالہ مین اعزالدولہ خان خانان
صوبہ دار مقرر ہوا تو فرخ سیر حضور مین طلب ہوا اور وہ ۲۸ سال کی عمر مین صوبہ بہار مین
آیا اور یہان جس سبب سے مقیم ہوا وہ ہم نے اوپر بیان کردیا -

ان ہی ایام مین محمد رضا مخاطب بہ رعایت خان جو بہادر شاہ بادشاہ کے منصوبون
مین تھا اوسنے دکن سے صوبجات مشرقی مین آنکر قلعہ داری رہتاس کا ایک جعلی فرمان بنالیا

رہتاس پر فرخ سیر کی فتح +

اور استقلال کے ساتھ قلعہ مین داخل ہوا - اور بندوبست سے خاطر جمعی کے ساتھ محصول محال وغیرہ
قلعہ مین جمع کیا - اسکی غدر کی حقیقت بہادر شاہ کو معلوم ہوئی اور محمد رضا نے خود بھی
لکھا کہ مین قلعہ پر حضور کے متصدیون کی بے بندوبستی سے متصرف ہوا ہون - دیکھون کہ اس
قلعہ سے مجھے کون باہر نکال سکتا ہی - بہادر شاہ اور عظیم الشان دونون نے فرخ سیر کو لکھا کہ
محمد رضا کی تنبیہ و تادیب کرین اور قلعہ کو اوسکے تصرف سے نکالین - محمد فرخ سیر نے اپنی ہمراہی
صاحبون سے مشورہ کیا - اس قلعہ کا محاصرہ مصالح و تردد طلب تھا اور اوسپر اقدام
اندیشہ ضائع کے لیے متعذر تھا - لاچین بیگ قلماق فرخ سیر کے منصب نوکرون مین تھا
جسکو برطرف کر دیا تھا - وہ جانبازی کرکے رزق کی امید مین آیا - اور ایک مقرب کی معرفت
عرض کیا کہ اگر شاہزادہ محمد فرخ سیر یہ شہرت دے کہ فرمان عفو جرایم اور آفرین باد کا محمد رضا کی
جرأت و جلادت و رشادت پر اور قلعہ کو بدستور کہنے کا مع خلعت و نشان آیا ہے اور وہ
بندہ کے ہمراہ اوسکے پاس بھیجے تو جسوقت مین یہ نشان اوسکو دونگا تو اوس کو مار ڈالونگا
اگر مین جانبر ہون تو اوسکے صلہ سے سرفرازی پاؤن اور اگر میرا سر صدقہ ہو تو میرے فرزند
اوسکے نتائج سے سربلند ہون - یہ مصلحت ارکان دولت نے پسند کی - لاچین بیگ کو خلعت
و نشان دیا گیا کہ محمد رضا پاس لیکے جائے وہ یہ لیکر پہنچا - گفتگو کے بعد محمد رضا نے لاچین بیگ
کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی نشان و خلعت کی تعظیم مین وہ مصروف ہوا - کہ لاچین بیگ
نے کاردازی سے اُسکا کام تمام کیا - لاچین بیگ کو اوسکے نوکرون نے زخمی کیا مگر اوس کی
جان بچگئی - فرخ سیر نے اوسکو بہادر دل خان کا خطاب بادشاہ سے عرض کرکے دلایا
فرخ سیر کا یہ منصوبہ عاقبت بخیر باپ دادا کے نزدیک مستحسن ہوا - ان ہی ایام مین بہادر شاہ بادشاہ
کے مرنے کی خبر آئی - محمد فرخ سیر نے اس خبر کو سنکر بدون اس تحقیق کے کہ بھائیون کے درمیان
کیا انفصال مقدمہ ہو عظیم الشان کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اوسکے نام کا سکہ جاری کیا
اور اپنے ہمراہیون سے صلاح کی کہ مین عظیم الشان پاس جاؤن یا نہ جاؤن - بعض دنیا طلب
درویش اور محمد رفیع منجم مانع آئے - اونھون نے کہا کہ حضور کا اس مکان سے حرکت کرنا

عیب تک صاحب سکہ و خطبہ ہونا صلاح دولت نہین ہے۔ ان ہی دنون مین حسین علی خان
بارہ پٹنہ مین عظیم الشان کا نائب تھا اور سرکشون کی سزا کے لئے پرگنات مین گیا ہوا تھا
جب اوسنے یہ خبر سنی کہ اور بھائیون سے مغلوب ہونے کی خبر آنے بغیر فرخ سیر نے عظیم الشان کا
سکہ و خطبہ جاری کیا تو اوسکو فرخ سیر کی طرف سے ملال ہوا اور ایسے ہی فرخ سیر کے دل مین
سادات بارہ کی ذاتی شجاعت کا اور صوبہ مین حسین علی خان کے تسلط کا وسوسہ عظیم پیدا ہوا۔
نامہ و پیغام مودت التیام بھیجکر سید کو مستمال کیا اور اپنے پاس بلایا اور والدہ فرخ سیر حسین علی
سے ملتجی ہوئی اور فرخ سیر کی زبانی قول اور عہد اور ایفا اور اختیار اور مدار سلطنت کو بیان
کر کے ایسا اوسکو مطمئن کیا کہ طرفین کے وسواس و ہراس اخوت سے مبدل ہو گئے۔ اس عرصہ
مین عظیم الشان کے کشتہ ہونے کی خبر آئی تو محمد فرخ سیر نے اس خبر کو سنکر اوائل ربیع الاول
١١٢٣ھ مین اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ اور [illegible] حسین علی خان اور فرخ سیر کے استقلال
کے باب مین عہد و پیمان استوار ہوتے گئے۔ الہ آباد کا صوبہ دار سید عبد اللہ خان عرف
حسن علیخان تھا اور تبدیل سلطنت سے اوسکو بنگالہ کا خزانہ ہاتھ لگا تھا اور صاحب ہمت و شجاع
مشہور تھا۔ فرخ سیر کے دل مین اوسکی طرف سے کھٹکا تھا کہ وہ جہاندار شاہ کی طرفداری کریگا
اور میری اطاعت نہین کریگا۔ اوسکو فرمان تسلی بھیجا۔ اس مین ان اقراروں کا بیان کیا جو اوسکے
بھائی سے ہوئے تھے اور خزانہ کے تصرف کی اجازت دی اور سپاہ کی نگاہداشت کی
ترغیب دی اور حسین علی خان نے بھی اس بارہ مین اپنے بھائی سید عبد اللہ خان کو لکھا اور
غبار دوئی کو اوس کے آئینہ خاطر سے دور کیا۔ غرض دونو بھائیون نے دل و جان سے مدد اور
رفاقت کا پیمان کیا۔ اور ازسرنو عہد و قرار ہوئے اور اس مہم عظیم کے سرانجام مین دل سے
اتفاق کیا۔ آرے باتفاق جہان میتوان گرفت۔ اب فرخ سیر پٹنہ سے دار الخلافہ کی طرف
چلا۔ جب جہاندار شاہ کو فرخ سیر کی اس حرکت کی خبر ہوئی تو وہ لاہور سے اوائل ربیع الثانی
مین دار الخلافہ مین آیا۔ سید عبد اللہ کو الہ آباد سے بدل کر سید عبد الغفار کو بھیجا۔ جنگی لڑائی کا
حال پہلے بیان ہو چکا ہے +

پٹنہ سے دار الخلافہ کی طرف فرخ سیر دو سپہ سالارون اور صف شکن خان و خواجہ عاصم
اور رفیقون کے ساتھ چلا اوسکی کل سپاہ پچیس ہزار سوار تھے اور خرچ کی بہت تنگی تھی
عظیم الشان کی جاگیر کے بنگالہ کے صوبون سے اٹھائیس لاکھ روپیہ عبد اللہ خان کے اور چھبیس
لاکھ روپیہ فرخ سیر کے ہاتھ آئے تھے۔ اور دو تین لاکھ روپیہ کی جنس تجار پٹنہ سے قرض
لی تھی۔ جہاندار شاہ نے یہ سنکر کہ فرخ سیر پٹنہ سے چلا ہے اپنے بڑے بیٹے اعزالدین کو پچاس ہزار
سوارون کے ساتھ فرخ سیر سے لڑنے کے لئے مقرر کیا۔ خواجہ احسن خان مخاطب خاندوران خان
کو شاہزادہ اور تمام فوج کا اختیار دیا اور توپخانہ سنگین ہمراہ کیا قلیچ خان بہادر پسر غازی الدین خان بہادر
فیروز جنگ نے بہادر شاہ کے عہد مین استعفا دیکر گوشہ نشینی اختیار کی تھی اوسکو شاہزادہ کی مدد
کے لئے مقرر کیا۔ اور وہ پیچھے روانہ ہوا۔ جب وہ آگرہ مین آیا تو اوسے معلوم ہوا کہ شاہزادہ جمنا پار چلا
گیا ہے اور سردارون کی آپس کی نا اتفاقی کے سبب سے شاہزادہ کے لشکر مین جوتیون مین
دال بٹ رہی ہے تو اوسنے آگرہ مین توقف کیا۔ شاہزادہ اعزالدین قصبہ کھجوہ مین آیا اور
اوسنے سنا کہ محمد فرخ سیر تیرہ چودہ کروہ پر ہے تو اوسکے دل مین شمشیر سادات کا خوف پیدا
ہوا اور اواخر شوال مین اوسنے منزل کھجوہ مین اقامت کی اور اپنے خیمہ اور لشکر کے خیمون
کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور مورچال باندھے۔ یون دشمن کو اپنے اوپر دلیر کیا۔ جب
ایک یا دو کوس کے فاصلہ پر سید عبد اللہ خان و حسین علی خان کے پیش خانہ کے جھنڈے
نصب ہوئے۔ فوجون مین کچھ مقابلہ نہ ہوا مگر اعزالدین کی فوج پر سید عبد اللہ خان نے
اطراف کے دہات کی دیوارون پر مورچال باندھ کے تیسرے پہر سے رات کے تیسرے پہر تک توپین
ماریں۔ شہزادہ اعزالدین لال کنور کی ناموافقت کے سبب باپ کی نظر سے گرا ہوا تھا اور اس مہم مین
خاندوران خان کے تسلط کے سبب بالکل بے اختیار رہتا۔ ان وجوہ سے زیادہ بیدل اور دل باختہ
ہوا۔ خاندوران خان کی پیشانی سے نامردی ٹپکتی تھی۔ ان دونون مین مشورہ ہوا اور دونون
ایسے ڈرے کہ اپنی مقدور کے موافق جواہر و خزانہ اشرفی اٹھایا اور باقی تمام خزانہ و خیمہ و توشک خانہ
و کارخانجات وہین چھوڑ کر تین پہر رات گئے بھاگ گئے۔ اکثر عمدہ سردار اپنی مایحتاج ضروری بھی

نہ اٹھا سکے اور گھوڑون پر زین نہ لگا سکے اور فرار مین ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگے گرتے پڑتے
جان سلامت لیگئے جب ہرکاروں نے فرخ سیر کے لشکر کو دشمن کی ہزیمت کی خبر سنائی تو بے شمار پیادے
اور سوار لوٹ پر ایسے جھکٹ پڑے جیسے کہ بھوکا باز اپنے شکار پر گرتا ہے - ہاتھی گھوڑے وخزانہ وخیمہ
اور کل کارخانجات لوٹ لئے جنکو ایک روز کی روٹی میسر نہ تھی اور رات کو فاقہ سے سوتے تھے
اونھون نے ذخیرے جمع کر لئے غرض فرخ سیر کے لشکر کی عسرت عشرت سے بدل گئی - اعز الدین تباہ
حال اکبر آباد مین آیا قلیچ خان نے اوسکو مصلحت بتلائی کہ اکبر آباد مین جہاندار شاہ کے حکم آنے
تک منتظر رہو جہاندار شاہ ۱۷ جمادی الاولی کو دار الخلافہ شاہجہان آباد مین آیا - اعز الدین کی
فتح پر آنکھین لگائے بیٹھا تھا کہ اوسکے پاس بیٹے کے فرار ہونے کی خبر آئی تو وہ وسط ذی قعدہ ۱۱۲۴ھ
دار الخلافہ سے باہر آیا - ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کو ہراول بنایا اور کوکلتاش خان بہادر
واعظم خان وجانی خان وسپہدار خان اور اور امیران توران کے ہمراہ اور توپخانہ کو لیکر نکلا اور
ستر اسّی ہزار سوار وپیادے جمع کئے - فرخ سیر کے مقابلہ کے لئے سموگڈھ مین اکبر آباد کے متصل آیا -
فرخ سیر بھی سید عبد اللہ خان وسید حسین علی خان کی بہ امیر دہی اکبر آباد کے قریب آیا - اوسکے لشکر مین
خرچ کی بڑی تنگی تھی جہاندار شاہ کی سپاہ کی افزونی وتوپخانہ اور اسباب جنگ عقلا کے نزدیک اسپر
دلالت کرتا تھا کہ کبھی وہ مغلوب نہین ہوگا لیکن اسکے بعضے اطوار نا ہموار اور ظلم اصل بدنام آدمیونکو
ہمراہ لانا ایسا تھا کہ جس سے امراء قدیم وجدید اور تمام سرداران سپاہ آزردہ خاطر تھے اور زبان پر گلے
اور کلمات یاس لاتے تھے اور بعضے لوگ انکے نامداران با نام ونشان اس تدبیر جہاندار شاہ سے آزردہ
خاطر تھے کہ اونھون نے فرخ سیر سے عہد موافقت کر لیا تھا - ذوالفقار خان اور کوکلتاش خان مع برادر
جہاندار شاہ کے جان نثار عقیدت نشان بندے تھے مگر حسد ونفاق اس قدر آپس مین رکھتے تھے کہ ایک
دوسرے کے خون کے پیاسے تھے - اکثر عمدہ کامونکو آپس کی ضد سے ابتر وضائع کرتے تھے - اور ایک دوسرے
کے استعمال مین منصوبے باندھتے تھے خصوصاً کوکلتاش خان حسد ذاتی کے سبب سے ہر وقت رائے
سلیم کے خلاف کام کرتا تھا - ایک کہتا تھا کہ فرخ سیر کو جمنا پار کسی طرح نہین آنے دینا چاہیے
اور خود جمنا پار جاکر مقابلہ کرنا چاہئے - دوسرا کہتا تھا کہ فرخ سیر کو جمنا پار اترنے دین - اگر ہم جمنا پار جاکر

اوس کو شکست دینگے تو وہ ازسرنو ملک مین فساد مچائیگا اور مہم کو طول ہوگا اور عدم پایاب و بسیاری
آب کے سبب سے بھی یہ خیال تھا کہ فرخ سیر دریا سے جلد نہین اوتر سکتا - فرخ سیر کے لشکر مین خرچ
کی بڑی تنگی تھی وہ دو دو روز کا سفر ایک روز مین طے کرتا ہوا آتا تھا - وہ جمنا کے اس طرف کچھ آدمیون کے
ساتھ آیا اور بہت سا لشکر اوسکے پیچھے تھا اوسکو شب خون کے مارنے کا ایسا خوف تھا کہ اکثر سپاہی
گھوڑون کی لگامین پکڑے سرما سے لرزان اور دشمن سے ہراسان پوس کے مہینے کی اندھیری
رات مین چار پہر کھڑے رہے - آخر شب یازدہم ذی الحجہ مین سید عبد اللہ خان ہراول نے
ایک پایاب تحقیق کیا جسمین پانی آدمی کی چھاتی تک تھا - وہ پانی کے اوپر سے جہاندار شاہ کے لشکر
کے سامنے سے معبر ونہالی سے اترا جو شاہجہان آباد کی طرف اکبر آباد سے چار کوس پر ہے
دشمن کی فوج کے عقب مین نمودار ہوا چار دن مین ساری فوج اوتر آئی - جہاندار شاہ کے سپہ سالار
اسوقت خبردار ہوئے کہ جب فرخ سیر کے لشکر کا سیلاب اونکے لشکر کے عقب مین آگیا - تو وہ
سراسیمہ ہوئے فوج سنبھالی اول سجال کی پھر ازسرنو فوج کی ترتیب دشمن سے لڑنے کے لئے
کرنی پڑی اور توپخانے کے لیجانے مین اہتمام کرنا پڑا - ایک پہر دن باقی تھا کہ سید عبد اللہ خان
ہراول نے لڑائی شروع کی - ایک عجیب و غریب دار و گیر ہوئی جہانتک نظر کام کرتی تھی تلوارین
چمکتی نظر آتی تھین - ان حملون مین صف شکن خان کہ قبل ازین حسین علی خان کا ردیف تھا اور
فتح علی خان داروغہ توپخانہ محمد فرخ سیر و زین الدین خان پسر بہادر خان روہیلہ اور میر اشرف
میر ادہم میر مشرف کشتہ ہوئے چھبیلہ رام ناگر و خان زمان کنارہ کشی کرکے قابو کے وقت کے منتظر رہے
جہاندار شاہ کی طرف سے جانی خان جہان شاہی و ممتاز خان مارے گئے - حسین علی خان نے
عرصۂ کارزار مین اپنی فوج پر دشمن کا غلبہ دیکھا ہندوستان کے بہادران تہور پیشہ کی طرح
ہاتھی سے اوترا اور پیادہ کی ایک جماعت کو ساتھ لیکر ایستادہ کام کیا اور تیر و گولیون سے
زخمی ہو کر بیخبر معرکہ مین پڑا - سید عبد اللہ خان کی فوج بھی تیرباران کے صدمات سے متفرق
ہوگئی تھی اور اوسکے نشانون کے فیل بھی اکثر جماعہ دارون کے ساتھ سے جدا ہوگئے تھے
اوسکے ساتھ سو دو سو سوارون سے زیادہ نہ تھے کہ سید عبد الغفار سید عبد اللہ خان کے ہاتھی کے روبرو آیا

اور کہا کہ مین سید عبد الغفار ہون۔ ایک تیر سید عبد اللہ خان کی طرف چلایا اوسنے اوسکے تیر کو
رد کرکے اپنے تیر سے سید عبد الغفار خان کو زخمی کرکے بھگا دیا۔ سید عبد اللہ خان کو معلوم نہ
ہوتا تھا کہ مین کہان جاتا ہون اور انجام کیا ہوگا کہ کچھ آدمی ایسے آن ملے جنسے اوس کو
تقویت ہوئی۔ اسنے یہ چاہا کہ جہاندار شاہ کی فوج کے عقب سے خصم کی بہیر پر جائے لیکن اطراف
کی فوج کے صدمات سے اوسکو معلوم نہ تھا کہ کہان مین نکل سکون گا اسلئے وہ ایک پشتہ پہ
چڑھا جو تیر پرس فاصلہ پر جہاندار شاہ کے قول اور فیل پہ مشرف تھا جہاندار شاہ کے
لشکر مین فتح کے شادیانے بج رہے تھے لیکن اسکو یہ خبر تھی کہ عقب فوج مین خصم کیا کر رہا ہے
سید عبد اللہ خان نے تھوڑے سے آدمیون کے تیر مارنے شروع کئے سادات بارہ کمان [illegible]
آئے۔ اور زنانہ کے سواری کے ہاتھیون مین ایک آشوب غریب پیدا کیا۔ ابھی جہاندار شاہ
دفع خصم مین نہین مشغول ہوا تھا۔ کہ لال کنور اور نغمہ سرایون اور خواجہ سرایون کی سواریون کے
ہاتھی تیر باران کے صدمہ سے جوش و خروش مین آئے اور اپنی جگہ کو خالی کیا جنسے جہاندار شاہ
کے ہمراہی اکثر ڈر گئے جہاندار شاہ دشمن کی طرف متوجہ ہونا چاہتا تھا کہ اسکا ہاتھی بھی
اور ہاتھیون کی طرح شوخی کرنے لگا اور فیلبان کے اختیار مین نہین رہا۔ اس حالت مین
سید عبد اللہ خان کی افواج متفرقہ بھی جمع ہوگئی۔ سادات بارہ نے قدم جرأت آگے
رکھا جہاندار شاہ کے لشکر مین ایسا خلل ڈالا کہ وہ بھاگ گیا۔ جہاندار شاہ کی مدد کو کلتاش خان
جاتا تھا کہ علی اصغر خان اور چھبیلہ رام ناگر نے اسے گھیر لیا اور زخمی کیا۔ رضا قلی خان داروغہ
توپخانہ بھی کام آیا اور اعظم خان برادر کوکلتاش بھی زخمی ہوا۔ جہاندار شاہ کا حال ایسا تنگ ہوا
کہ لعل کنور کی سواری کے ہاتھی مین جا بیٹھا اور شام کے وقت آگرہ چلا گیا پہر رات گئے ذوالفقار خان
دشمن سے لڑتا رہا اور جہاندار شاہ اور اعز الدین کی خبر کی جستجو کرتا رہا۔ لوگون کو روپیہ دیکر
اطراف مین دوڑایا کہ اگر سیر جہاندار شاہ کو پاوین لیکر یہان لاوین تو اوسکی تقویت سے
حریف کو آگے سے ہٹا دے مگر ان گمگشتون کا پتا نہ لگا تو ذوالفقار خان بھی مایوس ہوکر
شاہجہان آباد کی طرف چلا۔ فرخ سیر کے لشکر مین شادیانہ فتح بلند آوازہ ہوا سید عبد اللہ خان نے

لاشون مین اپنے بھائی حسین علی خان کی جستجو کے لئے آدمی بھیجے۔ وہ بے خبر اور بیجان کی دست اندازی سے ننگا پڑا ہوا تھا جب اوسکے کان مین فرخ سیر کی فتح کا مژدہ پہنچا تو اوسکے قالب مین جان آئی اوسکو اوٹھا کر عبداللہ خان پاس لائے۔ جہاندار شاہ رات کو اکبر آباد مین رہا اور بقول مشہور ڈاڑھی کو صفاچٹ کرا کے تغیر وضع و ہیئت کر کے آخر شب مین لعل کنور کے ساتھ شاہجہان آباد کو روانہ ہوا۔ ذوالفقار خان اور جہاندار شاہ ایک پہر کے فرق سے شاہجہان آباد مین پہنچے آصف الدولہ پاس جہاندار شاہ گیا اور مصلحت کار پوچھی۔ ذوالفقار خان نے بھی اس بات مین باپ سے التماس کیا کہ جہاندار شاہ کو کابل یا دکن لے جائیے اور پھر لشکر جمع کر کے تلافی کیجئے آصف الدولہ جہاندیدہ اور آزمودہ کار تھا جب اوسنے دیکھا کہ کام ہاتھ تلے سے نکل گیا معز الدین فرمانروائی کے قابل نہین رہا۔ زینہار نہین چاہئے کی گردآوری کی جائے صلاح کار اسین جانی کہ معز الدین کو قلعہ مین بھیجکر نظربند کیا اور ذوالفقار کے ارادہ جہان آشوب کا مانع ہوا اور کہا کہ اولاد تیمور مین سے جو کوئی فرمان فرما ہو ہم کو اوسکی اطاعت لازم ہے جہاندار شاہ کو دوسری سمت مین لے جائیے اور تازہ فتنہ و فساد کے باعث ہوتے ہین خدا علیم ہے کہ مآل کار کیا ہو۔ آصف خان کی یہ نصائح بموقع و بجا تھین لیکن وہ نہین جانتا تھا کہ یضحک القدر علے التدبیر اس تدبیر مین بیٹے کی جان جائیگی اور دولت موروثی خاک مین ملیگی جسکا آگے بیان ہوگا۔ جہاندار شاہ کی سلطنت دس مہینے رہی +

سوانح سال اول فرخ سیر

فتح کے بعد سید عبداللہ خان کی وساطت سے اول قلیچ خان بہادر اور سرداران تورانی آداب تہنیت بجا لائے اور مورد عنایات و آفرین ہوئے۔ بادشاہ نے سید عبداللہ خان کو مع لطف اللہ خان صادق اور امرا کے دار الخلافہ کے بندوبست کے لئے روانہ کیا۔ بادشاہ ایک ہفتہ کے بعد شاہجہان آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ ۱۴ محرم ۱۱۲۴ھ کو بارہ پلہ پر جو دار الخلافہ کے متصل ہے اوترا۔ سید عبداللہ خان کو قطب الملک یار وفادار ظفر جنگ کا خطاب اور ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کا منصب عطا کیا اور وزارت تسلیم کی۔ سید حسین علی خان کو

امیرالامرا بہادر فیروز جنگ کا اور ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب مرحمت کیا اور میر بخشی کی خدمت پر مقرر کیا محمد امین خان کو اعتماد الدولہ کا خطاب دیا ہزاری ہزار سوار کا منصب پر اضافہ کیا اور بخشی دوم مقرر کیا قلیچ خان کو جو پنج ہزاری تھا ہفت ہزاری ہفت ہزار کا منصب اور نظام الملک بہادر فتح جنگ کا خطاب عنایت فرمایا اور دکن کا صوبہ دار کیا۔ جہانگیر نگر کے قاضی عبداللہ تورانی کو فرخ سیر نے اپنی روانگی سے پہلے بیشتر بعض مقدمات کی صلاح کے لئے مخفیہ شاہجہان آباد بھیجا تھا اوسکو خانخانان میر جملہ کا خطاب اور ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا خطاب دیا۔ گرچہ بحسب ظاہر دیوان خاص کی اور ڈاک کی داروغگی کی خدمت اوس کو سپرد تھی لیکن وہ ہمدم و محرم راز تھا دستخط خاص کا اختیار اوس کو دیا۔ وہ بالکل بادشاہ پر حاوی ہوا اور کل خلقت کا مرجع بنا +

بادشاہ و وزیر میں ناموافقت + قطب الملک سید عبداللہ خان حکم کے بموجب شاہجہان آباد میں بندوبست ملکی کے لئے آیا اور سلطنت کے نظم و نسق اور مہمات ملکی اور وزارت کے کاموں میں مشغول ہوا تو اول بادشاہ اور وزیر کے درمیان نزاع اسپر ہوا کہ جب فرخ سیر سے قطب الملک جدا ہوا تو بادشاہ نے دیوانی خالصہ پر چھبیلہ رام ناگر کو مقرر کیا اور افضل خان کو جو بادشاہ کا اوستاد تھا صدر الصدور مقرر کیا تھا اور قطب الملک نے دارالخلافہ میں پہونچکر دیوان خالصہ لطف اللہ خان صادق کو اور صدارت کل پر سید امجد خان کو مقرر کیا۔ بہادر شاہ کے عہد میں بھی یہ سید اس خدمت پر مقرر تھا۔ جب بادشاہ دارالخلافہ میں آیا تو وہ سلطنت کے کاموں پر متوجہ ہوا صدارت اور دیوانوں کے مقرر کرنے کے باب میں بادشاہ اور وزیر کے درمیان مضائقہ ہوا۔ قطب الملک نے کہا کہ اگر میرے مقرر کئے ہوئے آدمی برقرار نہ رہینگے تو میری وزارت کا اعتبار نہیں رہیگا میر جملہ و بعض اور جاہ بیٹھ متوسلوں نے اس بارہ میں بادشاہ کے خاطر نشان کیا کہ بادشاہ اگرچہ نوکرون کو اختیار دیتے ہیں مگر اونکو چاہئے کہ وہ اپنی حد کو نگاہ رکھیں نوکری کیا مجال ہے کہ بادشاہ کے حکم بدون عمدہ خدمات صدارت و نیابت و وزارت پہ کسی کو تعین کرے +

خواجہ گر لطف بے عدد راند　　بندہ باید کہ حد خود داند

اگرچہ محمد فرخ سیر وسیع الاخلاق اور قدردان تھا ہر ایک کی خدمت اور تردد کے مقابل
مین چاہتا تھا کہ بقدر امکان منصب و عمدہ خدمات عنایت کرکے ہم چشمون مین ممتاز کرے مگر
اختیار نہین رکھتا تھا اور ناآزمودہ کار جوان تھا امور سلطنت سے بیخبر خردسالی سے صوبہ بنگالہ مین
باپ دادا سے دور نشو ونما پایا استقامت مزاج و رائے صائب نہین رکھتا تھا اورون کی رائے
پر چلتا تھا قسمت سے تاج و سلطنت مل گیا تھا۔ خاندان تیموریہ کا جوہر شجاعت تھا وہ اوسکے خلاف
جبن ذاتی رکھتا تھا صاحب غرض کے سخن کی تہ پر نہ پہنچتا۔ ابتدا سے اپنی سلطنت کا مادہ فساد
خود ہی جاجسکا بیان مفصل آگے آتا ہے آغاز جلوس مین بڑی غلطی اصول بنائے جہانبانی مین
اوسنے یہ کی کہ منصب وزارت سید بارہ عبداللہ خان کو دیا منصب وزارت ایک ایسا امر خطیر ہے کہ
پہلے ہمیشہ بادشاہون نے مدتون کے امتحان کے بعد اون باوقار اور صاحب حوصلہ دانشمندون کو
دیا ہے جو مدبری کی صفت و تجربہ کاری اور طبع حلیم اور رائے سلیم رکھتے تھے سادات بارہ کی
شجاعت و بہادری ضرب المثل تھی وہ اکبر شاہ کے عہد سے پایہ امارت پر پہنچے تھے مگر شاہجہان
نے اپنی اس سال کی سلطنت مین اورنگ زیب نے اپنی اکیاون سال کی بادشاہت مین
کسی بارہ کے سید کو وزارت کا منصب نہ دیا اور اونکو اس منصب کے دینے کے سبب جو خرابیان
سلطنت مین واقع ہوئین وہ آگے بیان ہوتی ہین کہ سید اس امر خطیر کے بار سنگین کو اوٹھاکر
خود مطعون عالم ہوئے اور اہل عالم مین اور بادشاہان ہفت اقلیم مین اونکی آقاکشی کی
بدنامی ہوئی اور تمام سواد اعظم ہندوستان مین فساد و آشوب پھیلا اور آخرکار خود دولت
بارہ کے استیصال کے سبب ہوئے جسکا بیان اب آگے آتا ہے۔ عاقلون نے سچ کہا ہے
کہ ہر یکے را عقل بکمال و فرزند بجمال نماید لیکن ایسا نہین ہے کہ ہر یکے را بہر کارے آفریدہ اند
صدارت و دیوانی خالصہ کا اس طرح فیصلہ ہوا کہ صدارت تو موافق بادشاہ کے حکم کے افضل خان
کو اور دیوانی خالصہ لطف اللہ خان صادق کو ملی اور چھبیلہ رام ناگر کو اکبرآباد کی صوبہ داری
ملی آپس مین عداوت کا تخم دلون مین بویا گیا +
میر جملہ نے بادشاہ کے مزاج مین دخل پیدا کیا۔ اگرچہ وہ آشناؤن اور محتاجون کے ساتھ

فیض رسانی کرتا تہا اور خلق اللہ کے اجراء کار اور دیانت مین ممتاز تہا اور ایک عالم اُس سے کامیاب ہوتا تہا لیکن وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ فرمان فرمائی ہند کا اختیار سادات بارہ کے ہاتھ مین رہے ۔ دونو بھائیون کے ہاتھ مین اقتدار سلطنت دیکھ کر حسد کے مارے جلا جاتا تھا اظہار خیر خواہی و ہمدمی کے وسیلہ سے مقربان تازہ پیدا ہوئے اونہون نے بادشاہ اور سادات بارہ کے درمیان اور آتش فساد کو بھڑکایا +

آصف الدولہ اور ذوالفقار خان نے بارہ پلہ پر خیمہ لگایا۔ اور بادشاہ کی ملازمت کا ارادہ کیا امیر الامرا حسین علی خان کو بادشاہ اور میر جملہ کے مشورہ پر اطلاع تھی اوسنے آصف الدولہ پاس پیغام بھیجا کہ اگر میری وساطت سے بادشاہ پاس جاؤگے تو کوئی تمہاری سر کا ایک بال بیکانہ کرسکے گا جب اورصاحب مدار اس بات پر مطلع ہوئے تو اسکو صلاح وصوابدید دولت کے خلاف جانکر تقرب خان کو جو ایرانی ہونیکی وجہ سے ذوالفقار کا ہم جنس تھا اس پاس بھیجا کہ اوسکی تسلی کرے کلام اللہ کی قسم کھا کر خاطر نشان کرے کہ امیر الامرا کی معرفت بادشاہ کی ملازمت کرنے مین سوائے ندامت و خسارت جانی و مالی کے کوئی اور فائدہ نہ ہوگا۔ حاصل یہ کہ میر جملہ آصف الدولہ اور ذوالفقار خان کے ہاتھ باندہ کے بادشاہ پاس لایا آصف الدولہ نے تقصیرات کے عذر مین اور عفو جرائم کے لئے دو تین کلمے التماس کئے۔ بادشاہ نے مہربانی کرکے اونکے ہاتھ کھلوائے خلعت مع جواہر عنایت کئے اور آصف الدولہ کو حکم دیا کہ آپ اپنے خیمہ مین تشریف لیجائین اور ذوالفقار خان خیمہ مین باہر بیٹھے اسسے ایک مصلحت ضروری کا پوچھنا ہے۔ آصف الدولہ نے جان لیا کہ بیٹے کی موت آگئی روتا پیٹتا اپنے خیمہ مین آیا اور ذوالفقار خیمہ ماموریمن جا کر بیٹھا اوسکو امرا اور جیلیون نے گھیر لیا عظیم الشان اور محمد کریم کے خون کے دعوی کی بابت کچھ باتین کہین ذوالفقار خان نے ۔ ہر کہ دست از جان بشوید ۔ ہر چہ در دل آید بگوید پر عمل کیا ۔ لاچین بیگ نے تسمہ اوسکی گردن مین ڈالا اور اور جیلیون نے مار کر اوسکا دم نکالا باپ نے بیٹے کے قتل کی یہ تاریخ کہی

بیت

ہاتف شام غریبان باد و چشم خون فشان ۔ گفت ابراہیم اسمٰعیل را قربان نمود

ایک امیر زادہ +

اسد خان کا نام ابراہیم اور ذوالفقار خان کا نام اسمعیل تھا - اسی روز قلعہ مین جا کر جہاندار شاہ کو جو ترپولیہ مین تنگ و تار جگہ مین مقید تھا مار ڈالا - محمد فرخ سیر ۱۷ محرم کو شہر و قلعہ مین داخل ہوا - ہاتھی پر جہاندار شاہ کے سر کو نیزہ پر لگایا - اور لاش کو حوضہ مین ڈالا - ہاتھی کی دم مین ذوالفقار خان کو الٹا لٹکایا اور شہر مین مشتہر کر کے لاش کو قلعہ کے دروازہ کے آگے ڈالا ۔

اے برادر مادر دہر از خورد خونت مریز + چون ترا خون برادر ہمچو شیر مادر است

آصف الدولہ کو پالکی مین ڈال کر مع زنانہ سواریون کے حویلی خان جہان مین بطریق محبوس کے رکھا کچھ اسباب سوا بدن کے کپڑون کے ان قیدیون پاس نہ تھا - ان باپ بیٹون کے گھر کلتاش خان و راجہ سبھا چند کے اموال و اسباب کو ضبط کیا - سبھا چند نے زبان درازی کی تو اوسکی زبان کاٹی گئی -

لاچین بیگ مخاطب بہادر دل خان کا نام تسمہ کش مشہور ہو گیا نہ تقصیر ہوتی نہ اسکا ثبوت کچھ ہوتا مگر تسمہ گلے کا ہار بنتا - اسلئے امراء عالمگیری اور بہادر شاہی کے دلون مین تسمہ کا خوف ایسا پیدا ہوا - کہ جب گھر سے بادشاہ کے مجرے کو آتے تو اپنے گھر والون سے کہا سنا معاف کرا کے آتے تسمہ کشی بھی ایک پیشہ رزق کا وسیلہ ہو گیا +

ہدایت کیش خان کو اس جرم مین مارا کہ وہ محمد کریم برادر فرخ سیر کا ہاتھی جہاندار شاہ کے پاس لایا تھا اور ہدایت اللہ خان کے قتل کے لئے بیگم کا رقعہ جعلی بنایا گیا +

شاہ قدرت اللہ درویش کو محض اس شہرت سے کہ کبھی کبھی جہاندار شاہ اوسکو شریک مصلحت کرتا تھا فنا کیا - حکیم سلیم کو جو عظیم الشان کے مقرب نوکرون میں تھا اور یہ مشہور تھا کہ اسی کی صلاح سے شاہزادہ مارا گیا اسکو میر جملہ نے اعزاز کے ساتھ اپنے گھر مہمان بلایا + اور اوسکو پھانسی دیدی - اکثر آدمیون کے مارنے کی بدنامی میر جملہ کی نسبت مشہور ہوئی +

حکم ہوا کہ جہاندار شاہ کے ایام سلطنت کو عہد مخالف لکھ کر ابتداء سال جلوس محمد فرخ سیر غرہ ربیع الاول ۱۱۲۳ھ سے شمار کی جائے +

جب نظام الملک بہادر فتح جنگ دکن مین آیا اسکی شمشیر موشگافی کے صدمہ سے اور اسکی

راے صائب سے بغیر اسکے کہ دکن کے مرہٹون سے لڑائی ہو۔ ایام سابق کی نسبت ملک و قافلون کی تاخت وتاراج مین تخفیف ہوگئی مگر نصرت جنگ داؤد خان کے دستور عمل کے موافق جہان مرہٹون کا ہاتہہ پہنچتا تہا دار و مدار کرکے چوتھہ لیتے تھے فتح جنگ کی صوبہ داری کا باقی حال آگے بیان ہوگا +

ذکر سوانح سال دوم جلوس بادشاہ فرخ سیر ۱۱۲۴ ۲/۲

مہاراجہ اجیت سنگہ نے عالمگیر کے عہد مین تمرد کیا تھا اور جودہ پور مین مساجد کی تخریب کرکے بتخانے بنائے تھے بہادر شاہ کو اعظم شاہ و کام بخش و بابا بندہ سکہہ کی مہمات سے فرصت نصیب نہوئی اسلئے یہ مہم تعویق مین پڑی رہی جب فرخ سیر بادشاہ ہوا تو مہاراجہ نے کوئی حسن خدمات کرکے رفع ندامت نہین کی اسلئے امیر الامرا حسین علی خان چیندا مراکے ساتھ اسکی تادیب کیلئے روانہ ہوا۔ مہاراجہ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو وہ افواج بادشاہی کے صدمہ سے خائف ہوا اور امیر الامرا کی خدمت مین وکلائے معتبر کو مع تحفون کے بھیجا اور عفو جرائم کی التماس کی اس ضمن مین فرخ سیر اور قطب الملک کے درمیان برہم کارونکی سعایت سے ایسا عناد و فساد بڑہ گیا کہ فرخ سیر نے عبد اللہ خان کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا تو عبد اللہ خان نے امیر الامرا کے بلانے کے لئے نوشتجات روانہ کئے۔ امیر الامرا نے قطب الملک کے ایما سے اجیت سنگہ سے ان شرائط پر صلح کرلی کہ مہاراجہ اپنی بیٹی کی شادی فرخ سیر سے کردے اور پیشکش دینا قبول کرے اور بیٹے کو ملازمت کے لئے بھیجے۔ امیر الامرا شائستہ خان کو مہاراجہ کی لڑکی لانے کے لئے چھوڑکر بادشاہ پاس آیا +

سید عبد اللہ اور امیر الامرا یہ چاہتے تھے کہ کوئی کام منصب و اضافہ و خدمت ہم دو بھائیون کی تجویز و صلاح کے بغیر صورت پذیر نہو اور بادشاہ نے میر جملہ کو اپنی طرف سے دستخط کرنے کا حکم دیدیا تھا اور مکرر فرمایا تہا کہ میر جملہ کی زبان میری زبان ہے اور میر جملہ کے دستخط میرے دستخط ہین۔ قطب الملک نے رتن چند بقال کو اپنا دیوان بنایا اور راجہ کا خطاب و دو ہزاری منصب دیا تمام امور سلطنت اور وزارت مین اختیار دیا وہ جب تک اپنے لئے اور سید عبد اللہ خان

یعنی حسین علی خان کا مہاراجہ اجیت سنگہ [illegible] اور [illegible] اطلاع [illegible] کرنا +

فرخ سیر اور سادات [illegible]

کے لئے عمدہ کارسازی نہ کرلیتا کسی کام پر متوجہ ہوتا اور میر جملہ پاس جو صاحب مطلب رجوع کرتا تو عطاے و اضافہ وتفویض خدمت سے بے غرضانہ بہ نیابت بادشاہی دستخط کرکے اسکو کامیاب کرتا ۔ یہ بات وزارت کے دستور کے خلاف تہی ۔ ون کی بے استقلالی کا باعث ہوئی جس سے دونو بھائی رنجیدہ خاطر ہوتے بعض اوقات میر جملہ سادات بارہ کے گلہ شکوہ کو اظہار خیر خواہی کا سرمایہ بناتا اور انواع دلائل سے بادشاہ کے خاطرنشان کرتا کہ اسقدر عمدہ خدمات اور اختیار ملکی جو حصلہ سادات بارہ سے باہر ہے اور اونکے اطوار نا ہموار سے نمک حرامی کے آثار ظاہر ہوتے ہین اور خلوت مین گاہ و بیگاہ ایسے کلمات بادشاہ کے دل نشین کرتا کہ دونو بھائیون کی طرف سے بادشاہ کے دل مین وسوسے پیدا ہوتے اور امیر الامرا اور سید عبد اللہ خان کے دستگیر کرنے کی فکر تدابیر و مصلحت کرتا محسن خان کے باغ مین سیر وشکار کے قصد سے بادشاہ گیا ۔ یہان ہرچند مختلف تمہیدات اس ارادہ کی کہین مگر کوئی پیش رفت نہ ہوئی مشہور یہ تہا کہ بادشاہ کی والدہ نے اس قول پر نظر کرکے کہ دونو بھائیون سے کیا تہا سید عبد اللہ خان کو اس راز کا اشارہ کردیا تہا +

اعز الدین پسر جہاندار شاہ جو معرکہ جنگ سے باپ کے بھاگنے کے بعد اکبرآباد مین پنہان ہوا تہا اور گرفتار ہو کر آیا تہا اور محمد ہمایون بخت فرخ سیر کا چھوٹا بھائی دس گیارہ برس کا تہا اور والا تبار جو محمد اعظم شاہ کا بیٹا تہا ان شاہزادون کی آنکھون مین سلائی پھیری گئی ۔ اور جہان روشن ان کی نظرون مین سیاہ کیا گیا اس کام مین سادات بارہ کو کچھہ دخل نہ تہا عوام الناس اس کام کو میر جملہ سے نسبت کرتے تھے لوگ سمجھتے ہین ان گناہون کی سزا فرخ سیر کو بھی یہ ملی کہ ان دنون مین اسکا دو برس کا بیٹا مر گیا ۔ اسکا نور چشم بہہ گیا انکا وہ نور گیا ۔ اگر فرخ سیر کو گناہ کی یہ سزا ملی کوئی پوچھے کہ ان معصومون کو کس گناہ کی سزا ملی تھی ۔ دنیا کے بھی عجیب معاملات ہوتے ہین کہ سیدون کو فرخ سیر کے بادشاہ بنانے کا یہ گھمنڈ تہا کہ سلطنت کے سارے اختیارات ہماری ہی مٹھی مین رہے اور فرخ سیر کو یہ خیال تہا کہ جنکی پامردی سے سر پہ تاج رکھا گیا ہے ان ہی

شہزادون کا اندھا ہونا +

ہی کے سر کو اول قلم کیجئے +

امیر الامرا نے دکن کی صوبہ داری کی درخواست کی اور یہ چاہا کہ ذو الفقار خان کی طرح داؤد خان کو اپنا نائب مقرر کرون کہ وہ ہر سال محصول دکن کا کل روپیہ ادا کیا کرے اور خود دکن نہ جاؤں اور حضور مین حاضر ہون - بادشاہ اور امیر جملہ کی مصلحت یہ تھی کہ وہ دکن جائے مگر امیر الامرا اپنے بھائی قطب الملک کو اکیلا بادشاہ پاس چھوڑ نا مصلحت نہیں جانتا تھا دکن جانے پر راضی نہ ہوا اسپر ایسی گفتگوئین باہم سخت ہوئین کہ دونو بھائیون نے دربار مین جانا چھوڑ دیا اور اپنی حفاظت کے لئے سپاہ جمع کرنے اور اپنی حویلیون کے گرد مورچے لگانے کی فکر مین ہوئے - بادشاہ نے بھی اپنے امراے خیر اندیش کو جنمین عمدۃ الملک امیر جملہ و خاندوران خان و محمد امین خان تھے خلوت مین طلب کیا - ہر روز ایک نیا منصوبہ ہوتا اور کوئی امر قرار نہ پاتا - ان خبرون کے اشتہار و انتشار سے غلہ گران ہوگیا - اور دور اور نزدیک کے شہرون مین بلوہ فساد آمادہ ہونے لگا - وزیر اور بادشاہ کے درمیان خط و کتابت جاری تھی اور خود بادشاہ کی والدہ قطب الملک کے گھر مین گئی اور اوس کو مطمئن خاطر کیا - یہ قرار پایا کہ اول قلعہ مین سادات اپنا بندوبست کر لے اور پھر بادشاہ کی خدمت مین دونو بھائی حاضر ہون چنانچہ یہ بندوبست ہوا کہ قلعہ مین جا بجا سید عبد اللہ اور امیر الامرا کے آدمی بیٹھے اور دونو بادشاہ کی خدمت مین آئے اور اپنی تقصیرات کا عذر کیا اور بادشاہ کی بدگمانی کا شکوہ کیا اور کمر سے تلوار کھول کر بادشاہ کے سامنے رکھ دی اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اگر غمازون کے کہنے سے بادشاہ کی خاطر مین کوئی وسوسہ آیا ہو تو یہ تلوار حاضر ہے سرون کو اڑوا دیجے اور اگر حقوق خدمت پر نظر کر کے قتل کرنا ناگوار ہو تو ہم کو منصب سے معزول فرمایئے کہ ہم حج کرنے اور اپنے آبائے کرام کے مزارون کی زیارت کے لئے روانہ ہون لیکن چغل خورون اور صاحب غرض درہم اندازون کہنے سے ہم جان فشان بندون کی باعث خفت و ضرر جانی و مالی ہونا بادشاہ کی حق شناسی سے بعید ہے غرض آخر کو فتنہ دفع کرنے کے لئے صلح اس بنا پر ہوئی کہ میر جملہ

بادشاہ کی سادات کے ساتھ تجدید عہود +

صوبہ عظیم آباد عرف پٹنہ کی صوبہ داری پر اسّے پہلے جائے کہ امیر الامرا دکن کو روانہ ہو چنانچہ میر جملہ کو صوبہ داری کا خلعت دیکر رخصت کیا اور امیر الامرا نے یہ بھی عرض کیا کہ میرے جانے مین اول شرط یہ ہے اگر میری غیبت مین پھر میر جملہ کو طلب کیا یا میرے بھائی قطب الملک سے اور قسم کا سلوک کیا تو مجھ کو بیس روز مین آیا ہوا جانو ۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اختیار عزل و نصب جاگیر و خدمات جزو و کل قلعہ داران کا بدلنا میرے اختیار مین رہین بادشاہ نے بہ تقاضاے وقت اور مصلحت اوسکو قبول کیا ۔ بلکہ مشہور یون ہے کہ بادشاہ نے طوعاً و کرہاً مہر خاص اپنے ہاتھ سے امیر الامرا کو دیدی کہ قلعہ دارون کے نام فرمان جاری کرنے مین حضور کے فرمان کا محتاج نہ ہو ان فساد آمیز گفتگوؤن مین امیر الامرا کے رخصت ہونے تک چار پانچ مہینے بارہ بلہ مین توقف ہوا ۔

نظام الملک بہادر فتح جنگ دکن کا صوبہ دار ہو کر اورنگ آباد مین آیا ۔ بغیر اسکے کہ راجہ ساہو اور رانی تارا بائی سے قتال و جدال ہو اس نامدار سردار کی شمشیر زنی کی شہرت نے مرہٹون کی فوجون کو ملک اور قافلون کے تاراج مین جو ہر سال شوخی کرتے تھے باز رکھا ۔ اُن کا ہاتھ سب جگہہ پہنچا تھا ۔ اور اونکے گماشتے سابق سے چوتھہ یعنی جمع مال کے چہارم حصہ وصول کے لیے ہر محال مین جابجا مقرر تھے اور دستور کے موافق ہر سال داروہ مدار کرکے وجہ چوتھہ پرگنات لیتے تھے ۔ بھلا نظام الملک کی غیرت کب گوارا کرتی تھی کہ وہ اورنگ آباد کی نواحی مین اسطرح چوتھہ کو مرہٹے وصول کرین اسلیے اوسنے فوجدارون اور ضلع دارون کو تاکید کی کہ راجہ ساہو کی گماشتون کو اکثر جگہہ سے اور محال اورنگ آباد سے بیدخل کرین ۔

عید فطر سنہ جلوس کے بعد نظام الملک پانچ چھہ ہزار سوارون اور توپخانہ سنگین کے ساتھہ پرگنات کے بندوبست اور فوج غنیم کی دفع مضرت کے لیے نکلا اور محمد غیاث خان اور عظیم کرن اپنے دیوان کو اور سردارون کے ساتھہ پرگنون کے انتظام اور مفسدون کی تنبیہ کے لیے متعین کیا ۔ مرہٹون کے سردارون مین سے کسی کو مقابلہ کی جراءت نہ ہوئی اور فرار ہو گئے ۔ بندوبست کے خاطر جمع کرکے اور بعض سرکشون کی گوشمالی دیکر

اوائل ذالحجہ مین نظام الملک اورنگ آباد مین آگیا - اس سپہدار کی معاودت کے بعد مرہٹہ کی فوج نے
اطراف و دور دست مین قافلون پر شوخی اور دست اندازی شروع کی بندر سورت اور احمد آباد سے
اورنگ آباد کو ایک قافلہ جاتا تھا - محمد ابراہیم تبریزی بخشی اور واقعہ نگار بگلانہ
اس قافلہ مین مع ایک جماعت کے کشتہ ہوئے - ماہ رجب ۱۱۳۵ھ مین ۵ سنہ جلوس مین اورنگ آباد
سے ۲۲ کروہ پناہ گڈھی مین جو مرہٹون کے فرار کا ملجا تھا مرہٹے آئے - ایسی پناہ گڈھی اونکے
تمام صوبون مین بنی ہوئی تھی وہ آپس مین بھی گفتگو خشونت آمیز رکھتے تھے انبوجی دیس مکھ
پرگنہ شہر کا تھا جو گلشن آباد کے پرگنون مین سے ایک ہے - وہ کار طلب سپاہی تھا وہ کبھی مرہٹون
سے آمیزش و دوستی رکھتا اور کبھی اونکے شر کے دفع کے لئے بندہائے بادشاہی سے رفاقت
کرتا تھا - اس مجمع مین بطریق مصلحون کے رفیق ہوا تھا - قصبہ پھول مری مین کہ اورنگ آباد
سے آٹھ کروہ ہے نظام الملک کا نوکر انور خان ضلع دار استقامت رکھتا تھا وہ اپنے پرگنہ
کی خبر لینے آیا تھا - ایک مرہٹہ کمائش دار نے کہ سابق مین اس ضلع کی چوتھ کا وصول کرنا
اوسی سے متعلق تھا چوتھ سے ہاتھ کھینچا اور نظام الملک کی ملازمت کی امید مین انور خان کی خدمت
کرتا تھا - اوسکی رہنمونی سے مفسدون کی ایک جماعت کی تنبیہ کے لئے اور سرگروہون مین سے
ایک سرگروہ کی اہانت کے لئے جو انور خان کی اطاعت کرتا تھا انور خان روانہ ہوا - راہ کے
مابین خبر سنی کہ مرہٹون کے سردارون نے اتفاق کیا ہے - انور خان نے اپنے مین ان مرہٹون کے
سب سردارون کی تنبیہ کرنے کی طاقت نہ دیکھی بعض ہمراہیون کی راہ نمائی سے اوس کے
دل مین آیا کہ کمائش دار جو نفاق سے رفاقت کرتا تھا اوس کو غافل پکڑ لے - اسنے اپنے
آدمیون کو اشارہ کیا انھون نے اسکا یراق چھین کر مقید کر لیا - یہ خبر مرہٹون کے مجمع مین پہنچی
تو اونمین سے ایک جماعت نے انور خان پر حملہ کیا اور اپنے قیدی کمائش دار کو چھڑا کر انور خان
کے ہمراہ لے گئے - اپنے مجمع کے مکان مین تازہ فساد کا ہنگامہ برپا کیا جب اس شوخی کی خبر
نظام الملک کو پہنچی تو اوسنے ابراہیم خان پنی برادر عوض خان کو فوج کے ہمراہ بھیجا شب و روز کی
بارش کے سبب سے بادشاہی آدمیون سے تیر و کمان و بندوق استعمال کے کام سے معطل رہے

اور ابراہیم خان پاس سپاہ بھی مرہٹون سے کم تھی پندرہ سولہ ہزار سوار مرہٹون نے ابراہیم خان
کو گھیر لیا اور افغانون پر عرصہ کارزار گرم گیا - ابراہیم خان استقامت کر کے مرہٹون سے لڑا
اور نظام الملک سے کمک طلب کی - اوسنے بسرداری اپنے پسر ہشت سالہ محمد غازی الدین
خان کے باقی سپاہ روانہ کی - اور محمد غیاث الدین خان کو اس لڑکے کی اتالیقی کے لئے
مقرر کیا - مرہٹے فتح جنگ کے لشکر کے خوف سے بھاگ گئے اور مقابلہ نہ کیا - انبوجی
بادشاہی اطاعت اور مرہٹون کی رفاقت اور معاونت مین حکم مخنث کا رکھتا تھا اوسنے
نظام الملک کی فوج کے مقابل ہونے کی صلاح مرہٹون کو نہ دی - وہ بھاگ بگڑ کر کے
بھاگ گیا - فتح جنگ کے بہادرون نے گڑھی کو مسمار کیا - اور باوجود برسات کے پاشنہ کو
ان مرہٹون کا تعاقب کیا ہر منزل مین لڑائی ہوئی - کافر کشی اور غنیمت کشی زیادہ ہوئی -
مرہٹون کی گھوڑیان اور چھتریان اور نشان بادشاہی لشکر کے ہاتھ آئے اس طریق پہ
لڑتے ہوئے منزلون کا طے کرنا فریقین پر خالی تعب سے نہ تھا - اس ما بین مین جو گڑھیان مرہٹون
کی ملجا تھین راہ مین آئین لشکر شاہی کو اونکے محاصرہ کی فرصت نہ تھی اور دیہات کے مقدمون
نے ہر ایک پرگنہ مین بسبب ظاہر غنیم کی مضرت کی دفع کے لئے احاطہ کمال استحکام کے ساتھ
کھینچا تھا - اور باطن مین اپنے مال و عیال کے دفع ضرر کے لئے مرہٹون سے رابطہ اتحاد گرم کیا
تھا اور ایسے اوقات مین کہ مرہٹون پر آفت آتی - مرہٹون کے زن و فرزند کو وہ ان حصارون
مین جگہ دیتے اور فوج بادشاہی کی گزند سے محفوظ رکھتے پس جب ہٹے یہان آ تے اسباب اپنا
کو یہان چھوڑتے اور فرار کے لئے سبکبار ہو جاتے - اس طرح سترا سی کروہ مرہٹون کا تعاقب
کیا جب وہ تنگ ہوگئے تو وہ ہاتھی چھوڑ گئے - اور اکثر بہیر کے آدمی بادشاہی لشکر کی شمشیر
تلے آئے اور لٹے اور خود مرہٹے کوہائے قلب و دشوار گذار غارون مین متفرق و ناپدید
ہو گئے - بادشاہی فوج نے مع غنیمت کے مراجعت کی انھی دنون مین فتح جنگ نے سخت
بیماری سے صحت پائی تھی اور مدت کے بعد مرہٹون پر ایسی فتح عظیم ہوئی تھی - اس لئے
جشن عالی کیا اور نور ورنگ خلعت اور اضافے عہدہائے شاہی کو اور اپنے آدمیونکو عنایت کیے

اور ہاتھیون کو مع عرضداشت کے بادشاہ پاس بھیجا۔

نظام الملک کا حال

بعض تذکرہ اولیا سے حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی و بنابر شجرۂ عالم کے احوال پر واقعی اطلاع ہوسکتی ہے اونکی اولاد مین نظام الملک بہادر فتح جنگ تھا اور علوم عقلی اور نقلی سے بہرہ حاصل تھا جو حاصل زندگانی کا سرمایہ ہے اور ترقی دنیوی و نجات اخروی کے ابواب کی کلید ہے۔ ربط کلام نظم و نثر مین قدرت رکھتی شاکر تخلص تھا چنانچہ اسکی طبع زاد تین بیتیں لکھی جاتی ہین +

چون گل بہوسے وصل گریبان دریدنی است — آہ ز سوز سینہ بہ بریان کشیدنی است
ز بہار دل بہ نقش و نگار جہان مبند — رنگے کہ دیدہ کہ ز رخ گل پریدنی است
غافل بہ رنگ برق درین عرصۂ خیال — دامن ز خویش بر زدہ یکسو دویدنی است

بتبعیت اوامر و نواہی الہی مین تقید تمام اوسنے قبول کیا تھا۔ اوسنے حضرت عالمگیر کی صحبت مین تربیت پائی تھی عقل معاش و معاد و تدبیر امور ملکی اور حسن سیرت مین اکثر اخلاق و صفات بادشاہ عالمگیر کے اوسنے اختیار کئے تھے سوا زر جاگیر کے کچھہ اور نہ لیتا تھا۔ زر رشوت و جرمانہ تاوان و پیشکش ہنود حربی سے بری اور متنفر تھا ہمیشہ اہل دیوان کو تاکید کرتا تھا کہ پرگنات و محالات جاگیر مین عمال کو لکھین کہ ابواب فوجداری و راہداری اور انواع ابواب ممنوعہ بادشاہ معاف کرکے ایک دام و درم نہ لین کبھی اوسنے چور کا ہاتھہ نہین کٹوایا اور اوسکو قتل نہین کیا جب وہ گوشہ نشین ہوا تھا تو اوسکے تمام جواہر خانہ مین بیش قیمت سچے جواہر بدل کر اہلکارون نے جھوٹے جواہر رکھہ دیئے تھے۔ جب وہ پھر صاحب منصب ہوا تو اس نے اس چوری کی کچھہ تحقیق نہین کی اور کسی کو اس تقصیر مین ماخوذ نہین کیا۔ ہمیشہ صلحا و علما و فقرا سے صحبت کرتا اور مجالست رکھتا اونکے پاس جاتا اپنے پاس اونکو بلاتا اور سب طرح کی رعایت اونکے ساتھہ کرتا اور جشن کے روز کے سوا تزئین لباس و زینت نہین کرتا سخن فہمی کے سبب سے شاعرون کی قدر کرتا۔ مگر کوئی شاعر اوسکی مدح مین کوئی قصیدہ شعر کہتا تو اوسکی خلاف مرضی ہوتا +

نظام الملک ماہ صفر ۱۱۳۲ھ کو اورنگ آباد سے بادشاہ پاس اور امیر الامرا سید حسین علی خان
بہادر دکن کو روانہ ہوا تم کو یاد ہوگا کہ داؤد خان پنی پہلے ذوالفقار خان کا نائب دکن میں
تھا اب اس بادشاہ کی سلطنت میں وہ گجرات میں صوبہ دار تھا سارے دکن میں۔ یہ افغان
نہایت شجاع مشہور تھا مرہٹون کے سردارون کے ساتھ نہایت ربط ضبط رکھتا تھا غرض
دکن میں یہ ایک ہی شخص تھا آجتک اوسکی کہانیان اور کہاوتین دکن میں خلایق کی زبان پر
ہین چونکہ اسکا آقا ذوالفقار خان ان سیدون کے ہاتھ سے ہلاک ہوا تھا۔ بادشاہ کو یقین تھا
کہ کوئی مخالفت سے زیادہ بھروسہ کا امیر الامرا کے برخلاف نہین مل سکتا اسلئے امیر الامرا کی
روانگی کے وقت بادشاہ نے ظاہر مین یہ احکام جاری کئے کہ داؤد خان حاکم گجرات امیر الامرا کی ملاقات
مین برہان پور مین آئے اور اوسکی بالکل اطاعت کرے۔ مگر مخفی احکام اس پاس یہ پہنچے
کہ وہ برہان پور مین آنکر امیر الامرا کی اطاعت نکرے اور اوسکے استیصال مین کوشش کرے
اور کل امراء دکن کو اوسکی مخالفت پر آمادہ کرے۔ اس کام کے سرانجام کرنے سے وہ سارے دکن
کا صوبہ دار کیا جائیگا۔ داؤد خان برہانپور مین آیا۔ اور اپنی مستقل صوبہ داری کا مدعی ہوا
امیر الامرا نے اوس سے کہا کہ خان صاحب کیون خلل انداز یان اور فساد برپا کرتے ہو۔
دکھن کے کل صوبے بادشاہ نے میرے سپرد کئے ہین کیا میری اطاعت اختیار کرو نہین
بادشاہ پاس چلے جاؤ خانصاحب نے دونو باتین نہین مانین اور اپنی عادت کے موافق غایت
امیر الامرا سے بگاڑی۔ اوائل رمضان سنہ ۲ جلوس مین برہانپور کے لال باغ کے میدان
مین سیدون اور افغانون مین لڑائی بہت تیزی و تندی سے شروع ہوئی خانصاحب کے
ہمشیرہ زادہ اول ہیرامن نے میر صاحب کے توپخانہ پر گر کر سید صاحب کے لشکر مین ایک محشر برپا کر دیا
تھا۔ مگر سیدون نے اوسے گھیر گھار کر مار لیا میر مشرف کہ بڑا بہادر قوی ہیکل جوان تھا اور
ہاتھی پر بیٹھا تھا وہ داؤد خان کے ہاتھی کے سامنے آیا اور کمان مین تیر لگایا۔ داؤد خان
لڑائی کے وقت زرہ و بکتر نہین پہنتا تھا اسلئے میر مشرف پر آوازہ کسا کہ کیا عورتون کی
طرح منہ چھپایا ہے جھلم اوٹھا کہ مین تیرا منہ دیکھون اور ایک تیر اوسکے لگایا کہ گلے مین اوسکے

حسین علی خان کی صوبہ داری دکن و داؤد خان پر فتحیابی

زخم کاری آیا۔ اوسکے زخمی ہونے سے سید حسین علی خان کے لشکر پر ہراس چھایا اور قریب تھا کہ لشکر پریشان ہو جاتا بہت سپاہیون کے پاؤن معرکہ جنگ مین اکھڑ گئے تھے کہ اس آشوب مین داؤد خان کے ایک گولہ جان ستان لگا اور اوسکا کام تمام کیا۔ فیلبان نے اوسکے فیل کو معرکہ سے نکالنا چاہا۔ امیر الامرا نے حکم دیا کہ فتح کے نقارہ پر چوب پڑے۔ اور داؤد خان کی لاش جس ہاتھی پر تھی اوسکو پکڑ لیا اور ہاتھی کی دم مین اوسکی لاش لٹکوا کے شہر مین پھرائی بینا (نہا) جی اسپند بھیا اور مرہٹون کے سردار کہ امیر الامرا کے رفیق ہو کر دور سے تماشا دیکھتے تھے اور طرف مغلوب کے غارت ہونے کی راہ دیکھتے تھے اور معرکہ زد و خورد مین اونکا پاے ثبات لغزش مین تھا۔ اور بھاگ گئے تھے وہ امیر الامرا کو مبارکباد دینے آئے اور داؤد خان کے لشکر کے لوٹنے مین اونکی سپاہ شریک ہوئی۔ داؤد خان کے خزانے اور ہاتھی گھوڑے امیر الامرا نے ضبط کئے ٭ دو سال بعد چند ہاتھی بادشاہ پاس بھیجے جسوقت اس شکست کی خبر فرخ سیر کو پہنچی تو اوس کو کمال حزن و ملال ہوا اور اوسنے قطب الملک سے فرمایا کہ تمھارے بھائی نے کیسے جوانمرد اور شجاع کا خون ناحق کیا تو قطب الملک نے جواب دیا کہ اگر میرا بھائی اس افغان کے ہاتھ سے مارا جاتا تو حضور کی خوشنودی کا باعث ہوتا۔

سوانح سال سوم جلوس ۱۱۲۵ھ ۱۷۱۳ء

سنہ جلوس کا یہ واقعہ ہے کہ احمد آباد مین ہندؤن اور مسلمانون مین فساد ہوا اور اسکے سبب سے دار الخلافہ مین خواجہ محمد جعفر درویش و شیخ عبد اللہ واعظ مین منازعت ہوئی داؤد خان پنی سنہ جلوس مین احمد آباد گجرات کا صوبہ دار تھا۔ یہان ایک ہندو کے گھر کے مقابل مین مسلمانون کی ایک جماعت بستی تھی اور دونو گھرون کے درمیان صحن کوچہ مشترک تھا۔ سنہ جلوس مین ہندؤن نے اپنے گھر کے سامنے ہولی جلانی چاہی مسلمان اوسکے مانع ہوئے۔ داؤد خان کی حمایت سے ہندؤن نے ہولی جلائی۔ دوسرے روز مسلمانون نے بارہ وفات کا کھانا پکایا۔ اور گائے ذبح کی۔ تمام محلہ کے ہندو جمع ہو کر مسلمانون کے سر پر ہجوم کیا مسلمان اونکا مقابلہ نہ کر سکے اپنے گھرون مین جا چھپے۔ ہندؤن نے کا قصاب کے

ہندو مسلمانون مین فساد احمد آباد مین +

بادشاہ پاس آیا۔ اور اپنے عہد و پیمان بادشاہ سے ٹھہرا گیا۔ اور ۲۵ دسمبر ۱۷۷۱ء کو بادشاہ
قلعہ مین داخل ہوا۔ عبد الاحد خان کشمیری بادشاہ کا مقرب ہوا۔ مجد الدولہ کا اوسکو خطاب ملا
وہ مدار المہام بادشاہ کے گھر کا ہوا۔ یہ ایک آدمی بڑا مکار اور فریبیا تھا۔ اوسکے کامون سے آگے
حال معلوم ہوگا۔ مرزا نجف خان نے سپاہیون اور بہادرون کو تلاش کرکے اپنے تئین لائق سپہ سالار
بنایا۔ اب یہان بادشاہ کو اوسکے دوستون یعنے مرہٹون نے چین نہین لینے دیا +

مرزا نجف خان کا حملہ ضابطہ خان پر

ابھی ہم نے لکھا ہی کہ ضابطہ خان کو ایک برس گذر گیا تھا کہ وہ اپنے علاقہ بادنی محال یعنی ضلع
سہارنپور اور مظفر نگر کو چلا گیا تھا۔ اوسکے پاس تین بڑے مضبوط قلعے تھے۔ دو پتھر گڈہ و سکرتال دریاے گنگ کے
بائین دائین طرف تھے۔ یہ اوسکے باپ کے بنائے ہوئے تھے۔ تیسرا قلعہ غوث گڈہ مظفر نگر کے قریب اسنے خود بنایا
جسکی عالیشان مسجد آجتک اوسکا نشان بتاتی ہے۔ اول ان قلعون پر بادشاہی لشکر نے حملہ کرنیکا
ارادہ کیا۔ اوسنے اول سکرتال کا محاصرہ کیا اور بہت تک لڑائی ہوتی رہی۔ اور ضابطہ خان محاصرے
سے تنگ ہوا تو اوسنے بھائی بندونکو لکھا کہ جہان جہان گنگا پایاب ہوگئی ہے اون مقامات کی
حفاظت کرو۔ اگر دشمن گنگا پار اوتر آئینگے تو نہ تجھے چھوڑینگے نہ مجھے۔ اس لکھنے پر ان افغانون نے
معابر کا انتظام کیا۔ اس انتظام سے مرہٹون اور نجف خان کو بھی معلوم ہوا کہ گنگا پایاب ہے۔ اسلئے وہ
چند معابر کے سامنے سے گذرا۔ جسے محافظین نے یہ جانا کہ وہ اوپر کو چلا گیا مگر دفعۃً ایک معبر سے اوترکر
حملہ آور ہوا۔ ضابطہ خان نے مقابلہ اوسکا اچھی طرح کیا مگر شکست کھاکر شجاع الدولہ پاس بھاگ گیا
گھر بار اہل و عیال اور خزانہ اوسکا دشمنون کے ہاتھ لگا۔ ان اہل و عیال مین غلام قادر خان اوسکا
بڑا بیٹا بھی تھا۔ وہ ایسا خوبصورت تھا کہ جب بادشاہ پاس بھیجا گیا تو اوسنے محل سرا کی بیگم بنایا
شاید اسی کا عوض آخر اوسنے لیا ۔

مرزا نجف خان کا حال +

اگرچہ یہ لڑائی مرہٹون کی ضابطہ خان کے ساتھ تھی مگر اسمین مرزا نجف خان نے بڑا نام پایا۔ واقعی
وہ ناموری کے لائق ہی تھا۔ اصل میں ایران کا شہزادہ تھا۔ وہ اپنی بہن کے ساتھ ہندوستان مین آیا تھا
اور اوسکی بہن آصف الدولہ کے بھائی اعزاز الدولہ کو بیاہی گئی تھی۔ اوسنے لیاقت اور شجاعت سے اپنا عالی
خاندان ہونا اور ہندوستان کے امیرون سے برتر ہونا دکھا دیا۔ اول اپنے بہنوئی کے بھی محمد قلی خان پاس

الہ آباد میں رہتا تھا جب شجاع الدولہ نے دغا سے اپنے بھتیجے کو مار ڈالا تو وہ پھر شاہ عالم کی رفاقت میں
رہنے لگا۔ اوسکے ساتھ جو رفاقت اور لیاقت سے کام کئے اونھیں آگے پڑھ لینا +

بادشاہ نے ۱۷۷۲ء میں برسات تو دہلی میں بسر کی مرہٹے آگرہ کے ارد گرد پڑے رہے۔ روہیلون نے
شجاع الدولہ کے ساتھ اتفاق کر کے اہل اسلام کو متفق کرنا چاہا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپسمیں صلحنامہ لکھا گیا
اور اسمیں سر آر بارکر صاحب جرنیل شریک تھا اور اسی کی صلاح اور مشورہ سے یہ صلح ہوئی کہ حافظ
رحمت خان شجاع الدولہ کے ساتھ اون سب معاملون میں اطاعت کرے جو ضابطہ خان کی معاونت
کے متعلق ہون اور چالیس لاکھ روپیہ چار قسطون میں اس کام کے واسطے ادا کرے کہ مرہٹے روہیل کھنڈ سے
خارج کر دئے جائیں۔ غرض یہ صلح جو مرہٹون کے حق میں زہر ہوئی ۱۱ جولائی ۱۷۷۲ء کو لکھی گئی
پھر ان افغانون میں آپسمیں ایسی تلوار چلی کہ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا تھا۔ بیٹا باپ کے لئے
تلوار سونتے پھرتا تھا۔ باپ بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے ڈھونڈتا تھا۔ شجاع الدولہ کی تحریک سے
ضابطہ خان نے مرہٹون سے سازش کی۔ مرہٹون نے اوس سے وعدہ کیا کہ بادشاہ سے تیرے قصور
معاف کرا دئے جاینگے اور باپ کا عہدہ امیر الامرائی دلا دینگے +

مرہٹون نے رنجیت سنگھ کو اکسایا کہ وہ اپنے کسی بھائی سے ریاست بلبگڈھ کی چھین لے۔ جب اسکے
ارادہ کی خبر رئیس بلبگڈھ کو ہوئی تو اوس نے بادشاہ سے استعانت چاہی ۱۷۷۲ء کے آخر میں مرزا
نجف خان نے جسکا اب خطاب ذوالفقار الدولہ ہو گیا تھا ایک لشکر اوسکی استعانت کے واسطے ایک بلوچ
سردار کے ماتحت بھیجا۔ مرہٹون نے اپنا لشکر بھرت پور جاٹون کی کمک کے لئے بھیجا۔ اوس نے بھرت پور
کے لشکر کے ساتھ ملکر بادشاہی لشکر کو دلی کی طرف پسپا کیا۔ سیندھیا نے اس لڑائی کو اسلئے نہیں پسند
کیا کہ اوسمیں ضابطہ خان کا سر پیچ تھا۔ اوسکو روہیلون سے نفرت تھی اسلئے وہ تو جےپور لوٹنے چلا گیا
تکو جی ہلکر اور مرہٹے آگے دلی کی طرف بڑھے۔ بدرپور پر مرزا نجف خان نے اوس کا مقابلہ کیا۔
اگرچہ سپاہ اچھی تھی اور اوسکے ساتھ مسٹر سیڈرک تھا مگر تعداد اوسکی قلیل تھی۔ دشمنون کے کثیر
لشکر کے سامنے نہ ٹھیر سکی اور پسپا ہو کر ہمایون کے مقبرہ کے پاس آئے۔ چار روز یہان بھی لڑائی
کا ہنگامہ برپا رہا اور مرزا کا بھانجا مرزا احسن لڑائی میں مارا گیا۔ مرزا بھی پسپا ہو کر دریا گنج کی راہ سے

روہیلون اور شجاع الدولہ کی صلح +

دلی کے قریب لڑائی اور ضابطہ خان کا امیر الامرا ہونا +

شہر مین داخل ہوا - دشمن بھی اوسکے پیچھے آئے قلعہ کی حفاظت مرزا نے اچھی طرح کی مگر حسام الدولہ مرہٹون کے لشکر مین پیغام صلح لیکر چلا گیا - اسوقت بادشاہ کی ضعیفی اور نالایقی سے مرزا کی ساری بہادری خاک مین مل گئی مرہٹونکو اسوقت دکن جانیکی ضرورت تھی اسلئے بادشاہ سے فقط یہ شرائط ٹھہر گئین کہ ضابطہ خان امیر الامرا ہو - اور وہ اضلاع دوآب جو بادشاہ پاس انگریزونکی حمایت کے سبب سے تھی وہ اونکو دیے جائین - یہ شرائط منظور ہوگئین اب مرہٹون نے سکرتال کی لڑائی کی تنخواہ کا دعوی مرزا سے شروع کیا - اور اوسکے دربار مین نہ آنیکا حکم بادشاہ سے دلا دیا - یہ ذکر دسمبر ۱۷۷۲ع العیسوی بادشاہ کے آنیسے گیارہ مہینے بعد کا ہے - اب آگے ۱۷۷۳ع کی وارداتین سنو +

اسوقت مرزا نجف خان کے ساتھ تھوڑے سے آدمی مرنے لڑنے والے جوانمرد تھے سپاہ نہ ہونے سے اُسنے اپنے متبنیٰ افراسیاب خان کو بھی بلا لیا - اور طہراوُ دروازہ کی طرف اسمعیل خان کابلی کی مستحکم حویلی مین ہو بیٹھا - مرہٹون سے کسی طرح نہ دبا - برابر جواب دیتا رہا - اور اونسے کہدیا کہ مین تمہاری تنخواہ نہین دے سکتا - ایک دن نجف خان ہتیار لگا اور سبز کپڑے پہن اور اپنے لشکر کو لیکر مرہٹون سے لڑنے کو نکلا - اور جب وہ اُنکے لشکر کے قریب پہنچا - تو کوجی نے مرزا کا استقبال کیا - اور بڑی خاطر داری اور عزت سے اپنے خیمہ مین لے گیا +

اب مرزا نجف خان نے اتحاد پیدا کرکے مرہٹون سے روہیلون پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا - اور رام گھاٹ سے وہ رہیل کھنڈ مین آن پڑے - بادشاہ نے جو صوبے اپنے دوآبہ زیرین مین جمع رکھے تھے اور اُن کا انتظام نہ کر سکتا تھا وہ انگریزون نے پچاس لاکھہ روپیہ کو شجاع الدولہ کے ہاتھہ بیچ ڈالے تھے - اب انگریزی سپاہ شجاع الدولہ کے ساتھہ مرہٹون سے لڑنے کے لئے رہیل کھنڈ مین مستعد ہوئی - حافظ رحمت خان کو چالیس لاکھہ روپیہ کی ضرورت پڑی - اوسنے مرہٹون سے دوستی کر لی - جب شجاع الدولہ اور انگریزون کی فوج اوسکو نظر پڑی تو وہ پھر مرہٹونکو چھوڑکر آن ملا - مرہٹے اسلئے اٹاوہ کو چلے گئے - پیشوا کے مرنیکے سبب سے اونکو ضرورت دکن مین جانیکی تھی وہ وہان چلی گئی +

مرزا نجف خان شجاع الدولہ کا رشتہ مند تھا لکھنو پاس چلا آیا - نواب وزیر شجاع الدولہ نے

مرہٹون اور نجف خان کا مقابلہ +

روہیلون سے لڑائی کا بیان + …

اوسکو اپنا نائب مقرر کرکے بادشاہ پاس بھیجا اور انگریزون نے اوسکے بہت سفارش بادشاہ سے کی
کیونکہ وہ ایک ایسا سردار تھا جو انگریزون کے دشمنون کا یعنے مرہٹون اور رہیلیون دونون کا دشمن
تھا اسلیئے وہ بھی اوسکا بادشاہ پاس رہنا چاہتے تھی۔ غرض ان سفارشون کے زور اور کچھہ اپنی سپاہ
اور جوانمردی کے بل سے وہ اپنے عہدہ پر بحال ہوا ضابطہ خان جاٹون پاس چلا گیا حسام الدولہ
قید ہوا۔ اور سارا روپیہ جو ناجائز طور سے کہا گیا تھا وہ پندرہ لاکھہ روپیہ کے قریب اگلوایا گیا۔ اسی
شاہ عالم کا انتظام سمجھہ لینا چاہیئے کہ ایک نوکر جو دو برس نوکر تھا پندرہ لاکھہ کہا گیا۔ اوسکی جگہہ
عبدالاحد خان مدار المہام مقرر ہوا منظور علی خان ناظر ہوا عبدالاحد خان کشمیری کا حال
پہلے لکھہ چکے ہین منظور علیخان بھی سنگدل دغاباز نمک حرام تھا +

مرزا کا مدت سے ارادہ جاٹون سے لڑنیکا تھا۔ مگر وہ سنہ ۱۷ اپنے روہیل کھنڈ کی مہمات میں مصروف رہا
اوسنے اکبرآباد کا قلعہ جاٹون سے لیکر محمد بیگ ہمدانی کے سپرد کر دیا جاٹون کے راجہ رنجیت سنگہ کو اس کا
بڑا داغ تھا۔ اوسنے دارالسلطنت پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا۔ اور دس ہزار سوار لیکر سکندر آباد مین پہونچا
دلی مین اسوقت سپاہ پانچہزار سوار اور دو پلٹنیں سپاہیون کی تھین وہ ان جاٹون کے نکال دینے
کے واسطے کافی ہوئین مگر پھر رنجیت سنگہ شہر کو ساتھہ لیکر آیا۔ اسوقت مرزا روہیل کھنڈ سے آگیا تھا
سنہ ۱۷ کے برسات کے بعد وہ اونسے لڑنیکے لئے روانہ ہوا۔ ہر یانہ سے ایک سردار نجف قلی خان دس ہزار
سپاہ لیکر آگیا تھا۔ یہ سردار بڑا عمدہ سپاہی تھا۔ اور وہ بڑا وفادار اور خیرخواہ اپنے آقا کا تھا وہ ذات کا
راٹھور رجپوت بیکانیر کا رہنے والا تھا۔ پہلے محمد قلی خان کے باپ کے پاس رہتا تھا مرزا کے کہنے سے
مسلمان ہوگیا تھا۔ اس زمانہ میں سیف الدولہ خطاب ہوگیا تھا۔ اور جو بیس لاکھہ روپیہ کے ملک کا
صوبہ تھا جب مرزا اس بڑی لڑائی کے لئے روانہ ہوا تو عبدالاحد خان مجدالدولہ کی بن آئی۔
جہانتک ہوسکا مرزا کی طرف سے شاہ کے کان بھرے۔ اور بہت سے منصوبے اوسکے بگاڑنے کے سوچے اور
یقینی وہ بڑا فساد کھڑا کرتا۔ مگر اسوقت آصف الدولہ بیٹا وزیر اپنے باپ کی جگہہ ہوا تھا۔ اسکا رسالدار
لطافت خان پانچہزار سپاہ سے بادشاہ کی خدمت گذاری کے لئے حاضر تھا۔ اس لشکر نے عبدالاحد خان
کی بددیانتی سے دلی کو بچا لیا۔ اچنا سے ہوڈل مین تھی۔ یہان سے اونکو مرزا نے نکال دیا تو وہ

جاٹون سے مرزا نجف خان کی لڑائیان +

کوٹ بن مین چلے گئے - یہان دو ہفتہ تک لڑائی کی چھیڑ چھاڑ رہی - پھر وہ ڈیگ مین چلے گئے
اب مرزا نے یہ دیکھکر کہ جاٹونکے حملے موقوف ہوے - وہ اونکے لشکر کو اپنے پیچھے چھوڑکر برسانہ مین
چلا گیا - یہان بڑی لڑائی ہوئی - بادشاہی فوج کا ہراول نجف قلی خان تھا قلب سپاہ مین
مرزا خود تنہا تھا - اوسکے بازو مین پلٹنین سپاہیون کی تھین جنکے افسرون نے بنگال مین
انگریزی قواعد سیکھی تھی پشت سپاہ پر مغلون کے سوار تھے دشمنون کی سپاہ مین پانچہزار
پیادے قواعد دان تھے سمرو اونکا سپاہ سالار تھا - اوسنے حملہ کیا - اور اپنی توپ بندوق کی آتشبازی
شروع کی - اوسکا جواب دوسری طرف سے بھی توپون سے دیا گیا - مگر اوسمین مرزا کی سپاہ کے عمدہ عمدہ
افسر مارے گئے اور خود اوسکے بازو مین زخم آیا جسکو اوسنے ایک کپڑے سے بیٹھکر باندہا - پھر اوسنے
تکبیر کا نعرہ مارکر اپنے مغل سوارون سے دشمنون پر حملہ کیا - اور نجف قلی خان پیادونکی پلٹنون سے جاٹونپر
گرا - سمرو نے اپنی پلٹنون سے اوسکا سخت مقابلہ کیا - مگر تھوڑی دیر بعد وہ پسپا ہوا - اور سیدھا
ڈیگ کی طرف چلا گیا - فتح پانیوالون کے ہاتھہ مین بہت غنیمت آئی - اور اونہون نے جاکر
قلعہ ڈیگ کا محاصرہ کرلیا - برس روز کے بعد محاصرہ مین وہ ۱۷۷۶ مین ہاتھہ آیا - چھ لاکھہ روپیہ نقد انکو
اسکے ملا - جاٹ ہاتھیون پر بیٹھہ اپنا ہلکا اسباب لیکے کمہیر قلعہ مین چلے گئے - جب مرزا یہ فتوحات
عظیم حاصل کرکے ملک کا انتظام کر رہا تھا تو اوسکو دربار شاہی سے یہ خبر آئی کہ عبدالاحد خان
مجد الدولہ دیوان کی شرارت سے ضابطہ خان نے بہت سے سکھونکی فوج بھرتی کرلی ہے اور اوسکا
ارادہ شاہجہان آباد مین آنیکا ہے - یہ خبر سنکر مرزا دلی مین فوراً چلا آیا - یہان لوگون نے
اوسکی بڑی تعظیم کی - برسانہ کی لڑائی مین سمرو بھی اوسکے ساتھہ ہو گیا تھا - اوسکا یہ قاعدہ تھا
کہ جسکو زبردست اور چلتا ہوا دیکھتا اوسکے ساتھہ اپنی پلٹنون سمیت ہو لیتا - اب مرزا کے
سبب سے مردہ سلطنت مین دم آتا جاتا تھا - اسطرف ہندوستان مین سواے انگریزونکے بنگال مین کوئی
صاحب اقتدار اور حشم مرزا سے زیادہ نہ ہوتا - جاٹون پاس صرف تین قلعے رہگئے تھے آگرہ مین جو
صوبہ مقرر کیا تھا اوس پاس سوا ایرانی اور مغلون کے سوا دو برگیڈ پیادون کے تھے جنکے افسر سمرو اور
میڈوک تھے مرزا کے دلی رفیق ہندوستانیون مین نجف قلی اور محمد بیگ ہمدانی تھے - پھر مرزا شفیع بھی ایک

رتبہ میر اوسکا بڑا رفیق تھا۔ بادشاہ سوقت قلعہ معلی مین عیش و عشرت مین مصروف تھا نجف خان
کے اقتدار پر اگر کسی کو حسد تھا تو عبدالاحد خان کشمیری اور اور نامرد امیرن کو تھا۔ قاعدہ ہے مرد اور نامرد
مین محبت نہین ہو سکتی۔ رہیلون کی ریاستین برباد ہو گئی تھین اسلیئے مرزا کے گرد رہیلونکا بھی
جمگھٹ لگا رہتا تھا مگر عبدالاحد خان نے مخفی مخفی ضابطہ خان کو بہکا کر باغی کر دیا۔ مرزا نے
بھی اوسکی گوشمالی واجب جانی اور اوسکے لشکر کو تباہ کر دیا۔ ضابطہ خان کو کچھ مرہٹون اور جاٹون سے
اعانت کی امید ہی نہ تھی اسلیئے ابکی دفعہ اوسنے سکھونکا دامن پکڑا۔ ان دنون مین سرہند کے اندر
پٹیالہ اور جیند مین سکھونکا بڑا زور شور ہو رہا تھا۔ ضابطہ خان سکھون سے ایسا مل جل گیا کہ اوسکے
سکھ ہونیکا شہرہ ہو گیا۔ یہ سارے سکھ اوسنے غوث گڈھ کے قلعہ مین جمع کیئے نجف خان امیر الامرا
نے جاکر خود قلعہ کا محاصرہ کیا۔ پٹھانون نے بھی مورچے باندھے غرض ایک مہینہ تک بڑی بڑی لڑائیان
رہین ایکدفعہ ضابطہ خان خود پیغام صلح لیکر مرزا پاس آیا مگر صلح اپنی مرضی کے موافق نہین دیکھی
اسلیئے اولٹا چلا گیا۔ پھر سکھون اور رہیلون کو ساتھ لیکر سخت لڑائی لڑا۔ ابدالی اور مرہٹونکی لڑائی
جو پانی پت مین ہوئی تھی اوسکے بعد سخت لڑائی یہی ہوئی سارے دن ہنگامہ کارزار گرم رہا دونو طرف کے
مردون نے مردانگی اور مردمی دکھائی۔ جب شام ہوئی تو سکھ اپنے گھرونکو چلے گئے۔ ضابطہ خان اپنے
قلعہ غوث گڈھ مین چلا آیا دوسرے روز صلح کا امیدوار اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہوا۔ مرزا نے قصور
معاف کر دیئے۔ تھوڑے دنون وہ اونکی خدمت مین رہا۔ اور رشتہ مندی اونمین آپسمین ہو گئی کہ
ضابطہ خان کی بہن خود امیر الامرا سے اور اوسکی بیٹی نجف قلی خان سے بیاہی گئی۔ اور اوس وسیلہ سے
سہارنپور کی فوجداری پھر اوسکو مل گئی۔ بعد اس لڑائی کے ہندوستان مین امن ہو گیا۔ امیر الامرا
دوبارہ آگرہ مین گیا اور ملک کا انتظام شروع کیا۔ انگریزون نے بھی اوس سے عہد و پیمان کرنے چاہے
مگر اوسنے شمرو کے حوالہ کر دینے سے انکار کیا۔ اسلیئے عہد و پیمان نہوئے۔ اسوقت اودہ مین آصف الدولہ
بادشاہ کا وزیر صوبہ تھا سرہند مین بالا احمد داد فوجدار مقرر ہوا نجف قلی خان بھی وہان ملک کا
صوبہ تھا جو سرہند کی سرحد سے رجپوتانہ تک پھیلتا تھا۔ شمرو کو وہ ملک دیا گیا جو ضابطہ خان کے
ملک کے پاس تھا۔ اسلیئے اوسکا صدر مقام سردہنہ مقرر ہوا۔ یہ ملک چھ لاکھ روپیہ کی آمدنی کا اوسکو لشکر کی

تنخواہ مین دیا گیا۔ اس بدمعاش کو بھی اپنی بدکاریون کا پورا انعام مل گیا اور وہ اوسکی آمدنی
ہو گئی جو اوسکے ملک کے اچھے اچھے امیرون کی نہ تھی +

عبدالاحد خان کی [illegible] سکھون سے لڑائی +

اب مرزا نجف خان کو پھر دلی مین لڑائیان لڑنیکے لیے آنا پڑا سکھون نے سہرند کے فوجدار
احمد داد خان کو ۱۱۹۳ھ مین شکست دیکر مار ڈالا جب یہ خبر بادشاہ پاس آئی تو عبدالاحد خان نے یہ سمجھکر
کہ مین سکھون کو شکست دیکر اور پھر اونکو بلا کر مرزا نجف خان کا ہم پلہ ہو جاؤنگا اس مہم کا بیڑا اوٹھایا
اور مرزا جوان بخت ولیعہد کو یا مرزا فرخندہ بخت کو یا مرزا اکبر کو ان بیٹون مین سے کسی شاہزادہ کو ساتھ لیکر
خیمہ باہر کھڑا کیا لیکن صلائے عام خلایق کے ازدحام نوکر رکھنے کے لئے کی چونکہ اوسمین شاہزادہ کا بھی حکم
تھا اسلئے اوسکے ساتھ لشکر کا ہجوم ہو گیا اور بیسیر سپاہی اور افسر بھی جمع ہو گئے ایسے زمانہ مین نوکری
کہان ملتی تھی اور مرزا نجف خان کے لشکر کا بھی ایک حصہ اوسکے ہمراہ گیا۔ غرض جب عبدالاحد خان کے
پاس بیس ہزار آدمیونکا لشکر ہو گیا اور ایک توپخانہ ساتھ تھا۔ کرنال مین سکھون کے قریب پہنچا لڑائی سے
پہلے صلح چاہی اور سکھون سے کہا کہ تم ہمین لاکھ روپیہ بالفعل دو اور آیندہ سالانہ خراج دینے کا وعدہ کرو
غرض سکھون کے لشکر کو اپنے ساتھ ملا کر وہ شمال کی طرف چلا مگر امر سنگھ جاٹ نے پٹیالہ مین اوسے
روکا عبدالاحد خان نے پھر صلح کا پیغام دیا اب کیا تو وہ اس پیغام سے اس کشمیری کی جرأت اور ہمت
کو سمجھ گیا۔ یا وہ کشمیریون کے قول و فعل کو معتبر نہ سمجھتا تھا کیونکہ اس بیوفا ملک مین بھی کشمیری بیوفا مشہور
ہین مگر ہندی کشمیری وہ شخص ہوتے ہین جو فاحشہ مین اپنا جواب نہین رکھتے جب کشمیری پیچ نہ چلا تو لڑائی
کی تیاریان ہوئین سکھونکا لشکر جو بادشاہی لشکر سے ملا تھا وہ بھاگ گیا امر سنگھ کے پاس لاہور سے
ایک اور لشکر امداد کو آگیا غرض بادشاہ کے لشکر کا سردار عبدالاحد خان نامرد تھا شاہزادہ ناتجربہ کار
تھا خفیف سی لڑائی ہوئی تھی کہ عبدالاحد خان تو ایسا بھاگا کہ پیچھے پھر کر بھی نہین دیکھا بیچارے
لشکری مارے گئے اور تباہ ہوئے غرض بادشاہی لشکر پر بڑی آفت آئی بہت راہ مین مارے
گئے۔ یہ واقعہ ۱۱۹۳ھ کے موسم برسات کا ہے اب یہ فتح پاکر پنجابیونکا یہ حوصلہ ہوا کہ دوآبہ مین
لوٹ مار کرنے لگے۔ اور عبدالاحد خان کے درخت امید مین کوئی پھل نہیں لگا ساری
کلیان جھڑ گئین +

۱۷۷۹ء میں نجف خان آگرہ میں آیا کچھہ لڑائیان اُن رجپوتون سے ہوتی رہین جنھون نے عبد الاحد خان کے بہکانے سے سرکشی اختیار کی تھی اب بادشاہ نے اوسکو تاکید کرکے بلایا - وہ وہان سے آیا جب شاہجہان آباد کے قریب عبد الاحد خان اور شاہزادہ سے ملا تو اوسنے فوراً اوس کشمیری کو پکڑ لیا اور اوسکی فرودگاہ مین قید کر دیا اور دہلی مین جاکر اوسکا سارا گھر بار ضبط کر لیا بیس لاکھہ روپیہ کا سرمایہ کل نکلا - وہ خزانہ شاہی مین داخل ہوا پر اس راہی کی پاسداری تھی کہ اوسکے اسباب منضبطہ مین سے سوا چند کتابون اور دواؤن صندوق کے کچھہ نہ اوسکے پاس نہین رکھا عبد الاحد خان کی حرکات بھی عجیب و غریب تھین اوسکو کھانیکا اور دواؤن کا بڑا شوق تھا ہمیشہ وہ کشمیر کے چانول کھاتا تھا اور چانول کو دیکھہ کر بتا دیتا تھا کہ وہ کشمیر کے ہین یا نہین مرزا نے اس کام کو تمام کرکے مرزا شفیع کے ماتحت لشکر سکھون کی تنبیہ کیواسطے روانہ کیا میرٹھہ کے قریب ایک لڑائی ہوئی مغلونکی بہادری اور قواعد کے سامنے سکھونکی کچھہ نہ چلی - اونکا سردار مارا گیا پانچ ہزار سکھہ قتل ہوئے اور اس ملک سے بالکل نکل گئے +

۴ مئی ۱۷۷۸ء کو آگرہ مین سمرو مر گیا اوسکی قبر پر انگریزی مین یہی تاریخ لکھی ہے یہ بڑا سنگدل بے رحم بے وفا بے ایمان تھا جو لشکر اوسکا تھا اوسکی سردار اوسکی بیگم ہوئی - یہ بیگم ایک عرب کی بیٹی کسی اپنے بیٹے سے تھی وہ کہتا ہے یہی تھی ۱۷۵۳ء مین پیدا ہوئی تھی جب باپ مر گیا تو سوتیلے بھائی کے ہاتھہ سے عاجز ہوکر وہ اور اوسکی ماں ۱۷۶۰ء میں دلی مین چار ہے کچھہ دنون اوسکی سمرو سے آشنائی رہی - پھر اوسسے شادی ہوگئی سمرو کے بیٹا ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے تھا مگر مرزا نجف نے سمرو کی بیگم ہی کو لائق سمجھہ کے ریاست عنایت کی ۱۷۸۱ء مین اس بیگم نے معلوم نہین کس سبب سے عیسائی مذہب اختیار کر لیا - جوہانا اوسکا عیسائی نام رکھا گیا -

۲۶ - اپریل ۱۷۸۲ء کو مرزا نجف نے بھی انتقال کیا بیالیس برس وہ ہندوستان مین رہا اٹھارہ برس کی عمر مین یہان آیا تھا - ساٹھہ برس کے قریب اوسکی عمر تھی - ماں کی طرف سے سید تھا - باپ کی طرف سے صفوی تھا - جہانتک بن سکا اوسنے اپنی نیک نیتی اور ایمانداری سے سلطنت کے بحال کرنے مین کوشش کی جو اسکا نتیجہ ہوا وہ تم نے پڑھہ ہی لیا ہے - اب اوسکے جاہ منصب کے دو مدعی کھڑے ہوئے - ایک افراسیاب خان جس کو اوسنے اور اوسکی بہن نے بیٹے کی طرح پالا پوسا تھا - دوسرا مرزا شفیع اوسکا قریب کا رشتہ دار تھا اوسکو باپ

سپاہ بہت تھی۔ ان دونو سببون سے اوسکا دعوی قوی معلوم ہوتا تھا۔ مگر مرزا نجف خان کی بہن کی
ہمت نے آخر امیر الامرائی کا خلعت افراسیاب خان کو بادشاہ سے بوساطت مرزا جوان بخت کے دلا دیا۔ مگر اوسکے
ساتھہ ہی ایک پرچہ مخفی مرزا شفیع کو بھی بھیجا گیا کہ جلدی آؤ۔ نواب افراسیاب خان نے اول کام یہ کیا کہ
نواب عبد الاحد خان کو قیدخانہ سے رہا کرایا۔ پھر وہ بادشاہ کے منہ چڑھا۔ اب مرزا شفیع دہلی مین آیا۔ اور
نجف خان کے گھر مین اترا۔ اوسکی بہن نے اپنی بیٹی کی شادی کرنیکا وعدہ اوس سے کیا۔ غرض کچھ معاملہ ایسا ہوا
کہ افراسیاب خان مستعفی ہو کر باہر چلا گیا۔ اور اپنے معاملہ کا فیصلہ عبد الاحد خان اور نجف قلی خان کو
سونپ گیا۔ مرزا محمد شفیع ان دونون کے گھرونکے گرد پھرا۔ اور عبد الاحد خان کو قید کیا اور نجف قلی خان
کو اپنی خالہ کے گھر مین گھیر کر اپنی آنکھونکے سامنے رکھا۔ شاہزادہ جوان بخت پاس بادشاہ کا حکم آیا کہ مرزا
سے عہد و پیمان کر لو۔ غرض وہ امیر الامرا مقرر ہو گیا۔ اس عہدہ کی تمنا درست سے بھی مگر حریف اوس کا
اسوقت یہان سے غائب تھا۔ مسٹر ٹوبلی جو شمرو کی بیگم کے لشکر کا افسر تھا۔ دوسرا لطیف خان جو
نواب وزیر کا نائب لشکر کے ساتھہ دلی مین بادشاہ کی خدمت گزاری کے لیے رہتا تھا۔ دونو اوسکی
حمایت کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ چند روز مین مرزا شفیع کے پاس سے لشکر بھاگ گیا۔ بادشاہ خود لشکر لیکر جامع مسجد تک
گیا۔ کہ مرزا شفیع کوسی ضلع متھرا مین بھاگ گیا۔ پھر عبد الاحد خان قیدخانہ سے رہا ہوا۔ جب وقت یہ سارے
سوانگ سلطنت کے بگڑنے کے دلی مین ہو رہے تھے مرہٹے بھی چیل کی طرح تاک لگائے بیٹھے تھے جب
انگریزون کو یہ معلوم ہوا تو انھون نے بھی اس خوف سے کہ کہیں مرہٹے بازی نہ لیجائیں بادشاہ کے پاس
اپنے دو افسر ایلچی بنا کر بھیجے۔ پہلے اس سے کہ یہ ایلچی دار السلطنت مین پہنچے وہان اور ہی گل کھلے۔
مرزا شفیع مرزا محمد ہمدانی کو جو آگرہ مین صوبہ تھا ساتھہ لیکر آیا۔ اور اوسنے بادشاہ کی خدمت مین یہہ
درخواست بھیجی کہ ہمارے پرانے متوسل لطف خان اور مسٹر ٹوبلی کو ہمارے پاس صلح کی تمام شرائط ٹھہرانے
کا اختیار دیکے بھیج دیجیے۔ درخواست منظور ہوئی اور یہہ دونو گئے۔ ہرچند مرزا جوان بخت سر مارتا رہا کہ
کم بختون کیا کرتے ہو۔ ان سرکشون پر لشکر کشی کرنی چاہیئے۔ مگر اسوقت سب کی عقل کے کان بہرے
ہو گئے تھے۔ یہ دونو ایلچی بنکر وہان گئے اور دونو مارے گئے۔ پھر محمد بیگ اور مرزا شفیع مین آپس مین جھگڑا شروع ہوا
اسوقت بادشاہ بھی بڑا دق تھا مگر مرزا جوان بخت نے افراسیاب خان کو بلا کر اوسکو بھی راضی کر دیا

اور مرزا شفیع کو امیر الامرا کا خطاب دلادیا اور عبدالاحد خان کو مدار المہام مقرر کیا اسوقت شاہ عالم پر
غم الم کی گھٹا چھائی ہوئی تھی کچھ نہ سوچتا تھا کیا کرے اوسکے سارے نمک حلال نوکر یہین رہے ان کے
اور پریشان تھی کہ دیکھئے آگے کیا ہوتا ہے شاہ عالم کو اس بندی مصیبت میں انگریزون کے سوا کوئی دستگیر
نظر نہ آتا تھا جب خواہ اوسکے کہتی تھی کہ ہماری ان مصیبتوں کو خدا ٹالے یا انگریز باب ۲۳ ستمبر ۱۷۸۲ء
مرزا شفیع جو آگرہ سے آیا تو اوسکو قلعہ کے اندر جانیکی ممانعت ہوگئی شاید افراسیاب خان کو بھی تمنا امیر الامرائی
کی ہوئی ہوگی اوسنے یہ تحریک کی ہوگی اسوقت پھر مرزا محمد بیگ جاسوس کے طور پر اوس پاس صلح کے
لئے بھیجا ملاقات کی کھلے میدان میں ٹھہری جب دونون ہاتھیوں پر سوار برابر آئے تو مرزا
نے بغل گیر ہونیکے لئے ہاتھ بڑہائے کہ محمد بیگ نے تنچہ اوسپر چلا کر موت کا ہم آغوش کیا بعض
کہتے ہیں کہ اوسکے بھتیجے اسمعیل بیگ نے جو آگے ہاتھی پر بیٹھا تھا یہ کام کیا گو یہ کام افراسیاب کی تحریک
سے ہوا۔ اور وہ اب امیر الامرا ہوگیا مگر مرزا جوان بخت کا دل دلی سے بیزار ہوگیا انگریزوں کے پاس
جانیکا ارادہ کیا جب اوسنے سنا کہ ۲۷ مارچ ۱۷۸۴ء کو انگریزی گورنر لکھنؤ میں آگیا ہے تو یہ ارادہ کیا کہ
کسی طرح سے میں دلی سے بھاگ کر اس گورنر کے پاس جاؤن اور سارا حال دلی کا سناؤن +
شاہزادہ نے اپنے بھاگنے کے ارادہ کو سوا اپنے حقیقی ماموں کے کسی اور کے آگے نہ بیان کیا۔
ماموں نے اوسکے لئے اوڑنے کیواسطے جمنا کے کنارہ پر گھوڑے بیٹھائے ۱۴ اپریل بھاگنے کی تاریخ ٹھہری جب
یہ دن آیا تو اوسنے کہدیا کہ آج میں بیمار ہوں کوئی میرے پاس نہ آئے۔ اپنے مکان میں جاکر بھیس بدلا
اگرچہ راتکو آندہی چل رہی تھی اور اوسکو بخار چڑہا ہوا تھا مگر وہ ارادہ کا ایسا پکا تھا کہ اپنے محل سے
چھتونکو کودتا پھاندتا فیض نہر کے اندر ہوتا ہوا اوسکی کسی موکھے سے سلیم گڈہ کی فصیل پر پہنچا اور
فصیل پر سے رسی پر اوترا جس شخص نے اوسکو رستہ دیا میں پایاب بتایا وہاں ڈباؤ پانی نکلا
اسپر شاہزادہ کو غصہ تو ایسا آیا تھا کہ گولی سے اُسے اُڑا دیتا۔ مگر اس خاندان کی رحم دلی ایسی موقعوں پر
مشہور ہے وہ غضب کر چکا ہو رہا اور اپنے تئیں خدا کے حوالہ کیا مگر وہ آدمی اس غصہ کی نگاہ کو
پہچان گیا۔ فوراً پہرہ والے سے جاکر اوسکا حال کہدیا پہرہ والے اوسکے پیچھے آئے مگر وہ اونکے
ہاتھ کب آتا تھا یہ دریا سے نکلتے ہی ہوا ہوا۔ اور لکھنؤ میں پہنچا سب بڑے چھوٹے اخلاق اور تپاک سے ملا

مرزا جوان بخت کا دلی سے فرار ہو کر انگریزوں کے پاس جانا +

اور جو کام کیا اوسے عاقل ہوتا اوسکا ظاہر ہوا +

اب محمد بیگ نے وزیر افراسیاب خان کو بھی تکلیف پہنچانی شروع کی اسلیے وزیر نے بھی مادہوجی سیندھیا کی طرف رخ کیا۔ بادشاہ بھی ایسا اپنے اہلکارون کے ہاتھون سے تنگ آگیا تھا کہ اونے بھی یہ چاہا کہ مین اپنے تئین بالکل سیندھیا کی حوالہ کردون چنانچہ بادشاہ دلی سے آگرہ کی طرف چلا اور سیندھیا آگرہ کی طرف اس نظر سے آیا کہ دونو ملکر آگرہ سے محمد بیگ کو نکالین مجد الدولہ نے بادشاہ کو آگرہ جانیسے منع کیا۔ اوسپر بادشاہ ایسا خفا ہوا کہ اوسکا گھربار ضبط ہوگیا اور قیدخانہ مین بھیجدیا جہان سنہ ۱۷۸۸ء مین وہ مرگیا۔ اب سیندھیا نے افراسیاب خان سے ملاقات ہوئی۔ دونونے ملکر ارادہ کیا کہ محمد بیگ پر حملہ کرین مگر تیسرے روز ۱۷ نومبر ۱۷۸۸ء کو مرزا محمد شفیع کے بھائی زین العابدین نے افراسیاب خان کو مار ڈالا۔ لوگ کہتے ہین کہ یہ قتل سیندھیا کی شرارت سے ہوا اسلیے کہ قاتل مارتے ہی اوس کے پاس چلا گیا۔ کوئی کہتا ہی کہ اوسنے اپنے بھائی کے قتل کا عوض لیا۔ راجہ ہمت بہادر سارے مغلیہ امیرون کو سیندھیا کے خیمہ مین لیگئے۔ وہان باہم مبارکباد دی گئی۔ اب الی اودہ تو وزیر تھا پیشوا امیر الامرا مقرر ہوا اور مادہوجی سیندھیا نائب امیر الامرا آگرہ اور دلی کے صوبے اوسکے سپرد ہوئے جو ساری فوج کا وہ سپہ سالار مقرر ہوا پینسٹھ ۶۵ ہزار روپیہ ماہوار بادشاہ کی خاص اخراجات کیواسطے اوسنے مقرر کردیا انگریزونے جو شرقی صوبون کا خراج لیا جاتا تھا وہ بھی بادشاہ نے معاف کردیا سنہ ۱۷۸۵ء مین ضابطہ خان مرگیا محمد بیگ کے پاس سے سپاہ بھاگ گئی وہ بھی سیندھیا کے پاس چلا آیا آگرہ کا قلعہ ۲۰ مارچ ۱۷۸۵ء کو سیندھیا کے حوالہ کیا گیا۔ اب مغلون کے پاس سوا علی گڈہ کے قلعہ کے کچھ نہ رہا۔ افراسیاب خان کی بی بی بال بچون پاس وہ تھا جب سیندھیا نے اونکو بندوق توپ کا خوف دکھایا تو اونھون نے خوف کے مارے قلعہ اور مال اسباب سب اوسکے حوالہ کیا سیندھیا نے ڈیڑہ لاکھ روپیہ سال اوسکے بڑے بیٹے کا مقرر کرکے قلعہ بھی لیلیا اور اوسکا اسباب بھی کروڑ روپیہ کا ضبط کرلیا۔ ترکون کی ترکی تمام ہوئی سب سردار سیندھیا کے مطیع تھے۔ اور بادشاہ لال قلعہ مین ایک معزز قیدی تھا معلوم نہین کہ ان لڑائی جھگڑون سے رعایا پر کیا گذری ہوگی اوس کو تو کسی مورخ نے لکھا نہین مگر مصیبت مین چالیسا قحط غضب تھا +

مادہوجی سیندھیا کا دلی پر قابض ہونا +

روپیہ کا آٹھہ سیر اناج بکا - وہ سمت ۱۸۴۰ مین یعنے ۱۷۸۳ء مین واقع ہوا تہا +

جب ضابطہ خان کا انتقال ہوا تو باون محال مین اوسکا بیٹا غلام قادر باپ کا جانشین ہوا اور اوسکو نجیب الدولہ ہوشیار جنگ کا خطاب ملا - یہ افغانون مین اور مغلون مین محمد بیگ ہمدانی بڑے سردار تھے محمد بیگ کو سیندھیا نے راگھوگدھ کی فتح کرنیکے لئے مالوہ مین بھیجدیا تھا - یہہ قلعہ نہایت مضبوط کچھواہہ راجپوتون کے پاس تھا +

سارے دوآبہ مین سیندھیا کا عمل دخل ہوگیا تھا اب اوسنے مرزا جوان بخت سے پیغام سلام شروع کئے اور اوسکو دلی مین بلایا - مگر نواب اودہ نے انگریزون کی صلاح سے اوسے جانے نہ دیا - کیونکہ اگر شاہزادہ وہان چلا جاتا تو مرہٹونکا بہیر پورا جم جاتا - اور وہ نواب اودہ اور سرکار کمپنی کے حق مین اچھا نہ ہوتا ۱۷۸۵ء مین گورنر جنرل نے دوآبہ مین اپنی چھاونی قائم کی - ۸ مارچ ۱۷۸۵ء مین کلکتہ کونسل مین مشتہر کیا کہ مسلمانونکی سلطنت تو نہایت حقیر اور ذلیل ہوگئی ہے ہندؤن سے ہمکو کچھہ خوف نہین ہے - اگرچہ بہت آدمیون نے یہ صلاح دی کہ مسلمانونکو تقویت دیکر ہندؤنکی قوت کو مغلوب کرنا چاہئے - مگر یہ تدبیر و انتظام اچھا نہین ہے کچھہ ضرور نہین ہے کہ ہم ایسے کام کرین جو ہندوستانکو ناگوار خاطر ہون اور سلطنت جو بر سر زوال ہے اور وہ حقیقت مین ہماری مخفی دشمن اور رقیب ہے اوسکے حامی مددگار ہون گورنر نے سیندھیا کو یون بھی دہمکا دیا کہ ایک اپنا وکیل پیشوا کے دربار مین بھجوا دیا -

اب سیندھیا نے اپنی استقلال حکومت کیلئے اول یہ کام کیا کہ سپاہ کو قواعد دان بنایا اور خوب آراستہ کیا - اوسکی سپاہ کا نہایت عمدہ فرنگستانی افسر ڈی بواین تھا - وہ سپہ سالار اوسکا آنکھہ کا تارا تھا انتظام ملکی اوسنے یہ کیا کہ مسلمان امیرزادون کو جو جاگیرین سپاہ کی عوض مین دی گئی تہین - جب سپاہ کی ضرورت نہ رہی تو پھر ان جاگیرونکا ضبط ہی ہونا چاہئے تھا - اب اوسنے محمد بیگ ہمدانی کو بھی راگھوگدہ سے بلا لیا اور اوسسے کہا کہ اپنی سپاہ کو موقوف کرے - یہ باتین سیندھیا کی عام پسند نہ تہین - اور ایک اور حرکت بیہودہ یہ کی کہ راجہ نراین داس کو جسکے پاس خراج کی آمدنی کا اختیار تھا موقوف کیا اور اوسکی جگہہ شاہ نظام الدین عرف شاہ جی کو مقرر کیا اور راجہ بہت بہادر جسکا بھائی اوسکی

جاگیر کا طلب ہوئے اتو اوسنے علانیہ سرکشی اختیار کی +

راجپوتون کا اتفاق اور لال سوت کی لڑائی ۔

جب محمد بیگ راگھوگڈہ کو فتح نہ کرسکا تو راجپوتونکو حوصلہ ہوا اور اُن سبنے آپسمین اتفاق کیا جسکے سبب سیندھیا کے دولت اور قوت دونو مین فرق آگیا اور پونہ کی خط وکتابت کی آمد ورفت بند ہوگئی جیپور راجہ نے جودہ پور کے راجہ بجے سنگہ کو بلایا۔ اور پھر ان دونو نے رانا اودیپور سے اتفاق کیا اور چھوٹے چھوٹے رجپوت راجاؤنکو جمع کیا۔ یون ایک لاکھ فوج اور چار سو توپین لال سوت مین جمع ہوئیں جو جیپور سے ۴۳ میل مشرق کو ہے اور یہان وہ منتظر تھے کہ بادشاہی فوج اونپر حملہ کریگی اور یہ بھی جانتے تھے کہ مرہٹون سے مغل سردار ناراض ہین ضرور ا‌‌ونسے کچھ کام نکلیگا۔ اب یہان مئی ۱۷۸۷ء کے آخر مین سیندھیا خود سپاہ کو لیکر گیا۔ امباجی انگلیا۔ اپو کھانڈے راؤ۔ مسٹر ڈی بوائن اور بعض اور مرہٹے سردار ہمراہ تھے۔ محمد بیگ کا بھتیجا مرزا اسمعیل بیگ ہراول چلا تھا اول اوسنے تین سو سواروں سے راجپوتون پر حملہ کیا۔ بہت سے رجپوت اوسکے آگے سے بھاگ گئے مرہٹون نے اوسکی استعانت نکی اسلیئے اوسکے آدھے سوار مارے گئے۔ وہ الٹا پھر کر چلا آیا دوسرے روز چچا ہاتھی پر بیٹھکر بھتیجے کے ساتھ لڑائی مین گیا۔ اور رجپوتون سے خوب لڑائی ہوئی۔ اونھون نے مرہٹون پر خوب تلوار چلائی۔ اتنے مین آندھی چلنے لگی رات بھی قریب آئی توپ کی لڑائی شروع ہوئی۔ اتفاق سے ایک گولہ مرزا محمد بیگ کے داہنے بازو مین آنکر لگا۔ وہ ہاتھی پر سے گرا۔ ہاتھی کے آگے چارہ کے واسطے درختون کی ٹہنیان پڑی تھین اونکے کنپٹی مین ایسی ضرب آئی کہ فوراً مرگیا۔ اوسوقت اسمعیل بیگ نے پکار کر کہا کہ اب چچا کی جگہ مین سپاہ کا سردار ہون۔ اول جون کو تیسری مرتبہ لڑائی شروع ہوئی اور شام تک جاری رہی۔ کہ اتنے مین چودہ ہزار مغلون کی سپاہ نے سیندھیا کے خیمہ کو گھیر لیا کہ تنخواہ عنایت کیجئے۔ اور راجہ جیپور پاس پیغام بھیجا کہ اگر دو لاکھ روپیہ دیدو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اس راجہ نے روپیہ کا وعدہ کرلیا۔ یہ سپاہ اوسنے جاملی۔ اور اپنے خیمہ کے تلے روپیہ لیا۔ اسوقت اس ملک مین مرہٹونکے لشکر مین بڑی مصیبت پڑی گیہون روپیہ کے چار سیر بکتے تھے۔ روز بروز قحط زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ رجپوت چارونطرف سے رسدونکو لوٹ لیتے تھے۔ ہاتھیون اور مویشیون کو چرا کر لیجاتے تھے غرض اسوقت سیندھیا نے یہان سے خیمہ اُٹھایا اور الور چلا گیا۔ اسمعیل بیگ بیس ہزار سوار اور چار پلٹنین اور

جتھہ تو بین لیکر آگرہ کو روانہ ہوا۔ اب جب سیندھیا نے یہ حال دیکھا تو اوسنے رنجیت سنگھ جاٹ سے بہت سی خوشامد
کرکے استعانت چاہی اور اوسنے کمک لیکر پھر لڑنیکے لیے روانہ ہوا۔ اور قلعہ آگرہ مین سپاہ کو متعین کیا اور
لکھوا دادا کو قلعہ دار بنایا۔ اور پونہ کو بھی کمک کے لیے بہ تاکید لکھا۔ اسمعیل بیگ بھی خالی نہ بیٹھا۔ اول اوسنے
راجپوتون کو بلانا چاہا۔ اگرچہ ان دونون کا اتفاق ہو جاتا تو مرہٹون کا عمل پھر اوٹھ جاتا۔ اور نجف خان کا سا
زمانۂ اقبال آجاتا۔ مگر اس مغرور قوم نے اپنی کاہلی سے اوسکا ساتھ نہ دیا۔ اب یہ کھٹ پٹ ہو ہی رہا تھا کہ ایک
تازہ گل یہ کھلا کہ غلام قادر غوث گڈھ سے آیا۔ اور اوسنے مسلمانون کے معاملات مین تازہ جان ڈالنے کا
اور آپ فائدہ اوٹھانیکا قصد کیا۔ شاہ عالم کے پیغام سلام راجپوتون سے چپکے چپکے ہو رہے تھے۔ اونہون نے
انکے اور شکست امباجی کو دیدی تھی۔ سیندھیا نے آخر لاچار ہو کر اس لڑائی سے ہاتھ اوٹھایا اور
گوالیار چلا گیا۔ اور اسمعیل بیگ نے آگرہ کا محاصرہ بڑی سرگرمی سے شروع کیا +

۱۲۰۲ھ مین جب برسات ختم ہونیکو آئی تو غلام قادر نے دلی کے قریب شاہدرہ مین خیمے اس سبب سے ڈالے کہ
باپ کا جاہ و منصب حاصل کرے۔ اوسکا بڑا رفیق و شفیق مددگار صلاحکار منظور علیخان ناظر تھا۔ اس ناظر کو
یہ منظور نظر تھا کہ نوجوان پٹھان کو دربار مین داخل کرکے انتظام ملکی مین دخل دلاوے کہ کچھہ مسلمان بھی ہین
کچھہ ہندو وہین سیندھیا کا داماد اوسوقت دیس مکھ دلی کا تھا۔ اور شاہ نظام الدین یعنی شاہ جی ناظم تھے
ان دونو سردارون نے دریا کی طرف غلام قادر کے لشکر پر گولون کی بوچھاڑ شروع کی۔ اوسنے بھی
گولون کو چھینٹے مارنے شروع کیے۔ اور کئی مکان قلعہ کے گولون سے توڑ ڈالے۔ پھر یہ سپاہیانہ پیچ کھیل
کر شہر کے مغلونکی سپاہ سے سازش کی اور اونکے وسیلہ شہر کے اندر داخل ہوا۔ اور بادشاہی فوج اور افسر
بھاگ کر سلیم گڈھ کے قلعہ مین چلے گئے۔ اپنا سارا گھر بار مال اسباب دشمن کے بس مین چھوڑ گئے۔ اب
منظور علیخان کی صلاح سے دیوان خاص مین جاکر اوسنے پانچ اشرفیان بادشاہ کی نذر کین اور
اپنے باپ دادا کی حسن خدمات کا اظہار کرکے امیر الامرائی کی درخواست کی۔ اور آئندہ جان نثاری اور
خدمت گزاری کا وعدہ کیا۔ جب دو تین روز اس گفتگو مین گذر گئے تو ایسا مضطر و بیتاب ہوا کہ وہ
بادشاہ کے حکم کا منتظر نہ رہا۔ کچھہ سوارون کو ساتھ لیکے قلعہ کے اندر وہان مقیم ہوا جہان امیر الامرا رہا کرتے تھے
اس اثنا مین سمرو کی بیگم جو سکھون سے لڑنے گئی ہوئی تھی پانی پت سے جلدی آکے قلعہ مین آگئی۔ اب

غلام قادر اس خیرخواہ بیگم اور اوسکے فرنگستانی افسرون کی سپاہ سے ڈرا۔ اور کوئی اور مغل فسادوں کے ساتھ بھی نہ ہوا۔ اسلیئے وہ حیران و پریشان ہوکر پھر شاہدرہ مین اپنی سپاہ پاس چلا گیا۔ لوٹ پاسی کردھی مین اوبال آیا۔ بادشاہ کو بھی حرارت شاہانہ آگئی۔ اوسنے نجف قلی خان کو رواڑی سے حمایت کیلیئے بلایا۔ اور چھہ ہزار سپاہ اپنی ذات خاص کیلئے نوکر رکھے اور اپنے سونے چاندی کے برتن گلا کر سپاہ کی تنخواہ مین تقسیم کردیئے نجف قلیخان نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی اور وہ ۲۷ نومبر ۱۷۸۸ء کو قلعہ کے پتھر سے دروازہ کے سامنے شہر کی بیگم پاس خیمہ زن ہوا۔ ان دونو کے لشکرون کا سپہ سالار مرزا اکبر مقرر ہوا۔ جب سے جوان بخت چلا گیا تھا یہی شاہزادہ ولیعہد گنا جاتا تھا۔ اوسکو سات پارچہ کا خلعت ملا۔ اور راجہ رتن سودی اوسکا نائب مقرر ہوا۔ اور غلام قادر کے لشکر پر گولہ زنی شروع ہوئی۔ اب اسوقت سیندھیا کا منصوبہ سمجھہ مین نہین آتا کہ کیا تھا۔ وہ خود گوالیار مین تھا۔ اوسکا ایک سردار لکھواداد آگرہ مین اسمعیل بیگ نے گھیر رکھا تھا۔ امباجی کچھہ سپاہ لیکر دہلی میں آیا۔ تو سب مخالفون مین مصالحت ہوگئی اور غلام قادر امیر الامرا ہو گیا۔ اور اوسکے سر پر خود بادشاہ نے اپنے ہاتھہ سے گوشوارہ باندھا۔ اس خلعت کے پانیکے بعد اوسنے علی گڈہ کے قلعہ پر جو سیندھیا سے چھین لیا تھا حملہ کیا اور لے لیا۔ اور اب وہ آگرے اسمعیل بیگ کے لشکر سے جا ملا۔ اور کئی مہینہ تک قلعہ آگرہ کا محاصرہ کرتا رہا۔ مگر جب مرہٹون پاس دکھن اور جاٹون کی کمک پہنچ گئی تو دونون نے محاصرہ سے ہاتھہ اٹھایا۔ فتحپور سیکری میں ۲۴ اپریل ۱۷۸۸ء کو لڑائی ہوئی۔ مرہٹون کا سردار رانا خان تھا وہ پانی پت کی لڑائی مین تو پانی بھرتا تہا مگر یہاں اسنے سیندھیا کو بچا کر لے گیا تھا۔ اسلیئے وہ اس درجہ پر پہنچ گیا تھا غرض مسلمان اسوقت خوب لڑے۔ رانا خان رات کو بھرتپور چلا گیا۔ اسمعیل بیگ نے پھر آگرہ کا محاصرہ شروع کیا۔ غلام قادر اپنی جاگیر میں یون دوڑ آیا کہ سکھون نے اوسپر حملہ کردیا تھا +

۱۷۸۸ء کے آخر میں والی جودہ پور کا ایک ایلچی آیا۔ اور ایک معقول نذرانہ اور سونے کی کنجی لایا اور اوسنے یہ عرض حال کیا کہ بجے سنگہ نے یہ کنجی بھیجی ہے کہ حضور سپاہ لیکر تشریف لائین اور اجمیر کے ملک قابض ہوجائیں پرتاب سنگہ راجہ جیپور کی بھی یہی تمنا تھی۔ بادشاہ نے برخلاف

عقل کے یہ کام کیا کہ وہ ۵ جنوری ۱۷۸۸ء کو بہت سے شاہزادے اور شاہزادیون کو ہمراہ لیکر روانہ
ہوا۔ بادشاہ نے سیندھیا سے طوطی کی طرح آنکھیں پھیر لین اوسکی خدمات کا کچھہ خیال نہ کیا
اسوقت جو بادشاہ کے ساتھہ لشکر تھا اوسکی تفصیل یہ ہی تجنیبون کی پلٹن ولال کرتی قواعد فرنگستانی
جاننے والی مغلون کے دستے سوارون کے دو سو فرنگستانی گولہ انداز تین پلٹنین شمرو کی قواعد
سکھائی ہوئی اس سپاہ کے افسر شمرو کی بیگم تھی۔ ابتداء مین مٹ بھیڑ نجف قلی خان سے ہوئی جو
باغی اس سبب سے ہو گیا کہ اوسکے علاقہ مین مرادبیگ کو کسی خدمت پر مقرر کیا تھا وہ اسی نارضی سے
ہوا اور اوسکو رواڑی مین قید کر لیا غرض وہ اسوقت گوکل گڈہ مین محصور کیا گیا۔ ابرل ۱۷۸۸ء کو او
سخت مقابلہ کیا اور بادشاہ کے خیمون تک حملہ کرتا ہوا آیا مگر یہان شمرو کی بیگم اور طامس صاحب نے
ایسی سرگرمی سے اوسپر حملہ کیا کہ لشکر شاہی کی عزت رہ گئی۔ پھر منظور علیخان کی سفارش اور شمرو کی
بیگم کی شفاعت سے اوسکے قصور معاف ہو گئے غرض یہین یہ مہم ختم ہوئی سیندھیا کے خوف سے
اور راجپوتون کے قول فعل معتبر ہونیکے سبب سے ۱۵ ابرل ۱۷۸۸ء کو بادشاہ اولٹا دلی مین چلا آیا
شمرو کی بیگم سردہنہ گئی۔ اوسکو بادشاہ نے زیب النسا کا خطاب دیا +

اس شہزادہ کے چلے جانیکے بعد اکبر شاہ ولیعہد شمار ہوتا تھا۔ اب جوان بخت نے ولیعہدی
کے واسطے یہ آخر کوشش کی کہ کچھہ سپاہ نواب اودہ سے لیکر دلی مین آیا۔ اوسنے ایک خط جارج سوم
شاہ انگلستان کو جسکی پیشانی اور خلاصہ مضمون ذیل مین درج ہے خط لکھا جسکی پیشانی یہ تھی
نامۂ جناب معلے القاب صاحب عالم مرزا جہاندار شاہ بہادر برادر گیتی آرا ممالک فرنگ
اول حمد و نعت لکھی ہے پھر لمبا چوڑا القاب ہے۔ اسکے بعد یہ لکھا ہے کہ شاہ انگلینڈ پر واضح ہو کہ
اس نیازمند نے اسسے پہلے تفصیل مشروحًا ممالک ہندوستان کے ارکین کی اختلاف آرائی
اور امرا درشت معتمد کامون کو اپنے باپ کے ارشاد سے گورنر جنرل بہادر
مسٹر ہسٹنگس کی خدمت مین لکھہ کر درخواست کی ہے کہ وہ خاندان شاہی کی امداد کرین
اس امداد کی توقع مین چار سال تک ساجان انگریز اور عزیز نواب وزیر کے ساتھہ مین
متوقف رہا اور ایسٹ انڈیا کمپنی سے امداد کی استدعا مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا کہ وہ

مرزا جوان بخت کا دلی مین آنا اور بنارس مین جانا +

ہماری شاہانہ حکومت موروثی کو بحال کرین۔ اس اثنا مین دور و دراطراف سے فتور بڑہتا گیا
مرہٹہ سیندھیا پٹیل جو شریرون کا سرغنہ ہے اوسنے سرکشون کو بادشاہ سے دس گنا
زیادہ سرکش کر دیا ہے ہر چند بادشاہ نے نصایح ہوش افزا اوسکو ارشاد کین کہ وہ کافہ
برایا کی تالیف قلوب مین اور عامہ رعایا کی حفاظت مین اور ممالک محروسہ کی آبادی مین
ساعی ہو مگر اوسنے کچھہ نہین سنا اور ہر شخص سے اوسنے مخاصمت کی یہان تک کہ جیپور کے
راجہ پرتاب سنگہ سوائی اور جودہپور کے مہاراجہ بیجے سنگہ نے جو قدیم سے دولت عظمیٰ کے ارکین
مین سے ہین اور خاندان شاہی سے رشتہ مواصلت رکھتے ہین اوسکو شکست دی اور انتہا درجہ کی
کے درجہ گرا کر ذلیل کیا۔ ان انقلابات تازہ مین سرکشون کی بغاوت اندازہ سے زیادہ
بڑہ گئی ضابطہ خان کے بیٹے غلام قادر خان نے جسکی ساری زندگی سلطنت کے استیصال کی تدبیرون
مین گذری علم بغاوت بلند کیا۔ اسکی دیکھا دیکھی اورون کو بھی بغاوت پر جرأت ہوئی اور
محل شاہی تک اس بغاوت نے سرایت کی۔ میر باپ نے اس آگ کے بجھانے کے لئے اپنے خاص شفقت
مجھے اور برادر عزیز نواب وزیر و صاحبان انگریز اور گورنر جنرل کورن والس کو بھیجے کہ آن کر
میری مدد کرین۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کی درخواست پہ گورنر جنرل کو یا وزیر سلطنت
کو آپ نے حکم نہین بھیجا کہ وہ ہماری امداد کرین اسلئے وہ امداد مطلوبہ کرنے سے باز رہے
اگر اسوقت وہ اورنگ آرائے جہان و کشور کشائے دوران ہمارے
اولیائے دولت کے لئے گورنر جنرل کو حکم محکم بھیجے تو ہمدردی اور مروت سے بعید نہین ہوگا
کہ خاندان تیمور کی اعانت کرنیسے اور اوسکو اپنی اصلی حالت پر لانیسے سرکشون اور متمردون کو
خاک مین ملائے گا اور اسطرح خلق خدا کو آرام ملے گا۔ رفاہ عباد اور امن امان بلاد سے آپکی
روزگار مین نیک نامی پھیلے گی۔

یہ خط اسکے پہلے کہ شاہزادہ لکھنؤ سے دہلی کو روانہ ہوا تھا ۱۷۸۸ع کے شروع مین لکھا گیا تھا
مگر تحقیق کرنے سے یہ نہین ثابت ہوا کہ وہ انگلستان روانہ ہوا۔ اس شاہزادہ نے اسمٰعیل بیگ
کی استعانت سے ہر چند چاہا کہ قلعہ آگرہ کو فتح کرے مگر اس کام مین کامیاب نہوا۔ اسلئے پھر

انگریزون پاس بنارس مین چلا گیا ۔ اور یہین ۱۸۰۸ء مین مرگیا ۔ اس شاہزادہ کا نام جہاندار شاہ مشہور ہے +

رجپوتون اور مرہٹون مین لڑائیان ہوتی رہین ۔ پھر لکھوا دا کی حمایت کے واسطے سیندہیا اگرہ کی قلعہ مین گیا ۔ یہان اسمعیل بیگ نے مقابلہ کیا ۔ اور غلام قادر بھی اپنی جاگیر سے اوس کی کمک کے واسطے آیا ۔ مگر اوس سے نہ مل سکا لڑائی مین اسمعیل بیگ زخمی ہوا ۔ پہر فیروز آباد مین شتولسی ایک لڑائی ہوئی جسمین آگرہ کا قلعہ مسلمانون کے ہاتھ لگ گیا اب غلام قادر پہر دلی مین آیا اور شاہدرہ مین اترا ۔ اور منظور علیخان کی معرفت اپنی خیر خواہی کا اظہار شروع کیا ۔ اوسکا اور اسمعیل بیگ کا یہ مطلب تہا کہ کسیطرح سے سلطنت کو مرہٹون کے ہاتھ سے بچائین ۔ اسلیئے مسلمانون نے آپسمین اتفاق کرنا شروع کیا ۔ اور یہان لشکر کا جماؤ ہوا مگر جولائی کا مہینہ تھا ۔ کھانے پینے کی تنگی کچھ ایسی ہوئی کہ یہ مسلمانون کی جمعیت پریشان ہوگئی سیندہیا کا لشکر قلعہ مین بدستور جما رہا ۔ اب شاہدرہ سے غلام قادر کے لشکر نے قلعہ پر گولہ زنی شروع کی شاہ عالم نے سیندہیا کو اپنی اعانت کے لئے بلایا ۔ اسوقت اس نائب امیر الامرا کا کام تھا کہ بادشاہ کی اعانت کرتا وہ متہرا مین موجود تہا جہان سے ایک دو دن مین دلی مین پہنچ سکتا تہا مگر وہ بادشاہ کی تلون مزاجی سے کچھ خفا تہا ۔ دوسرے وہ مسلمانون کی لڑائیون کے مزے بھی بہت کچھ چکھ چکا تھا اسلئے وہ خود تو نہین مگر سمرو کی بیگم کو لکھا کہ آپ بادشاہ کی امداد کو جائے یہ ہوشیار بیگم سمجھ گئی کہ دال مین کچھ کالا ہے جو سیندہیا خود اس مہم مین شریک نہین ہوا سیندہیا جی نے امباجی کو دو ہزار سوارون کے ساتھ بادشاہ کی امداد کے لئے بھیجدیا ۔ بلب گڈھ کے جاٹ بھی کمک کو آگئے ۔

جب غلام قادر نے یہ سامان دیکہا تو اوسنے اپنی سب فوجونکو غوث گڈہ سے بلا لیا ۔ اسمعیل بیگ نے ساری مغل سپاہ کو بادشاہ کی طرف سے توڑ لیا اب بادشاہ کا حامی کوئی مسلمان نہ تھا ۔ یہ حال دیکھکر ہندو بھی چلتے بنے صرف ہمت بہادر گسائین بادشاہ کے ساتھ رہ گیا اوسکو بھی مسلمانون نے دہمکیان دیکر علیحدہ کر دیا ۔ اب بادشاہ کو بڑا فکر و تردد ہوا اوسنے منظور علیخان سے کہا کہ غلام قادر اور اسمعیل بیگ کو میرے پاس لاؤ مین اونکی زبانی سب باتین سنکر فیصلہ کرونگا یہ دونو بادشاہ کے روبرو گئے اور ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ ہم جو کام کرتے ہین وہ صرف حضور کی خیر خواہی کے لئے کرتے ہین ۔ بادشاہ نے

اسمعیل بیگ غلام قادر کو خلعت دے۔ الحاصل غلام بیر امیر الامرا ہوا۔ مادہوجی سیندہیا اپنے عہدے سے موقوف ہوا اسمعیل بیگ ساری سپاہ کا سپہ سالار رہا۔ غلام قادر نے بادشاہ سے ملکر عرض کیا کہ اب سپاہ کا ارادہ ہے کہ متہرا مین جاکر مرہٹون سے لڑین اور اوسکا نام و نشان ہندوستان سے مٹا دین اور اہلکاران شاہی نے بھی اس قصد کی تائید کی۔ مگر سیتل داس خزانچی نے کہا کہ بادشاہی خزانہ مین روپیہ اس خرچ کے لئے نہین ہے +

غلام قادر کا شاہ عالم کی آنکھین نکالنا

خزانچی کی یہ بات سنکر غلام قادر غصّے کے مارے آگ ہوگیا اور منہ سے جھاگ نکالنے لگے کہین بادشاہ نے ایک خط سیندہیا کو لکھا تھا کہ امداد کے واسطے آؤ۔ وہ غلام قادر کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ اسوقت اوسنے یہ خط بادشاہ کے آگے ڈالا اور اوسکو اور اوسکے سپاہیونکو حکم دیا کہ ہتیار ڈالدو۔ اونہون نے حکم کی اطاعت کی اُس کمبخت موذی نے بادشاہ کو قید مین ڈالدیا۔ اور سلیم گڈہ مین سے کسی مرزا بیدار بخت مرزا کو بلاکر بادشاہ کے تخت پر بٹھا دیا اور بیدار بخت اوسکا لقب رکھا اور سب امیرون سے اوسکو بادشاہ منوایا تین روز بادشاہ بے دانہ و آب گذرے۔ اب غلام قادر نے انتظام کے ساتھ قلعے کے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ برابر کا دعویدار اوسکا مرزا اسمعیل بیگ تھا اوسے یہ کہکر ٹال دیا کہ اپنے لشکر مین چلے جاؤ۔ وہ چلا تو گیا مگر بہت جلد اوسکو اپنی حماقت یہ معلوم ہوئی کہ بغیر لئے دئے چلا آیا۔ ایک آدمی غلام قادر پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ یار و حصہ یاد رہے سارے شہر کے دولتمند اور معزز اہلکارونکو بلاکر کہہ دیا کہ ہوشیار رہو اور اپنی حفاظت کا بندوبست کرو اور اپنے سپاہیون اور ناہبون کو حکم دیدیا کہ اگر پہلے لوٹین تو تم بھی لوٹو۔ غلام قادر نے اول اپنے نئے بادشاہ سے کہا کہ تمام بیگمات سے جواہرات لے لو۔ اوسنے لے لیے جب اوس سے بھی پیٹ نہ بھرا تو شاہ عالم پر دولت بتانے کے لئے غضب توڑنا شروع کیا اوسے یقین تھا کہ اس بوڑہے کو سارے خزانے دفینے معلوم ہونگے۔ اب کوئی ظلم و ستم باقی نہ رہا جو اس ظالم نے اس ضعیف پیرانہ سال بادشاہ اور اوسکی اولاد پر نہین کیا۔ اوسکو بیدار بخت کے ہاتھون سے پٹوایا۔ اور طرح طرح کی جسمانی تکلیفین دین۔ ۳۰ جولائی کو بیگمونکے بدن پر بار بار کر پیلا کر ڈالے۔ اونکے گلابی گال طمانچے تھپیڑونکے لال کر دئے۔ افسوس وردناک آہ و نالہ سے ماہ محل تھرا تا رہا مگر اُس کمبخت سنگدل کے دلمین ذرا رحم نہ آتا تھا۔ اسمعیل بیگ سے ذرا کبھی دبتی تھی اور اوس پاس

۳۱ جولائی کو پانچ لاکھ روپیہ بھیجدیا اور پھر کئی روز بعد سات لاکھ روپیہ بھیجا مہاجنون سے
بھی انسانیت کے ساتھ روپیہ لیا پہلی اگست کو پھر بادشاہ کو خزانہ بتانیکے لئے لڑے ہاتھون لیا۔
بوڑھا بادشاہ چلایا کہ ارے کمبخت خزانہ کہان دھرا ہے میرے پیٹ مین رکھا ہے اوسے چیر کر نکال لے اب بوڑھی
بوڑھی بیگمون کی کمبختی آئی۔ ابتک اونکی تعظیم و تکریم ہو رہی تھی کہ اونسے ساری دولت کا پتا لگ جائے
جب اونسے کام نہ چلا تو اونپر غضب ڈھایا۔ ان سب مین بیٹھوئیں ممتاز محل سب سے زیادہ ممتاز تھین اونکی
سب سے زیادہ فضیحتی کی سب مال اسباب چھین بیچاری کو قلعہ سے باہر نکالدیا جسکو بادشاہ بنایا تھا اوسکی
تعظیم و تکریم کو بھی اوسنے سلام کیا حقے کی دم اوسکے سامنے اوڑائے۔ دیوان خاص مین تخت پر بادشاہ
کی برابر جا بیٹھا۔ ۲ تاریخ تخت کو بھی آگ لگا کر سارا چاندی سونا اوسمین سے نکال لیا تین روز کے اندر
سارا فرش اُکھیڑ ڈالا کہ کہین اوسکے نیچے سے دفینہ ہاتھ لگے اب ۱۰ اگست ۱۷۸۸ء آئی۔ یہ وہ تاریخ ہے
کہ جسکو ہمیشہ خاندان تیموریہ کی تاریخ مین یاد رکھنا چاہیئے۔ غلام قادر نے یعقوب علی اور تین چار پٹھانون کو ساتھ
لیا اور شاہ عالم کو دیوان خاص مین بلایا۔ اور پھر خزانہ کو پوچھا۔ اوسنے کہا کہ اگر خزانہ مجھے معلوم ہوتا
تو مین کیون اپنے ظروف نقرہ و طلائی کو بیچکر اپنے نوکرون کی تنخواہ تقسیم کرتا۔ اگر کوئی دفینہ گڑا ہوا
ہوگا تو مجھے کیا اوسکا علم ہے۔ اوسپر غلام قادر نے کہا کہ اب تو کسی کام کا نہین تیرا دنیا مین رہنا بیکار ہے
آنکھین تیری نکال لینی چاہئین۔ اسپر آہ سرد بھر کر بادشاہ نے کہا کہ یہ وہ آنکھین ہین جو ساٹھ برس تک کلام اللہ
پڑھتی رہی ہین اونپر رحم کر یہ سنکر ظالم نے بادشاہ کے بیٹے پوتون کو جو اس عالم مین بھی اوسکے ہمراہ تھے بے تحاشا
مارنا دھاڑنا شروع کیا۔ اوسپر بادشاہ نے کہا کہ ان آنکھون کے رکھنے کے لئے مین نے اس عذاب و مصیبت کے
دیکھنے کیواسطے نہین کہا تو ابھی انھین نکال لے غرض وہ سفاک تخت پر سے کودا۔ اور بادشاہ کو
نیچے لٹا چھاتی پر چڑھ ایک آنکھ اپنے خنجر سے نکال لی دوسری آنکھ نکالنے کو یعقوب علی سے کہا
اوسنے انکار کیا تو فوراً اوسکا تلوار سے سر اوڑا دیا۔ اس خوف کے مارے پٹھانون نے دوسری آنکھ
نکال لی۔ اور پھر بادشاہ کو سلیم گڈھ مین لیجا چلے۔ اوسوقت جو قلعہ کی کیفیت تھی قلم سے بیان نہین
ہوسکتی۔ کوئی شاہزادہ بیبس بیکس غم کی تصویر بنا کھڑا تھا۔ کوئی شاہزادی سکتہ کے عالم مین
بیہوش تھی۔ کوئی ہائے شاہ عالم ہائے شاہ عالم کہہ کر سر پیٹ رہی تھی۔ کوئی آنکھ تھی جو آنسوون سے

برنہ تھی۔ کوئی دل نہ تھا جو اس غم سے خالی تہا۔ ۲۔ ارکو اسمعیل بیگ پاس بہت سا روپیہ اوسنے بھیجا۔ شہر والونکو اول خبر نہ ہوئی کہ ان لال دیوارون کے اندر کیا ہورہا ہے۔ جب معلوم ہوا تو اونہون نے شہر چہوڑکر بہاگنا شروع کیا۔ اکہ اتنے مین ہوا۔ کو مرہٹے آگئے۔ اونہون نے کچہہ شہر والون کو تشفی کی اور ۱۷ کو جمنا کے بائین کنارے پر بہت فوج مرہٹونکی آگئی اور اونہون نے غوث گڈہ کی راہ بند کردی اور کتنے رہیلون کو مارڈالا۔ اسمعیل بیگ پہلے ہی سے غلام قادر کے مزاج سے واقف تہا۔ وہ بھی مرہٹون کے سردار رانا خان سے مل گیا۔ اب قلعہ مین سامان رسد کی قلت شروع ہوئی۔ اور سپاہ نے لوٹ کا حصہ مانگا یون ماہ اگست دلی پر گذرا۔ ستمبر یا ستمگر و۔ اب غلام قادر گھبرایا۔ اوسنے سلیم گڈہ مین بارود کے میگزین کو اوڑایا۔ اور بہاگ کر میرٹھہ کے قلعہ مین چلا گیا +

اب پونہ کے دربار نے سیندہیا کی حمایت کرنی فائدہ سمجہا۔ اسلیئے ٹوکاجی ہلکر کو بہت سی سپاہ کے ساتھہ روانہ کیا۔ جب یہ لشکر آیا تو شہر والون اور رانا خان کو بڑی تقویت ہوئی۔ اس لشکر نے میرٹھہ

مرہٹونکا غلام قادر سے لڑنا اور اوسکو پکڑکر مارنا +

کے قلعہ مین غلام قادر خان کو گھیرا۔ ۲۱ دسمبر ۱۷۸۸ء کو رانا خان اور مسٹر ڈیسی بوائن نے سخت حملہ اوس پر کیا۔ ونکو اوسنے اچھی طرح مقابلہ کیا۔ اسکے نوکر تھک گئے تھے۔ اور یہ جانتے تھے کہ اس ذات شریف کی اب پوری کمبختی آگئی ہے۔ اسلیئے رات کو چہوڑکر بھاگ گئے۔ جب اوسنے یہ دیکھا تو وہ خود بھی گھوڑے پر سوار ہوکر اور اپنے ساتھہ وہ سارے جواہرات بیش بہا لیکر چلا گیا جو قلعہ سے ہاتھ آئے تھے۔ اور ہر دم اونکو کسی وقت کی ضرورت کے لئے ساتھہ رکھتا تھا۔ اس جاڑے کی رات مین بارہ میل وہ چلا۔ اور اوسکا ارادہ تہا کہ جمنا پار ہوکر سکھون سے جا ملون۔ مگر صبح کو کہر پڑ رہی تھی گھوڑا ایک کنوئے کے نیچے مین جا پڑا۔ چاہ کن را چاہ در پیش کا مضمون پیش آیا۔ گھوڑا تو اوٹھہ کھڑا ہوا۔ اور پھر ڈہلان پر چڑہ کر باہر نکل آیا۔ مگر سوار نہ اوٹھہ سکا۔ اور وہین پڑا رہا۔ جب دہوپ نکلی تو برہمن اپنے بیلون کی جوڑی لے کنوئے پر چرس کھینچنے کے لئے آیا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک خوبصورت آدمی مکلف لباس پہنے پڑا ہے۔ وہ دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی حضرت ہین جنکے پاس مین یہ فریاد لیکر گیا تہا کہ پٹھانون نے مجھے لوٹ لیا ہے اور اونہون نے کچھہ نہ سنا تھا۔ اس برہمن نے کہا کہ نواب صاحب سلام۔ غلام قادر نے جواب دیا کہ

تجھے نواب کیون کہتے ہو مین غریب سپاہی ہون زخمی ہوگیا ہون گھرا پنا ڈھونڈھتا ہون جو کچھہ
میرے پاس تھا وہ سب کچھہ لٹ گیا - اب گلے کا ہار باقی ہے یہ مین تجھے دیتا ہون تو مجھے غوث گڈھ
کا رستہ بتا دے - اوسنے کہا بہت اچھا میرے ساتھ چلئے - اوس کو اپنے گھر مین لے آیا اور
بند کر دیا اور رانا خان پاس دوڑا گیا - وہ یہان لڑائی کے سبب قریب ہی فروکش تھا -
اوسنے یہ سنتے ہی آدمی دوڑائے وہ آنکر غلام قادر کو اپنے لشکر مین پکڑ لے گئے اور سیندھیا
کے پاس اوس کو متھرا مین بھیجدیا - میرٹھہ کے قلعہ کو پٹھانون نے خالی کر دیا - ادھر ادھر
چلے گئے - بہادر سخت پکڑ کر دلی بھیجا گیا وہان وہ قتل ہوا - اور منظور علی خان بھی ہاتھی کے پیر سے
باندھے گئے - اور شہر کے بازارون مین گھسیٹ کر مر گئے جب غلام قادر متھرا مین پہنچا
تو سیندھیا نے اوسکی بڑی فضیحتی کی - ایک گدھے پر اولٹا سوار کیا - اور ایک پہر ساتھہ گیا
اور پھر ایک ایک کان سے ایک ایک کوڑی نواب ون محال کے نام سے منگوائی - پھر اوسکی زبان
کاٹ لی - پھر اوسکی آنکھین نکال ڈالین - پھر ناک کان ہاتھہ پیر کاٹ لئے - اسطرح لوتھڑا بناکر بادشاہ
کی خدمت مین دلی بھیجا - مگر راہ مین موت نے بڑی رفاقت کی - کہتے ہین — سوم مارچ ۱۷۸۹ع
ایک درخت مین اوسکو لٹکا کے پھانسی دیدی - یہ لاش قیمہ قیمہ اندھے بادشاہ کے روبرو
دیوان خاص مین پیش ہوئی - لوگ شاہ عالم کے استقلال و صبر و تحمل کی بڑی تعریف
کرتے ہین کہ جس وقت آنکھین اوس کی نکالی گئیں تو اوسنے اف نہ کی اور خدا کو یاد کرتا رہا
اور اس صدمہ کے بعد بھی اتنے دنون تک زندہ رہا - کاش اس استقلال اور عالی ہمتی کا سوان حصہ
وہ میدان جنگ مین دکھلاتا تو اپنی فہم اپنی سلطنت کو بحال کر لیتا - اب سیندھیا نے شاہ عالم
کو تخت پر بٹھایا - اگرچہ اب تک کوئی اندھا بادشاہ تخت پر نہیں بیٹھا تھا - اور یہ بھی مشہور ہے
کہ بادشاہ اندھا نہ ہونا چاہئے - نو لاکھہ روپیہ سالانہ اوسکے خرچ اخراجات کے لئے مرہٹون نے
مقرر کر دیا - اور بہت سے جھگڑون اور لڑائیون کے بعد ۱۸۰۳ع مین لارڈ لیک صاحب اپنی
انگریزی فوج لیکر دلی مین داخل ہوئے اور مرہٹون کو مار کر نکال دیا اور بادشاہ کی پنشن بارہ
لاکھہ روپیہ سال مقرر کر دئے - اسکا مفصل حال انگریزی زمانہ کی تاریخ مین لکھا ہے - پھر بادشاہ

پینتالیس برس تک تخت نشین رہا۔ اور ۱۸۰۶ء میں مرگیا شاہ عالم نے اندھے ہونیکے بعد مرثیہ لکھا ہے

چه حادثه برخاست پئے خواری ما — داد بر باد سر و برگ جهانداری ما
آفتاب فلک رفعت شاهی بودم — برد در شام زوال آه سیه کاری ما
چشم من کنده شد از جور فلک بهتر شد — که نه بینیم که کند غیر جهانداری ما
داد افغان بچه شوکت شاهی بر باد — کیست جز ذات خدائے که کند یاری ما
کرده بودیم گناہے که سزایش این بود — چیست امید که بخشد گنه گاری ما
کرده سی سال نظارت که مراداد بر باد — زود تر یافت تلافی ستمگاری ما
نازنینان پری چهره که هم بزم بودند — کیست جز محل مبارک به پرستاری ما
حق طفلان که ز سی سال فراهم کردند — کرده تاراج نمودند سبکساری ما
عهد و پیمان عیان داده نمودند دغا — محلیان خوب نمودند وفاداری ما
شیر دادیم به افعی بچه پروردیم — عاقبت گشت بجور پئے خونخواری ما
قوم افغان و مغلیه همه بازی دادند — بسکه گشتند همه زر گرفتاری ما
آن گدازاده بهدان که بدوزخ برود — بانی جور و ستم شد بدل افگاری ما
گل محمد که ز مردان بشرارت کم نیست — چه قدر کرد وکالت به گرفتاری ما
هم اله یار و سلیمان و بدل بیگ لعین — همه بستند کمر بهر دل آزاری ما
شاه تیمور که دارد سر نسبت با من — زود باشد که بیاید به مددگاری ما
مادهوجی سیندهیه فرزند جگربند من — هست مصروف تلافی ستمگاری ما
راجه و راؤ و زمیندار امیر و چه فقیر — حیف باشد که نسازند لغمخواری ما
حال ما گشته بتر هم چو اماماں ز یزید — کرد تقدیر ازل روزی ما خواری ما
بود جانکاه زر و مال جهان همچو مرض — دفع از فضل الهی شده بیماری ما
آصف الدوله و انگریز که دلسوز من اند — چه عجب که بنمایند مددگاری ما
آفتاب از فلک امروز تباهی دیده — باز فردا دهد ایزد سر سرداری ما

ابو النصر معین الدین اکبر شاہ ثانی

مرزا جوان بخت جب مر گیا تو یہی شاہزادہ شاہ عالم کا ولیعہد ہوا ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء مین پیدا ہوا۔ اور بعد شاہ عالم کے مرنے کے ۱۲۲۱ھ ۱۸۰۶ء مین تخت نشین ہوا۔ اٹھائیس برس تک تخت پر بیٹھا ہے ۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء مین اسی برس کی عمر مین مر گیا۔ شاہ عالم جب بوڑھا ہو گیا تھا تو اوس کے خرچ بھی بوڑھے ہو گئے تھے۔ کچھہ اوسکے مزاج مین خست بھی آ گئی تھی غرض کئی لاکھہ روپیہ اوسکے خزانہ مین جمع ہو گیا جب وہ مر گیا تو اکبر شاہ بادشاہ ہوا۔ نہ وہ آنکھون سے اندھا تھا نہ ہاتھونکا تنگ تھا۔ اوسنے یہ فریاد کرنی شروع کی۔ کہ ایک لاکھہ روپیہ مہینہ اوسکے خرچ کے لئے کافی نہین ہے پہلے بادشاہونکی اولاد اور بہت سے شاہزادے جنکی پرورش بادشاہ کے ذمہ تھی ایک لشکر تھا۔ شاہ عالم کی اولاد کے بڑے بڑے وظیفے تھے غرض بادشاہ کی اس درخواست پر لارڈ منٹو نے التفات کیا۔ پہلے انگریزی گورنمنٹ نے وعدہ بھی کیا تھا کہ جب انتظام مالی ہماری گورنمنٹ کا درست ہو جائیگا تو اضافہ بادشاہ کی پنشن مین کیا جاوے گا۔ ۱۸۰۹ء مین گورنر جنرل نے اضافہ کا ارادہ کیا۔ جبتک شاہ عالم کا روپیہ جمع کیا ہوا باقی رہا اکبر شاہ چپکا بیٹھا رہا جب یہ روپیہ خرچ ہو گیا تو وہ اپنے اضافہ پنشن کے لئے جسکو وہ اپنے ملک کا خراج جانتا تھا بیقرار ہوا۔ اور اوسنے اپنے بیٹے کو جو لکھنؤ مین نواب وزیر کے پاس تھا اس مضمون کا خط لکھا کہ۔ نور چشم راحت جان طول عمرہٗ

بعد دعا درازی عمر معلوم ہو کہ جو روپیہ خزانہ مین شاہ عالم کا جمع کیا ہوا تہا وہ سب خرچ ہو گیا۔ انگریزی گورنمنٹ نے جو خراج ملک کا مقرر کیا ہے وہ اخراجات کے واسطے کافی نہین ہے تم ایسی تدبیر کرو کہ نواب وزیر سے میرا مدعا حاصل کرنے مین کوشش کرے۔ اتفاق سے یہ خط ریذیڈنٹ لکھنؤ کے ہاتھہ پڑ گیا غرض اسپر شاہزادہ کو مطلق العنانی سے روکا۔ اور بادشاہ کو بھی ریذیڈنٹ دہلی نے سمجھایا کہ آپ کو ایسی حرکات سے کچھہ فائدہ نہین حاصل ہو گا بلکہ اولٹا نقصان ہوگا۔ دہلی کے آدمی مدت سے بادشاہ اور شاہزادونکو کاٹھہ کا الّو سمجھتے تھے۔ کئی ایک بدمعاشون نے ایکبار

سازش شروع کی۔ ایک ہندو اور ایک مسلمان دو بدمعاش جمع ہوئے۔ ایک نے تو یقینا حسب اونکے معاون ہوئے
چیف جسٹس رسل صاحب کا خط بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ اور عرض کیا کہ ہم کلکتہ جاتے ہین اور
مرزا جہانگیر کو ولیعہد مقرر کراتے ہین۔

بادشاہ سلامت راضی ہوگئے دونوکو وکیل مقرر کرکے کلکتہ بھیجدیا۔ مولوی صاحب
یہین بادشاہ پاس سمجھانے سمجھانیکے لئے رہے غرض مدت تک اس بھولے بادشاہ کو بہکاتے رہے
خطوط بادشاہ کے نام بھیجتے رہے ایک خط مین لکھا کہ جب ہم نے حضور کی پریشانیونکا حال لارڈ رسل
صاحب کے سامنے بیان کیا تو افسوس کرکے ہاتھ ملنے لگے۔ اور جب حضور کا خط پڑھا تو رنج کے مارے
ہونٹھ چبانے لگے۔ اونھون نے وعدہ فرمایا ہے کہ نظام الملک یعنے مٹکاف صاحب رزیڈنٹ دہلی کو
گورنر جنرل کیطرف سے حکم بھجواتے ہیں کہ ہم نے تمکو بادشاہ کی آرام اور آسائش اور اعزاز اور
اکرام کے لئے مقرر کیا تھا یا تکلیف اور رنج پہنچانیکے واسطے اگر آئندہ کوئی ایسی حرکت سننے
مین آئیگی تو موقوف کردئے جاؤگے۔ اسکے بعد پھر بادشاہ کو عرضی لکھی کہ اب ہم مسٹر سیٹن صاحب
اور گورنر جنرل کے ساتھ لندن جاتے ہیں خرچ بھجوا دیجیے اور ہمارا درماہہ ماہ بماہ گھر بھجواتے
رہئے۔ غرض یون ہی یہ بدمعاش روپیہ مارتے رہے جبتک انگریزونکو اس ساری سازش کا حال
معلوم ہوا۔ بعد اوسکے لارڈ مٹکاف صاحب نے بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ ایسے دہوکہ بازونکے فریب
مین آئندہ نہ آیئے۔ مرزا جہانگیر نے سیٹن صاحب کو لولو کہا تمنچہ مین گولی ماری وہ اونکی ٹوپی پر
لگی۔ اس سبب سے یہ شاہزادہ الہ آباد مین عزت کے ساتھ قید کیا گیا۔ یہان بھی نچلا نہ بیٹھا شادی
کی تقریب سے نواب وزیر پاس لکھنؤ مین گیا۔ وہان بھی اوسنے انگریزونکے خلاف سازش کرنی چاہی
مگر یہ راز کھل گیا قلعہ مین بادشاہ کو کل اختیار تھا۔ وہان انگریزی حکومت کو مداخلت نہ تھی
اسلئے اوسکی عجیب کیفیت تھی۔ سارے شہر کے بدمعاش اوسمین گھسے ہوتے تھے شہر سے مال چراکر
لیجاتے تھے قلعہ مین کھلی بازار بیچا کھاجاتے لاوارث لڑکون اور لڑکیون کو پکڑ لیجاتے اور وہان
دام کھڑے کر لیتے ڈگر ڈگر مارے مارے پھرتے قرضدار وہان جا دوڑتے شہزادے عجیب عجیب
حرکتین کرتے کبھی مال چراتے کبھی کسی کو قتل کرتے۔ کسی کو مارتے کسی کے بیٹے آپسمیں لڑتے

اوسکے زمانہ مین سوا خفیف خفیف بدمعاشونکی سازشون کے کوئی اور بات نہین واقع ہوئی تعظیم تکریم اوسکی اور نام بادشاہت کا اور قلعہ کی حکومت قائم رہی +

محمد سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ

یہ بادشاہ ۱۱۸۹ھ مین پیدا ہوا تاریخ تولد اوسکی ابوظفر ہے تعلیم اچھی ہوئی تھی خوشنویس تھا طغرا خوب لکھتا تھا شعر خوب کہتا تھا اوسکی غزلونکا شور سارے شہر مین گیا اور دور دور رہتا تھا چار مجلد دیوان اوسکے یادگار ہین مرزا اسداللہ خان غالب فارسی زبان مین دوسرے میر خسرو تھے اوسکے ہان متعلق تھے - ابراہیم ذوق طوطی ہند جو ریختہ گوئی مین دوسرے میر تھے وہ اوسکے اُستاد تھے - بادشاہ علم التصوف مین ماہر تھا سارے گلستان کی شرح علم تصوف مین لکھی ہے وہ خاندان چشتیہ مین مرید تھا اور خود بھی پیر و مرشد تھا اور اورون کو مرید کرتا تھا خاص مریدونکو دو دو روپیہ مہینہ بھی دیتا تھا - کثیرالازدواج اور کثیرالاولاد تھا - دو ولیعہد اوس کے سامنے مرچکے تھے سب سے بڑا زندہ بیٹا مرزا قویاش مستحق ولیعہدی تھا - بادشاہ چھوٹے بیٹے مرزا جوان بخت کے لئے ولیعہدی چاہتا تھا غریب دری کی صفت اوسکی قابل یادرکھنے کے ہے لنگڑے لولے اندھے بہرے اپاہج جتنے اوسکے ملازم تھے سب کی تنخواہ گھر بیٹھے پہنچتی تھی فقط آنکی مہر قلعہ مین جاتی تھی - وہی تنخواہ لے آتی تھی ساری عمر مین شاید کسی نوکر کو موقوف کیا ہو ہمیشہ نوکرونسے محبت کی باتین کرتا اور کبھی سخت کلامی نہ کرتا سوا ایکدفعہ کے کہ اونسے دو ایک بدکار لونڈیونکا سر منڈوا دیا اور ایک لونڈی کی ناک کاٹنے کا ارادہ کیا - روز بروز بادشاہ کی قدر کم ہوتی جاتی تھی - قلعہ کی لال حویلی کا ایسا ہی لحاظ رہا تھا جیسا کہ اور دولتمند شریفون کے مکان کا ہوتا تھا - نذر بھی لارڈ ڈلہوسی نے بند کردی تھی - قلعہ اب شہر کے اوباشون اور بدمعاشونکی کمین گاہ اور امن گاہ نہ رہا تھا نہ اوسمین بردہ فروشی ہوسکتی تھی - نہ کوئی مجرم سنگین بغیر تحقیقات کے رہا ہوسکتا تھا - نہ چوری کا مال غائب ہوسکتا تھا - نہ کوئی قرضدار عدالت کی ڈگری کی گرفتاری سے محفوظ ہوسکتا تھا - قاعدہ ہے کہ جب چراغ بجھنے کو ہوتا ہے تو لَو

اوٹھتی ہے جب وہ مرنیکو ہوتا ہے تو سنبھالا لیتا ہے اسیطرح جب سلطنت تیموریہ کا چراغ گل ہونیکو ہوا اور آخر وقت آیا تو اوسنے اپنی وہ روشنی چمکائی اور ایسا سنبھالا لیا کہ اوسکی نظیر کہیں مشکل سے تاریخ مین ملیگی ۱۸۵۷ء مین مئی کا مہینہ آیا۔ اور ہنگامہ بغاوت بنگالے کی انگریزی سپاہ کا برپا ہوا۔ کیا قدرت الہی اور شان کبریائی ہے کہ آن کی آن مین کیا سے کیا ہو گیا کہ اوس بادشاہ پاس جسکے خزانہ میں پھوٹا بادام نہ ہو پندرہ بیس روز کے عرصہ مین بے طلب لاکھون روپیہ جمع کرا دئے اوس بادشاہ پاس جسکے ہان چار سپاہی ایسے نہون کہ بندوق کو بھر سکین ہزارون وہ سپاہ بلاے اکٹھی کردی کہ جسکے ہاتھو نسے سارا ہندوستان فتح ہوا ہو۔ اور جسکے گلے میں لڑائیون کے فتح کرنے کے تمغون کے ہار پڑے ہوئے ہون۔ اوس بادشاہ کے پاس جسکے ہان ٹوٹی پھوٹی ایک توپ ہو گھوڑونکے توپخانے اور ہزارہا قلعہ شکن توپین ہم پہنچا دین اوس بادشاہ پاس جسکے میگزین مین سیر بھر بارود اور ایک پٹاخہ نہو اوسکے قبضہ مین دلی جیسے میگزین کا لال پارہ آگیا ہو جس فقیر بادشاہ کی نذر مین کوئی پھوٹی کوڑی پیشکش نہ کرتا ہو اوسکے سامنے آج شاہ اودہ کی اور کل والی رامپور کی پیشکش رکھی گئی ہو جس ساقط الاختیار اور بے اختیار بادشاہ کو کوئی رئیس خط بھی نہ لکھتا ہو اوس پاس چارون طرف سے عمائد ملک کی عرضیان آئی ہون ہندوستان مین کوئی بڑا راجہ نواب ہوگا جسکا کوئی وکیل یا کوئی آدمی شہر کے گلی کوچون میں چھپا ہوا نہ پڑا ہوگا۔ اور اوس نے اگلی پچھلی کتابون کو دیکھ بھال کر خاندان تیموریہ سے اپنے پرانے ناطے رشتے اور واسطونکا مسودہ نہ گھڑا ہو اور وقت کا منتظر نہ بیٹھا ہو۔ اسوقت دلی کے دیکھنے سے یہ حقیقت کھلتی تھی کہ اس دم سلطنت تیموریہ نام کے بادشاہ کو کتنے ہندوستانی دل مین مانے ہوئے اور اس شہر کو اپنا ملک کا دار السلطنت جانے ہوئے بیٹھے تھے۔

مئی ۱۸۵۷ء سے ستمبر سنہ الیہ تک ہنگامہ کارزار برپا رہا۔ بہتر بہتر لڑائیاں ہوئین سب مین باغیونکو شکست ہوئی۔ آخر سرکار انگریزی ہی نے دلی کو فتح کیا۔ باغیون کے جدھر سینگ سمائے اودھر چلے گئے۔ بادشاہ نے ہمایون کے مقبرہ مین اپنے تئین انگریزون کے

حوالہ کیا - رنگون کو جلاوطن ہوا - اپنے جوان بیٹون اور پوتون کو اپنی آنکھونکے سامنے قتل ہوتے ہوئے دیکھا - اس بادشاہ پر خاندان تیموریہ کی سلطنت کا خاتمہ ہوا - اسلئے میری تاریخ کا بھی خاتمہ بالخیر ہوا +

خاتمہ

مسلمانون کے ہاتھ سے ہندوستان کی سلطنت کیا گئی اُن کے عروج اقبال کا زمانہ ہی گیا - اور اون کے زوال کا زمانہ ساری دنیا مین آگیا - ہم نیچے ایک مضمون لکھتے ہین جس سے یہہ حال معلوم ہوگا کہ اب بہی اون کی سلطنتین ایشیا میں کہان کہان ہیں +

مسلمانون کی سلطنتین ایشیا میں کہان کہان ہیں اور بالفعل اونکا کیا حال ہے

اگرچہ مسلمانونکے عروج و اقبال کا زمانہ وہ نہیں رہا کہ اُنکی سلطنت و سطوت کا آفتاب ربع مسکون پر اپنی روشنی پھیلاتا تھا اور انکی مملکت کو وہ وسعت تھی کہ جسکے اندر ایک ہی وقت مین کہین سحر ہوتی تھی کہین دوپہر کہین شام کہین آفتاب لب بام کہین افق پر مقام مگر اس تنزل کے زمانہ مین بھی تینون براعظم ایشیا - افریقہ - یورپ مین انکی چھوٹی بڑی سلطنتیں اور بُری بھلی ریاستیں موجود ہین ہم انکا نہایت مختصر حال جو فی الحال ہے بیان کرتے ہیں کہ اونکی وسعت کیا ہے نظم و نسق کیا ہے رعایا کی مرفع الحالی کی کیا حالت ہے +

اول ایشیا سے شروع کرتے ہین کیونکہ وہی انکی سلطنت کا سرچشمہ تھا - اسی مین ابتک اُنکی بہت سی رنگ برنگ کی قومین اپنی خصائل و عادات و قابلیت و استعداد مختلف درجے کی رکھتی ہین

ایک طرف مین تاتاری ترک بہت بیٹھی ہین جو نہایت صابر حلیم سخت جفاکش نفس کش مگر اپنی حالت پر ایسے مستقل جیسے ہوئے ہین کہ عقل و فہم کے اندر آگے ترقی کرنیکی قابلیت جاتی رہی ہے - ایک طرف ہندی ہین کہ نہایت ذہین اور کاروبار روزگار مین ہنرمند و سلیقہ شعار مگر قوم ہنگر قومی خوبیون کے دکھانے کی قابلیت نہین رکھتے - ایک طرف اہل عرب ہین کہ خدا پرست مستقل مزاج بڑے گنبھیر اپنی تنہائی مین آزاد - ایک جانب ایرانی ہین خوبصورت نفیس مزاج زبان مین طلاقت رکھنے والے مگر کسی کام مین استقلال نہین رکھتے - بڑے متلون ترکمان اسلام کے غلام - ناحق پیرون کے اعتقاد کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے کہ کسی طرف حرکت نہین کرسکتے - افغان جنگجو - کینہ خو - بہادر غرض یہ قومین ایشیا کو جیسے عرب - الجزیرہ ایران افغانستان - بلوچستان مین اپنی شائستگی و تہذیب مختلف درجون کی دکھارہی ہین آپس کے نفاق و عناد سے اور باہر کے حملون اور فساد سے کوئی خالی نہین ہان اہل عرب اپنے صحرا اور ریگستان و کوہستان مین بڑے شادمان اور آزاد ہین +

اب ہم ایشیا کے چار حصے باعتبار سلطنت کے کرتے ہین - اول مسلمانی ایشیا وہ ایشیا کا مغربی حصہ ہے دوم انگریزی ایشیا وہ جنوبی حصہ ہے سوم روسی ایشیا وہ شمالی حصہ ہے چہارم بدھ مذہب والون کا ایشیا وہ مشرقی حصہ ہے - یون چارون سمتون مین ہر سمت کی الگ الگ کیفیت ہے اور دو مین عیسائی اور ایک مین مسلمان - ایک مین بدھ مذہب والے سلطنت کر رہے ہین ایشیا گو مہد بنی آدم تھا - اور ساری قومون کو اسی نے تہذیب و شائستگی کا سبق پڑھایا تھا اور ساری قومین اسی کے پیٹ سے پیدا ہوئیں ہین مگر اس زمانہ مین وہ پریشان حال ہے کہ اس مین ایسی سکت نہین رہی کہ جبتک اسکی بغل مین اہل یورپ اپنے دونو ہاتھون کو نہ دین وہ کھڑا ہوسکے یا آگے قدم بڑھا سکے جبتک اہل یورپ اس پیر نابالغ کو بچہ بنا کے اپنی تہذیب علم و ہنر کے مدرسہ مین بٹھا کے تعلیم نہ دین تو وہ خود ایسی ترقی - شائستگی و تہذیب نہین کرسکتا جس سے انسان انسان کہلاتا ہے - اب جہان کہین اس مین ترقی کے آثار نمایان ہوتے ہین وہ اہل یورپ ہی کی سعی و کوشش کا نتیجہ ہوتا ہے غرض زرخیز و زبردست اہل ایشیا

اہل یورپ کی ہر بات مین دست نگر ہوتے جاتے ہین اہل یورپ کے ہاتھہ مین سارا ایشیا ہے
اگر انھون نے سارے ایشیا کو مہذب و شائستہ نہ بنایا تو سمجھو نبی آدم ہی شائستہ و مہذب ہوا
اسلئے کہ ساری دنیا مین جتنے آدمی رہتے ہین انمین دو تہائی کے قریب ایشیا مین آباد ہین انکی ترقی کا معدوم ہونا اور تہذیب سے
محروم ہونا گویا دو تہائی آدمیون کا انسانیت سے محروم ہونا ہے۔ کوئی ایشیا کا ایسا حصہ نہین کہ جہان اہل یورپ کا
کسی نہ کسی پیرایہ مین پاؤن درمیان مین نہ ہو۔ زمین پر ایشیا کے تمام ملکون کا یورپ کی نسبت
ایسا حال ہی جیسا کہ آسمان پر ستارون کا کہ ضرور ہے کہ وہ کسی نہ کسی آفتاب کے گرد طواف کرین ایسی
ہی ہر ایشیائی سلطنت ضروری ہی کہ کسی یورپ کی سلطنت کے گرد صدقے ہو یعنی کوئی سلطنت یورپ
کی رعب و اب کے اثر سے خالی نہین۔ شمالی حصہ جو روسیون کے عمل دخل مین ہے وہ کل ایشیا کی ایک
تہائی سے قریب ہی سارے ہندوستان کی مالک جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند ہین اور اسکے ساتھ برہما
سیام لنکا بحر ہند کے جزائر بھی زیر فرمان ہین بلوچستان اور افغانستان مین برٹش گورنمنٹ
کا رعب و اب اثر کرتا ہے مغرب مین شمالی ایشیا مین سلطان روم کی سلطنت مین ایشیاء کوچک
شام عرب ہین جنکی حفاظت مین سلطان روم کی صلاح کار برٹش گورنمنٹ اور اور سلطنتین ہین
اور ایران مین شاہ ایران کی حکومت ہی جسپر روس اور انگلستان دونون کا رعب و اب اثر کرتا ہے
مشرقی سلطنت کے چار حصے ہین چین۔ جاپان۔ سیام۔ برہما۔ آخر کے دو حصہ انگریزون کی عملداری
مین آ گئے۔ باقی چین نے اپنے بندرگاہ تمام اہل یورپ کے ساتھہ تجارت کھولنے کے لئے کھول
رکھے ہین جاپان نے اہل یورپ کی ساری شائستگی اور تہذیب کو اختیار کر لیا ہی۔ ایک چھوٹی سی
ریاست مسلمانون کی ملاکا ہے جسکو کشش ثقل خود بھاری سلطنت انگریزی کی طرف
لئے جاتی ہے +

اب باعتبار آبادی اور وسعت ان چارون حصونکی کیفیت یہ ہی کہ جو مسلمانون کی سلطنت
مغربی ایشیا مین ہی جسکا رقبہ اکیس لاکھہ میل ہے اور آبادی تین کروڑ بیس لاکھہ جنوبی ایشیا
جسمین انگریزی سلطنت ہی اوسکا رقبہ بتائیس لاکھہ میل اور آبادی سینتالیس کروڑ مغربی ایشیا مین
بدھ مذہب کی عملداری ہی رقبہ پچپن لاکھہ میل اور آبادی پچاس کروڑ شمالی ایشیا جسمین دس

حکومت کرتا ہے ستر ہ لاکھ تیس ہزار میل اور آبادی ایک کروڑ اسی لاکھ ہے کل رقبہ ایک کروڑ بہتر لاکھ تیس ہزار مربع میل اور آبادی ایک ارب دو کروڑ +

تمام ایشیا میں برٹش انڈیا اور سیلون میں نظم و نسق خوب ہے سیبیریا میں وہی عملداری میں اچھا بندوبست ہے - وسط ایشیا میں توقند بخارا خیوا میں روسیون کے اہتمام سے انتظام ہوتا جاتا ہے کیمبوڈیا کے جزیرہ نما میں فرانسیسی بھی عمل دخل کرتے جاتے ہیں چین کی عملداری میں گو بعض بڑی خوبیان ہیں مگر بحیثیت مجموعی وہ نیم وحشی ہی ہے - جاپان نے تمام اپنے آئین قوانین تعلیم و تہذیب میں اہل یورپ کا چربہ اوتارا ہے مگر ابھی یہ امر تحقیق کے درجہ پر نہیں پہنچا ہے کہ وہ اپنے سارے کامون مین اس تقلید کے اندر کامیاب ہو وہ ولو ایران اور ٹرکی ایشیا میں کسی قدیمی قوانین آئین کی ترمیم نہین ہوئی عرب میں سب سے نرالا انتظام ہے وہ اپنے قدیمی انتظام جو قبیلونکا ہے رکھتے ہین +

سلطان روم کی فرمان روائی ایشیا میں

عرب میں اور اس حصہ میں جو جنوب مغرب مین دریائے دجلہ کے واقع ہے ان سب میں سلطان روم فرمانروا ہے - اسکی سرحد پر روس اور ایران کی عملداری ہے ان سلطنتون سے اسکا ڈانڈا امیشیا کوہ ارارات کے قریب ملتا ہے - اسکے تینون طرف پانی ہے مصر کی طرف خشکی - اوسکے چار حصے ہیں اول ایشیا عرب دوم ایشیا مائنر سوم شام چہارم فلسطین (پیلسٹائن) ایشیاء کوچک جسکا یہ نام ایشیا کے سے چھوٹے ہونے کے سبب سے رکھا گیا ہے اسکو اہل یونان اناٹولیا کہتے تھے اسکی سرحدین ہمیشہ متغیر ہوتی رہی ہیں +

اب ٹرکی نظم و نسق کی کیفیت ایشیا میں یہ ہے کہ وہ شخصی سلطنت ہے مگر شرع اسلام کی پابندی رسم و رواج کا پاس و آداب سلطنت کو مطلق العنان نہیں ہونے دیتا سوا اسکے سلطان کے بیجا ارادون کا مزاحم وزیر اعظم سلطنت اور دیوان بھی ہوتا ہے گو دیوان کے تمام ارکین کو سلطان خود مقرر کرتا ہے - ان ارکان سلطنت کے لئے کوئی مدت ملازمت پہلے سے نہین متعین ہوتی اس لیے

اس مین طمع وحرص ایسی دست درازیان کرتی ہی کہ اونکا روکنا مشکل ہوتا ہی ۱۸۶۶ء مین انتظام
ملکی اور مالی کے لئے ملک کی تقسیم ولایتون میں اور سنجکون مین ہوئی - ولایت کو ایسا سمجھو جیسے یہان
کمشنری کی قسمت ہوتی ہی اور سنجک ایسا جیسے کہ ضلع ولایت کا نام جو بڑا شہر اس مین ہوتا ہی
اوسپر رکھا گیا - اسمین والی حکمران مقرر ہوا انہین جو اعلی درجہ کا والی ہوتا اوسکو مشیر یا پاشا کہتے
ہاین سنجک (یعنے ضلع) مین جو حاکم مقرر ہوتا اوسکو قیماقان کہتے ہیں - ان اول درجہ کے حاکم کو
متصرف یا درجہ دوم کا پاشا کہتے ہیں پھر اونکے ماتحت قضائین ہیں یعنے ضلعے کے حصے انہین جو
حاکم مقرر ہوتا اوسکو مدیر کہتے ہیں - اگرچہ برائے نام رعایا اُسکو اپنی طرف سے مقرر کرتی تھی - مگر
درحقیقت وہ والی ولایت کی طرف سے مقرر ہوتا تھا - ایک قاضی کا بھی عہدہ ہوتا ہی جو ذی اختیار
اور صاحب اعتبار آدمیون کی طرف سے ایک سال کے لئے مقرر ہوتا ہے - اسکے تقرر مین مدبر
کو بڑا دخل ہوتا ہے - اور بہت سے عہدے ہیں مگر کسی عہدہ کے واسطے امتحان اور لیاقت کی شرط
نہین ہی بلکہ عہدہ کا پانا سفارش اور رشوت پر موقوف ہی +

قاضی وہان بمنزلہ مجسٹریٹ اور پولس افسر کے اور محتسب وہان بمنزلہ ریمٹ افسر کے ہوتے ہین
خراج وہان وہ یکی کے قدیمی انتظام کے موافق لیا جاتا ہی مگر جتنا روپیہ رعایا سے وصول ہوتا
اتنا خزانہ مین نہین جاتا بہت اہلکارون مین اُڑجاتا ہی - عدالت فوجداری اور دیوانی کے
قوانین نہایت انصاف پر مبنی ہیں - مگر انکی تعمیل ایسے ملازمون کے ہاتھ مین دی جاتی ہی کہ انصاف
وعدالت مین بڑی خرابیان پیدا ہوتی ہیں عدالتون کا بڑا جزاعظم رشوت ہی - گو ترک اپنی ذات سے
بڑے دیانتدار سچے ایماندار منصف ہوتے ہین مگر کچھ انتظام عدالتون کا ایسا ہوتا ہی - کہ اگر
کوئی فرشتہ بھی اسمین حاکم بنے تو شیطان ہوجاتا ہی - بالجبر اسکو بداخلاقی اپنے مین پیدا کرنی
پڑتی ہے - عیسائی جو وہان رہتے ہین انکی شہادت تمام عدالت کی کچہریون مین لیجاتی
مگر اسکی وقعت ایسی نہین سمجھی جاتی جیسے کہ مسلمان کی شہادت کی - اسی کی بڑی شکایت اونکو
ہے اگر یہ دور ہوجائے تو شاید پھر کوئی اور شکایت نہین ہے سلطان فقط معاملات دنیا کے انتظام
واسطے بادشاہ نہین سمجھا جاتا - بلکہ وہ معاملات دین کے واسطے بھی خلیفہ گنا جاتا ہے - اسلئے

تمام قوانین اور آئین سلطنت کی بنا قرآن شریف پر رکھی جاتی ہے۔ اور ساری ضرورتون میں اسی کی طرف رجوع کرنی پڑتی ہے مسلمانون کا مذہب تمام اور مذہبون سے مستثنی اس باب مین ہے کہ اس مے کوئی تخصیص کسی فریق کے ساتھہ مرشد وہادی دین ہونے کے نہین مقرر کی۔ ہر مسلمان مولوی ہو سکتا ہے۔ اور وہ قرآن شریف کے احکام اور مسائل کو مسلمانون میں بیان کر سکتا ہے۔ قرآن مین فقط احکام دین ہی نہین ہیں بلکہ اس مین دنیا کے معاملات کے باب مین بھی احکام ہین اس لئے ان مولویون اور عالمون کو دنیا کے معاملات و مقدمات مین فیصلے کرنے مین بھی مداخلت ہوتی ہے پس اس سبب سے شیخ الاسلام جو تمام عالمون اور مولویون کا امام و پیشوا ہے سلطان کے بعد دنیا کے معاملات مین اختیار رکھتا ہے اور دین کے معاملات مین اوسکا اقتدار سلطان سے بھی بڑھا ہوا ہے تعلیم جو اس زمانہ کے موافق ہونی چاہئے اسکے بڑے حارج اور مزاحم یہہ مولوی ہین ۱۸۴۵ء مین تعلیم کی ترمیم ہو کر دنیاوی تعلیم کی تجویز ہوئی اور اوسکے واسطے ایک یونیورسٹی قسطنطنیہ مین قایم ہوئی۔ اور ابتدائے تعلیم کے واسطے احکام جاری ہوئے کہ سب کو بالجبر دی جائے۔ مگر ان عالمون کا اثر عوام کے دلون پر ایسا تھا کہ اونھون نے اس انتظام تعلیم کو چلنے نہین دیا۔ اور صرف تعلیم عوام کو قرآن شریف کے پڑھنے اور حساب کے چند قوانین سیکھنے پر محصور کر دیا غرض مسجدون اور مدرسون مین ہزارون طالب علم پڑھتے ہین۔ مگر کوئی گروہ ایسا کہ جن مین اصل تعلیم کے جوہر نمودار ہون وہ نہین دکھائی دیتا۔ پس یہی صورت تعلیم کی ٹرکی ایشیا مین ہے عرب اس سے بھی مستثنے ہے جو کچھہ تعلیم اسمین ہے وہ دینی ہے اور کچھہ نہین۔

ایشیائے ٹرکی مین غیر مذہب والون کے ساتھہ رعایتین اور حسن سلوک مسلمانون کا برہتا جاتا ہے +

ٹرکی ایشیا اور عرب کی آبادی اور رقبہ کی یہ کیفیت ہے +

نام	رقبہ	آبادی
انی اولیا ایشیا مائی نر	۴۳۰۰۰۰	۱۰۸۵۹۱۲۴

نام	رقبہ	آبادی
آرمینیا } ترکی	۳۰۰۰۰	۶۷۴۶۰۸
کردستان } ترکی	۵۰۰۰۰	۱۵۰۰۵۸۷
میسوپوطانیہ (الجزیرہ)	۲۲۰۰۰۰	۹۳۴۳۳۳
شام یعنے سریا	۱۰۸۰۰۰	۲۳۰۹۸۳۷
فلسطین یا پیلسٹائن	۱۲۰۰۰	۷۰۰۰۰۰
ترکی عرب	۳۰۰۰۰۰	۱۶۱۴۸۵۷
آزاد عرب	۵۰۰۰۰۰	۳۴۰۰۰۰۰
میزان	۱۴۴۰۰۰۰	۲۷۰۵۵۳۴۶

ان صوبون مین ترک ۔عرب ۔شامی ۔کرد ۔سرکیشین ۔یورک ترکمان یعنی متولی مسلمان رہتے ہین اور ۳۴۱۰۰۰ عیسائی بھی آباد ہین بعض اور قومین یہودی اور سندری بصری بھی جنکی تعداد ۳۲۶۰۰۰۰ ہی آباد ہین تمام ملک ۴۶ ولائتون اور ۴۵ سنجک مین تقسیم ہین۔ اونمین یہ ولائتین مشہور ہین سقوتره ۔قلنیہ ۔ارض روم ۔بغداد ۔دمشق مین سنہ ۱۸۷۸ء مین روس و روم کی لڑائی کے سبب سے بطوم وغیرہ روسیون کے پاس اور جزیرہ سائپرس انگریزون کے پاس اور قطور شاہ ایران کے پاس ترکون کی عملداری سے نکل کر آگئے ہین قصبے و شہر جنمین چار ہزار آدمیون سے زیادہ آباد ہین ساٹھہ تعداد مین ہین انمین سے یہ مشہور ہین سمرنا ۔اسمین ڈیڑہ لاکھہ آدمی رہتے ہین ۔دمشق اسمین ایک لاکھہ تیس ہزار ۔قیصریہ ساٹھہ ہزار مسقط مین ساٹھہ ہزار ۔ارض روم مین پچپن ہزار ۔مکہ معظمہ مین پینتالیس ہزار ۔دیار بکر مین پینتالیس ہزار ۔عرفہ چالیس ہزار ۔جدہ تیس ہزار ۔عدن مین تیس ہزار ۔اور شلیم مین اٹھائیس ہزار ۔قلنیہ مین پچیس ہزار ۔حدیدہ مین پچیس ہزار ۔مدینہ منورہ مین بیس ہزار طائف مین آٹھہ ہزار ۔مخا مین سات ہزار ۔ینبوع مین چھہ ہزار ۔بصرہ مین چھہ ہزار بایزید مین پانچ ہزار ۔

سلطنت ایران

سنہ ۱۸۷۲ء مین جو بلوچستان اور افغانستان کا سرحدی کمیشن مقرر ہوا تھا اُسنے اور روس
اور ٹرکی کے ساتھہ صلحنامون نے بالفعل ایران کی یہ سرحدین مقرر کی ہین شمال مین روس
کی عملداری ہے۔ روس و ایران کا سرحدی کمیشن ۱۸۸۱ء مین مقرر ہوا تھا۔ اوسنے ابھی اسطرف
کی سرحد کا فیصلہ نہین کیا۔ اور مغرب کی طرف سرحد ٹرکی ایشیا کی عملداری سے ملی ہوئی ہے
جنوب بمغرب اور جنوب مین خلیج فارس و بحر عرب ہے۔ مشرق کی سرحد افغانستان و بلوچستان
سے ملی ہوئی ہے غرض ایران کی سرحدین مشرق و مغرب و شمال مین ایسی عملداریون سے
ملی ہوئی ہین کہ ہر وقت وہان معرکہ جنگ برپا ہو سکتا ہے۔ وزیر کرمان نے اپنا لقب امیر بلوچستان
رکھا ہے اور اوسنے اپنے علاقہ مین دو بڑے ضلعے بام پیر اور مغربی مکران شامل کر لئے
ہین جو حقیقت مین ایران کی سلطنت سے متعلق ہین ان اضلاع کی علیحدگی نے ایران کی
سلطنت کو ایک منحرف کی شکل سے مثلث کی شکل بنا دیا ہے۔ تمام پہاڑ اور میدان سلطنت
ایران کی ملکر ایسی شکل اپنی بناتے ہین کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بڑھی بہر بلی بیٹھی ہوئی ہے
یہ مشابہت اس سبب سے بھی خوب مناسبت رکھتی ہے کہ ایران کی بلیان بڑی مشہور ہین
کل رقبہ اسکا چھ لاکھہ دس ہزار مربع میل ہے۔ اور پچاس لاکھہ اور کروڑ کے درمیان آبادی ہے
باوجودیکہ ایران کی سلطنت مین نو سو میل ساحل بحر واقع ہے مگر اس مین جزیرے نہین ہین
صرف ایک جزیرہ ہے اور جزائر قشم جو ہین وہ سلطان عمان کے پاس ہین اشرادہ ایک
چھوٹا سا جزیرہ تھا وہ روسیون نے لے لیا ہے +

ایران مین ہمیشہ سے سلطنت شخصی چلی آتی ہے وہان بادشاہ کا لقب شہنشاہ ہے
آج کل ناصر الدین شاہ جو ترک قوم کا قاچاہی شاہ ہے قریب سے ادو کروڑ روپیہ کے تمام
ملک کی آمدنی ہے۔ یہ آمدنی سلطنت کے خرچ کو کافی ہوتی ہے۔ آب ہوا و زمین کی برائیون
سے رعایا کی برائیان اور رعایا کی برائیون سے انتظام کی برائیان پیدا ہوتی ہین یہ برائیونکا

ایک دور چلا جاتا ہے - ملک مین ریگستان و کوہستان بہت ہو - قاعدہ ہے کہ جب ہوا ریت اڑا کر
دیوار سے ٹکراتی ہے تو وہ اونچی ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ وہ دیوار کے اوپر اڑنے لگتی ہے
اور پھر اوسکے تودے میدان مین لگنے شروع ہوتے ہیں اور وہ بلندی مین بڑھتے چلے
جاتے ہین یہانتک کہ اوس دیوار کے نشان باقی نہین رہتے ہیں میدان مین فقط ریگستان
ہی ریگستان نظر آتا ہے - اس طرح شہر کے شہر ریت کے تلے دب جاتے ہیں - بس جب ملک
کی یہ صورت ہو کہ ریت یون اڑتی ہو اور پہاڑ اس سے اٹتے ہون - اور پھر آئے دن اسمین
فساد رہین چارون طرف سے دشمنون کے حملے ہوتے رہین تو سلطنت کا کیون نہ زوال ہو آخر
صدی مین ان سببون سے یہ سلطنت وسعت مین بہت کم ہو گئی ہے - اور قوت مین ضعیف -
نادر شاہ کے زمانہ سے اس ملک پر زوال آنا شروع ہوا ہے جس شان و شکوہ کی یہ سلطنت
دنیا مین تھی اسکے سارے نشان لڑائیون نے مٹا دیئے ہیں - بادشاہان سلف کی عمارات
عالیشان کا نام و نشان باقی نہین رہا نہ انکے وہ بڑے بڑے شہر ہین - نہ میوہ دار باغ ہین
غرض سارے ملک پر ایک ویرانی برستی ہے شاہ ایران جو آج کل ہے وہ نہایت مدبر دانا ہے اوس نے
اپنی سلطنت کی صورت بنا رکھی ہے - ایک لاکھ سپاہی جسمین سے ایک تہائی مسلح رہتی ہے
باقی مسلح نہین رہتی کھیتی کا کام کرتی ہے مگر وہ ایک ساعت کے اندر ضرورت کی حالت مین
جمع ہو سکتی ہے - اونکے ہتیار بندوق و تپنچے پرانی وضع کے فرانسیسی انگریزی ہین ۱۸۸۱ع
مین سو توپین بھی انہین ملکون کی بنی ہوئی آگئی ہین - افسر مطلق جاہل ہین اور نہ قواعد دان
ہین - سپاہیون کی وردی اکثر دریدہ اور بوسیدہ ایسی رہتی ہے کہ وہ محافظ ملک نہین معلوم
ہوتے بلکہ مفلسون کی سی صورت ہوتی ہے - مگر اسمین کچھہ نہ کچھہ خرابی ہوتی ہے کبھی کبھی
تنخواہ چڑھ جاتی ہے - گو انکے لباس اور ہتیارون کی حالت اچھی نہ ہو مگر سپاہیون کی
صورت پر بہادری اور بشرہ پر دلاوری برستی ہے وہ اس دریدہ بوسیدہ وردی مین سپاہیانہ
شان دکھا دیتے ہین سخت جفاکش ترکمان کرد - آذربائیجان کی لودی قومین ہیں کردستان
اور بختیار کے کوہستانی آدمی اکثر سپاہی ہوتے ہین - ایران کے برابر دنیا مین کہین اور

جوانمرد سپاہی نہین مل سکتے - اگر یہ قومین اہل یورپ کی قواعد سیکہین اور اسلحہ جنگ فرنگستانی انکے ہاتہہ مین ہون تو ایک سپاہ بے مثل و نظیر تیار ہو سلطنت ایران مین پہلے زیادہ تر تعلیم فقط مذہبی ہوتی تھی - مگر اسکی اب ترقی ہوئی ہے کہ ۱۸۸۱ع مین اصفہان مین بڑے بڑے مدرسے قائم ہوئے ہین جس مین مشرقی و مغربی زبانیں اور علوم و فنون و ہنر سکہائے جاتے ہین - ایران کا پہلے اصفہان اور اب طہران دار السلطنت ہے سارا ملک تفصیل ذیل ان اضلاع مین جنکو مملکت وہان کہتے ہین تقسیم ہوا ہے -

	نام	رقبہ	آبادی
شمال مین	استرآباد	۱۰۰۰۰	۱۵۰۰۰۰
	مازندران	۸۰۰۰	۲۵۰۰۰۰
	گیلان	۶۰۰۰	۳۰۰۰۰
	آذربائجان	۳۵۰۰۰	۱۳۰۰۰۰۰
جنوب مین	عراق عجم	۱۱۵۰۰۰	۱۰۰۰۰۰
	اردلان	۶۰۰۰	۵۰۰۰۰
	خجستان	۳۰۰۰۰	۶۰۰۰۰۰
	لورستان	۳۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰
	فارستان	۶۰۰۰۰	۱۲۰۰۰۰۰
جنوب	لارستان	۲۰۰۰	۸۸۰۰۰
	کرمان مع کوہستان	۱۵۰۰۰۰	۷۰۰۰۰۰
	مکران مع سیستان	۱۴۰۰۰	۸۶۰۰۰۰
		۶۱۰۰۰۰	۴۹۹۸۰۰۰

ایران مین اکثر مسلمان شیعہ مذہب کے رہتے ہین اونکی تعداد کا تخمینہ سرسٹھہ لاکھہ ستر ہزار ہوا ہے ایک لاکھہ پچھتر ہزار عیسائی رہتے ہین ۵۳ ہزار اور مذہب کے یہودی وغیرہ رہتے ہین علی الہٰی کم

نصیری بھی بعض جگہ ہین وہ مسلمان نہین سمجھے جاتے بہت سے عرب یہان لبکر شیعہ ہوگئے اصل باشندے یہان کے آتش پرست بہت تھوڑے چالیس پچاس ہزار رہتے ہونگے خاکستری رنگ کی کلاہ انکی علامت ہے سات ہزار باشندون سے زیادہ جن شہرون وقصبون مین آدمی رہتے ہین ان مین سے مشہور یہ ہین تبریز آبادی ایک لاکھ بیس ہزار۔ طہران آبادی ایک لاکھ۔ اصفہان آبادی ساٹھہ ہزار۔ مشہد آبادی ساٹھہ ہزار۔ کرمان شاہ تیس ہزار۔ شیراز تیس ہزار۔ قزوین بتیس ہزار۔ شوستر پچیس ہزار۔ رشت پچیس ہزار۔ بوشہر پچیس ہزار۔ کرمان پچیس ہزار استرآباد بیس ہزار۔ کاشان بیس ہزار۔ قم بیس ہزار۔ بندرعباس ہزار۔ نیشاپور آٹھہ ہزار۔ کل آمدنی ملک سوا دو کروڑ روپیہ اور خرچ دو کروڑ۔ قرض کچھہ نہین سنہ ۱۸۷۰ء مین ڈاکخانون کا انتظام ہوا ہے۔ ۹۰ ڈاکخانے ہین جنمین تین لاکھ اسی ہزار خط سالانہ روانہ ہوتے ہین۔ چالیس ہزار روپیہ سالانہ کی آمدنی ان ڈاکخانون کی ہے۔ ۷۶ دفتر تار برقی کے ہین۔ اسکی لین ۳۰۱۲ میل طول مین ہے۔ ۵۰۰۰ میل تار لگا ہوا ہے۔ اور پچاس ہزار پیغام اس تار پر آتے جاتے ہین +

افغانستان اور بلوچستان

بلوچستان کا رقبہ ایک لاکھ ستر ہزار میل کا ہے۔ ان کو خانات قلات کہتے ہین۔ اور افغانستان کا رقبہ دو لاکھ بتیس ہزار ۱۸۷۳ء مین امیر کابل کو ایک لاکھ رقبہ ستر ہزار مربع میل کا سلطنت ایران مین سے مل گیا ہے اسکو افغانی ترکستان کہتے ہین غرض اب افغانستان کی سلطنت کا رقبہ تین لاکھ مربع میل ہے اور اوسکی آبادی کا تخمینہ پچاس ساٹھہ لاکھ آدمیونکے درمیان کیا جاتا ہے۔ کابل اور قلات کے درمیان جو سرحد ہے وہ اچھی طرح مقرر نہین۔ مگر ان دو سلطنتون کی حدود جو برٹش گورمنٹ کی سلطنت سے ملحق ہین وہ بہت اچھی طرح مقرر ہین۔ غرض ان دو سلطنتونکا رقبہ ملکر چار لاکھ ستر ہزار میل کا ہوگا جسکی آبادی تقریباً پینسٹھہ لاکھ آدمیونکی ہوگی +

افغانستان مین جو قومین رہتی ہین جنگجوئی ان کی طبیعت مین ہے۔ وہ نہایت مفلس اور توانا زندہ دل ہوتے ہین ہمیشہ اپنے ہمسایہ سے لڑتے رہتے ہین اور زیادہ تر خونریزی اسلیے

کرتے ہین کہ وہ اپنے خیل کو آزاد رکھنا چاہتے ہیں انہیں پوئندہ کے خیل ایسے بھی ہیں کہ وہ دنگہ وفساد نہین لپٹ کرتے زراعت تجارت کرتے ہین باوجودیکہ ان کو اور ہمسایگی قومین ستاتی ہین ۔ موسم گرما میں وہ اپنے خیمے قلات غلزی اور غزنین کے میدانون مین لگاتے ہین اور امیر کو کچھہ خراج دیکر وہان مویشی کے چرانے کا استحقاق حاصل کرتے ہین ۔ اور عورتون اور بچون کی بڑی حفاظت کرکے خود ثمرقند بخارا ۔ ہرات ۔ کابل مین تجارت کرلے چلے جاتے ہین جاڑے مین وہ ہندوستان مین ملتان ۔ لاہور ۔ بنارس وغیرہ مین جاتے ہیں ۔ وہ اپنی ریشمی کپڑے ۔ گھوڑے ۔ زعفران مشک میوے اور اور چیزین بیچتے ہین ۔ پھر اپریل مین قندہار اور غزنین کو چلے جاتے ہین +

بلوچستان مین فرمان روا بلوچی نہیں ہیں بلکہ برھوقوم کے آدمی سلطنت کرتے ہیں وہی اس ملک کے اصلی باشندے ہین ۔ وہان یہ نام بلوچستان کا کوئی نہیں جانتا ۔ یہ نام انکے ملک کا باہر والے آدمیون نے رکھہ لیا ہے ۔ برھو سنت جماعت ہین ۔ بلوچ شیعہ اکثر وہ کھیتی کرتے ہین ۔ امیر دوست محمد خان کا جب سے انتقال ہوا ہے آپسکے عناد وفساد کے سبب سے امیر کابل ملک کا انتظام سوائے اسکے کہ زمین کا خراج وصول کرلے اور کچھہ نہیں کرسکتا ۔ وہان اپنی جان ومال کی حفاظت ہر آدمی خود کرسکتا ہے کوئی گورنمنٹ کی طرف سے اسکا انتظام نہین ہے ۔ امیر شیر علی خان نے جو انتظام کیا تھا سو وہ بھی اب جاتا رہا امیر عبدالرحمن خان جو بالفعل امیر ہے وہ انتظام کرتا ہے مگر اسکو لڑائیوں سے فرصت نہین ہوتی ۔

بلوچستان مین ایک امیر ہوتا ہے اوسکے ماتحت بہت سے جاگیردار رئیس ہین مگر ان مین ایسے تعلقات رہتے ہیں کہ جس سے ملک کے امن وامان پر اطمینان نہین ہوسکتا ۔ افغانستان اور بلوچستان مین یہ بڑے بڑے صوبے ہین داغستان ۔ بدخشان ۔ قندوز بلخ ۔ اندخوئی شبرغان خیر اقچہ ۔ سیرپل میمنہ غزنین ۔ کافرستان چترال سوات +

مشہور شہر کابل جسمین پچھتر ہزار آدمی رہتے ہین ۔ قندھار جسمین ساٹھہ ہزار آدمی ہرات مین پچاس ہزار آدمی ۔ مزار شریف مین پچیس ہزار آدمی بستے ہیں +

جو وہ پندرہ برس کے لڑکے کو اور ایک بوہرے کو ذبح کیا۔ پھر مسلمان ہر طرف سے جمع ہوکے اور قاضی کے گھر پر آئے قاضی نے یہ سمجھ کر کہ داؤد خان صوبہ دار ہندوؤں کا طرفدار ہے گھر کا دروازہ بند کیا۔ قاضی کے اشارہ سے قاضی کا دروازہ جلایا۔ اور جو کہ بہت سی دکانوں اور ہندوؤں کے مکانوں کو جلانا شروع کیا اور بہت بزازوں اور تاجروں کی دکانیں لٹ گئیں۔ پھر داؤد خان کے مصاحب کپور چند کے گھر پر مسلمان پہنچے اونسے ہنگامہ جنگ قائم کیا بہت ہندو و مسلمان کشتہ ہوئے اور تمام بازار کا کاروبار تین چار روز تک بند رہا۔ پھر فریقین میں سے ہر ایک حضور پاس جا کر استغاثہ کا قصد کیا۔ داؤد خان نے کپور چند کو محضر دیا جس پر اسکی اور قاضی کی اور حکام کی مہر تھی کہ مسلمانوں نے ہندوؤں پر ظلم کیا اور اوسکو شاہجہان آباد روانہ کیا۔ مسلمانوں کی طرف سے شیخ عبد العزیز و شیخ عبد الواحد و شیخ محمد علی کہ زیور فضیلت سے آراستہ تھے بوہروں اور مسلمانوں کی ایک جماعت لیکے بادشاہ پاس آئے۔ راجہ رتن چند دیوان قطب الملک نے اپنے ہم قوموں کی جانبداری کی شیخ عبد العزیز و شیخ عبد الاحد و شیخ محمد علی واعظ کو اور مسلمانوں کے ساتھہ مقید کیا۔ خواجہ محمد جعفر برادر خان دوران خان بخشی نے ان مقید مسلمانوں کی رہائی مین خان دوران خان کی وساطت سے کوشش کر کے رہائی کرائی جسکے سبب سے شیخ محمد علی واعظ اور خواجہ محمد جعفر مین ارتباط ہوا۔ خواجہ کے گھر مین مناقب ائمہ طاہرین قوال گاتے تھے اس اثنا مین شیخ عبد اللہ واعظ ملتان دار الخلافہ مین آیا اور اوسنے مسجد جامع مین وعظ کیا اور وہ خواجہ محمد جعفر کے گھر ملاقات کو گیا تو اوسنے دیکھا کہ بعض مرید و معتقد بجا سلام کے آنانے مین بوس پر اقدام کرتے ہین اور قوال بادہ ائمہ اثنا عشریہ کی منقبت گاتے ہین تو عبد اللہ نے نصیحتیں کین اور کہا کہ سجدہ سوا معبود برحق کے کسی کو سزاوار نہین ہے اور سرود کا سننا بھی شریعت کے طریقہ کے خلاف ہے فقط حمد و منقبت اہل بیت کا سننا اور اصحاب کبار کے اسم اور ذکر کا نہ ہونا اسلام آئین اور طریقہ سے دور ہے۔ خواجہ نے جواب مین کہا کہ ہم فقرا ہین سوا ذات پاک حق کے کسی اور کو موجود نہین جانتے کسی طرح ہم غیر حق کے سجدہ کی رضا نہین دے سکتے ہین

یہ لوگ فرط اخلاص سے سب جگہ اپنے معبود کو جانکر سجدہ زمین بوس کی تقدیم کرتے ہین اور ممنوع نہیں ہوتے ہین۔ قوالون کی نسبت جو ارشاد ہوا اگر آپ کو اشعار منقبت صحابہ یاد ہون تو انکو سکھا دیجے اونکے پڑھنے کے لیے ہم قوالون کو حکم دینگے شیخ عبد اللہ نے یہ جواب سنکر جانا کہ خواجہ کا میلان تشیع کی طرف ہے۔ اوسنے مسجد جامع مین جمعہ کے روز وعظ کیا کہ حضرت علی داخل اہل عبا نہین ہین اور علوی کو سید نہین کہہ سکتے اور جن پنج تن کو پاک کہتے ہین اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ کیا اور اصحاب کرام پاک نہ تھے۔ اور مذہب امامیہ کی مذمت کی۔ خواجہ محمد جعفر نے شیخ عبد اللہ کو کہلا بھیجا کہ وعظ مین ایسی گفتگو کرنی اہل سنت کے طریقہ سے بعید ہے بلکہ یہ خارجیون کا رویہ ہے اگر فقیر خانہ پر تشریف لائین یا کوئی اور جگہ مقرر فرمائین اور وہان اور فاضل بھی موجود ہون تو مباحثہ ہو شیخ عبد اللہ نے جواب مین کلمات درشت کہے۔ جمعہ کے روز کچھ مغل زادے اوباش وضع کربلا کی تسبیحین گردن و بازو مین ڈالے ہوے وعظ کے وقت پہنچے۔ اس پر یہ گمان ہوا کہ وہ شیخ عبد اللہ کے قتل کرنے کو آئے ہین تو سنی مسلمانون نے رافضیون کو برا کہنا شروع کیا مغل زادے چپ چاپ کھسک کر مسجد سے باہر آئے ایک ہندو کو جو وعظ سننے گیا تھا سنیون نے یہ سمجھکر کہ وہ شیخ عبد اللہ کے قتل کے لیے گیا تھا مار ڈالا ہندوؤن نے بھی موذن کے جد ہر بار کر جان لی۔ شیخ عبد اللہ کے ہوا خواہون نے فرخ سیر سے استغاثہ کیا جسکا فیصلہ یہ ہوا کہ عبد اللہ واعظ ملتان جائے اور خواجہ جعفر شہر سے باہر نکلے +

عبد الصمد خان دلیر جنگ کا سکھون پر فتح پانا اور اونکے سردار بابا بندہ کا قتل ہونا +

ذکر سوانح سال چہارم جلوس ۱۱۲۸ھ

فرخ سیر کی فتح عظیم یہی ہے کہ عبد الصمد خان دلیر جنگ نے سکھون پر فتح پائی اور بابا بندہ کو اسیر کیا بہادر شاہ کی سلطنت کے بیان مین ان باتون کا ذکر مفصل کیا گیا ہے کہ بندہ نے کسقدر ملک تاخت و تاراج کیا۔ بہادر شاہ اور خانخانان نے تیس چالیس ہزار سوارون کو ساتھ لوہگڈھ کا محاصرہ کیا اور وہ بھاگ کر نکل گیا پھر محمد امین خان بہادر اور اعزخان و رستم دل خان و انعام خان اور امرا نے مدت تک محاصرہ کیا اور کچھ کام نہ کیا اور بابا بندہ نے

پرگنات میں خرابی مچائی اور کئی ہزار زن و مرد ہندو مسلمان قتل کئے مساجد و بزرگون کی مقابر کو مسمار کیا اور شاہجہان آباد اور پنجاب کے اکثر محالات اور قصبجات کو خراب کیا اور اپنا لقب سچا بادشاہ رکھا۔ اسکے ہمراہ تیس چالیس ہزار جنگی سوار اور پیادے تھے جو سب شجاع دل و جان سے اوسکے مرید و مطیع تھے اور اوسپر سے جان و مال سے فدا کرنے کو سرمایہ سعادت سمجھتے تھے مسلمانون کے ضرر پہنچانے اور مقابر و مساجد کی بے ادبی کرنے کو اپنی عبادات اور اعمال حسنہ مین شمار کرتے تھے +

اس زمانہ مین صوبہ پنجاب مین گورداسپور مین جو شاہجہان آباد سے دس بارہ روز کی راہ ہے سکھون نے ایک احاطہ حصار بنایا اسمین گرو سابق کا معبد تھا اوس کو بطریق گڈھی کے وسیع بنا کے احاطہ کا اضافہ کیا اسمین پچاس ساٹھ ہزار سوار اور پیادون کی جگہ تھی اسکو اپنا مسکن و ماوے بنایا برج دبارہ کو تعمیر کرکے استحکام دیا اور اوسکی سیر حاصل پرگنے اپنے تصرف مین لائے۔ لاہور اور سرہند کی طرف تاخت و تاراج کی تو بادشاہ نے عبدالصمد خان کو لاہور کی صوبہ داری پر رخصت کیا تھا اوسکو مع زکریا خان اُسکے بیٹے کے اس مہم مین مامور کیا اور قمرالدین خان پسر اعتماد الدولہ محمد امین خان بہادر و آغر خان اور فوج مغلیہ بادشاہی اور احدی مع توپخانہ اوسکی کمک و مدد کے لئے مقرر ہوئے عبدالصمد خان دلیر جنگ توران کے خاندان با نام و نشان مین کار طلب و شجاع تھا جب وہ گڈھی کے قریب آیا تو بابا بندہ کی فوج سو روپلچ سے زیادہ گڈھی سے نکل کر مقابلہ مین مشغول ہوئی اور لشکر بادشاہی مین ہل چل ڈال دی کہ قریب تھا فوج اسلام کو چشم زخم عظیم پہنچے مگر سکھون نے ایسی جرأتین کین کہ لشکر اسلام مین کھل بلی پڑی۔ دونو طرف سے جمع کثیر کشتہ ہوئی پھر مغلیہ اس جماعت پر غالب ہوئی اور سکھون کو ہزیمت دی اور اونکو بھگا کر احاطہ مین پہنچا یا کئی دفعہ سکھون نے شوخی و بے باکانہ تردد کیا اور شب خون مار جا رنا چار دلیر جنگ نے سکھون کی گڈھی کے مقابل اپنے لشکر کے گرد احاطہ بنایا اور اوسکے گرد خندق کندہ کرا کے مورچال آگے بڑھائے اور محاصرہ نے طول کھینچا۔ اس اثنا مین سکھ اپنی

جرأت دکھاتے رہے۔ گاہ بیگاہ گڈھی سے نکل کر وستبرد لشکر اسلام کی مورچال پر کرتے رہے اور بادشاہی آدمیون کو اس دنیا سے رخصت کرتے رہے عبد الصمد خان نے مع ہمراہیون کے سعی و تردد نمایان کیئے اسکا حال تفصیل سے تحریر کرنا اختصار کلام کا منافی ہے ان ایام مین عبد الصمد خان نے ایسا انتظام کیا کہ غلہ کا ایک دانہ اور گھاس کا تنکا گڈھی مین نہ جانے دیا۔ گڈھی مین جو ذخیرہ جمع تھا وہ ختم ہوا۔ اور روز بروز ابواب تردد آمد و شد سکھون کے منہ پر بستہ ہوئے یہانتک نوبت آئی کہ سکھ طرح طرح کے حیلے کر کے کبھی کبھی لشکر اسلام سے ایک سیر غلہ دو تین روپیہ سیر خریدتے اونکے سردار قوت لایموت کی مٹھی بھر کے بطور دوا کھاتے سکھ اور ہندؤن کی طرح متعین و متقید مذہب نہین رکھتے تھے جب عرصۂ زندگانی تنگ ہوا تو گائے۔ گدھے گھوڑے کھانے شروع کیئے۔ لکڑی میسر نہ تھی اسلئے کچا گوشت کھاتے ہر روز بھوکے پیاسے بہت آدمی مرجاتے۔ باوجود اسکے بھی بعض اوقات سکھ گڈھی سے نکل کر رات دن مورچالون پہ حملے کرتے اور دشمنون کو کشتہ و زخمی کر کے اور نیم جان اپنی جان کو سلامت لیجاتے۔ ہر ہفتہ مین بہادران اسلام ہزار سعی و اشکال سے مورچال آگے لیجاتے سکھون کو تنگ کرتے۔ یہان تک کہ وہ چارپایون کی ہڈیون کا آٹا پیس پیس کر اور درختون کی چھال کوٹ کھانے لگے۔ آٹھ سات ہزار اس خوار خواری سے مر گئے اور بہت سے سکھ فرار کے وقت مغلون کی تیغ کے نیچے آئے اسیر بھی لشکر اسلام سکھون کی تہور وجانفشانی کا ملاحظہ کل رکھتا تھا کہ مبادا آمیات مجموعی ساتھ نکل کر سینوان کو بہر بناکے اپنے سردار کو نکال کر لے جائین سست اعتقاد آدمیون مین سکھون کا یہ جادو مشہور تھا کہ وہ کتا بلی بنکے نکل جاتے ہین۔ اسلئے جو کتا بلی گڈھی کی طرف سے آتا ہوا اہل مورچال کو نظر آتا تو وے مار ڈالتے جب اہل قلعہ حیات سے مایوس ہوئے تو پیغام جان بخشی اس امید سے بھیجا کہ احاطہ بلیات سے نجات ہو ابتدا مین دلیر جنگ جان بخشی کی امان پر راضی نہین ہوا مگر آخر کار بمصلحت امیدوار کیا کہ عفو جرائم و تقصیرات کے لیئے بادشاہ کی خدمت مین التماس کیا جائے گا۔ بیچارہ ناچار بابا بندہ مع اپنے آٹھ سات برس کے لڑکے اور اپنے دیوان اور تین چار ہزار نیم بسمل سکھون کے نکلا

اور دستگیر بلائے مکافات ہوا عبدالصمد خان نے دو تین ہزار سکھون کو مار کر دشت پر وسعت کو
طشت پر از خون بنایا اور اونکے سرون کی پوست کو گھاس سے پر کیا اور نیزون پر چڑھایا اور
باقی کو بادشاہ پاس زندہ لے جانے کے لیے طوق و زنجیر پہنایا مقتولون کی ایک جماعت تھی
جسنے حیات و نجات کی امید مین حرص زیادہ سے جو انسان کو دنیا کے مال کے ساتھ ہوتی ہے
اشرفیون کو نگل لیا تھا اوسکی شہرت ہوگئی تھی تماشائیون نے سکھون کا پیٹ چاک کر کے
بہت روپیہ اونکے شکم مین سے نکالا عبدالصمد خان نے بادشاہ کو اس حال سے اطلاع دی بادشاہ
نے بابا بندہ اور مقتولون کے سرون اور اسیرون کو طلب کیا عبدالصمد خان نے سات سو
چالیس سکھون اور بابا بندہ کو اس ہیئت سے روانہ کیا کہ اونٹون کی ننگی پیٹھون پر سوار اور کاغذ کی
ٹوپی سر پر اور بیڑیان پیرون مین اور دست گریبان ہاتھون تختے میں حائل غرض جب اس ہیئت سے یہ جماعت
پر عز دارالسرور مین داخل ہوئی تو بایزید خان کی مان جسکو باز سنگہ نے مارا تھا اپنے بیٹے کے
قاتل کی تاک مین کھڑی تھی جونہی لوگون نے باز سنگہ کو بتلایا تو وہ ہی اوسنے اوسکے
ایک ایسا پتھر مارا کہ پھر اوسنے پانی نہین مانگا عبدالصمد خان کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے سکھون
کو گھوڑون اور گدھون کی جھولون مین چھپایا کہ لوگ اونکو مار نہ ڈالین اور وہ بادشاہ
پاس زندہ سلامت پہنچین محرم ۱۱۲۶ کے وسط مین یہ اسیر دارالخلافہ کے نزدیک آئے
تو اعتماد الدولہ محمد امین خان بخشی کو حکم ہوا کہ شہر سے باہر جاکر بندہ اور اوسکے ہمراہیون کو
تختہ کلاہ اور روسیاہ کر کے بابا بندہ کو ہاتھی پر اور اور قیدیون کو اونٹون پر اور سرون کو
نیزون پر لگا کے شہر مین پھرائین کہ اورونکو عبرت ہو جب وہ بادشاہ کی نظر کے روبرو آئے
تو اوسنے بابا بندہ اور اسکے پسر اور دو تین اور معتبرون کو قلعہ مین قید کرنے کا حکم دیا اور
اورون کو فرمایا کہ کوتوالی و دریبہ کے بازارون مین دو تین سو روز قتل ہوا کرین شہر کے
کھتریون نے جو بابا بندہ کے معتقد تھے محمد امین خان کو بہت روپیہ دینا کیا کہ وہ انکو چھوڑ دے
مگر اوسنے قبول نہیں کیا یہ سکھ ایسے جوش مذہبی مین بھرے ہوئے تھے کہ ہر قیدی جلاد سے
کہتا تھا کہ پہلے مجھے قتل کر غرض جوانمردی سے مرے اور مذہب نہ پھیرے یہ سزا بڑی جوشی

معلوم ہوتی ہے لیکن اگر منکے ظلم و ستم کو دیکھو تو وہ اس سزا کے سزاوار تھے جب ان سبکا قتل ہو چکا تو بابا بندہ کی باری آئی اوسکو تاش کا لباس پہنایا اور لال پگڑی پہنائی لوہے کے پنجرے مین بند کیا اور اوسکے رفیقون کے سر نیزون پر کھڑے کیے۔ ایک بلی اوسکی پالی ہوئی تھی اوسکو بھی ایک نیزہ پر لٹکایا تاکہ بابا بندہ کو معلوم ہو جائے کہ کوئی چیز اسکی دنیا مین باقی نہین رہی۔ جلاد ننگی تلوار سے سامنے کھڑا ہوا۔ بابا بندہ کی گود مین اسکا بیٹا لٹایا گیا اور تیغہ اوسکے ہاتھ مین دیا گیا اور کہا گیا کہ بیٹے کو ذبح کر۔ کوئی کہتا ہے کہ اوسنے ذبح کر ڈالا کوئی لکھتا ہے کہ جب اوسنے انکار کیا تو جلاد نے اوسکے بیٹے کو مار کر اوسکے لخت جگر کا کلیجہ اوسکے منہ پر مارا۔ پھر گرم دست پنانون سے اوسکی بوٹیان نوچ نوچ کر پھینک دین مگر بابا کا استقلال یہ تھا کہ اف نہین کی۔ کرد کہ نیافت کر کشت کہ نہ دید

بیت

از مکافاتِ عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

جس شخص نے حاملہ عورتون کے بچون کو پیٹ سے نکلوا کر ذبح کرایا ہو اوسکے بچے کا کلیجہ اوسکے منہ پر پھینکا جائے تو کیا ظلم ہے وحشیانہ حرکتون کا وحشیانہ انتقام ہے۔ باقی سکھ جہان تہان پھیلے ہوئے تھے اور جنگل کے جانورون کی طرح شکار کئے گئے غرض اسوقت ان کا علاج وہ کیا گیا کہ وہ مدت کے بعد پھر پنپے اور انکو یہ حوصلہ ہو کہ اونہون نے ملکون کو تاخت و تاراج کیا — خافی خان لکھتا ہے کہ بابا بندہ کے معتقدون کی عجیب نقلین مشہور ہین جنکو عقل نہین قبول کرتی مگر مین اپنی بچشم خود دیدہ لکھتا ہون کہ جب اسیرون کی جماعت کشتہ ہوتی تھی تو اسمین ایک جوان نوخیز تھا جسکی ماں نے توسل پیدا کرکے بادشاہ سے اوسکے خون معاف کرنے کا حکم تحریری حاصل کیا جب حکم لیکر بیٹے کے پاس گئی جسکے سر پر جلاد تلوار لئے کھڑا تھا اور اس نے بادشاہ کا حکم اوسکو دکھایا تو بیٹے نے فریاد کی کہ میری ماں دروغ کہتی ہے مین دل و جان سے معتقد و فدوی جان نثار اپنے مرشد کا ہون مجھے جلد میرے رفیقون پاس پہنچا دو+

کہتے ہین کہ محمد امین خان نے بابا بندہ سے پوچھا کہ تیرے چہرہ سے عقل و شرافت کے آثار ظاہر ہین پھر کیون مکافات عمل کا اندیشہ نہ کیا۔ چار روز کی زندگانی کے لئے ایسے ظلم و ستم

دہری کام ہندو مسلمانوں کے ساتھہ کیے تو اوسنے جواب دیا کہ تمام مذہبوں اور ملتوں میں جس وقت نافرمانی و معصیت انسان سے مجسم عصیان ہو حد سے زیادہ ظہور مین آتی ہی تو منتقم حقیقی بد اعمالیوں کے مکافات کے لئے مثل مہر ایک ظالم کو معین کرتا ہی کہ اس جماعت کے اعمال کی سزا دے چو خواہد کہ ویران کند عالمے + نہد ملک در پنجۂ ظالمے پھر اس ظالم کی تلافی کیلیے کوئی تیری مثل صاحب ثروت اسپر مسلط کرتا ہی کہ اوسکے اعمال کی سزا اس جہان مین ملے چنانچہ ہم یہ مشاہدہ کر رہے ہین +

سوانح سال پنجم ۱۱۲۷ھ

جب بادشاہ اور سیدون مین بظاہر اتفاق ہوگیا تو فرخ سیر نے اجیت سنگہ کی بیٹی سے شادی کے سامان تیار کرنیکا حکم دیا تہوڑے دنون مین سامان تیار ہوگیا امیر الامرا نے دختر کی طرف سے اسباب شادی تیار کیا جس دہوم دہام سے بیاہ ہوا پہلے کسی نے دیکھا نہ کسی نے سنا تھا دوم ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ کو محفل نکاح منعقد ہوئی امیر الامرا کے گھر مین بادشاہ آیا اور رانی کو بیاہ کر اپنے گھر لیگیا کیا زمانہ کا انقلاب ہے کہ وہی راجہ اجیت سنگہ جو غلام کے لباس مین جان بچا کر اپنی دار السلطنت مین بھاگا تھا۔ اب اوسنے بادشاہ کو بیٹی دیکر دار السلطنت مین گھر بیٹھے بیٹھے اپنا تسلط و اختیار پیدا کیا۔ ایک حکایت انگریزی تاریخون مین لکھی جاتی ہی کہ اس شادی کرنے سے پہلے بادشاہ ایسے مرض مین مبتلا تہا کہ وہ اس شادی کا مزہ نہین اٹھا سکتا تھا۔ دلی کے بادشاہ پاس پریسیڈنٹ کلکتہ نے دو ایلچی سرکار کمپنی کیطرف سے مع تحفہ تحائف بھیجے تھے۔ وہ ۸ جولائی ۱۷۱۵ء کو دہلی مین آئے۔ ڈاکٹر گبریئل ہملٹن اونکے ہمراہ تہا وہ بادشاہ کے مرض کا معالج ہوا اوسکے ہاتھ سے اوسکو جلد شفا ہوگئی مرض جاتا رہا۔ بادشاہ نے اس محسن سے یہ کہا کہ انعام جو چاہو سو مانگو اس فیاض دریا دل حکیم نے اوسوقت اپنے ذاتی نفع کا خیال کچھہ نہین کیا وہ چیز مانگی جو اوسکی قوم کی سلطنت حکومت کا باعث ہوئی۔ میری انگریزی عہد کی تاریخ مین اس حکایت کی تفصیل دیکھو +

اسی سال کے شروع مین عیسیٰ خان مہمند زمیندار صوبہ پنجاب کا استیصال ہوا وہ راجپوت زمینداروں مین سے تھا اور منصب رکھتا تہا سلطنت کے انقلاب سے باغی ہوگیا تہا جاگیرداروں کے محال کے محصول پر بزور دستی متصرف ہوتا تھا بکر فوجداروں کی سپاہ اسکے مقابلہ کو گئی مگر ناکام آئی عبد الصمد خان اوسکی تنبیہ پر متوجہ ہوا عیسیٰ خان بے باکانہ میدان کارزار مین لڑکر مارا گیا۔ سر اوسکا بادشاہ پاس بھیجا گیا +

صوبہ عظیم آباد مین دھیر ایک مفسد تہا صوبہ کی بیشتر حاصل محال اسکی دستبرد سے اوسکے تصرف مین تھی وہ کسیکو اوس مین عمل دخل نہونے دیتا قصبون اور قافلون کو غارت کرتا پھر حملہ پیا کی صوبہ داری پر مقرر ہوا باوجود یکہ وہ اوسنے

فرخ سیر کی شادی اجیت سنگہ کی بیٹی سے +

عیسیٰ خان کا سر کٹنا +

دھیر کا سر کٹنا +

سپاہ کو ضابطہ سے بڑہایا اور خزانہ سرکاری سے روپیہ بہت خرچ کیا مگر وہ عہد پر تسلط نہ پایا اور رعایا وسکنہ پٹنہ پر مغلیہ سے ظلم و ستم بہت ہوا میر جملہ تنگ ہوکر تقرب و اختیار کی آرزو مین بادشاہ پاس آیا جسکا بیان آگے ہوگا اور صوبہ عظیم آباد کی صوبہ داری پر سر بلند خان سرفراز ہوا تو اوسنے اون مفسدون کو جنسے جاگیردارونکی رعایا کا ناک مین دم ہو رہا تہا زیادہ جمعیت کے ساتہ لڑکر جنگل مین بھگا دیا جہان وہ زخم لگنے سے مرگیا ۔ فرخ سیر بادشاہ نے لطف اللہ خان صادق کی تجویز سے یہ حکم دیا تہا کہ وہ بیستی منصبدار ہفتصدی منصبدار تک اور سات آٹھہ ہزار سوار والاشاہی کو جبتک جاگیر ملے دربار سے پچاس روپیہ سوار کو گھوڑیکو داغ لگونیکے تاریخ سے خزانہ عامرہ سے ملا کر انہین سے جن والاشاہی ملازمون نے حق رفاقت جانبازی ادا کیا تہا اونکی تنخواہ دس بارہ مہینے کی سرکار پر چڑہ گئی اور ایک جماعت انہین سے جاگیر کی اُمید مین خدمت کررہی تہی جنمین زیادہ تر مغلیہ والاشاہی تہے اونکی برطرفی کا حکم یکقلم صادر ہوا بخشیون نے انکو جواب دیا ۔ انکی برطرفی کی شورش ہو رہی تہی کہ میر جملہ نے سپاہ اپنی طلب کے لئے زیادتی کی باوجودیکہ اُسنے خزانہ بادشاہی کا مبلغ کلی خرچ کیا اور رعایا کو مغلون کے ظلم نے رُلا دیا پہر بھی یہان وہ آبرو کے ساتہ نہین ٹھیر سکتا تہا +

اسکے علاوہ قرب بادشاہی کا جذب تہا وہ عظیم آباد سے جریدہ بطریق ایلغار ڈیڑہ مہینے کی مسافت کو چودہ پندرہ روز مین طے کرکے بارہ ربیع الثانی کو دفعتہ بادشاہ کی ڈیوڑہی پر حاضر ہوا ۔ ان دنون مین ہر ہفتہ و ماہ مین مختلف خبرین اور نامنظور سے وزیر کے حق مین بادشاہ کے قصد کے واقعہ طلبیون کی زبان پر تہے ۔ یہ خبر بھی مشہور ہوگئی کہ بادشاہ نے میر جملہ کو وزیر کے پہنسانے کے لئے بلایا ہے ۔ ہر چند بادشاہ نے میر جملہ پر ملازمت کے وقت کچھہ التفات نہ کیا اور اوسکو برا کہا کہ بے حکم چلا آیا اور پٹنہ کی رعایا کو خراب کیا میر جملہ بھی منفعل تہا ۔ قطب الملک کی خدمت مین آن کر اپنا عجز و انکسار و اطاعت کا اظہار کیا کہ بادشاہ اور قطب الملک سے اپنے عفو جرائم کی التماس کرے ۔ اہل تدبیر اس سبب وزیر کے مقید کرنے کے لئے حیلہ و تزویر جانتے تہے ۔ ان ہی دنون مین سات آٹھہ ہزار سوار منصبدارون نے جو برطرف ہوگئے تہے جمع ہوکر محمد امین خان بخشی و خاندوران خان نائب امیر الامرا میر جملہ کے گھر پر دھنا دیا اور یہ مشہور ہوا کہ بخشیون کے اشارہ سے قابو کے وقت مغلیہ رفیق ہونگے اور بہ ہیأت مجموعی سے قطب الملک

گھر یہ طلب کی دست آویز سے یورش و شورش کرین گے قطب الملک اپنی فوج متفرقہ کے فراہم کرنے اور جمعیت تازہ کی نگاہداشت کی فکر مین ہوا - غیرت خان خویش سید عبداللہ خان بارہ کے سیدون کو تازہ لایا - چار پانچ روز تک فوج مغلیہ سوار بار کے رستون مین کارزار و فساد کے لیے مستعد تھی اور قطب الملک - دار بھی جمعیت شائستہ کے ساتھ کمر بستہ شام تک تفنگ اور گھوڑون پر سوار ہنگامہ آرا ہوتے تھے - میر جملہ نے سراسیمہ ہو کر محمد امین خان کے گھر مین پناہ لی - ہر طرف سے وہ تیر ملامت کا نشانہ ہوتا وہ حیران تھا کہ کیا کرون آخر کو چارہ کار یہ جانا کہ رفع فساد اور قطب الملک کی تسلی کے لیے میر جملہ کو بادشاہ مغضوب کم منصب کرے اور صوبہ عظیم آباد سے معزول کر کے صوبہ پنجاب مین تعینات کرے اور سربلند خان عظیم آباد کی صوبہ داری کرے اور نظام الملک بہادر فتح جنگ مراد آباد کی فوجداری پر جاوے - فتنہ جو ہنگامہ طلبون کی زبان پر مدتون تک مشہور رہا کہ میر جملہ کو بادشاہ نے مصلحۃً سرہند و صوبہ پنجاب مین بھیجا ہے اوسکے بلانے کی تدبیر و فکر مین ہے - جب بادشاہ اطراف شہر مین شکار کے لیے نکل کر تین چار مہینے باہر رہتا تو خانہ بخانہ و خیمہ بخیمہ یہی ذکر رہتا کہ بادشاہ کا برآمد ہونا سید عبداللہ کے دستگیر کرنے کے لیے ہے - ہمیشہ قطب الملک بھی متوہم ہو کر سپاہ کی نگاہداشت کرتا سوا سادات اور متوطنان بارہ کے کسی اور کو اپنے پاس نوکر رکھتا +

۱۱۲۹ھ مین اسد خان قراقلو جو ۹۴ برس کا تھا اور اوسنے شاہجہان و عالمگیر کے عہد دولت مین وزارت اور عمدہ خدمات کی تھین اور اوسکے بزرگ امراء ذوی الاقتدار شاہ ایران کے تھے اس دنیا سے سفر کیا وہ زیردستون کے ساتھ رفق و مدارا کرتا ہمچشمون کے ساتھ شان و تمکین کے ساتھ سلوک کرتا کوئی امیر اس آخر زمانہ مین اوسکی برابر نہ تھا - کہتے ہین کہ جب اوسکے مرض آخر نے طول کھینچا تو فرخ سیر نے اس پاس عیادت کے لیے اکیلا اپنا محرم خاص بھیجا اور خفیہ یہ پیغام دیا کہ ہم نے آپ کی قدر نہ جانی - آپ کے خاندان کے ساتھ جو دستور العمل سلطنت عمل مین آنا چاہیے تھا وہ عمل مین نہ آیا - اب اوس کی ندامت سے فائدہ نہیں ہے اب مین آپ سے مصلحت پوچھتا ہون کہ سادات کے ساتھ مجھے کیا کرنا چاہیے تو اوسنے

جواب دیا کہ آپنے اپنے جد و آبا کے رویہ کے خلاف جو غلطی عظیم کی وہ بجز حلم خدا نہین ہوئی
مین جانتا ہون کہ جیسے ہمارے خاندان سے وزارت گئی ایسے ہی خاندان تیموریہ کی سلطنت
مین بالکل خلل پڑیگا لیکن فی الحال ملک کا اختیار جو سادات بارہ کو دیا ہے صلاح دولت
اسمین ہے کہ تا مقدور ناموافقین کے ساتھ سلوک کرین اور یہانتک کام کی نوبت نہ پہنچائین
کہ روز بروز مادۂ فساد و عناد زیادہ آمادہ ہو اور رشتۂ اختیار ہاتھ سے جاتا رہے +

چو در طاس رخشندہ افتادہ مور   رہا شدہ را چارہ باید نہ زور

اپنے بیٹے کے قاتل کے حق مین بادشاہ کو یہ نیک صلاح دینی اسی نیک امیر کا کام تھا

سوانح سال ششم ۱۱۲۹

دکن سے خبرین آئین کہ بادشاہ جن آدمیون کو مقرر کرکے بھیجتا ہے انکو امیر الامرا
دخل نہین دیتا - ہمیشہ عمدہ قلعہ دار بادشاہ اپنی طرف سے مقرر کیا کرتا تھا اب امیر الامرا اپنی
طرف سے اپنے ہمراہیون کو قلعہ دار مقرر کرنے لگا - یہان بادشاہ پاس راجہ رتن چند دیوان
سید عبد اللہ خان تمام متصدیون کے تعلقہ مین دخل دیتا کسی کا اصلا اعتبار و استقلال
اوسنے نہین رکھا تھا خصوصاً معاملات مالی مین - دیوان تن و خالصہ معطل محض تھے اور پرگنات
خالصہ بطریق اجارہ معرض بیع و شرا مین آتے تھے - اس سبب سے بادشاہ کی کدورت وزیر سے
روز بروز بڑھتی جاتی تھی - اعتصام خان دیوان خالصہ اور رایان دیوان تن نے استعفا
دیدیا - عنایت اللہ خان حج کرکے آیا - اوسکو بادشاہ نے دیوان خالصہ تن و صوبہ داری کشمیر
عنایت کی - بادشاہ کی عیاشی اور خلوت نشینی علاوہ سببہ دیاجی کے زیادہ ہو گئی تھی - اسلئے
سید عبد اللہ خان چار یا پنج مہینے تک اجرا سے کار وزارت و دستخط کے کچہری مین نہین بیٹھتا
تھا خلق اللہ کا کار بند تھا عنایت اللہ خان مہینے مین ایک دو بار قلعہ مین آنکر کچہری کرتا +
عنایت اللہ کے عرض کرنے سے ہنود سے جزیہ کے وصول کرنے کا حکم ہوا راجہ
رتن چند کی مرضی کے خلاف تہا چونکہ ہنود اور خواجہ سرایون و مردم کشمیر نے ساخت و
تعلقات وزیر دستی سے منصب زیادہ لیے لئے تھے اور بیحد حاصل جاگیرین اپنے تصرف مین

بادشاہ کی کدورت کا وزیر سے زیادہ ہو جانا +

جزیہ کا حکم عنایت اللہ خان و رتن چند کی رنجش +

کرلی تھین۔ اور اور آدمیون پر عرصہ جاگیر تنگ تھا۔ عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ از روے ادارجہ توجیہ منصب ہشتم وار اور تغلب کم وضبط فرمایئے یہ بات بھی راجہ رتن چند اور کل دفتر کے صاحب مدارون کو ناگوار تھی اونھون نے قطب الملک کی طرف رجوع کی وہ اس حکم کے اجراے راضی نہ ہوئے بلکہ تمام شعور جزیہ کے پھر جاری کرنے سے اور نیز منصب کے سبب سے عنایت اللہ خان کی عداوت پر کمربستہ ہوئے۔ طرفین سے حسابی و بے حسابی کا ورشین ایسی ہوئیں کہ مکرر تحشین بڑھیں اور طرفین مین یہ قرار جو ہوا تھا ٹوٹ گیا کہ عنایت اللہ خان کسی دیوانی کا کام بغیر عبد اللہ خان کی صلاح کے نہ کرے۔ اور رتن چند محال خالصہ بادشاہی میں دخل نہ دے۔ ناچار کچھ دار و مدار سے باہم موافقت کرتے تھے۔ اس درمیان مین محال خالصہ کے عمالون سے ایک عامل کو جو بہت گرفتہ و فرستادہ رتن چند کا تھا دیوانی میں لیا تو کل روپیہ اوسکے ذمہ نکلا۔ عنایت اللہ خان نے اوسکو وصول زر کے لیے مقید کیا۔ عامل کی رتن چند نے حمایت کی کچھ فایدہ نہ ہوا۔ ایکدن یہ عامل بھاگ کر رتن چند پاس چلا گیا اور ایک بڑا فساد مچا۔ بادشاہ نے قطب الملک سے کہا کہ وہ رتن چند کو موقوف کرے مگر اوسنے مانا نہیں

فرخ سیر اور سادات بارہ کے درمیان یہ ایک اور فساد کا سبب یادہ ہوا کہ چورامن جاٹ ایک مفسد مشہور تھا جسکے باپ دادا اور بھائی بند عالمگیر کے عہد سے صوبہ اکبر آباد مین فساد مچاتے تھے اور مکرر افواج بادشاہی اوسکے قلعہ سنسنی کی تسخیر کو گئی تھی جسکا حال پہلے بیان ہوا اب چورامن نے بہت شوخی اور بے ادبی شروع کی۔ بادشاہ نے راجہ دھیراج جے سنگھ کو اسکی تنبیہ کے لیے بھیجا۔ راجہ نے جاکر چورامن کی گڈھی کا محاصرہ کیا اور جنگہاے عظیم پیش آئین طرفین کے بہت آدمی قتل ہوئے سید خانجہان بھی مارا گیا۔ چورامن پر کا تنگ ہوا اسنے اپنا وکیل قطب الملک پاس بھیجا اور صلح کا اقرار پیشکش قبول کرنے پر اور بادشاہ پاس جانے پر بشرط عفو جرائم اور سرفرازی منصب کیا بغیر اسکے کہ اوسکی اطلاع جے سنگھ کو ہو۔ بادشاہ نے سید عبد اللہ کے کہنے سے ان شرائط کو طوعاً و کرہاً قبول کیا۔ یہ صلح بادشاہ کی مرضی کے خلاف تھی جس سے راجہ جے سنگھ نہایت ناخوش ہوا۔ اور بادشاہ پاس آیا۔ چورامن سید عبد اللہ خان کے محل بیٹھ

اُترا اور صرف ایکدفعہ بادشاہ اوسے ملا۔ دوسرے مجرے کی اجازت نہ دی۔ اب بادشاہ پاس دکن سے ناخوش خبرین آئیں

سوانح سال ہفتم ۱۱۲۹ ھ

امیرالامرا داؤد خان کو شکست دیکر اورنگ آباد مین آیا اور ملک کے بندوبست مین مشغول ہوا۔ دکن کے ہر صوبہ مین بدستور صوبہ داران بادشاہی مرہٹون کی طرف سے ایک مرہٹہ سردار صوبہ ہوتا تھا کہ چوتھہ کو وصول کرتا تھا۔ امیرالامرا کو اطلاع ہوئی کہ کھنڈو بہاڑیہ (جھگیا کھانڈے راؤ دھبارہ) خاندیس پر قابض ہے اور بندر سورت کی راہ پر گلی گڈھیان بنالی ہین اور تھانے جما لیے ہین۔ اس راہ پر جو قافلہ گذرتا ہے اگر اسکے تجار غیر تجار اپنی مالیت کی چوتھائی دیدیتے ہین تو سلامت چلے جاتے ہین اور نہین تو لٹ جاتے ہین قید ہو جانے پر ہر آدمی کو اپنی رہائی کے لیے روپیہ دینا پڑتا ہے۔ امیرالامرا نے ذوالفقار بیگ بخشی کو تین چار ہزار سوار دن اور پانچ چھہ ہزار پیادہ بندوقچیون کو اوسکی تنبیہ کے لیے رخصت کیا۔ اور ذوالفقار خان کو تل سے اورنگ آباد اور خاندیس کے درمیان گذرا کہ اوسنے خبر سُنی کہ کھنڈو بہاڑیہ آٹھہ نو ہزار جنگی سوارون کے ہمراہ بگلانہ اور کالنہ کی سرحد کے نزدیک نکلا ہے جو اورنگ آباد سے شتر کروہ عرفی ہے۔ ذوالفقار خان نے مستعد جنگ ہوکر اوسپر تاخت کرنی چاہی کہ وہ خار دار دشوار گذار جنگلون کی طرف فرار ہوا جتنی بادشاہی سپاہ آگے بڑھتی گئی اتنی ہی وہ دہاسے خالی کرکے پیچھے ہٹتا چلا گیا یون بادشاہی سپاہ کو پیچھے لگا کے اس مقام پر لے آیا کہ نہایت مستحکم تھا۔ ہرچند ذوالفقار بیگ کو ہر کارون نے منع کیا کہ وہ اس جال مین نہ پھنسے مگر سادات کی شجاعت وجہالت کب اُنکی سنتے دیتی تھی وہ مرہٹون کے پیچھے چلے گئے۔ کھنڈو کی سپاہ چھوٹے چھوٹے گروہون مین منقسم ہوکر اونچی ٹیکریون اور پہاڑون کی کھوؤن مین چھپ چھپا گئی۔ بادشاہی فوج اس فرار کو اپنی فتح سمجھی اور خوشی کے مارے پھولی نہ سمائی۔ ان بھگوڑون نے پیچھے پڑکر اپنی صف بندی کو توڑا مرہٹون نے یہ ہوشیاری کی کہ جب تک پیچھے بیٹھے رہے کہ بادشاہی

سپاہ اونکے پیچھے پڑکر بالکل متفرق ہوگئی اور پھر اونکے اجتماع کی امید نہ رہی جب کچھ ہو چکا
تو مرہٹون نے تلواریں سونتیں سپہ سالار ذوالفقار بیگ اور اوسکے ہمراہیون کی ایک جماعت
کے ٹکڑے اوڑائے باقی فوج مین سے جسنے زنہار مانگی اور اسپ غرور سے پیادہ ہوکر
سپر ڈالی زندہ مقید ہوا اور جان و مال کے ساتھ عرصہ تلف مین آنکی تیغ بے دریغ کا
علف ہوا مشہور یون ہے کہ گاو و شتر و اسپ کسی سوار و پیادہ کا اس بلا سے محفوظ نہین رہا
امیرالامرانے یہ خبر سنکر اپنے مستقل دیوان راجہ محکم سنگہ کو شائستہ فوج کے ساتھ کھنڈو
کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا اور اپنے بھائی سیف الدین علی خان صوبہ دار برہان پور
کو لکھا کہ وہ راجہ کی کمک کرے سیف علی خان سلطان پور اور نندربار کے انتظام
ملکی کے لئے برہان پور سے گیا ہوا تھا یہ دونو نامدار سردار کھنڈو کے تعاقب مین گئے
کہ تلافی ظہور مین آئے اور اوسکے تھانے اوٹھیں کہ پھر رعایا خاندیس کو وہ اذیت نہ پہنچائے
مگر انکی کوشش سے کچھہ فائدہ نہ ہوا کھنڈو نے دفع الوقت کیا اور خود راجہ ساہو
پاس چلا گیا جو قلعہ اور مکانہاے قلب مین رہتا تھا مگر اوسکے تھانے جا بجا قائم
رہے جہان امیرالامرا کی فوج قریب آئی وہان سے مرہٹے فرار کر جاتے تھے اور جب
وہ فوج اُلٹی آتی تو پھر مرہٹے وہان آن کر جم جاتے محکم سنگہ ان مرہٹون کی
کی فوجون سے لڑنے مین کامیاب ہوا جو احمد نگر کی اطراف مین تاخت و تاراج
کرتی تھی - اوسنے غنیم کو ہزیمت دیکر قلعہ ستارا کے نیچے تک بھگایا لیکن ذوالفقار بیگ
کے کشتہ ہونے اور فوج کے غارت ہونے کی تلافی کچھہ نہ ہوئی -

بادشاہ اور سادات کی ناموافقت کی شہرت تھی مشہور یہ ہوا کہ راجہ ساہو اور
کرناٹک کے اہل دیوان اور زمیندارون کے نام فرامین اور احکام خفیہ آتے ہین کہ امیرالامرا
کی طرف رجوع نکرین اور اوسکے استیصال مین کوشش کرین - اسلئے اونہون نے مقابلہ
کیا اور بیجاپور اور حیدرآباد کا انتظام امیرالامرا سے نہ ہوسکا +

ذکر سوانح سال ہشتم سنہ ۱۱۳۰ھ ۱۷۱۸ء

امیرالامراے صوبہ دار دکن کی جو بات قابل یادگار ہے وہ مرہٹون کے ساتھ
جسکا بیان آگے آتا ہے +

عالمگیر نے دکن مین مرہٹون کے قلعون کی فتح کرنے مین بہت روپیہ اور بہت
صرف کیا۔ قلعہ ستارہ اور پرنالہ و راج گڈھ وغیرہ تینتیس چالیس مشہور قلعے فتح کئے مرہٹو
بے خانمان کیا جب مرہٹون کے سردارون نے بادشاہ کے قدیمی ملک کو خالی پا
بادشاہ کو دور دیکھا تو اونھون نے اور سالون کی نسبت زیادہ شورشیان کین ا
سنگین فوجون کے ساتھ صوبجات دکن احمد آباد اور مالوہ کو چوتھہ وصول کرنے کے
تاخت و تاراج و پراگندہ کیا۔ جہان جاتا اور شہر یا قصبہ کلان ہوتا تو سرکارہ یا خط وہان
حاکم یا زمیندار کے پاس بھیجتے اور چوتھہ کے طلب کا پیغام دیتے دیہات وقصبات کے
و زمیندار مرہٹہ کی فوج کے استقبال کے لئے دوڑکے آتے اور چوتھہ کو قبول کرکے امان
قول کی درخواست کرتے اور سوار کو دہات اور رعیت کی محافظت کے لئے سے جا
بجاے اصل جمع ہزار دو ہزار بتلانے کے چار پانچسو جمع بتلاتے غرض جو کچھہ چو
اسکا مقرر ہوتا اوسکے وصول کے وعدہ پورا کرنے کے لئے وہ اول دیتے اور یون ا
تاخت و تاراج کی مضرت کو دفع کرتے جب فوجدار اور زمیندار چوتھہ کا دینا نہ
کرتے اور اونکی طرف رجوع نہ کرتے تو عہد عالمگیری و بہادر شاہی مین بیان
کہ اس صورت مین اگر وہ غالب ہوتے تو وہ اس محال کو تاخت کرکے بالکل ویرا
اور نہین تو چند روز محاصرہ کرکے مایوس ہوتے اور بھاگ جاتے چنانچہ دو
صوبون پر ہانپور و برار کے قصبہ نند بار و سلطان پور و جامود اور بہت سے قصبہ
مشہور کا اٹھائیس ہزار سوار مرہٹون نے دو تین ہفتہ تک محاصرہ کیا اور ناکام چ
قافلون کے ساتھہ بھی وہ یہی سلوک عمل مین لاتے تھے۔ زیادہ تر قافلون کو
و تاراج کرتے تھے مرہٹون کے سردار تا مقدور چوتھہ کی تشخیص مین کوشش
تاخت و تاراج پر راضی نہ ہوتے تھے۔ مگر سردارون کے خلاف مرہٹون کا ل

چوتھ کے مقرر ہونے مین خلل انداز ہوتا تھا اور تاراج مین کوشش کرتا تھا اسلیئے کہ مقررکی
چوتھ سے سردارون کو فائدہ ہوتا تھا اسکے لشکر متمتع نہ ہوتا تھا۔ تاخت مین جسکے جو ہاتھ آتا
وہ اسکا مالک ہوتا سردار کو اسکے کچھہ فائدہ نہ ہوتا - رانی تارا بائی زوجہ راجہ رام نے شوہر کے
مرنے کے بعد دس بارہ برس تک عالمگیر سے مخالفت رکھی اور بادشاہ کے اواخر عہد مین
رانی کے وکلا نے مصالحہ کی التماس اس شرط سے کی کہ دکن کے چھہ صوبون کی سردیسمکھی
بدستور نوفی صدی مقرر ہوجاے۔ عالمگیر نے اوسکو غیرت اسلام سے بعید جانکر قبول نہین کیا
جسکا بیان مفصل اسکو عہد سلطنت کی تاریخ مین ہوا۔ بہادر شاہ کے عہد مین وکلاے رانی
اور ساہو نے رجوع کی اور سردیسمکھی کا فرمان چند شرائط کے ساتھہ حاصل کیا جسکا ذکر تاریخ
بہادر شاہی مین ہوا مگر رانی اور راجہ ساہو مین باہم نزاع ایسا ہوا کہ بہادر شاہ کو جو مرکوز
خاطر تھا وہ عمل مین نہ آیا اور سردیسمکھی کا انتظام بھی نہ جاری ہوا - داؤد خان کی صوبہ داری
دکن مین جسکا ذوالفقار نائب تھا اوسکے اور غنیم کے درمیان اخوت و موافقت کا عہد و قرار
ہوا - اس شرط پر کہ شاہزادون اور داؤد خان کی جاگیرون سے مرہٹے مزاحمت نہ کرین
اور باقی محالات امراے عظیم الشان سے ہیلامن نائب داؤد خان اپنے متعلقون سے چوتھ انکو بجد او
دمرہٹہ کے بغیر دلادیا کرے اور قافلون کو وہ آزار نہ پہنچائین مرہٹے اور داؤد خان شیر و شکر کی
طرح مل گئے۔ ——— اور عمل ہوتا رہا - داؤد خان اب گجرات کو بدل گیا
تھا یہ قول و قرار باقی نہ رہے اسکی جگہ نظام الملک بہادر فتح جنگ آیا وہ کل ایک سال پانچ
مہینے اس عہدہ پر مامور رہا - یہ نظام الملک بڑا لائق و ہوشیار تھا وہ دکن کے معاملات
ملکی کے سب پیچون سے واقف تھا اسکی نہایت عمدہ تجویز یہ تھی کہ مرہٹون کی ضعیف گروہ کو
تقویت دیکر اسکے قوی گروہ کی بیخ کنی کے درپے ہو - ساہو کے افسر جو ملک کا بندوبست
کر رہے تھے اسے مقابلہ کرنے کے لیئے سپاہ بھیجی اور اونکو شکست دی اور بعض اضلاع انکی
دبائے مگر پھر صلح ہوگئی - راجہ ساہو کو لقب دہ ہزاری دہ ہزار سوار کا بادشاہ کی طرف
سے عنایت ہوا وہ اپنی تدبیر یہان یہ کر رہا تھا کہ یکایک شدہ یہان سے بدل گیا - اسلیئے

اوسکی تدبیرون سے بہت فائدہ نہوا۔ اوربیان ہوا کہ نظام الملک کی صوبہ داری مین
ابتدا مین صلح رہی اور آخر مین فوج کشی ہوئی اس دار و مدار مین ایک سال پانچ مہینے گذرے
اور غنیم کی تنبیہ قرار واقعی ہوگئی اُسکی جگہ امیر الامرا سید حسین علی خان آیا۔ اسکی صوبہ داری
دو تین برس تک بادشاہ کے ساتھ عناد و فساد مین گذری۔ گو اوسنے سپاہ کو بڑھایا مگر
بندوبست واقعی نہوا۔ جو امیر الامرا کے مرکوز خاطر تھا اور سادات بارہ کی رسم کے موافق
تھا۔ انور خان برہانپور کے شیخ زادون مین سے تھا اور سادات کے پیش آوردون مین سنہ ۱۱۳۱
مین قابوے وقت اور رفع فساد پر نظر کرکے اوسکی اور امراے ہمراز کی صلاح سے سنکراجی
ایک برہمن سے اتفاق ہوا۔ یہ برہمن پہلے سیواجی و سنبھا کے عمدہ متوسل نوکرون مین تھا
قلعہ جنجی کی تسخیر کے بعد بادشاہی نوکرون کے جرگہ مین آگیا تھا۔ اور مرہٹون کے مطیع اور
غیر مطیع سردارون کی وکالت کرتا تھا اور جوہر شرارت سے خالی نہ تھا اور مدد طالع اسکا ضمیمہ
ہوا تھا۔ راجہ ساہو کے بڑے عمدہ فہمیدہ کار برہمن سرفوج بالاجی بشوناتھہ و جمناجی تھے
اونکی وساطت سے صلح کا قرار ان شرائط پر ہوا کہ جملہ محال خالصہ بادشاہی و جاگیرداران
سے جو کچھہ محصول مال و سائر مین و کروڑی و شقدار وصول کرین اوسکی چوتھائی متصوبان راجہ
کو داخل کرین اور یہ بھی مقرر ہوا کہ سوار چوتھائی حصہ کے جو جاگیردارون سے اونکو وصول ہوگا
دہ سو روپیہ مین سے دس روپیہ بدستور سردیسمکھی رعایا سے لین غرض یون پینتیس ۳۵ فی صدی
کل ابواب فوجداری و شقداری و ضیافت اور اور اخراجات از روے کاغذ خام وصول کرنا
اس حساب سے قریب نصف جمعبندی کے جو از روے طومار بادشاہی ہوتی ہے وہ شریک ہوگئے
اسطرح راجہ ساہو کے عمال شریک غالب ہوگئے کہ مرہٹون کا یہ انتظام کہ وہ کل جمع بابت
(محصولات) کو وصول کرین رعایا احکام بادشاہی و جاگیردارون کو نہایت سخت معلوم ہوا
اور ہر محال مین دو تحصیلدار مقرر ہوئے انمین ایک کمائش دار اور دوم گماشتہ سردیسمکھی
کہلاتا تھا طومار و اصلات پر اول دستخط سررشتہ دار سردیسمکھی ہووین اور اوسکے جو لوازم
رسمیات جدا کئے جائین یہ امر عمال بادشاہی اور جاگیردارون کا وبال جان ہوا

سواء اسکے ہر محال میں دو جدا جدا محصل راہداری تھے - فوجدارون کی سستی اور غنیم کے غلبہ سے وہ جابجا ہو بیٹھے تھے بیوپاریون سے فی گاڑی آٹھ آنے اور فی ارابہ ایک روپیہ لیتے اور آدمیون سے وہ ظالم فوجدارون سے بھی زیادہ دو چند سہ چند جو چاہتے لے لیتے - اب ایام صلح سے پہلے جو ظلم ہوتا تھا وہ بدستور رہا اسکے سواء یہ شرکت راہداری کا اور او پر چڑہا - اس صورت مین ہر پرگنہ میں راجہ ساہو کے تین عامل مستقل رہتے تھے اونکے ساتھ سوار او پیادون کی جمعیت ہوتی تھی وہ کچہری اور چبوترہ مال وسائر پر اور سر راہ پر رہتے تھے - یہ نئی بدعتین پیدا ہوئی تھین سواء اسکے جس جگہہ کہ ویران دہات رعایا کو قول دے کر مرہٹے آباد کرتے مثل دہات نند بار وغیرہ صوبہ خاندیس اور پرگنات صوبہ برار وغیرہ مین جنکو اصل مین مرہٹون نے ویران کیا تھا اونین امیر الامرا کی قرار پر کچھہ خیال نہیں کرتے جاگیردار کو بٹائی کے حصہ سوم دینے کا جو قول تھا جو پورا کرتے اونھون نے یہ مقرر کیا تھا کہ منجملہ تین حصون کے ایک حصہ جاگیردار اور ایک حصہ سالم مرہٹہ اور ایک حصہ رعایا لیتے مقدمات ملکی اور مالی مین مرہٹون کا حکم عمال اور فوجدارون وجاگیردارون کے اختیار پر جاری تھا مصالحت کے وقت امیر الامرا نے مقرر کیا تھا اور تاکید کی تھی کہ راہداری نہ لی جائے - قبل از صلح جو ظالم فوجدار اور حکام فی گاڑی اور ارابہ راہداری لیتے تھے اسکے سے چند وچہار چند ظلم سے بیوپاریون اور مسافرون سے لی جاتی ہے یہ راہداری ہرگز نہ لی جائے مگر امیر الامرا کی اس باب مین پیش نہ گئی - ہان اکثر پرگنات مین تاخت وتاراج دہات و قافلہ موقوف ہوگئی - ایام سابق کی نسبت مسافر اور آنے جانے والے راہداری ادا کرنے کے بعد آرام سے آتے جاتے تھے بعض دہات جو مرہٹون کی تاخت اور حکام کی تعدی سے بالکل ویران ہوگئے تھے وہ آباد ہوگئے +

امیر الامرا نے سند قرار صلح جس میں شرائط مذکورہ مندرج تھین اپنی مہر کر کے راجہ ساہو کے وکلاء کو حوالہ کی اور اپنی سند کے مطابق بادشاہ کے فرمان آنے پر صلح موقوف رکھا نہ جابجا راجہ ساہو کے گماشتے مستقل دخیل کار کر دئے - اور راجہ ساہو کے وعدہ نوکرون

بالاجی بشوناتھ اور جمناجی کو مقرر کیا کہ وہ جمعیت شائستہ کے ساتھ بطریق نیابت و وکالت
راجہ ساہو اورنگ آباد مین رہین اور کارہائے ملکی و مالی اونکی وساطت سے سرانجام پائین اسکے
بعد حسین علی خان نے عرضداشت بھیجی جس مین مصالحہ کی حقیقت لکھی اور اوسکے مطابق فرمان طلب کیا
بعض ہواخواہان دولت نے بادشاہ کے خاطرنشان کیا کہ محصول اور حکمرانی مین غنیم کو شریک
غالب کرنا مصلحت نہ تھا اسلئے یہ صلح فرخ سیر کی مرضی کے خلاف ہوئی - ان ہی ایام مین
جان نثار خان کہ قدیم امیر بہادر و دانا عبد اللہ خان مرحوم پدر حسین علی خان سے اتحاد
برادرانہ رکھتا تھا - اسلئے وہ حسین علیخان کا بمنزلہ عمو تھا - بلکہ وہ اوسکی بڑی تعظیم کرتا تھا
بادشاہ نے برہانپور مین امیر الامرا کا نائب مقرر کیا اور کچھ نصیحتیں کردین کہ وہ جاکر اپنے دوست
کے بیٹے کو سمجھا دے - یہ امید کی گئی کہ شاید اسکے سمجھانے سے وہ فرخ سیر کے خاطرخواہ
عمل کرے اور ان ہی دنون مین اعتماد الدولہ محمد امین خان بھی ذی قعد ۱۱۳۰ھ سنہ ۶ جلوس
مین صوبہ مالوا کو مرخص ہوا اور مقرر ہوا کہ سرحد مالوہ مین پہنچنے کے بعد اسکو فرمان صوبہ داری
کا بھیجا جائیگا اور راجہ جے سنگھ سوائی بدلا جائیگا مشہور تھا کہ حضور سے اوسکو فرمان دیدیا ہے
جب جان نثار خان آب نربدا کے نزدیک آیا اوسنے از راہ حزم و ہوشیاری و پختہ کاری
اپنے کام مین تذبذب ہونے کے سبب سے کہ جس صوبہ مین مقرر ہوا ہون معلوم نہین دخل پاؤنگا
یا نہ پاؤنگا اپنے ساتھ اصلا سوارون اور پیادون کی جمعیت ہمراہ نہین لی - کسر ضلع علاقہ
مالوہ مین محمد امین خان وارد ہوا - دونو کے آنے کی خبر اورنگ آباد مین مشہور ہوئی - اور یہ
افواہ اوڑی کہ محمد امین خان ساٹھ ہزار سوارون کے ساتھ اور جان نثار خان ساٹھ ہزار
سوارون کے ساتھ حسین علی خان سے لڑنے کو آئے ہین حسین علی خان کو بھی تردد ہوا
پھر اس خبر کا بے اصل ہونا تحقیق ہوگیا - جان نثار خان کے خط آئے کہ سنا ہے مرہٹے نے
جو راجہ ساہو کے منتسبون مین نہین ہے ہند کی طرف علم سرکشی بلند کیا ہے - اوس نے
مجھے روک رکھا ہے کچھ سپاہی بھیجدیجے - غرض سپاہ گئی - جان نثار خان امیر الامرا پاس آگیا
امیر الامرا نے ظاہر مین اوسکے ساتھ بزرگانہ سلوک کیا لیکن صوبہ برہانپور اوسکو نہ دیا -

ان ہی دنون میں ضیاء الدین خان کہ شرفاء خراسان میں تھا دیوانی دکن پر دیانت خان کے
تغیر کے سبب مقرر ہوا۔ جلال الدین خان برہان پور کی دیوانی پر مامور ہوا فیض اللہ خان بخشی گری دکھن کے تعلقہ پر منصوب ہوا۔ جب یہ امرا اورنگ آباد میں آئے تو ضیاء الدین خان
کو قطب الملک کی سفارش سے دیوانی مین دخل ہوا مگر سب کام امیر الامرا کے عملہ کی ماتحتی مین
کرنا پڑتا تھا۔ فیض اللہ خان بخشی کو امیر الامرا نے جواب صاف دیدیا۔ سلام کے لئے بھی بار
نہ دیا۔ جلال الدین خان کو برہانپور کی دیوانی کے عوض مین چند روز برار کی دیوانی دی غرض
ان باتون سے فرخ سیر کو اور زیادہ ملال ہوا۔

محمد مراد بخش ایک شخص کشمیری تھا سب گنون پورا تھا۔ کوئی عیب اوس سے چھوٹا نہ تھا
فرخ سیر کی ماں کشمیری تھی۔ اسکے توسل سے پادشاہ سے ہم کلامی کی نوبت خلوت مین
پہنچی اوسنے بادشاہ کو سمجھایا کہ مین قتال وجدال بغیر سادات کا قلع قمع کرسکتا ہون غرض
اوسنے اپنی چکنی چپڑی باتون سے بادشاہ کو سبز باغ دکھلادیا اور اوسکو ایسا پھسلایا
کہ تھوڑے دنون مین بادشاہ اوسکا غلام بن گیا۔ اسکو رکن الدولہ اعتقاد خان کا خطاب
منصب ہفت ہزاری دہ ہزار سوار کا دیا۔ اب اوسنے یہ صلاح دی کہ پٹنہ عظیم آباد سے
سربلند خان کو اور مرادآباد سے قلیچ خان نظام الملک بہادر فتح جنگ کو اور احمد آباد سے
راجہ اجیت سنگہ کو طلب فرمائیے۔ ہر ایک کو عمدہ خدمات کا امیدوار کیجئے اور اونکے ہاتھون
سے دولت سادات کو خاک مین ملائیے۔ بادشاہ نے یہی کیا۔ یہ سب امرا جمع ہوئے نظام الملک
نے مرادآباد میں خوب انتظام کیا تھا وہ یہان آیا تو کسی اور خدمت پر مامور نہین ہوا بادشاہ
نے مرادآباد کا نام رکن آباد رکھا اور رکن الدولہ کی جاگیر اور صوبہ داری مین دیدیا۔ راجہ
اجیت سنگہ کو مہاراجہ کا خطاب ملا۔ وہ سید عبداللہ کا محمد و ہمداستان ہوا۔ نظام الملک بہادر
فتح جنگ و سربلند خان ہر ایک ابتدا مین امیدوار وزارت و میر بخشی تھا اونکو سید عبداللہ خان
کے فساد مٹانے کے لئے مقرر کیا۔ ان امرا نے بادشاہ سے التماس کیا کہ قلمدان وزارت
اپنے بندون مین سے جسکو لایق دیکھین اوسکو مرحمت فرمائین جسکے سبب سے سید عبداللہ خان کے

رکن الدولہ اعتقاد خان کا اقتدار اور امراء عظام کا اجتماع +

استقلال مین خلل پڑیگا اگر وہ نافرمانی کا ادعا کریگا تو سزا پائیگا۔ تو بادشاہ نے جواب مین یہ فرمایا
کہ وزارت کے لئے اعتقاد خان سے بہتر دوسرے آدمی مین نہیں جانتا۔ اسی امیرون کا
دل شکستہ ہوا بھلا ایسے بڑے امیرون سے ایسے کم اصل وزیر کی اطاعت کب ہوتی۔ اس گرمی
ہنگامہ مین عید فطر آئی۔ بادشاہ کی سواری مین ستر اسی ہزار پیادے سوار عیدگاہ تک ساتھ
تھے۔ خاص و عام مین ایک ہل چل پڑ رہی تھی کہ سید عبد اللہ خان اب گرفتار ہوتا ہے
سید کے ساتھ پانچ چار ہزار سوارون سے زیادہ نہ تھے۔ مگر کچھہ نہین ہوا سید عبد اللہ خان
پہلے تو سوا سادات و متوطنان بارہ کے اور کسی کو نوکر نہیں رکھتا تھا اب اوسنے بیس ہزار
سوار سب قومون کے نوکر رکھہ لئے جب دکن مین امیر الامرا کو یہ اخبار پہنچے تو اوس نے
بادشاہ پاس آنے کا ارادہ کیا۔ اور آنے سے منصوبہ تازہ کی تمہید یہ کی کہ معین الدین
کو اپنے پاس بلا لیا وہ ایک مجہول النسب گمنام راجپوت سا ہو لئے شاہزادہ اکبر کا پسر سمجھہ کر
گرفتار کر لیا تھا اور بادشاہ کو لکھہ کر جواب مانگا۔ اس ضمن مین خبر آئی کہ بادشاہ اور سید عبد اللہ
مین صلح ہو گئی۔ راجہ اجیت سنگھ باوجودیکہ اوسکی بیٹی فرخ سیر سے بیاہی گئی تھی مگر وہ
سید عبد اللہ خان کا محرم و ہمراز تھا وہ صلح کا واسطہ ہوا۔ اور آخر ماہ شوال سنہ ۱۱۳۰ھ مین محمد فرخ سیر
مع اعتقاد خان و خاندوران خان اور بعض اور امراے خیر اندیش کے قطب الملک کے گھر پر
گیا۔ باہم عہد موافقت باقسم و عدم مخالفت پر ہوا اطرفین افعال گذشتہ کے عذر کئے۔ بادشاہ
نے اپنے خانہ قلعہ مین مراجعت کی جب دکن مین بادشاہ کی صلح کی خبر پہنچی تو امیر الامرا
نے چلنے مین توقف کیا پھر خبر آئی کہ یہ صلح باقی نہین رہی۔ اور قطب الملک کا نوشتہ بھائی کے
بلانے کے لئے گیا تو پھر وہ وہاں سے چلا۔

غرض فرخ سیر اور قطب الملک کے درمیان ہنگامہ فساد و عناد کو امتداد ہوا۔ جو تدبیر
مصلحت سوچی جاتی تھی اسے کچھہ مطلب نہین نکلتا تھا۔ بادشاہ کو عزم راے کا ایک حال پر
قرار نہ تھا کبھی صلح و مدارات سے پیش آتا کبھی بد اندیشون کے قلع مین کمربستہ ہوتا تھا بعض امرا
منافق کی مصلحت سے سید عبد اللہ خان سے بہ استمالت ہوتا تھا مقدمہ پیچیدہ ہوتا تھا۔

سید عبداللہ خان نے بیس ہزار سواروں کے قریب نوکر رکھ لئے تھے روز بروز فتنہ و فساد کو
بڑھاتا جاتا تھا۔ امیر الامرا کی عرضداشتین بھی قدمبوسی کے لئے چلی آتی تھین اور اونمین
دکن کی آب و ہوا کی ناموافقت کی شکایتین بھی مندرج ہوتی تہین قطب الملک کے خطوط بھی
امیر الامرا پاس جاتے تھے کہ بھائی جلد یہان آؤ۔ ۱۵ ماہ شوال سنہ جلوس کو سیف الدین علیخان
اپنے چھوٹے بھائی کو چار پانچہزار سواروں کے ساتھ بطریق ہراول برہانپور بھیجا کہ وہ
توپخانہ کا تہیہ اور سفر کے مایحتاج کا سرانجام کرے اور خاندیس مین صوبہ داری کرے
سید عبداللہ خان کے متواتر خطوط آنے کے بعد اواخر ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۰ھ مین اورنگ آباد سے
امیر الامرا باہر آیا اور امور ضروری کے لئے ایک ہفتہ توقف کیا اور اوائل محرم سنہ ۱۱۳۱ھ مین
بہت امرا اور پچیس ہزار سوار اور توپخانہ اور دس گیارہ ہزار برقنداز ہمراہ لے کر دار الخلافہ
شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا قلعہ ملہیر اور راور دو تین قلعون کو اپنے ہمراہیون کے حوالہ کیا
بہت قلعون کے بادشاہی قلعہ دارون کو متہم کر کے معزول کیا اور اونکی جگہہ اپنے آدمی مقرر کئے
تیرہ ہزار سوار مرہٹہ بسرداری کھنڈو دہباریہ جو مشہور سرفوج اور خاندیس کا صوبہ دار راجہ ساہو کی
طرف سے تھا اور سنتا اور تین اور نامی سردار اپنے ہمرکاب لئے۔ اور نامی سردار اور جماعہ دار کو ہاتھی
گھوڑے اور خلعت و مدد خرچ سے مرہون احسان کیا اور آیندہ کے لئے امیدوار مراتب اعلیٰ کا
کیا سپاہی کے لئے اٹھہ آنہ یومیہ سرکار سے مقرر کیا۔ رنجھا ریال گر مرہٹہ بادشاہی نوکرون مین
منجملہ فوج ملکی امیر الامرا مین تھا سنکراجی ملہار اور بشو ناتھہ صاحب مدار راجہ ساہو اس سے
عداوت رکھتے اور کئی دفعہ اسے خفت پہنچے اوٹھا چکے تھے اور مدت سے تلافی کی فکر مین تھے بہانا
کو دشمنون کے اشارہ سے امیر الامرا نے مصلحت کے بہانہ سے بلا کر غافل مقید با زنجیر کردیا
اور اوسکے لشکر و بہیر کو لٹوا دیا حکام و عمال معزول کو کمال بے سرانجامی کے ساتھ ہمراہ
لیا۔ ۲۲ محرم سنہ ۱۱۳۱ھ کو برہانپور سے کوچ کیا کوچ بکوچ آب نربدا سے گذر اکبر پور پر عبور کیا
راہ میں رانا کے ملک پر دست درازی شہرہ عام تھی مگر رانا کے وکیل نے نذر آنکر دی
اسلئے خیر گذری پھر راجہ جے سنگہہ ملک پر لوٹ کرنے خوب ہاتھہ پھیلانے اس

اس ضمن مین اخلاص خان امیر الامرا کی تسلی اور واپس لے جانے کے لئے بعد قرار صلح کے اواخر شوال مین حضور سے روانہ ہوا تھا وہ اوائل ماہ صفر مین قلعہ مانڈو کے نزدیک آیا امیر الامرا اور اس مین باہم ملاقات ہوئی۔ خلوت مین کلمات صلح بے ثبات کو اور دار الخلافہ میں امرا کے جمع ہونے کے آشوب کو اور اعتقاد خان کی خاطر داری اور امرا کے آزردہ خاطر کرنے ذکر کیا۔ سپہ سالار بہانہ طلب کو پہلے سے زیادہ حضور مین جلد جانے کے لئے سرگرم کیا۔ ۱۴ صفر کو اجین مین امیر الامرا آیا۔ یرقنداز خان فوجدار گوالیار اور وکیل حضور کے نوشتون سے اوس کو بادشاہ اور سید عبد اللہ خان کے درمیان صلح کا مفصل حال معلوم ہوا۔ تو امیر الامرا نے مجمع دیوان مین کہا کہ اگر واقعی بادشاہ کو ہمارے ساتھ نزاع و عداوت نہیں رہی اور بلا نفاق ہمارے ساتھ سلوک کریگا تو ہم بھی سوا اطاعت و نوکری کے کوئی اور مطلب اور ارادہ نہیں رکھینگے ملازمت اور بعض امور سے خاطر جمعی کے بعد دکن کو مراجعت کرونگا۔ لیکن دوسرے تیسرے ہی روز امیر الامرا نے ثقہ و محرم راز آدمی کی زبانی سنا کہ یہ سب افسانہ افسون ابلہ فریب کا دام بادشاہ عبث سمجھتا ہے اور نہین جانتا ہے۔ ع نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔ عقلا کے نزدیک تقاضائے مآل اندیشی یہ ہے کہ اگر ہم بادشاہ کے قابو مین آ گئے تو ہم جان کی امان نہین پائینگے۔ اگر ہم بادشاہ پر غالب آئینگے تو اوسکی نجات متعذر ہوگی۔

حضور کے نوشتجات سے ظاہر ہوا کہ سربلند خان کے بعض محال سیر حاصل جاگیر کو دیدی اور اوسکو وہان سے بدل دیا تو بحسرت خرچ و ہجوم سپاہ اور ارباب طلب کی تقاضی اور طلب کے سبب سے نوکری کو ترک کیا اور منصب سے استعفا دیا۔ گھوڑون اور ہاتھیون و اثاث البیت کو جماعہ داروں اور قرض خواہون کو دیکر خرقہ پوش ہونا چاہا کہ جب اطلاع سید عبد اللہ خان کو ہوئی تو وہ اوسکے پاس تسلی کو گیا اور نقد و جنس و اسپ اپنی طرف سے اوسکو دئے اور کابل کی صوبہ داری اوسکے نام مقرر کی اور مرسون احسان کیا۔ نظام الملک بہادر ظفر آباد کے تغیر بے وقت سے اور اعتقاد خان کو اپنی جاگیر ملنے سے بیتھا جل رہا تھا اوس کو وزارت اور

عنایات کا امیدوار کرکے حضور مین طلب کیا تھا اور اب وہ معزول تھا قطب الملک نے
اوسکی بھی تسلی کی اور مالوہ کی صوبہ داری کا امیدوار کیا۔ اعتماد الدولہ بے جمعیت وبے حکم
بادشاہی مالوہ سے آیا تھا مغضوب وبے منصب ہے تھا عبد اللہ خان نے اوسکو بھی مطمئن
خاطر کیا غرض جتنے قطب الملک کی دولت کے مدعی تھے اوسنے اپنی انواع امداد ونفقہ
اموال سے ممنون کرکے پرداخت حال کا امیدوار کیا۔ خاندوران خان کو کہ ابتدا سے
ہر مرحلہ کے ساتھہ بادشاہ کے ہوا خواہون مین گنا جاتا تھا اوسکو بھی اپنا رفیق وہمدم ومحرم
کرلیا۔ ایک دن بادشاہ شکار کو سوار ہوا سیہ قرار دیا کہ مراجعت کے وقت وہ قطب الملک
کی ملاقات کو جائیگا مہاراجہ اجیت سنگہ کا داماد بادشاہ ہو تھا مگر سید عبد اللہ خان کا ہمدم وہمراز تھا
اور قابو کا انتظار کررہا تھا۔ اسکا گھر سر راہ واقع تھا بادشاہ کے ہرگز خاطر یہ تھا کہ جب
میری سواری مہاراجہ کے گھر کے قریب پہنچیگی تو وہ نذر لیکر مجرے کے واسطے آئیگا تو مین
اہتمام کرکے اوس کو قید کرلونگا۔ خواہ یہ بات بادشاہ کے دل کی راجہ کو معلوم ہوئی ہو
نہ معلوم ہوئی ہو مگر الخاین خائف فقط گمان وظن سے وسواس ہراس آمیز سے بادشاہ
کی مراجعت سے پہلے سید عبد اللہ خان کے خانہ مین پناہ کے لئے راجہ چلا گیا۔ بادشاہ وا
کے وقت کشتی مین سوار ہوا چاہتا تھا کہ موافق قرار کے سید عبد اللہ خان کے گھر
جاوے اوسکو معلوم ہوا کہ راجہ سید عبد اللہ خان کے گھر مین چلا گیا ہے تو اوسنے بے دماغ ہوکر
ملاحونکو جب کشتی سید عبد اللہ خان کے گھر کی برابر آئی حکم دیا کہ نوارہ کو تند وجلد چلاؤ یاد رہے
کارخانجات بادشاہی سید عبد اللہ کے گھر مین آئے تھے اور قطب الملک دریا کے
کنارہ پر استقبال کو آیا تھا بادشاہ اوسکی طرف متوجہ نہ ہوا۔ دولت خانہ قلعہ مین داخل ہوا
ربیع الاول کے اواخر مین اور سنہ جلوس کے اوائل مین فیروز شاہ کی لاٹھہ کے پیچھے
شہر سے دو تین کوس پر سید حسین علی خان نے اپنے ڈیرے ڈالے بغاوت کے
اظہار کے لئے طبل مخالفت صبح بجانا شروع کیا۔ پایۂ تخت سلاطین کی آداب کے
خلاف یہ امر تھا کہ کوئی کوس شادیانہ کی آواز بلند کرے اور بادشاہانہ شکوہ کے ساتھہ

خیمہ مین داخل ہوا جو سراے موضع باولی کے قریب تھا اور نگرونیان سے کہتا تہا کہ اب
مین اپنے تئین بادشاہ کے نوکرون کے زمرہ مین نہین جانتا کہ آقا کے آداب بجالاؤن
اب مجھے عزل منصب و عتاب سلطانی کا اندیشہ نہین ہے عجب بات یہ ہے کہ بادشاہ
ساوہ لوح باوجودیکہ دیکھتا تھا کہ مخالفت کا نقارہ اور عدم اطاعت کا دہل بے باکانہ
کیا وہان وہون بج رہا ہے وہ ہوش مین نہ آیا کبھی غضب مین آنکر آستین چڑہاتا
دونو بہائیون کو زجر و تہدید کرتا کبھی آشتی پر وہ اتفاق کرتا - راجہ دھیراج جے سنگھ
جو مکرر لڑنے کے واسطے سرکشون کی گوشمالی دینے کے لئے کمربستہ ہوکر مصلحت بتاتا
تو اسے فائدہ نہ ہوتا - بعض امراے عقیدت کیش عرب و عجم کے کہ بدون تورہ کے اپنے
مین طاقت صریح مقابلہ و مقاتلہ کی طبل بجانے مین نہین دیکہتے تہے خصوص مغلیہ
خیلکو اس راز سربستہ پر اطلاع تہی اور کسی کو اسکا یارا نہ تہا کہ اس مخفی راز سے زبان
آشنا کرے وہ نیرنگی روزگار اور دونو بہائیون کے تسلط کا اور سستی عزم اور اغماض بادشاہ
کا تماشا دیکہتے تہے اور خون جگر پیتے تہے - بلکہ فرخ سیر کے حکم اور اشارہ سے حسین علی خان
کی ملاقات کے لئے جاتے تہے - اور مدعیان دولت کی وضع و تکبر کو دیکہہ پر خون و زبان پر
گلہ کے ساتھہ مراجعت کرتے تہے جب امیر الامرا کے آنے پر چار یا پنچ روز گذر گئے تو
اوسکے بہائی سید عبد اللہ نے اپنے بہائی کی زبانی بادشاہ سے بیان کیا کہ اگر بادشاہ
راجہ جے سنگھ پر ہم کار کو وطن کو رخصت کرے اور توپخانہ کی خدمات اور دیوان
خاص کی اور خواصون کی داروغگی ہمارے متوسلون کو عنایت فرماوے اور قلعہ مین
ہمارا بندوبست ہونے دیوے تو بلا وسواس امیر الامرا آنکر ملازمت کریگا اور ہم دونو بہائی
خاطر جمعی سے آمد و رفت کرینگے - بادشاہ سست عقل نے جو روزگار شعبدہ باز کی
دغلبازی سے غافل تھا - دونو بہائیون کی ادعا کو مان لیا - خدمات کے باب مین
یہ مقرر کیا کہ اونکو فی الحال اصالتاً سید عبد اللہ خان اور سادات بارہ اور دونو بہائی
کے ہمراہی بجالاوین اور نیابت اعتقاد خان او معتمدان حضور انجام دین - بعد چند روز

جشن نوروز قریب آتا ہے حجاب نیابت بھی درمیان سے اٹھ جائے گا۔ سوم ماہ ربیع الاول کو
راجہ دھیراج جے سنگھ کو حکم کے بموجب ایک روز ٹھیرنے کی اجازت نہ ہوئی وہ اپنے وطن
انبیر کو روانہ ہوا اور اسی روز راجہ بھیم و راجہ بدھ سنگھ کہ باہم بنی عم تھے۔ اور وطن
بوندی پر آپس میں پرخاش و عداوت ارثی رکھتے تھے آپس میں راہ کے درمیان لڑے
دونو طرف سے راجپوت اور بدھ سنگھ کا دیوان قتل ہوئے۔ اور آخر کار ہر دم راجہ بھیم غالب تھا
بدھ سنگھ خوف کے مارے چند سواروں کے ساتھ راجہ دھیراج پاس آیا جو اوس کا
حامی تھا۔ پنجم ماہ مذکور کو قطب الملک مع راجہ اجیت سنگھ معتمد آدمیوں کے ساتھ قلعہ ارک
میں آئے۔ بادشاہی آدمیوں کو دروازوں سے اوٹھایا اور اپنے آدمیوں کو بٹھایا۔
بادشاہی آدمیوں میں سے سوا اعتقاد خان و اختیار خان مشرف دیوان خاص کے
جنکا عدم وجود برابر تھا۔ اور ظفر خان کے جو سلوک و زمانہ سازی میں [illegible] کیا جاتا
تھا چند خواص و خواجہ سرا ناکارہ کے بادشاہ پاس سے اور کوئی قلعہ میں بادشاہ
گرد نہ رہا۔ امیر الامرا ملوکانہ شان و شکوہ سے لشکر کو آراستہ کرکے سوار ہوا۔ قلعہ کو
گردم رہے اور اسکے سوار گھیرے ہوئے تھے سہ پہر کو قلعہ میں داخل ہوا۔ بعد ملازمت کے
چند کلمے ملالت افزا باظہار کلمہ نصیحت آمیز کہے سننے کے بعد خلعت اسپ جیغہ کو امیر الامرا نے
باکراہ قبول کیا۔ تقدیم ادب میں بھی حیثیات نہ مشغول ہوا۔ اپنے گھر چلا گیا۔ باوجود اسکے
بادشاہ پہاڑ بن گیا اپنی جگہ سے نہ ہلا اور اصل کی فکر میں نہ ہوا۔ دوبارہ آٹھویں تاریخ کو سادات
نے قلعہ کا بندوبست قرار واقعی کیا قطب الملک مہاراجہ اپنے معتمدوں اور انتخابی فوج
کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوئے۔ اور اول کی طرح بادشاہی آدمی احاطہ سے باہر کردئیے گئے
اور دروازے اپنے معتمد و معتبر کام کے آدمیوں کو سپرد کردئیے۔ دیوان خاص و عام و غسل گاہ و دیوان
عدالت کے دروازوں کی کنجیاں اپنے پاس منگا کے رکھ لیں بعد فراغ خاطر کے حسین علیخان
کے پاس آنے کا پیغام بھیجا۔ وہ بڑی شان و دبدبہ سے معین الدین گمنام کو جو پسر شاہزادہ اکبر کے
نام سے مشہور تھا ہاتھی پر بٹھا کر اپنے گھر میں بارہ دری شائستہ خان میں قلعہ ارک سے قریب تھا اوترا

سید عبداللہ خان فرخ سیر ہوش باختہ پاس گیا - اور تکالیف شاقہ و عدم قبول نیابت خدمات
مذکورہ بہت سے شکووں کے ساتھ بھائی کی زبان سے بیان کیے کہ ہم نے تمہارے ادا
خدمت میں اور تمہاری ہمرکابی میں جو تردد و جانفشانی و حسن خدمتی دل و جان سے کیں
اور جان نثاری کرنے میں کسی طرح سے اپنے تئیں میں نے معاف نہیں رکھا اسکے مقابل عوض
میں بادشاہ حق نشناس نے سوا سوء ظن و گمان بد و فکر فاسد و ارادہ باطل کے فدویوں کے
حق میں کوئی اور خیال دل میں نہیں کیا چنانچہ اس ہمارے مقال کے شاہد وہ فرامین ہمارے
ہاتھ میں ہیں جو داؤد خان افغان اور اس سرزمین کے اور سرکشوں اور دکن کے صاحب صوبوں
کے نام مضمون اس اشارہ پر لکھے گئے ہیں کہ تجھے دخل نہ دو اور بندہ بے تقصیر کو قتل کرو
دو دوران صاحب قران میں کبھی عہد و پیمان کی برخلافی نہ ایسی دیکھی نہ سنی - اس عہد میں
بدعہدی کی انتہا ظاہر ہوئی ہمارا وسواس ہراس اسوقت برطرف ہو سکتا ہے
کہ خدمات حضور کا اختیار بلا قید نیابت ہمارے اختیار میں ہو اور اور شرائط کا مذکور کیا بادشاہ
عقل سے معذور تھا اور نے حبش کا عذر کر کے دفعیہ کیا - طرفین سے بڑی بے مزہ
جلی کٹی باتیں ہوئیں - بادشاہ برآشفتہ ہو کر اول اعتقاد خان سے پھر قطب الملک سے
مخاطب ہوا - دو تین کلمے عتاب آمیز زبان سے نکالے - اعتقاد خان نے اس حال میں
چاہا کہ ابلہ فریب کلمات سے اصلاح میں کوشش کرے - طرفین میں اپنی اپنی حالت میں
بے اختیار تھے - سید عبداللہ خان نے اعتقاد خان کو گالیاں دیکر بات نہ کہنے دی - قلعہ سے
باہر جانے کا حکم دیا - وہ حواس باختہ اپنی جان کے بچ جانے کو غنیمت سمجھا اور اختیار خان
کی پالکی میں بیٹھ کر چلدیا - حصار کے ہر گوشہ و کنارہ سے آثار فتنہ اور صدائے آشوب
بلند ہوئی - بادشاہ محل میں چلا گیا - اتنے میں رات ہو گئی قلعہ کے اندر اور باہر جانا بند ہوا
شہر میں فتنہ مچا - دونو بھائیوں کی فوجیں کچھ اور بازاروں میں مستعد و مہیا گھوڑوں پر سوار
کھڑی تھیں - کوئی نہیں جانتا تھا کہ قلعہ میں کیا گذرا اور کیا گذر رہا ہے - سید عبداللہ خان
اور راجہ اجیت سنگھ اپنے اعیان کے ساتھ مشورے اور اندیشے کر رہے تھے کہ صبح ہوتے کیا ہو

مرہٹون کے سردار مثل کھنڈو دہباریہ و بالاجی بشوناتھ اور سنتا وغیرہ دس بارہ ہزار سوارون
کے ساتھ رات بھر ہتیارون مین اوپچی بنے اس انتظار مین ستارے گن رہے تھے کہ کب صبح
ہو جو ہنگامہ دار و گیر گرم ہو اور مال و عیال مردم پر دست دراز کرکے ذخیرے جمع کرین
دن ہوا جھوٹی سچی خبرین اڑنی شروع ہوئین کہ سید عبد اللہ خان مارا گیا اور ایسی اور
وحشت ناک افواہین اڑین - اعتقاد خان اور بعض اور امرا نے کہ آل کار سے بے خبر تھے چاہا
کہ بازار سعد اللہ خان کی طرف امیر الامرا سے مقابلہ ہونے کے قصد سے سوار ہون -
اعتماد الدولہ محمد امین خان و چین قلیج خان بہادر از راہ زمانہ سازی و پختہ کاری حسین علیخان
کی رفاقت کی قصد سے گھر سے باہر آئے تھے اونکے نشان نمودار ہوئے بغیر اس کے
کہ مرہٹون کے ساتھ مقابلہ و مقاتلہ ہو اور کارزار کی نوبت آئی - خاندوران خان کے
چودہ پندرہ کمبل پوش سوارون نے چند تیر مرہٹون کی طرف پھینکے مرہٹے میدان کے لڑنے والے
تھے شہر کی گلیون میں لڑنا کیا جانین - ان کے سب سردار اور دس بارہ ہزار سوار ایکدفعہ فرار
ہوئے - بازار کے لچون اور تماشائیون اور بے روزگار مغلون نے خبردار ہو کر تلوارین ہاتھ
مین لیں اور ہر طرف سے مرہٹون کو مارتے سر سے پگڑی اوچک لے جاتے اور سر کو بدن سے
جدا کرتے - ہاتھ سے نیزہ اور کمر سے شمشیر چھین لیتے زین کو اونکے خالی کرتے اور خون سے
رنگین اور گھوڑون کو اور ہتیارون کو لے لیتے مرہٹے اونکے آگے سے ایسے بھاگتے جیسے
بھیڑون کا گلہ بھیڑئے سے یہانتک نوبت آئی کہ دہوبیون قسائیون اور خاک روبون اور دیگر
اہل پیشہ نے لاٹھی بونگے مار کے اور زبان سے للکار کے اور تیز آنکھیں دکھا کے جو جو ہاتھ آیا ا...
چھین لیا - بھالے اور آفتاب گیر جو مرہٹون کا سرمایہ اعتبار ہے اسقدر اونسے چھینے گئے
کہ بعض بے سروسامانون کے لئے چھپرون کا مصالح جمع ہو گیا - بعض مرہٹے ننگے ہو گئے
اور منہ مین تنکا لیکر دکنیون کے دستور کے موافق پناہ مانگنے لگے - غرض چونکہ سعد اللہ خان سے
اونکی نگاہ تک کہ تین چار کروہ ہے بتحاشہ جگہہ جگہہ مرہٹے قتل ہوئے - خافی خان نے بچشم خود مشاہدہ کرکے
لکھا ہے کہ پندرہ بیس مرہٹون کے سوارون مین ایک آفتاب گیر ہوتا ہے اور وہ انکا سرمایہ فخر ہوتا ہے

چار پانچ پہر آفتاب گیر پڑے ہوئے تھے مقتولون کے گھوڑون اور گھوڑیون کے خوگیرون
مین اکثر لوٹ کا زر و زیور تھا اور اونکی کمرون مین ان روپیون اور اشرفیون کی ہمیانیان تہین
جو اونھون نے راہ مین راجہ جی سنگھ کے دہات اور اور مسافرون سے لوٹی تھین۔ یہ سب
بازار کے لچون اور بیکار مغلون کے ہاتھ آئین۔ پندرہ سو پیادے اور سوار اور سنتا
سردار اور دو تین اور نامور اونکے کشتہ و زخمی ہوئے اگر یہ بات نہ ہوتی تو مرہٹے ہمیشہ
شیخی مارا کرتے کہ ہم نے پایۂ تخت مین جا کر ایک بادشاہ کو معزول کیا اور دوسرے
بادشاہ کو تخت پر بٹھایا۔ جب قلعہ کے باہر مرہٹے یون مارے گئے اور قلعہ کے اندر
سید عبد اللہ خان کے مارے جانے کی خبر ہر کوچہ و محلہ مین اڑی۔ غازی الدین خان
غالب جنگ و سادات خان خسر بادشاہ مع پسر اپنے گھر سے سوار ہوئے اعتقاد خان
باتفاق سید صلابت خان داروغہ معزدل توپخانہ اور میر مشرف اور منصبداران
بادشاہی دو تین ہزار آدمیون کے ساتھ بازار سعد اللہ خان مین معرکہ آرا ہوئے
ان فوج کشیون اور اور سید عبد اللہ کے مارے جانے کی خبر نے لشکر سادات مین
پریشانی پیدا کی۔ چار پانچ ہزار سادات بارہ فرار کے فکر مین تھے کہ اعتماد الدولہ امین علیخان
پاس آگیا اوسے اونکو استقامت ہوئی۔ نظام الملک بہادر فتح جنگ نے دیکھا کہ کام ہاتھ سے
گیا عقل و بینش کی رو سے حرکت مین فائدہ نہ جانا ناچار خانہ نشین ہوا۔ خاندوران خان
گھر سے نہین نکلا۔ امیر الامرا نے باہر فساد دیکھ کر سید عبد اللہ خان کو تاکید کی کہ جلد کام
سے انفراغ حاصل کرو جب قلعہ کے اندر قطب الملک کی حیات اور غلبہ کی خبر تحقیق ہو گئی
تو افواج دل باختہ سادات فراہم ہو کر چاندنی چوک مین غازی الدین خان و سادات خان
اور اوسکے بیٹے سے لڑنے لگی۔ بان بندوق چلنے لگی۔ غازی الدین خان کے ہاتھی کا
اول ہی بان کے لگنے سے منہ پھر گیا۔ سادات خان زخمی ہو کر بار اگیا۔ اس ضمن مین
آغر خان لاہوری دروازہ پر نمودار ہوا۔ سید حسین علی کے آدمیون نے دروازہ بند کر دیا۔ ناچار
اوسنے معاودت کی۔ اعتقاد خان نے اپنے ہمراہیون سمیت سعد اللہ خان کے چوک کی طرف

اور اپنے گھر کے پاس چند چلے گئے مورچال باندہ کے بیٹھا آخر کو مقید ہوا - اوسکی شامت سے
بازار سعد اللہ خان کی چند دکانین تاراج ہو گئیں - ابھی بازار دار و گیر گرم تھا کہ
شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کے جلوس کا شادیانہ بجا اور امان کی منادی ہوئی
اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب بادشاہ محل میں چلا گیا تو سید عبد اللہ خان وغیرہ
نے افسانہ و افسون سے پیغام بادشاہ پاس بھیجے کہ وہ محل سے نکلے مگر کچھ فائدہ
نہ ہوا حبشی اور ترکی کنیزین جنگ کے لئے تیار ہوئین - افغان اور چیلے اور نجم الدین علیخان
برادر قطب الملک پسر صلابت خان رہیلہ محل مین گھس گئے اور عورتون کو خوب مارپیٹ
بادشاہ کا پتا لگایا اور وہ بام محل کے کوٹھے کے گوشہ مین چھپا ہوا تھا - اوس کو
بڑی بے حرمتی سے کھینچکر باہر لائے جسوقت فرخ سیر کو پکڑا تو اوسکی مان بیٹیون
بیویون اور بیگمون نے اوس کو گھیر لیا اور رونا پیٹنا شروع کیا اور گرفتار کرنے والون
کے پانون مین سر رکھا ہاتھ جوڑے خدا کے واسطے دیئے مگر ایسے وقت مین کون
ایسی باتین سنتا ہے - زیور عورتون کا لوٹ لیا اور بے حرمت کیا - فرخ سیر کی
آنکھون مین سلائی پھیری اور قلعہ کے اندر تربولیہ کے اوپر جلس خانہ مین جو قبر
کی صورت تھا اس بادشاہ کو قید کیا - ایک طشت و آفتابہ قضائے حاجت کے
لئے اور پانی کی صراحی دی -

محمد فرخ سیر کی سلطنت پر فساد سواء جہاندار شاہ کی سلطنت کے گیارہ مہینے کی جنکو اوسنے
اپنے ایام سلطنت مین دفاتر مین ثبت کرایا چھ سال چار ماہ کچھ دنون ہی - اس عزل و نصب
کی تاریخ ایک بادشاہ گرفتار ہوا اور دوسرا ساتا بس کا قیدی بادشاہ ہوا -
(فاعتبروا یا اولی الابصار) ہے +

ذکر سلطنت محمد شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات

+ابتدا ۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ

فرخ سیر کی قید سے قلعہ کے اندر اور شہر سے باہر ایک ہنگامہ برپا ہوا تو قطب الملک اور

امیر الامراء نے اوسکے فرو کرنے کے لئے چاہا کہ کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنائیں مگر بہادر شاہ اور فرخ سیر نے شاہزادے جن جن کو قتل کرائے تھے اور جو زندہ تھے وہ زندان میں تھے یا محلوں میں چھپے چھپائے لڑکیوں کی طرح پرورش پا رہے تھے - ان سیدوں کو بھی ایسا ہی شہزادہ بھولا بھالا عقل کا پورا چاہیے تھا کہ کٹ پتلی کی طرح اونکے اشارہ پر چلے تو اونھوں نے یکم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۹ع کو شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات پسر خرد رفیع الشان بہادر شاہ کے پوتے اور محمد اکبر خلف اورنگ زیب کے نواسہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا اوسکی عمر بیس برس کی تھی - وارث تاج اوسکی تاریخ ولادت ہے - وہ مدقوق تھا قید خانہ میں پڑا ہوا تھا - شورش عام اور غلبہ اژدحام ایسا تھا کہ اتنی فرصت نہ ملی کہ بادشاہ حمام میں جاتا اور کپڑے بدلتا اور تخت کی آرائش اور زینت ہوتی وہ اسی لباس میں کہ پہنے ہوئے تھا تخت پر بٹھایا گیا صرف مالا مروارید اوسکے گلے میں ڈال دی - شہر کے رفع ہنگامہ اور آشوب کے لئے الامان الامان کی منادی کرا دی اور صدائے شادیانہ بلند کی قطب الملک آداب مبارکباد بجا لایا - اور اپنے خاص ہمدموں اور معتمد نوکروں کو قلعہ کے اندر رکھا اور دروازوں اور دیوان خاص و عام میں سب جگہ اپنے خاص معتبر آدمی بٹھا دئے - خواجہ سرا و خواص اور کارخانجات کا عملہ فعلہ اپنے اعتمادی نوکروں میں سے مقرر کیا -

اول ہی روز کے دیوان میں راجہ اجیت سنگہ دایاد کشن اور راجہ رتن چند کی آرزو کے موافق جزیہ کی معافی کا حکم دیا گیا - اور امن امان سلطنت کے احکام اطراف میں روانہ کئے - اعتقاد خان کو خفت خواری کے ساتھ قید اور اوسکی جاگیر اور گھر کو ضبط کیا - باوجودیکہ اوسنے نقد و جواہر متفرق کر دئے تھے پھر بھی اوسکا گھر روپیوں اور اشرفیوں اور طلا و مرصع آلات و ظروف نقرہ سے بھرا ہوا تھا اونکو ضبط کیا - بادشاہ نے جو اوسکو جواہر اور مروارید عطا کئے تھے اونکی بازیافت کے لئے اوسکو خفیف و ذلیل کرتے تھے اسی طرح بادشاہ مظلوم کے خالوے اور خسر پورہ شائستہ خان اور سادات خان کے بیٹوں اور سید صلابت خان اور غلام توپخانہ اور افضل خان صدر اور اور بادشاہ کے غلاموں اور ہوا خواہوں کی جاگیریں ضبط

جزیہ موقوف ہوا اور اعتقاد خان کی ضبطی +

راجہ اجیت سنگھ کی بیٹی زوجہ فرخ سیر کی جاگیر راجہ کی خاطر سے بحال رہی سوا الاشاہی
منصبداروں مین اکثر پچاس روپیہ ورماہہ اور بعض زیادہ جاگیر کے مقرر ہونے تک نقد
پاتے تھے اور ایک جماعت پاس جاگیر تھی اور اکثر نقد پانے کی امید مین جاگیر کو منصبداروں
کی جاگیر مین محسوب کرتے تھے انکو حکم ہوا کہ جس کا نوکری کرنے کا ارادہ ہو وہ حسین علی خان
کی سرکار مین گھوڑے کو داغ دلواکے اُن دون کی شرح کے موافق پچاس روپیہ ماہوار سرہی
لین۔ اعتماد الدولہ محمد امین خان اپنی بخشی گری دوم پر بحال رہا نظام الملک کو صوبہ مالوہ اَور
سربلند خان کو صوبہ کابل ملا۔

اس طرح بادشاہ کی قید پر دو مہینے گذرے۔ وہ محبس مین بڑے عذاب بلا مین مبتلا تھا
مشہور روایت یہ ہے کہ کحل کرنے مین اوسکی آنکھون کا نور بالکل زائل نہ ہوا تھا۔
سادہ لوحی اور حب ریاست سے مدعیان سلطنت ایام گذشتہ کے غدر کا پیغام بھیجتا اور درخواست
کرتا کہ مجھے پھر تخت پر بٹھادو مین دونو بھائیون کو سلطنت کا اختیار دیدونگا۔ کبھی عبداللہ خان
افغان کی جو بادشاہ زندہ بگور کا نگہبان تھا چاپلوسی کرتا اور اوسکو ہفت ہزاری منصب کا
امیدوار کرتا اور قیدخانہ سے اپنے نکالنے کا اور راج دھیراج جی سنگھ سوائی پاس
پیغام پہنچانے کا مشورہ دیتا جسکو وہ اپنی نجات کا وسیلہ جانتا تھا۔ یہ خان اوس کے
مافی الضمیر پر اطلاع پاکر سلطنت کے صاحب مدارون کو خبر دیتا۔ اس سبب سے وہ اس سادہ لوح
محبوس کے مارنے کے درپے ہوئے۔ دو دفعہ اوسکو زہر دیا اثر نہ ہوا تیسری یا دوسری
دفعہ زہر نے اثر کیا مگر جان جلدی نہین نکلتی تھی کہ دونو بھائیون نے باوجود کفالت
قسم کلام الٰہی ایسی سختی کی کہ فرخ سیر کو تسمہ کشی اور زد و کوب سے مروا دیا مرنے سے
بارہ پہر کے بعد کفن و دفن مین مشغول ہوئے۔ تابوت کو مقبرہ ہمایون مین لے گئے۔ دو تین ہزار
مرد و زن خصوص شہر کے بیچے و فقیر جنکو بادشاہ سے فیض پہنچتا تھا۔ تابوت کے آگے
آگے روتے پیٹتے سر پر خاک ڈالتے ہوئے گریبان چاک گالیان دیتے ہوئے جاتے
تھے حسین علی خان کا بخشی دلاور علی خان و سید علی خان برادر بخشی سید عبداللہ خان

د سنہ ۱۱۳۱ھ مطابق ۱۷۱۹ع مین ہوا۔

تابوت کے ساتھ جانے کے لئے مامور ہوئے تھے۔ وہ اور اعیان شہر کی ایک جماعت مجبور رقت کرتی ہوئی رفاقت مین تھی۔ لوگ اس جماعت کی پالکی اور گھوڑ دن پر پھینکتے تھے اور روٹی پیسے جو فقرا کو خیرات دیتے تھے وہ نہ لیتے تھے۔ سوم کے روز ایک جماعت بچون اور گدا پیشون کی اس چبوترہ پر جمع ہوئی جسپر بادشاہ کو غسل دیا تھا بہت سا طعام پکا کے فقرا کو کھلایا۔ مجلس مولود کی صبح تک جاگ کے شب کیا۔ تذکرہ چغتائیہ میں لکھا ہے کہ فرخ سیر کی ۳۸ برس کی عمر تھی۔ اور جسوقت اوسنے پٹنہ مین تخت سلطنت پر جلوس کیا مدت سلطنت اوسکی سات سال ایک مہینہ نوروز تھی اور جہاندار شاہ کی شکست کے بعد چھ برس تین مہینے ۴م دن +

بعد اس واقعہ کے بقول عوام بادشاہی خزانہ وجواہر ومرصع آلات وہاتھی گھوڑون کو دونو بھائیون نے اپنے تصرف واختیار مین کیا اور حصہ رسد انمین سے انتخاب کرکے اپنے کارخانجات میں داخل کیا۔ سید عبد اللہ خان کو عورتون کے ساتھ صحبت وعشرت پر بڑی رغبت تھی مشہور روایت ہے کہ دو تین عورتین حور لقا بادشاہی محرمان حرم مین سے پسند کرکے وہ اپنے تصرف مین لایا باوجودیکہ زیادتی حرص وخواہش شہوت رانی سے اوسکے پاس خود ستر اسی خوش ادا عورتین مزے اوڑانے کے لئے موجود تھین +

بعد ان سوانح کے ایک دن یا ایک رات بھی دونو بھائیون کو میسر نہیں ہوئی کہ جسمین اونکو اپنی جان وآبرو کا خوف نہ ہوتا اور دل کی مراد کے موافق کامرانی اور لذت زندگانی اوٹھاتے۔ دونو بھائیون میں باہم محبت اخوت کدورت باطنی ووسواس غلبہ تسلط سے بدل گئی بسبب ظاہر وزارت کے سبب سے امور ملکی کا اختیار بڑے بھائی کے ہاتھ مین زیادہ تھا لیکن امیر الامرا حسین علی خان اپنی شجاعت وتہور کار دانی فیض رسانی ومعاملہ فہمی پر اس مرتبہ پر غرور رکھتا تھا کہ کسی کی اپنے آگے ہستی نہیں سمجھتا تھا اور اپنے آگے بڑے بھائی کو ہیچ جانتا تھا۔ زیادہ تر امرا سے جلاوت پیشہ کار طلب کو رعایت واعانت سے اپنا رام ورفیق کیا تھا اور ملک کے بند وبست کا اختیار اپنی طرف کھینچتا تھا اس سبب سے

بھائی بھائی میں نااتفاقی +

افواہ عوام میں بھائی بھائیون کی ناموافقت کی طرح طرح کی باتین مشہور ہوتین لیکن بسبب ظاہر
معاندون کے فساد اور عناد کے ملاحظہ سے سررشتہ اخلاص و اتحاد و اخوت کو ہاتھہ سے
نہ دیتے تھے واقعہ طلب فتنہ جویون کی دست و زبان دراز ہو سکے اونکو ارباب حاجت
کے کامون کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ تھی وہ ان کامون مین اپنا صرف اوقات
کرتے تھے کہ امراء مغضوب و منکوب کا اموال ضبط کرین دور و نزدیک سے خزانہ وجواہر جمع
کرین اطراف کے سرکشون کے لئے جو گردش سلطنت کے سننے سے اطاعت نہیں کرتے
تھے اونکی تنبیہ کے لئے فوجین روانہ کرین۔ راجہ اجیت سنگہ نقد وجواہر سے مالامال ہوکر
احمد آباد کو جاتا تھا کہ بازار کے دونو طرف کلمات لایعنی اور صریح دشنام بازار کے بچے
اسے سناتے اور کہتے کہ داماد کا خون بہا لیکر اور اپنا منہ کالا کر کے اس شہر سے باہر جانا
چاہتا ہے۔ راجہ ان باتون سے ایسا تنگ ہوا کہ ایک دو آدمیون کو جان سے مارا اور ایک
دن چند کشمیریونکو اس تقصیر میں گرفتار کیا اور سادات کے حکم سے اُن کو گدھے پر سوار
کرکے تشہیر کی +

اکبرآباد مین نیکوسیر کا بادشاہ ہونا +

بادشاہ کی شہادت پہ دس پندرہ روز نہ گذرے تھے کہ جمادی الثانی سنہ ۱۱۳۱ کو
قلعہ اکبرآباد کے ہزاریون نے نیکوسیر پسر محمد اکبر نبیرہ بہادر شاہ کو جو قلعہ مین محبوس تھا
اکبرآباد مین بادشاہ بنایا۔ اور سیم وزر پر یہ سکہ لگایا +

بزد سکہ صاحبقرانی　　　شہ نیکوسیر تیمور ثانی

سنہ ۱۰۸۹ محمد اکبر اپنے باپ اورنگ زیب سے باغی ہوا تھا۔ اورنگ زیب نے
اوسکے بیٹے نیکوسیر اور دو بیٹیون کو مقید کرکے قلعہ اکبرآباد مین بھیجدیا تھا۔ ان بیٹیون مین
سے ایک کی شادی شاہزادہ رفیع الشان سے اور دوسری بیٹی کی شادی شاہزادہ
جہان شاہ پسر بہادر شاہ سے کی تھی نیکوسیر چالیس سال سے قلعہ مذکور مین ناکامی کے
ساتھہ زندگی بسر کرتا تھا + بعض امرا نے اوس کو تخت پر بٹھا کے قلعہ کے اوپر
سے دارالامارت عزت خان پر گولہ لگایا تو عزت خان کو اس آشوب کی خبر ہوئی اوسنے باہر

خیمہ لگایا اور دونو بھائیون کو اسکی خبر دی اونھون نے راجہ بھیم اور چوڑامن جاٹ کو عزت خان
کی مدد کے لئے بھیجا نیکوسیر کی مدد کا وعدہ راجہ دھیراج جی سنگھ اور راجہ چھبیلا رام نے
الہ آباد سے اور فتح الملک نے مالوہ سے کیا تھا مگر یہ امیر اپنے جھگڑون مین ایسے پھنسے ہوئے
تھے کہ نیکوسیر کی مدد کے لئے کسی نے حرکت نہ کی بادشاہ رفیع الدرجات مرض دق مین مبتلا
تھا سادات کے حکم سے حکما اوسکے علاج مین کوشش کرتے تھے لیکن مدقوق کے
لئے کوئی معالجہ تفریح طبع اور نغمات راحت افزا و حکایات فرحت رسا سے بہتر نہین ہے
بادشاہ مجبور امور فرمانروائی مین اصلا اختیار نہین رکھتا تھا بلکہ تصویر کا حکم رکھتا تھا کہ تخت
پر بطور طلسم کے تعبیہ کر دی تھی اور اوسکے دور مین قطب الملک کے آدمی منصوب تھے
اس غم و الم سے روز بروز اسکا مرض بڑھتا تھا دوا فائدہ نہین کرتی تھی - آلام جسمانی کے
سوا افکار روحانی مین اور مبتلا ہوا - اکبر آباد کی خبر نے اسکے غم کو اور زیادہ کیا قریب المرگ
ہوا - اوسنے سیدون سے کہا کہ اگر میرے بڑے سگے بھائی رفیع الدولہ کو تخت سلطنت
پر بٹھاؤ اور میری زندگی مین اوسکے نام کا سکہ و خطبہ جاری ہو تو میری کمال خوشنودی
کا سبب ہوگا اور مین آپ کا احسان مانونگا سادات نے قبول کیا - رفیع الدولہ کو تخت
بیٹھے ہوئے تین روز نہین ہوئے تھے کہ رفیع الدرجات نے عین جوانی مین روضہ جاودانی کو کوچ کیا -
تین ماہ دس روز برائے نام سلطنت کر گیا -

رفیع الدرجات کا مرنا

ذکر سلطنت رفیع الدولہ ملقب بہ شاہجہان ثانی

۴ - ماہ رجب ۱۱۳۱ھ کو رفیع الدولہ کو جو برادر مغفور مرحوم سے ڈیڑھ سال بڑا تھا
شاہجہان ثانی کا لقب دیکر تخت سلطنت پر بٹھایا (شنبہ بست و سیوم ماہ رجب بود) تاریخ جلوس ہے
صرف اسکے نام کا سکہ و خطبہ جاری ہوا اور امور ملکی مین کوئی اختیار اوسکو نہ ملا - اوس کو
چارون طرف سے قطب الملک کے منصوب گھیرے ہوئے تھے اوسکے باہر جانے اور اندر آنے
اور لباس و خوراک کا اختیار ہمت خان کو تھا جمعہ کی نماز اور شکار کی بے حضور سادات

کسی امیر سے بات کرنے کی ممانعت تھی۔ اوسکی ابتدائے سلطنت مین محمد فرخ سیر کے خالو
شائستہ خان نے سپاہ جمع کر کے راجہ جی سنگھ پاس خفیہ جانے کا ارادہ کیا تھا مگر راجہ پاس
پہنچنے سے پہلے طرفین سے فوج کشی پر نوبت آئی بغیر لڑے وہ بے آبرو ہو کر قید ہوا اور اسکا
گھر بار ضبط۔ امیر الامرا نے عزت خان کی مدد اور قلعہ اکبرآباد کے محاصرہ کے لئے حیدر قلی خان
بہادر کو بطریق ہراول روانہ کیا۔ اور ۲ شعبان کو خود امیر الامرا اور پچیس ہزار سوارون
کے ساتھ اکبرآباد روانہ ہوا۔ اس مابین مین مختلف خبرین اڑین جنمین سے صرف یہ
خبر سچ تھی کہ راجہ جی سنگھ نکوسیر کی مدد کے لئے انبیر سے ایک منزل نو دس ہزار
سوارون کے ساتھ چلا۔ باقی فقرا مجذوب کی زبانی اور سالکان صاحب کرامت
اور گوشہ نشینان واصل باللہ وفال کلام اللہ و نقول خواجہ حافظ و خوابہائے صلحا و احکام
رمالان و منجمان کی دستاویز پر نکوسیر کی سلطنت نے دل اور زبان پر سکہ لگایا تھا۔
مجالس و محافل مین بے اصل مختلف خبریں اڑتی تھیں کہ نیکوسیر فقیر کی صورت مین راجہ
جی سنگھ سوائی پاس چلا گیا اور راجہ وزمیندار چھبیلا رام بیس ہزار سوارون کے
ساتھ اور نظام الملک آب و تاب سے روانہ ہوگئے ہیں ایسی خبرون کی شہرت سے قطب الملک
بادشاہ کو اپنے ساتھ لیکر باتفاق مہاراجہ اجیت سنگھ بتیس ہزار فوج سے زیادہ لیکر جی سنگھ سے
لڑنے کے لئے اکبرآباد کی طرف متوجہ ہوا۔ ان ہی ایام مین مہاراجہ اجیت سنگھ نے اپنی بیٹی
زوجہ فرخ سیر کو ایک کروڑ روپیہ کی دولت کے ساتھ روانہ کیا۔ زمانہ سلاطین سلف مین
راجاؤن کا تسلط ایسا تواریخ مین دیکھنے مین نہیں آیا کہ کوئی راجہ اپنی بیٹی کو بادشاہون
کے عقد ازدواج مین دینے کے بعد اپنے گھر لے گیا ہو۔ اکبرآباد مین حیدر قلی خان بہادر
اور عزت خان شیر و شکر کی طرح آپس مین مل کر رفیق ہوگئے۔ قلعہ کا محاصرہ کیا مورچال
باندھے و دمدمے لگائے سید حسین علی خان بھی آگیا طرفین کے گولون کے صدمات
اور ضرب سے قلعہ کے اندر اور باہر بہت گھر خراب ہوگئے مساجد و شہر مین شکست و ریخت زیادہ
ہوئی محاصرہ پر تین مہینے گذرے تین افغان قلعہ کو جاتے تھے کہ وہ پکڑے آئے تینون

توپ سے اوڑائے گئے تعجب ہے کہ اوس مین سے دو اوڑ گئے اور ایک بچ گیا +

قطب الملک بسبب بسات کے توقف کرتا ہوا جے سنگہ کے مقابلہ کے لئے گیا اکبرآباد سے چالیس کوس پہ مقیم تھا جے سنگہ نے جب دیکہا کہ نیکوسیر کی مدد کو کوئی کمکی نہیں آیا اور قطب الملک متہرا مین مجہہ سے دس کوس پہ پہنچا تو راجہ نے اپنا وکیل قطب الملک پاس معافی تقصیر کے لئے بھیج دیا +

نیکوسیر کا ایک منشی نتھہ مل تھا اوسکو باہر کے بعض محیل ہزاریون نے بلایا کہ ہم اوسکے ساتھہ قلعہ مین نیکوسیر پاس جائینگے - وہ رات کو بعض ہزاریون کے لینے کے لئے آیا تو اوسکو مقید کرکے امیر الامرا پاس لے گئے نتھہ مل کے قلمدان سے امیر الامرا کے اکثر امیرون کے خط نیکوسیر کے نام کے نکلے - امیر الامرا نے اونکو مخفی کر دیا صرف اسد علی خان مردان علی خانی کا خط برملا ہوا اوسکو مغضوب و منکوب کرکے جاگیر اوسکی ضبط کرلی - محمد عسکری برادرزادہ نیکوسیر چھبیلا رام پاس پیغام لیجاتا تھا گرفتار ہوا - جب محمد عسکری گرفتار ہو گیا اور راجہ جے سنگہ کا وکیل قطب الملک پاس عفو تقصیر کے لئے گیا - ایام محاصرہ کو امتداد ہوا قلعہ میں آذوقہ باقی نہیں رہا تو ہزاریون نے مایوس ہوکر چورامن جاٹ کی معرفت صلح کا پیغام امیر الامرا پاس بھجوایا - اور جان و آبرو کی امان کا عہد و پیمان لیکر قلعہ کی کنجیاں حوالہ کین ۔ ۲ - رمضان کو نیکوسیر مع اور متوسلون کے مقید ہوا - جان کی امان دیکر اونکو امیر الامرا پاس لائے - متوسلین کو جنہنے یہ سارا فساد مچایا تھا - اپنی جان بخشی کا اندیشہ تھا اسلئے اوسنے خودکشی جمدہر سے کی -

امیر الامرا نے نیکوسیر سے فارغ ہوکر خزانہ و جواہر اور اجناس پر جو تین چار سو برس سے سکندر لودہی اور بابر کے وقت سے کوٹہون میں جمع ہو رہا تھا اور اس مین خاص کر نورجہاں اور ممتاز محل کے اموال تھے بعض کارخانجات سربستہ تھے جنمین ظروف طلا و نقرہ بہت تھے اور کئی ہزار اینٹیں تانبے کی تھیں - عوام دو تین کروڑ روپیہ کا مال تبلاتے تھے - اون کے جمع کرنے کے لئے امیر الامرا نے پندرہ سولہ مقام کئے - کل اجناس مین یہ چیزین بڑی بیش قیمت تھیں - ایک چادر مروارید تھی جو ممتاز محل کی قبر کی پوشش کے لئے شاہجہان نے

ہوائی تھی عرس اور شب جمعہ کو قبر پہ ڈالی جاتی تھی ۔ نور جہان کا اختراع کیا ہوا جوڑہ چق اور ایک تکیہ بڑا بیش بہا تھا بہرحال ان اموال سے کوئی حصہ سید عبداللہ کو نصیب نہیں ہوا مگر چار مہینے کے بعد بے مزگی سے اکیس لاکھ روپیہ سید عبداللہ خان کو ملا امیرالامرا نے وسط شوال مین اکبرآباد سے کوچ کیا ۔ فتح پور مین دونو بھائی مل گئے ۔ راجہ جی سنگھ سے ان شرائط پر صلح ہو گئی کہ راجہ اجیت سنگھ ان پرگنون سے ہاتھ اٹھائے جو وسنے محال بادشاہی کے بابت جاگیر کی طلب کے دعوی کے اپنے تصرف مین کرلئے تھے جی سنگھ کی یہ درخواست قبول ہوئی کہ روح اللہ و تہور خان کے قصور معاف ہوئے جو راجہ کی رفاقت مین تھے یہ مقرر ہوا کہ سرکار سورت صوبہ احمدآباد کی فوجداری راجہ جی سنگھ کو ملے اور صوبہ داری احمدآباد وا جمیر ضمیمہ جودہ پور ہو ۔ اس صورت مین دارالخلافہ اکبرآباد سے تیس کروہ سے راجہ جی سنگھ کا وطن ہے کنار دریائے شور تک کہ مراد سورت سے ہے ان دو راجاؤن پاس ملک ہو گیا ۔ بادشاہ شاہجہان ثانی مرض اسہال مین مبتلا تھا اور اب مرض روحانی مین اور گرفتار ہوا وہ اس دنیا سے رخصت ہوا تین مہینے چند روز برائے نام سلطنت کر گیا ان دونو بھائیون کو سلطنت سے کچھ بہرہ نہ ملا ۔ ناکام دنیا سے گئے +

ذکر سلطنت مرزا روشن اختر ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ

رفیع الدولہ کی سلطنت پر تین مہینے دس روز گذرے تھے کہ موت کے آثار اس پر ظاہر ہوئے سید عبداللہ خان مایوس ہوا اور ماہ شوال کے اواخر مین غلام علی خان پسر خانجہان خالوزادہ کو فتح پور سے روشن اختر کے لانے کے لیے بھیجا ۔ وہ خجستہ اختر جہان شاہ کا بیٹا اور بہادر شاہ کا پوتا تھا ۔ اٹھارہ برس کی عمر تھی ۔ ۱۵ ۔ ذی قعد سنہ ۱۱۱۴ھ مین پیدا ہوا تھا ۔ خوبصورت جوان تھا ۔ ذہن اچھا نہ تھا مگر فہم و فراست سے بالکل خالی بھی نہ تھا ۔ قلعہ سلیم گڈھ مین مقید تھا ۔ نواب قدسیہ بیگم اوس کی مان اس قید خانہ میں تربیت کرتی تھی ۔ وہ معزالدین جہاندار شاہ کے عہد سے اپنے بیٹے کو اسی زندان مین پالتی تھی ۔

یہ بیگم نہایت عاقلہ اور ہوشیار زمانہ دیکھے ہوئے بیٹھی تھی۔ چند دفعہ روشن اختر سے امیرون نے آنکر عرض کیا کہ تخت سلطنت حاضر ہے چلکر اپنے قدمون سے اُسے مشرف کیجئے تو اس فرزانہ بیگم نے یہ سمجھکر کہ جو بادشاہ ہوتا ہے وہ تخت کی قربانی بنتا ہے امیرون کے سامنے ہاتھہ جوڑے اور کہا کہ اے خدا مجھے اس یتیم کے لئے تاج نہیں چاہئے اسکو سلامت رہنے دیجے۔ امیرون نے بہت عہد و پیمان کر کے اوسکی تسلی تشفی دی قلعہ شاہجہان آباد مین روشن اختر ابھی طلوع نہیں ہوا تہا کہ رفیع الدولہ کا آفتاب حیات غروب ہوا روشن اختر کے پہنچنے تک ایک ہفتہ یا عشرہ رفیع الدولہ کی لاش مخفی رکھی گئی ۱۵- ذی قعدہ سنہ ۱۱۳۱ھ مطابق ۱۹ ستمبر سنہ ۱۷۱۹ء کو روشن اختر نے فتح پور مین تخت سلطنت پر قدم رکھا اور ابو الفتح یا ابو المظفر ناصر الدین محمد شاہ اپنا لقب رکھا۔ ایک شخص نے اسکے اُنزوا سے نکلنے اور فرمان روا ہونے کی تاریخ یہ کہی ہے ؎

روشن اختر بود اکنون ماہ شد　　یوسف از زندان برآمد شاہ شد

اس تاریخ مین دو سال زائد ہین۔ ایک شخص نے استاد کے اس شعر سے یہ تاریخ نکالی ؎

چو خواہد کہ ویران کند عالمے　　نہد ملک در پنجۂ ظالمے

یعنی ملک کے عدد پنجہ ظالم کے اعداد مین زیادہ کرین تو تاریخ کے سنہ حاصل ہوتے ہین یہ شہزادہ، قید خانہ کی کوٹھری سے نکل کر ہندوستان کے تخت سلطنت پر بیٹھا مگر سیدون کی قید سے رہائی نہ ہوئی۔ اونہون نے اوسکے گرد اپنا پہرہ چوکی جماے رکھا۔ انھین کی حوالات مین کبھی باغ کی سیر کو آتا کبھی چڑیلے کے شکار کو چلا جاتا۔ محل سے نکلا تخت پر بیٹھا۔ تخت سے اوترا محل مین چلا گیا۔ وہ دل مین حیران تھا کہ مین ہندوستان کا بادشاہ ہون یا شطرنج کا بادشاہ ہون کہ سید اوسکو جس خانہ مین چاہتے ہین بٹھا دیتے ہین۔ تخت پر بیٹھے ہوئے تھوڑے دن گذرے تھے کہ سیدون کی امید کے برخلاف اپنا اقتدار اور سیدون کے ہاتھون سے نکل جانے کا اظہار کیا۔ آغاز سلطنت مین اس بادشاہ نے اپنی فراست و عقل دکھائی مگر کچھ عرصہ کے بعد شراب کے نشہ مین ایسا مست ہوا کہ تاج کو سر پر نہ سنبھال سکا۔ بادشاہ کی

سلطنت کا آغاز فرخ سیر کی وفات سے شمار ہوتا ہے بیچ مین دونو بادشاہون کی سلطنتون کا زمانہ کالعدم ہے +

قدسیہ بیگم امور ملکی کے دقائق اور معاملات کے غوامض مین راے صائب اور فہم رسا رکھتی تھی وہ حسب صلاح وقت سر رشتہ حزم و احتیاط کو ہاتھ سے نہین دیتی تھی ــــ سیدون کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہین ہونے دیتی - پندرہ ہزار روپیہ مہینہ اس بیگم کو ملتا تھا میر جملہ کو صدارت کل کی خدمت مقرر ہوئی - رتن چند کل امور ملکی مالی و شرعی یہانتک قضات بلاد اور ارباب عدل کے معین مین اس مرتبہ پر استقلال رکھتا تھا کہ تمام بادشاہی متصدی جزو کل کے معطل تھے - سوا اسکی کہ انکی مہر دستاویز پر لگتی کوئی دخل اونکو نہ تھا نقل ہے کہ ایک روز رتن چند کسی شخص کو عبداللہ خان کے پاس لایا اور کسی بلدہ کی خدمت قضا پر مقرر کرایا تو سید عبداللہ خان نے ایک گستاخ مصاحب کی طرف رخ کرکے مسکراکر کہا کہ ہمارا رتن چند قاضی کو تجویز اور مقرر کرتا ہے تو اس مصاحب نے جواب دیا کہ راجہ جیو امور ملکی و دنیوی کے نظم و نسق سے فارغ ہو چکے ہین اب کاروبار دینی کے انتظام مین مشغول ہوئے ہین +

چھبیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد ان دونو بھائیون کی اطاعت نہین کرتا تھا - اور اونکی نسبت چند ناہموار حرکتین کر چکا تھا - حسین علی خان نے اوسکی تنبیہ کے لئے اکبر آباد کی طرف پیش خانہ لے جانے کا حکم دیا کہ چھبیلہ رام کے مرنے کی خبر آئی - اگرچہ اس خبر کو امیر الامرا دل مین اپنی خوش طالعی سمجھا مگر ظاہر مین غرور سے کہا کہ افسوس ہے کہ اوس کے سر کو نوک سنان پر اور اوس کے دھڑ کو ہاتھی کی دم مین لٹکا ہوا خلقت نے نہ دیکھا - اسی اثنا مین یہ شہرت ہوئی کہ گردھر بہادر اوسکے برادر زادہ نے جو اسکا مقدمۃ الجیش اور قوت بازو تھا چچا کے مرنے کے بعد سپاہ جمع کی اور قلعہ الہ آباد کے برج و بارہ کو استوار کیا جب سیدون کو یہ حال معلوم ہوا محمد شاہ کو فتح پور سے آگرہ مین لے آئے - اور مہم الہ آباد کی شہرت دیکر جمنا پر پل بندھوایا - اور ہر اول کے طور پر سپاہ مقرر کی جب

گردھر نے یہ خبر سنی کہ الہ آباد کے محاصرہ کے لئے تیاریان ہو رہی ہیں تو اوسنے اپنے وکیل
بھیجکر عفو تقصیر کی - اور اطاعت کی چند شرائط کے ساتھ درخواست کی - اوسنے کبھی چاہا
کہ صوبہ الہ آباد بحال رہے کبھی یہ کہ صوبہ اودہ عنایت ہو - آخر کو یہ ٹھیرا کہ چھبیلہ رام کا کریا کرم
کرکے وہ الہ آباد کو خالی کردے اور اودہ کی صوبہ داری اور خطاب بہادری کا فرمان
گردھر کے نام صادر ہو - گردھر کی اس صلح پر خاطر جمعی نہ تھی اسلئے حیدر قلی خان بہادر ایک
شائستہ فوج کے ساتھ اوسکی تنبیہ کے لئے بھیجا گیا - کسی شخص واحد کے اختیار مین مصالحہ
و جنگ ہوتی تو اس مہم کو طول نہ ہوتا - بارہ کے سردار اپنی رائے پر قائم نہ تھے - تین چند
کی بغیر صلاح کسی کو اختیار نہ تہا - گردہر سادات کے قول و عہد پر اعتماد نہ کرتا تہا - ہر ہفتہ
و مہینہ مین قلعہ کے خالی کرنے کا صبح و شام وعدہ مشہور ہوتا تہا - پہر جنگ و محاصرہ شروع ہوتا تھا
اسلئے مقدمہ کو طول ہوتا تھا - اکبر آباد سے حسین علی خان نے جمنا کے کنارہ پر عبور کیا -
لیکن یہ جانکر کہ قلعہ الہ آباد کو تین طرف سے جمنا و گنگا گھیرے ہوئے ہین - گردھر نے
دوبارہ قلعہ کے استحکام مین اور ذخیرہ و مصالح جنگ کی گردآوری مین کوشش کی ہے
سرکشی کی شہرت سے تمام محالات خالصہ و عمدہ جاگیرداروں مین پورا خلل پڑیگا
اس کا لحاظ اوسنے کیا کہ اگر قلعہ کے محاصرہ مین امتداد ہوا تو تمام صوبون مین ملک مین
تحصیل مال اور رعایا کے حال مین فساد کلی پیدا ہوگا - آج کل مین قلعہ کے خالی کرنے
کی خبر تواتر کے مرتبہ کو پہنچی تھی کہ بادشاہ اور سید عبد اللہ خان کا پیش خانہ غرہ ربیع الآخر
کو شاہجہان آباد کی طرف چلا - پندرہ روز کے عرصہ مین سب لوگ شاہجہان آباد کو روانہ
ہو گئے - گردھر کی وعدہ خلافی سے پیش خانہ شاہی برخلاف داب عزم سلطانی پھر آیا
اور اس درمیان مین دونو بھائیون مین اکبر آباد کے اموال نقد و جنس کے باب مین جو
نیکو سیر سے موافق قول مشہور کروڑون روپیہ کا برادر خرد کے تصرف مین آیا تھا اکثر کلمات
رنجش آمیز درمیان مین آئے - سید عبد اللہ خان نصف حصہ اس مال مین سے مانگتا تھا -
بہت منت سماجت سے اکیس لاکھ روپیہ سید عبد اللہ خان کو ملا - گو اس بخشش کے اتفا

باب مین بہت کوشش کی جاتی تھی مگر وہ گفت وشنید مین آتی تھی +

گردھر کے متواتر نوشتے آئے کہ اگر رتن چند آنکر قول وعہد وپیمان آبرو وجان کے بحال رکھنے کا کر کے مطمئن خاطر کرے تو مین قلعہ کو خالی کرتا ہون اسلئے دونو بھائیون نے صلاح کار اس مین جانی کہ رتن چند جا کر استمالت کرے - سنہ جلوس کے آخر ربیع الاول مین افواج شائستہ کے ساتھ رتن چند الہ آباد روانہ ہوا گردھر سے ملاقات ہوئی عہد وپیمان پر گنگا جلی اٹھی سوار صوبہ داری اودہ کی فوجداری مقرر ہی کہ ہمیشہ صوبہ مذکور کی ضمیمہ ہوتی تھی ووتین اور فوجداری گردھر کی خواہش ودرخواست کے مطابق صوبہ داری اودہ کی ضمیمہ کی گئین - اور اوائل ماہ جمادی الاخری سنہ جلوس مین گردھر نے قلعہ خالی کیا اور صوبہ اودہ کو روانہ ہوا - اس خبر سے تین روز صدائے شادیانہ بلند ہوئی - کہتے آئے ہین کہ ہر خندہ کے آخر مین گریہ ہوتا ہے اور ہر شادی کی انتہا ماتم پر ہوتی ہے ابھی واقعہ طلب آدمی تسخیر قلعہ الہ آباد کی صدق وکذب کی تحقیق کر رہے تھے کہ کچھ اور ہی گل کھلا اور زمانہ نے ایک نیا رنگ دکھایا جس کی تفصیل آگے آئیگی +

بوندی کی باج گزار ریاست پر راجہ بدھ سنگہ اور راجہ بھیم سنگہ آپس مین لڑ رہے تھے - آخر کار راجہ بدھ سنگہ کو فتح ہوئی - راجہ بھیم شکست پاکر سید حسین علیخان کی پشت پناہ مین آیا - حسین علی خان کا بخشی سید دلاور علی خان تھا اوس کو امیر الامرا نے راجہ بھیم کی رفاقت کے لئے مقرر ومخصوص کیا چھہ ہزار سوار اوسکے ساتھ کئے اور خلوت مین اشارہ کر دیا کہ بدھ سنگہ کی تنبیہ کے بعد راجہ جے سنگہ سے متفق ہو کر سرحد صوبہ مالوہ مین استقامت کرے اور حکم کا منتظر رہے اس حکم نے سر اغضب اٹھایا جسکا ذکر آگے آئیگا +

سنہ ۲ جلوس مطابق ۱۱۳۲ کے سوانح اعظم یہ ہین مہاراو بھیم سنگہ ہاڑہ وراجہ کوٹہ گج سنگہ کچھواہہ راجہ نرور وسید دلاور علی خان وسید عالم علی خان کے امرا و باعتبار کثرت فوج وسامان واستظہار وافتخار ملک سید حسین علی خان کے سرمایہ عجب پندار تھے

یہ سب نظام الملک بہادر فتح جنگ کے ہاتھ سے بادیہ عدم کے مسافر بنے - ان احوال کی تفصیل بسبیل اجمال یہ ہے کہ سید عبد اللہ خان کو یہ ناگوار خاطر تھا کہ امیر کبیر نظام الملک کو کل امراے مغلیہ اپنا مرشد و سپر جانتے ہین اور اوسکی اطاعت کو دین و دنیا کی معموری کا ذریعہ تصور کرتے ہین اسلئے وہ اس تدبیر مین تھا کہ اوس کو ایسی جگہ بھیجے جو زور طلب ہو اور قلت مداخل اور کثرت مخارج سے پریشان و بے سامانی پیدا اہو اسلئے نظام الملک کو عظیم آباد پٹنہ کا صوبہ مقرر کیا جہان کے زمین دار بڑے شورہ پشت اور مفسد اور نہایت زور طلب تھے نظام الملک نے اوسکو تسلیم کر لیا تھا کہ فرخ سیر کے شہید ہونے کا قصہ کھڑا ہو گیا جسکے سبب نظام الملک کا عظیم آباد کو جانا رہ گیا حسین علی خان

کہ امور سلطنت مین اپنے بڑے بھائی سے اپنے تئین بڑا جانتا تھا اسنے صلاح اسمین دیکھی کہ نظام الملک کو مالوہ کی صوبہ داری بکفالت سوگند سپرد کی وہ رفیع الدرجات کے جلوس کے تیسرے دن مع عیال و اطفال و رفقا کے جو ایک ہزار منصبداران نقدی و جاگیر دار تھے مالوہ کو روانہ ہوا - یہ لوگ سیدون کی بے توجہی سے پریشان حال فاقہ زدہ تھے - نظام الملک نے سپاہ اور توپخانہ کو جمع کیا - محمد غیاث خان نے اپنی مغلیہ برادری کو جمع کیا وے بیٹھے پالسنو کے قریب گھوڑے اور ہتیار اور سامان اپنے گھر سے دیکر سوار بنایا - اور شیخ محمد شاہ و ابو الخیر خان و اسمعیل خان و قزلباش وغیرہ کو بطور قرض درمایت بہت روپیہ دیا - نظام الملک نے اپنی خدمت ماموره پر جاکر سپاہ کو زیادہ کیا بند و بست واقعی مین مشغول ہوا مفسد و سرکش زمینداروں کی تنبیہ و تادیب اور زیر دستون کی حمایت کی - ابھی آٹھ سات مہینے اوسنے اس صوبہ مین جا گرم کی تھی کہ حسین علیخان کی راے اسپر قرار پائی کہ گڑھ سر کے مقدمہ کی فراغ کے بعد صوبہ مالوہ مین اقامت کرکے بند و بست دکن کے چھ صوبون اور چار صوبون احمد آباد و اکبر آباد و اجمیر و مالوہ کا خود کرے لیکن نظام الملک کے معزول کرنے کے لئے بہانہ طلب ہوا کہ مقدمات چند در چند ایسے واقع ہوئے کہ وہ حسین علی کو نقض عہد کے لئے بہانہ اور نظام الملک کی خیانت کے لئے

سادات کا عزل اور نظام الملک بہادر فتح جنگ کی ظفر +

سبب ہوے۔ اِن مقدمات کی تفصیل یہ ہے ۔
اوّل جن دنون مین سید حسین علی خان اورنگ آباد سے فرخ سیر کی تسخیر کے لئے حضور شاہی
مین آتا تھا اور آب نربدا سے اوسنے عبور کیا تھا اور قلعہ مانڈو صوبہ مالوہ کے نزدیک آیا تھا تو
یہان رحمت خان پسر امیر خان قلعہ داری اور فوجداری کی خدمت اس ضلع مین رکھتا تھا
اور اسکی شمشیر کی ہیبت اور بندوبست سے پہاڑی مفسدون نے اپنے گھرون مین رہنا چھوڑ دیا
تھا۔ اوسنے بیماری کا بہانہ بنایا اور پادشاہی نمک کا پاس کیا وہ امیر الامرا سے ملاقات
کرنے نہ آیا جسکے سبب سے امیر الامرا کے دل مین سے بغض پیدا ہوا جب دونو بھائیون نے
بادشاہ کو مار کر کامیابی حاصل کی تو انھون نے خواجم قلی خان تورانی کو مانڈو کی قلعہ داری پر مامور کیا
اور رحمت خان کی جاگیر کو بدل دیا۔ خواجم قلی خان قلعہ کے نزدیک آیا تو رحمت خان نے بسبب
سلطنت کے انقلاب کے قلعہ کے سپرد کرنے مین عذر کیا۔ خواجم قلی خان نے رحمت خان کی
شکایت سادات سے کی اونسے رحمت خان کے وکیل کو چشم نمائی کی اور نظام الملک کو تاکید
لکھا کہ معزول کو قلعہ سے باہر نکالو اور منصوب کو اس مین داخل کرو۔ نظام الملک رحمت خان سے
کہ بڑا خاندانی امیر تھا موروثی رابطہ رکھتا تھا اور وہ بادشاہ پاس جا نہین سکتا اوسکو نظام الملک
نے اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے پاس بلا لیا۔ اور خواجم قلی خان کو قلعہ دلا دیا۔ ان ہی دنون
مین قلعہ رانا گڈھ متعلق صوبہ مالوہ کو جو سرونج و بھیلسہ کے نزدیک ہے خان جہان پسر حسین سال
بندیلہ اپنے تصرف مین لایا۔ سید حسین علی خان نے نظام الملک کو لکھا کہ یہ قلعہ اوس کے
قبضہ سے نکالے۔ نظام الملک نے رحمت خان کو اپنے سرکار سے فوج ہمراہ کر کے اس کام پر تعین
کیا۔ خان مذکور سرونج اور بھیلسہ مین گیا اور افاغنہ و رہیلہ وغیرہ کی سپاہ جمع کی اور قلعہ کو جبر و قہر
سے لے لیا۔ یہ حسن خدمت بھی اوسکے جرائم کی شفیع نہین ہوئی۔ نظام الملک نے اوس کی
مراعات بزرگانہ کی صوبہ مالوہ کی بعض بندوبست اوسکے سپرد کئے۔ رحمت خان نے مفسدون
کی تنبیہ اور سرکشون کی گوشمالی قرار واقعی کی پرگنہ چندیری کے چند مواضع پر جنمین مفسد ہمیشہ رہتے تھے تاخت کی اور اون پر قبضہ کیا +

دوم چندروز بعد جے روپ سنگہ پرگنہ امجیرہ سرکار ماندو کا زمیندار تھا وہ مدتون سے اس محال کی زمینداری اور علاقہ منصب بعینانی قلعہ مذکور پرگنہ مزبور جاگیر مین رکھتا تھا اور اوسکے پاس جمعیت وسامان شائستہ تھا اور اوسکے رعب کے مارے مرہٹے اس راہ پر قدم نہین رکھہ سکتے تھے۔ اسکا بھائی جگروپ تھا جو اوسسے زمینداری کے دعوی کے سبب سے حسد رکھتا تھا۔ اوسنے بھائی کو عہد وپیمان کرکے اپنے پاس بلایا اور فی الفور اوسکے کشت ومال واسباب پر متصرف ہوا۔ جے روپ کا چھوٹا بیٹا لال سنگہ جان کے خوف سے بھاگ کر عدالت کی امید مین نظام الملک پاس آیا۔ نظام الملک نے ایک فوج برسم قزاقی محمد غیاث خان کے ہمراہ جگروپ کی تادیب کیلیے بھیجے اور خود بھی تیز پرواز شاہین کی طرح وہان گیا اور جگروپ کو فرار کی فرصت نہ دی اوسکو اسیر کرلیا۔

سید عبداللہ خان سے فتنہ پردازون نے عرض کیا کہ نظام الملک نے جمعیت بادہ کرلی ہے اور بعض دہات پر تاخت کی اور بعض کے قول کے موافق ان ہی دنون مین حسین علی خان کا نوشتہ فتح جنگ کے نام بھیجا کہ ہم چاہتے ہین کہ صوبجات دکن اور اوسکے اطراف کی بندوبست کے واسطے صوبہ مالوہ مین خود رہین چار صوبون اکبرآباد والہ آباد وبرہانپور وملتان مین سے جو صوبہ پسند ہو وہ لکھہ بھیجو مین اوسکی سند بھیجدون نظام الملک سپاہ کے خرچ سے زیربار ہورہا تھا اور فصل ربیع جسپر اس ملک کے محصول کا مدار تھا وہ ہاتھہ سے جاتا تھا۔

اس ضمن مین مکرر خبر آئی کہ نیکوسیر اسیر ہوا اور گردھر بہادر کا مقدمہ صلح پر فیصل ہوا تو حسین علی خان کا اور دماغ آسمان پر چڑھا۔ اوسنے مہاراو بھیم سنگہ سے عہد وپیمان کیا کہ سالم سنگہ زمیندار بوندی کو تنبیہ اور نظام الملک کے کار کے انصرام کیے بعد تم کو مہاراجگی کا رتبہ والا ملےگا اور سب راجاؤن پر مہاراجہ اجیت سنگہ کے بعد تم فائق ہوجاؤگے اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار کا منصب ملےگا۔ اوسکو اور راجہ گج سنگہ نروری اور دلاور علی خان وغیرہ کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھہ تعین کیا کہ سالم سنگہ کی تنبیہ واخراج کو دستاویز بناکے نظام الملک کے احوال کے خبرگیران ہون اور ہمارے احکام کے اشارہ پر فوراً انصرام کار مین مشغول ہون

چنانچہ اونہون نے بونڈی کو لے لیا اور حسین علی خان کے اشارہ سے سید دلاور علی خان نے
راجہ بھیم اور راجہ گج سنگہ کی رفاقت مین صوبہ مالوہ کی سرزمین پر لشکر کشی کی اور وہان رہنے والون
کی جانی و مالی ضرر کا اور ملک کی خرابی کا سبب ہوئے۔ اب امیر الامرا نے اپنے ارادہ کے
دلہن کے منہ پر سے نقاب الٹ دی اور نظام الملک کو مواخذہ کی اسلوب مین ان باتون کو
لکھا کہ اپنے پاس مرحمت خان کو جگہ دینا اور پرگنہ تلام کے زمیندار کو تغیر کرنا اور ایسے ہی
بعض اور مقدمات جو باقتضاء قصبہ زمین پر سرزمین فیصل ہوئے اور سید عبد اللہ خان نے
ان باتون کو دست آویز تقصیر نظام الملک بنا کے اوسکے وکیل معتبر کو خلوت مین طلب کرکے
کلمات نامناسب تند و تلخ و بے مزہ نظام الملک کی نسبت کہے۔ ہر چند نظام الملک نے
امیر الامرا کے خط کا جواب موجہ دسجا لکہا اور اوسکی پیشانی پر یہ شعر لکہا ؎

من ہیچ فانیم بو فا میخورم قسم　　　　من چو شما نیم بشما میخورم قسم

اس جواب سے سادات کا اور غصہ بڑہا +

جب محمد شاہ بادشاہ ہوا تو بادشاہ کے دستخط خاص کے شقے اور احکام جنپر بادشاہ
کی والدہ مریم مکانی کی مہر لگی ہوئی اعتماد الدولہ محمد امین خان بہادر کی معرفت نظام الملک
پاس آئے کہ ان نمک حرامون کے تسلط سے سوا نماز جمعہ کے کسی احکام کے جاری کرنے کا
مقدور نہین انکا خیال باطل یہ ہے کہ نیکو سیر اور گرد ہر کے کامون کے انجام ہونے کے بعد وہ
آپ کو ٹھکانے لگائین اور پھر اپنے اور کامون پر فائز ہون اور ہم کو آپ پر اعتماد کلی
ہے کہ اپنے آبا و اجداد کی تربیت کے حقوق پر نظر کرکے احتیاط اور ما بدولت کے استقلال
سے غافل نہ ہون +

نظام الملک کے وکیل وغیرہ کے نوشتجات پہنچے کہ سیدون نے گرز بردار آپ کے
لئے تعین کئے ہین کہ آپ کو بادشاہ پاس لائین ان گرز بردارون کے پہنچنے سے
پہلے بادشاہی شقے اور اور خیر خواہون کے خطوط خاص کر دیانت خان کے آئے کہ
یہ فرصت وقت نہین رہی جو کچھ کر سکتے ہو اوسکو جلدی کرو اب نظام الملککو

تحقیق ہو گیا کہ دونو بہائی تمام خاندان ایران و توران کی بے آبروئی پر کمر باندھے بیٹھے ہیں اور ترک منصب در گوشہ نشینی مین رستگاری نہین اور تمام موروثی خانہ زادون اور دور و نزدیک جان نثار نوکرون کا دل نہایت افسردہ ہو رہا ہے کہ وارث تخت و تاج بے اختیار رہے اور نماز جمعہ و اجراے احکام شرع پر قادر نہین آگرہ کے نزدیک سے کنارہ دریاے شور تک ہنود بتخانے بنا رہے ہین اور گاوکشی کو منع کر رہے ہیں تو چار و ناچار چارہ کار یہ جانا کہ بحکم ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ ۔ توکل ذات پاک حق کو سرمایہ ہمت بنایا اور بقول اشہور اسی مضمون کے دو کلمے سید عبداللہ خان کو لکھے اور عبدالرحیم خان و مرحمت خان وغیرہ ہواخواہون فدویون کے ایک جماعت کے ساتھ اور پانچ چھ ہزار سوارون کی جمعیت کے ہمراہ سلخ جمادی الاخری ۱۱۳۲ھ مطابق سنہ ۲ جلوس مین نواح مندسور مین اس ضلع کے بندوبست کے لیے پیش خانہ کوچ کرکے اور پھر مراجعت کر کے اجین مین آ گیا ۔ احمال و اثقال اوٹھا کر سرونج کی طرف کوچ کرنے کی شہرت دی اور دو تین منزل گیا اور موضع کا ٹھہ مین اترا پھر کوچ بکوچ ملک وسیع دکن پر متوجہ ہوا +

غرہ رجب ۱۱۳۲ھ کو دریاے نربدا سے عبور کیا ۔ رستم بیگ خان فوجدار سرکار بیجاگڈہ عرف کھرگاؤن (نربدا و تاپتی کو درمیان ہانپور سے ساٹھہ میل شمال و مغرب مین) حسین علی خان کے رفقا مین تھا مگر وہ سیدون کی نمک حرامی سے جلتا تھا وہ جمعیت شائستہ کے ساتھ نظام الملک کا رفیق ہوا ۔ نظام الملک نے اوسکی فوجداری بحال رکھی ۔ اسکی عنایت اور ترقیاں کر کے اپنا ہمراہ لیا ۔ مشکل کشا قفلون کی کنجی اقبال خودبخود یہی اس روز دریاے نربدا سے عبور کر عثمان خان قادری ہزاری حشام قلعہ آسیر کا ایک معتمد بوساطت خسرو چیلہ کے آیا جو سالہا سے مربی عثمان خان کا اور سوال و جواب کا واسطہ تھا اور اوسنے نمک حرامون کی نمک حرامی کی اور اپنے حشام کی پریشانی احوال کے سبب سے نظام الملک کی طرف سے قلعہ داری کی استدعا کی ۔ محمد غیاث خان اسکو نظام الملک پاس لایا ۔ اور قلعہ کی فتح کی بشارت دی

نظام الملک نے اوسکو لائق انعام دیا اور طلب احشام اپنے خزانہ سے دی اور میر حفیظ اللہ خان
بخشی و غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ اپنے بیٹے کو اوسکے ہمراہ کیا۔ خان مذکور نے
۱۳ - رجب ۱۱۳۲ھ کو اس قلعہ پر تصرف کیا۔ ابو طالب قلعہ دار کو پکڑ لیا۔ نظام الملک خود
قلعہ میں آیا۔ اور نگاہ احتیاط سے ملاحظہ کیا۔ محمد غیاث خان کو برہانپور کی فتح کے لئے
روانہ کیا۔ سید عالم علی خان نے جب نظام الملک کی دریاے نربدا سے عبور ہونے کی
خبر سُنی تو اپنے رفیقون کی صوابدید سے محمد انور خان اور راو نیال گر مرہٹہ کو برہانپور
کی حفاظت کے لئے بہیجا۔ یہ ہوا کی طرح اُڑکر عادل آباد میں برہان پور سے دس کوس
پر پہنچنا چاہتے تھے کہ رات کو آرام کرکے صبح برہانپور میں چلینگے اور محمد نور اللہ خان
دیوان صوبہ مذکور برادر انور خان سے اتفاق کرکے شہر کے دروازون کو بند کرکے مردم
شہر سے استحکام دے کر محافظت کرینگے۔ محمد غیاث خان نے لال باغ میں آنکر مورچال
باندھے اور محمد انور خان اور راو نیال گر کی آمد آمد کی خبر سنکر اوسنے دریاے تاپتی سے
فوج کو اوتارا۔ مگر یہ امرا اندھیری رات میں شہر کے اندر داخل ہوگئے۔ شہر والون نے
انور خان سے کہا کہ محاصرہ ہونے کی صورت میں اگر فتح جنگ کی فوج غالب ہوئی تو شہر
لٹ جائے گا صلاح کار یہ ہے کہ صلح کر لو ورنہ شہر سے نکل کر صف جنگ گرو انور خان
کے دل و ہوش بجا نہ تھے۔ ابتدا میں اپنی بہادری کی شیخی بگھاری مگر آخر کو شاہ لکھی
جو شہر کے مشہور مشایخ میں سے تھے وہ باعث امان جان و آبرو و مال صوبہ دار اور اوس کے
ہوئے اور خوف و امید کی حالت میں انور خان محمد خان کے استصواب سے فتح جنگ کی خدمت
میں آیا۔ بے آبروئی و جان و مال کے تلف ہونے سے محفوظ ہوا۔ بطریق نظر بند مجرا کرنے
اور دیوان میں بیٹھنے کا حکم دیا۔ فتح جنگ نے شہر کے وضیع و شریف کو دلاسا دیا۔ اوسکا
ذاتی رویہ کم آزاری اور رعیت پروری کا تھا۔ اوسنے اپنے منصوبون کو قسم دی کہ رعایا
اور ضعفا میں سے کسی باشندہ پر تعدی نہ کی جائے وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ میرا قصد اور منظور نظر
سوا خلاصی و استقلال بادشاہ اسلام کے اور کچھ نہیں ہے جو نماز جمعہ اور

اجرا ے احکام شرع پر قائم نہین ہے - وہ سب مسلمانون کو اعانت کی ترغیب دیتا تہا - اگرچہ نظام الملک
کے محاسن اخلاق بہت ہین - لیکن یہ امر غرائب روزگار سے ہے کہ برہان پور کی فتح سے
دو تین روز پہلے سیف الدین علی خان برادر حسین علی خان کی والدہ اپنے فرزندان و متعلقین لیکر
اپنے بیٹے پاس مراد آباد جانے کے ارادہ سے برہان پور مین آئی - جب نظام الملک نے برہانپور
کو فتح کر لیا تو وہ حیران تھی کہ کیا کرون بعض کوتہ اندیش آدمیون نے نظام الملک سے کہا کہ
مخالف زادون و محمد انور خان کا مال اور اموال چہین لیجئے - انکا سپاہ و لشکر کے خرچ مین آنا
عین مصلحت ہے - نظام الملک نے بصوابدید محمد غیاث خان جواب دیا کہ ہم نے باوجود عسرت
و تہیدستی کے محض بتوکل فضل الہی اور بتوسل اقبال بادشاہی اس عزیمت پر کمر باندہی
ہے - اگر کامیاب ہوا تو ملک و مال ہمارا ہے - اور اگر خدانخواستہ بالعکس ہوا تو وبال آخرت
کس لئے گردن پر لین ہماری ہمت کے آگے ان بڑہیون اور بچون اور انور خان کے
مال و اموال کچہہ قدر نہین رکہتے ہم کو استقلال بادشاہ کے سواء کوئی اور بات منظور نہین ہے -
انشاءاللہ تعالی صدق نیت کی برکتون سے بے شمار خزانے تصرف مین آئینگے - بعد اسکے
ایسی رکیک باتین ہماری مجلس مین مذکور نہ ہون - کہتے ہین کہ والدہ سیف الدین علی خان
نے اپنی حفظ آبرو کے لئے پیغام بھیجا کہ اسباب جو ہے سب آپکی نذر ہین مگر نظام الملک نے
یہ جوانمردی کی کہ سیف الدین علی خان کے اہلکارون کو طلب کر کے خلعت دیا اور بچون کے
لئے میوہ بھجوایا - معتمد و فہمیدہ آدمی خان مذکور پاس بھیجکر دلاسا دیا کہ یہ ہمارے فرزندون کی جگہ
ہین اگر یہان رہین تو اونکی جمعیت و معاش کا سامان کیا جائے اور اگر بالجزم جانے پر
آمادہ ہون تو ہمارے آدمی دریاء نربدا تک پہنچا دینگے اونکو جانا مقصود تھا اوسکی درخواست
کی نظام الملک نے عورات اور اطفال کی مدارات ارباب کرم کی ہمت کے موافق کی اور
دو سو سوارون کا بدرقہ شائستہ ساتھہ کیا اور دریاء نربدا سے پار اوتار دیا - نظام الملک
یہ جانتا تھا کہ عوض خان بہادر ناظم صوبہ برار جو نظام الملک کا چچا تھا وہ اور بہت آدمی
جوق جوق اُس پاس آتے اور اوسکی فوج کا ضمیمہ بنتے نظام الملک نے بمقتضاء مصلحت

نظام الملک کا حسن اخلاق +

عبد الصمد خان دلیر جنگ کی حسین خان افغان سے لڑائی اور حسین خان کا کشتہ ہونا +

لعل باغ مین توقف کیا - اور توپخانہ کی تیاری کی -

اسی زمانہ مین لاہور کے اخبار نویسون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ حسین خان خویشگی کہ افغانان صاحب تمن مین مغرور و مشہور نواح سرکار قصور سے تہا چند سال سے اوسنے سرکشی اور مفسدی طریقہ اختیار کیا تھا - نواح قصور و لاہور کے سیر حاصل پرگنات پر قبضہ کیا تہا اور علم مخالفت بلند کیا تہا کئی دفعہ صوبہ دارون کی فوج کو بلکہ شاہزادون کی افواج کو شکست دی تھی عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ کی صوبہ داری کی ابتدا سے اوسنے اطاعت نہین کی جاگیرداران و صوبہ دار کے مقرر کئے ہوئے عمال اور عمدہ بادشاہی نوکرون کو اوسنے بے دخل کر دیا تھا بلکہ مجالس سے خارج ثقہ راوی سے یہ سنا گیا کہ سیدون نے اوسکو اشارہ کر دیا تہا کہ صوبہ دار کا دست تصرف کوتاہ کرے اور اس حسن خدمت کے عوض مین دارالسلطنت لاہور کی صوبہ داری دینی ٹھیرائی تھی اسلئے وہ پہلے سے اب زیادہ شوخی کرتا تھا قطب الدین عامل صوبہ دار کو صاحب فوج تھا مقابلہ کرکے مار ڈالا اور اوسکی فوج و خزانہ کو غارت کیا آٹھ نو ہزار سوار او ساتھہ لیکر پرگنات کی تاخت و تاراج شروع کی - دلیر جنگ سات آٹھ ہزار سوارونکے ساتھہ لڑنے گیا - دونو لشکر موضع چھونی پر پہنچے جو لاہور سے تیس کوس پر تھا بہت دنون تک سخت لڑائیان ہوئیں ایک دفعہ عبد الصمد خان کے لشکر کو ایسی شکست ہوئی کہ اوسے خفا ہو کر اپنی داڑھی نوچ لی - آغر خان نے مخالفین کی کمرگاہ پر ایسا حملہ کیا کہ حسین خان کا فیلبان مارا گیا اور فقیر شاہ بھیک کہ حسین خان کا پیر و مرشد تھا اور اوسکی جان کو حسین خان اپنی جان کی برابر عزیز رکھتا تھا اور جو خیمہ فیل مین اوسکا ردیف تھا - دلاوران توران کے تیر سے زخمی اور کشتہ ہوا حسین خان کی آنکھون مین جہان سیاہ ہو گیا - اس ضمن مین حسین خان کے بھی ایک زخم کاری لگا - اوسکے ہاتھی کا فیلبان نہ تھا - ہاتھی ہر طرف دوڑتا تھا سواری کے ہودہ مین آگ لگ گئی جسکا سبب تحقیق نہین معلوم ہوا - اوس حال مین وہ اور اوسکے ساتھ ایک جمع کثیر افغانون کی کشتہ ہوئی - اوس کے لیا دلیر جنگ نے جب اس فتح کی خبر سید عبد اللہ خان کو بھیجی وہ دل مین ملول ہوا مگر بہ یگانگی دور کرنے کیلئے

ظاہر ہین اوسنے دلیر جنگ کو سیف الدولہ کا خطاب لایا - نظام الملک کے بعد دلیر جنگ مغلون مین سے سیدون کی جان کا وبال تھا +

نظام الملک کی خبرون کا سیدون کے پاس آنا +

سیدون پاس برہانپور سے نوشتے آئے کہ جیسے قلعہ آسیر کا حال معلوم ہوا کہ نظام الملک کا چیلہ جو قلعہ کے ہزاریون پاس گیا اور قلعہ کے حوالہ کرنے کے باب مین سوال وجواب کا واسطہ بنا سادات نے جو طالب خان کو قلعہ دار آسیر بنایا تھا اوسکو خوشی وناخوشی نظام الملک نے اپنا مطیع بنایا اوسکی کمال عسرت مین گذری تھی - احشام کی تنخواہ دو سال کی چڑھی ہوئی تھی وہ نظام الملک نے اپنے خزانہ سے دیدی محمد خان نے جاکر قلعہ پر تصرف کرلیا اور قلعہ ارک برہانپور بھی بغیر اوسکے کہ کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی اور نہ تلوار میان سے نکلی نظام الملک نے تسخیر کرلیا اور یہ خبر بھی آئی کہ عوض خان صوبہ دار برار کہ نظام الملک سے قرابت قریبہ رکھتا تھا اور شمشیر اور رائے صائب مین زمانہ کے مشاہیر مین سے تھا شائستہ فوج کے ساتھ فتح جنگ پاس آگیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انور خان صوبہ دار برہانپور اور رستم بیگ وغیرہ نامی مرہٹون مین سے نظام الملک کے رفیق ہوگئے ہین - اور برہانپور کے تمام متصدی اور اطراف کے بعض زمینداروں نے نظام الملک کی طرف رجوع کرکے اطاعت اختیار کی سادات اس اخبار ملال افزا سے کاروبار مین سراسیمہ ہوئے دلاور علی خان و مہاراجہ بھیم سنگھ کو پیہم تاکید لکھی جانے لگی کہ وہ نظام الملک کے مقابل جائین حسین علی خان دکن کے جانے کے لئے ہر روز وہر ہفتہ مین مصلحت تازہ کرتا تھا اور دلاور علی خان کی خبر کا انتظار کھینچ رہا تھا - رتن چند مآل کار پر نظر کرکے کہتا تھا کہ فتح جنگ کو صوبجات دکن دیدئے جائین تا کہ فتنہ جاکے صلح ہوجائے - وہ جانتا تھا کہ یہ فساد اوسکی جان کا وبال ہے حسین علی خان اس صلح پر راضی نہین ہوتا تھا وہ نظام الملک کی صلح قبول کرنے سے خاطر جمع نہ تھا +

عبد النبی کشمیری کا فساد +

عبد النبی کشمیری مخاطب محبوب خان مدت دراز سے اپنی حماقت سے ہندوؤن کے ساتھ کاوش رکھتا تھا - جب اوسنے یہ انقلاب روزگار دیکھا تو اوباش احمق مفسد مسلمانون کو اپنے ساتھ متفق کیا اور میر احمد خان نائب صوبہ کشمیر اور قاضی کشمیر کے گھر گیا اور اونسے

حضرت نے بروایات شرعی فرمایا کہ آپ یہ احکام جاری کیجئے کہ گھوڑون پر ہندو نہ سوار ہون
وہ جامہ نہ پہنین اور پگڑی اور ہتیار نہ باندہیں ۔ باغ و سبزہ زاروں کی سیر نہ کرین اور مخصوص
ایام مین اپنے نہالون نہ جائین ۔ اونھون نے جواب میں کہا کہ سارے ملک مصر و سپین بادشاہ
اور ارباب شرع فہمیون کے لئے احکام جاری فرمائینگے اونکو ہم بھی یہان ہندو پر جاری
کرینگے محبوب خان یہ سنکر بے دماغ اور آزردہ خاطر ہوا مسلمانوں کی ایک جماعت کو
اپنا معاون بنایا ۔ اور جہان ہندو کو دیکھا اوسکو ستایا کسی بازار اور کوچہ میں ہندو نہیں گذرتا
تھا کہ وہ اوسکو چھیڑ کرتا نہو ۔ ایکدن معزز ہندو کشمیری مجلس رائے ایک جماعت کے ساتھہ سبزہ و باغ
کی سیر کو گیا تھا اور برہمنوں کو کھانا کھلاتا تھا کہ محبوب خان دس بارہ ہزار مسلمان سوار اپنے ساتھہ
جمع کرکے وہان پہنچا اور پیٹنا ۔ باندہنا ۔ مارنا (زدن و بستن و کشتن) شروع کیا مجلس رائے
کچھ آدمیون کے ساتھہ میر احمد خان پاس دوڑا گیا محبوب خان اپنی جماعت کے ساتھہ مجلس رائے
کے گھر اور محلہ پر چڑہ گیا سارا مال لوٹ لیا محلہ کو آگ لگادی ہندو مسلمانوں میں سے جو اوسکو
منع کرتا وہ کشتہ و زخمی ہوتا ۔ اوسکے بعد میر احمد خان کے گھر کو جاکر گھیر لیا اور وہان ایک آفت
برپا کی ۔ کوئی اینٹ مارتا ہے کوئی پتھر پھینکتا ہے کوئی گولی چلاتا ہے ۔ جو کوئی ہاتھہ آجاتا
ہے ایک کم بختی مین پڑجاتا ہے بڑا بے عزت و بے حرمت ہوتا ہے بعض کو جان سے مار ڈالا
ایک جماعت کو زخمی کیا اور لوٹ لیا ۔ میر احمد خان ایک رات دن نہ گھر سے باہر نکل سکا نہ اونکے
شر کو دفع کرسکا بصد حیلہ کرکے اس جماعت کے ہاتھہ سے نجات پائی ۔ دوسرے روز جمعیت فراہم
کرکے میر شاہور خان بخشی کے اور متصدیون کے ساتھہ سوار ہوا اور محبوب خان پر چڑہا ۔ اوسنے
بھی اپنی جماعت سابق کو جمع کیا اور میر احمد خان سے لڑنے کھڑا ہوا ۔ ایک جماعت نے
پیچھے جاکر اس پل کو جلادیا جسپر سے میر احمد خان گیا تھا اور اس بازار کے رستہ کے دونو طرف
کے مکانات جلادئے جہان میر احمد خان موجود تھا اور مقابل سے اور گھرون کی دیوارون اور
کوٹھون پر سے تیر و بندوق و اینٹ و پتھر چلانے شروع کئے اور عورتون اور لڑکون نے
اطراف سے نجاست کلوخ جو ہاتھہ لگتا اوسکو پھینکتے ایک جنگ عظیم ہوئی میر احمد کا خواہرزادہ

سید ولی اور ذوالفقار خان بیگ نائب چبوترہ کوتوالی ایک جماعت کے ساتھ کشتہ و زخمی ہوئے
میر احمد خان کے لئے نہ پیچھے ہٹنے کی نہ آگے جانے کی راہ تھی۔ نہایت تنگ ہوا عجز کرکے
ہزار خواری خفت سے اس تہلکہ سے نجات ہوئی۔ محبوب خان محلہ میں در بدر گیا کوئی گھر نہ چھوڑا جسکو
جلایا اور لوٹا نہ ہو۔ دوبارہ پھر میر احمد خان کے گھر پر آیا۔ مجلس اسے اور ایک جماعت جس نے
پناہ لی تھی بہت ذلت کے ساتھ کھینچا اور اون کو پکڑ کر اونکے ناک کان کاٹے ختنہ کیا بعض کا
عضو تناسل کاٹا اونکو مقید کیا دوسرے دن مسجد جامع میں جمع ہوکر ہنگامہ برپا کیا۔ میر احمد خان
کو نیابت صوبہ داری سے معزول کیا۔ بانی فتنہ و فساد کو مخاطب بہ دیندار خان کیا اور مسلمانوں نے
اوسکو حاکم قرار دیا اور مقرر کیا کہ جب تک دوسرا نائب صوبہ دار آئے دیندار خان کے حضور سے
اجراے احکام شرعی اور تنفیذ قضایا ہوا کرے۔ پانچ مہینہ تک میر احمد خان بیدخل و گوشہ نشین
رہا اور دیندار خان حاکم مستقل مسجد میں بیٹھکر امور ملکی و معاملات کے اجرا میں کوشش کرتا۔
جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو مومن خان نجم ثانی کو عنایت اللہ خان صوبہ دار کشمیر کا نائب صوبہ مقرر کیا
اہل کاران کشمیر معاتب ہوے۔ اواخر شوال میں مومن خان کشمیر سے تین کروہ پر آیا تو محبوب خان
اپنے افعال اور کردار ناصواب سے شرمندہ ہوا۔ اور خواجہ عبداللہ کے پاس گیا۔ وہ کشمیر کے
مشاہیر میں سے تھے اور اونسے کہا کہ اب ایک جماعت فضلا اور اعیان کے ہمراہ لیکر
نائب صوبہ کے استقبال کو جائیں اور اوسکو اعزاز کے ساتھ لائیں۔ خواجہ عبداللہ نے از راہ
اتحاد ہدایت کی کہ تم میر شاہور خان بخشی پاس جاؤ اور جو کچھ گذرا ہے اوس کا عذر کرو بعد
اسکے ہم سب کی رفاقت میں مومن خان کے لانے کے لئے جاؤنگا۔ خواجہ عبداللہ کے
کہنے سے محبوب خان میر شاہور پاس گیا۔ صاحب خانہ چند باتیں کرکے شغل ضروری کے بہانہ
سے اٹھ گیا اور خواجہ کی صلاح سے محلہ چرہلی اور کھکروں کے محلوں سے آدمیوں کی ایک جماعت
طلب کی اور گھر کے گوشہ و کناروں میں چھپا دی وہ محبوب خان کے منتظر رہتے اوپر دفعتاً
جا پڑے اول اوس کے دو نو خیز خورد سال بیٹوں کا جو اوسکے آگے آگے بے تحاشہ چلا کرتے تھے
سینہ چیرا اور اوسکو نہایت عقوبت و عذاب سے مارا۔ دوسرے روز مسلمانوں کی ایک جماعت

اپنے مقتدا کے خون کے دعوی کے جر بلیون کے محلہ پر گئے وہ سب شیعہ مشہور تھے انہون
نے اونکو پیٹنا اور باندھنا اور مارنا شروع کیا دو روز جنگ رہی آخر کو مسلمان غالب ہوے
دو تین ہزار آدمی اس محلہ مین جنمین جمع کثیر مغل مسافرون کی تھی مع عورات اور اطفال
مارے گئے - اور لاکھون روپیہ کا مال غارت ہوا - دو تین روز تک فساد رہا - یہان سے
فارغ ہوکر وہ قاضی اور بخشی کے گھر پر گئے - میر شاہور خان نے لاحاصل ہاتھہ پاؤن پیٹے -
ایک مکان مین روپوش ہوا جسکا پتا کسی کو معلوم نہ تھا - قاضی تغیر لباس کرکے باہر گیا
اوسکے گھر کو ڈھاکر اینٹ سے اینٹ بجادی - اور ہاتھون ہاتھہ اینٹون کو لے گئے
مومن خان شہر مین داخل ہوا - میر احمد خان کو سامان و بدرقہ کے ساتھہ امین آباد
بھیجا - اور کشمیر کے آدمیون کے ساتھہ طوعًا و کرہًا دار و مدار کے ساتھہ موافقت کی +

دلاور علی خان بخشی حسین علی خان کے پاس سابق مین مہم راجہ بوندی مین
چھہ ہزار سوار رکھتے تھے - اوسنے بارہ تیرہ ہزار سوار جمع کر لئے - اوسکی مختلف خبرین نقش
ہوئین کہ وہ نربدا سے پار اوترا نظام الملک خصم کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا - عالم علی خان
اس تدبیر مین تھا کہ دلاور خان کے نزدیک آنے کی خبر آنے تک مرہٹون اور نواح کے
عمدہ فوجدارون کی سپاہ کو فراہم کرکے ایک سپاہ سنگین کے ساتھہ اورنگ آباد سے
چلے اور اوس طرف سے دلاور علی خان آئے تو ہم دونو کی فوجین فتح جنگ کی فوج کو بیچ مین
گھیر لین - عالم علی خان نے اپنے چچا حسین علی خان کو خط مین لکھا کہ سات ہزار کے قریب
قدیمی سوار اور اس نواح کے کومکیون اور فوجدارون اور متعینہ اورنگ آباد کے دو تین ہزار
سوار لکھے گئے ہین مین نے عمدہ جاعدارون کے چھہ ہزار سوارون سے زیادہ نگاہ رکھا
گئے ہین ... رکر رہا ہون اور سرداران راجہ ساہو کی فوج کو ملکی ادہر اور بکہ تازہ مرہٹون
جو جان وہان سے اس جناب کے فدوی ہین پندرہ سولہ ہزار سوارون سے
کل مجمع تیس ہزار سوار سے زیادہ ہوگا - اوائل شعبان مین اورنگ آباد سے مین روانہ ہونگا
اوسنے امین خان صوبہ دار معزول نادر کو کہ حسین علی خان سے زیادہ ناراض تھا ایک

ایک لاکھہ روپیہ نقد اور کچھہ جنس دیکر بحسب ظاہر رفاقت پر راضی کر لیا جب عالم علی خان
کے خیمہ کے باہر لگانے کی خبر آئی تو فتح جنگ نے عالم علی خان کے مقابلہ کے قصد سے
لعل باغ سے برہانپور کی غربی جانب کوچ کیا اور آپ تاپتی سے عبور کیا اور شرقی طرف
ڈیرہ ڈالا۔ دلاور علی خان کی خبر سنکر فتح جنگ نے اول اوسکی فوج کا دفع کرنا اہم جانا
اپنے متعلقون کو آسیر روانہ کیا محمد غیاث خان اور شیخ محمد فاروقی کے ساتھہ توپخانہ
روانہ کیا اور پھر خود آراستہ لشکر کے ساتھہ دشمن کی طرف متوجہ ہوا۔ رتن پور سے دو تین
کوس پرے اور برہانپور سے سولہ سترہ کوس پر راجہ لکرائی کے تعلقہ مین خیمہ زن ہوا۔ اب دشمن سے
اسکا فاصلہ دو کوس تہا فتح جنگ تا مقدور مسلمانون کی خونریزی پر راضی نہ تہا اسلئے اوسنے
حجت تمام کرنے کے لئے دلاور علی خان کو ملائم نصیحت آمیز پیغام بہیجے جس سے رفع قتال
و جدال ہو مگر فائدہ مترتب نہ ہوا ۱۶ شعبان ۱۱۳۲ھ (۱۱ مئی ۱۷۲۰ع) کو طرفین کے لشکر کارزار پر مستعد ہوئے
صف بندیان ہوئین اور لڑائی بڑہتی گئی - دلاور علی خان ہاتھی پر سوار تہا اور بڑی دلاوری
سے لڑا اور ایک گولی کے لگنے سے بڑی بہادری سے مرا۔ سادات بارہ کی فوج کا منہ موڑ لیا
لیکن راجپوت راجہ بھیم اور راجہ گج سنگھہ فرار کی عار کو گوارا نہین کرتے تہے وہ ہندوستان
کے بہادرون کے دستور کے موافق ہاتھی گھوڑون سے اوترے اور شمشیر و سپر ہاتھہ مین لیکر
ٹہوڑی کی - یہ دونو نامی راجپوت مع چارسو راجپوتون اور بعض جماعہ داران بارہ کشتہ ہوئے
کل چار پانچ ہزار سوار و پیادہ دلاور علی خان تیغ و تیر و سنان کے طعمہ ہوئے - فتح جنگ
کے لشکر مین فتح کے شادیانے بجنے لگے - اس طرف بہت کم سردار زخمی و کشتہ ہوئے غنیمت
بہت ہاتہہ لگی ہتہیں توپخانہ اور ہاتہی سرکار مین ضبط ہوئے باقی جو چیز جسکے ہاتھہ آئی
تہی وہ اوسکو معاف ہوئی - اس جنگ کے بعد خبر آئی کہ عالم علی خان تالاب سرتالہ پر برہانپور سے
سات کوس پر آگیا ہے - تو فتح جنگ نے اس خبر کو سنکر محمد متوسل خان کو تین ہزار سوارون کی جمعیت
کے ساتھہ برہانپور کی حفاظت اور رعایا کی کمک کے لئے بطریق ایلغار بہیجا لشکر کے آدمیون کے
قبائل اکثر وہان تھے خان مذکور نے ایک روز مین چالیس کوس کی مسافت طے کی اور جاکر

شہر کا بند و بست کیا +

جب دلاور علی خان کی شکست ہونیکی خبر سادات کو پہنچی تو دونو بھائی نہایت مضطر و سراسیمہ ہوئے دکن جانے کے لیئے ہر روز ایک فکر تازہ کرنے لگے کبھی یہ ارادہ ہوتا کہ دونو بھائی اور بادشاہ دکن کو جائیں کبھی یہ مصلحت ٹھیرتی کہ بادشاہ کے ساتھہ سید حسین علی خان دکن روانہ ہوا اور سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد جائے کبھی یہ مصلحت ٹھیرتی کہ قطب الملک بادشاہ کے ساتھہ شاہجہان آباد روانہ ہوا اور حسین علی خان دکن کو بہادروں کو ساتھہ لیکر کوچ کرے کبھی یہ چاہتے کہ فتح جنگ کو نامہ و پیغام التیام آمیز کے افسون سے دکن کی صوبداری دیجائے اور صلح کی جائے غرض کسی تدبیر پر قرار نہ ہوتا ہر ہفتہ و مہینہ میں دونوں بھائیوں اور بادشاہ کا پیش خانہ مختلف سمتوں میں نکلتا اور پھر اس عزم میں خلل پڑتا اعتماد الدولہ کی شجاعت و رائے صائب کے سبب سیدوں کے دلوں مین وسواس و ہراس تھا تدبیر کار میں مذبذب تھے کبھی اسے نزاع کی کبھی فق و مدارا کی ٹھہری

۲۷ جون ۔ ۲۳ ۔ رمضان ۱۱۳۲ روز جمعہ کو اکثر آدمی مسجد دار الخلافہ مین نماز پڑہ رہے تھے کہ زلزلہ کی صدا وحشت افزا زمین کے نیچے سے آئی اور در و دیوار و چھتوں کی حرکت سے جس سے خلقت کو توہم ہوا اس دن رات مین صبح تک نو دس دفعہ عمارات اور زمین جنبش میں آئی ۔ کچھہ عمارتین شکست و ریخت ہوئیں فصیل حصار کہیں کہیں پھٹ گئی ۔ شہر پناہ کے دو دروازوں میں کچھہ نقصانات ہوا ۔ مسجد فتحپوری کے تین کنگرے گر پڑے دس بارہ آدمی مجروح ہوئے تعجب یہ ہے کہ ایک مہینے دس روز تک ہر شبانہ روز مین چار پانچ دفعہ زمین اور عمارت مین جنبش آتی اور آواز نکلتی بعض آدمیوں کے دل مین اس تبہ پر وحشت چھائی کہ انھوں نے چھت کے نیچے سونا موقوف کردیا اسکے بعد زلزلہ مین تخفیف ہوئی لیکن چار پانچ مہینہ تک کبھی کبھی زمین اور عمارات لرزہ میں آتین جو لوگ توہمات باطلہ مین مبتلا تھے وہ اس زلزلہ ہی کو سلطنت کے تزلزل ہونے کی بسم اللہ کہتے تھے + زلزلہ +

غرہ ذیقعدہ کو یہ قرار پایا کہ بادشاہ اور سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد کو جائیں اور سید حسین علیخان

بادشاہ اور سید حسین علی کا ارادہ +

اک جماعت امرا و رزم آزما کے ساتھ دکن کو روانہ ہون اس ضمن مین اعتماد الدولہ محمد
امین خان سے بگاڑ ہوا۔ امیرالامرا کا ارادہ ہوا کہ اوسے مار ڈالے قطب الملک نے کہا
کہ اگر اوسکو مار ڈالوگے تو مین خود مر جاؤنگا۔ اُسنے میرا عہد و پیمان ہو چکا ہے۔ غرض
شب و روز محمد امین خان بھی سپاہ توران کی معیت میں پیکار کے لئے کمر بستہ رہتا تھا +

جب دلاور علی خان میدان کارزار مین کشتہ ہوا اور اوسکا لشکر غارت زدہ دو تین ہزار
عالم علی خان برادرزادہ امیرالامرا حسین علی خان پاس آیا تو اوسنے اس ہزیمت خوردہ لشکر
کو دلاسا دیا۔ اوائل ماہ رمضان سنہ جلوس مین تیس ہزار فوج کے ساتھ جنمین سے دس بارہ
ہزار سوار راجہ ساہو کے تھے وہ نظام الملک سے لڑنے کے لئے اورنگ آباد سے برآمد ہوا
اور گشتل فیروز پور سے کہ صوبہ خاندیس و بالاگھاٹ اورنگ آباد کے وسط میں ہی آیا اور یہان
اوسنے استقامت کی اور مرہٹہ کی فوج اپنے ڈیرہ پر سے ہر طرف خاندیس کی رعایا کے مال کے
تاراج کے لئے روانہ ہوئی۔ ان دنون میں انور خان جو از راہ غدر نظام الملک کا رفیق بنا تھا
اوسنے عالم علی خان کو ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ نظام الملک کی ابھی قوت جیسی چاہیئے
زیادہ نہیں ہوئی اور اپنے زخمدارون کے احوال مین مشغول ہے اور تمھارے پاس جمعیت خاطر خواہ
وافر تازہ دم و شائستہ موجود ہے فرصت وقت کو غنیمت گنو جلد مقابلہ میں آؤ۔ اور مجھے
یہ سمجھو کہ مصلحتاً یہ حرکت مینے کی ہے مجھے اپنے سے جدا نہ جانو۔ اتفاقاً یہ خط نظام الملک
کے جاسوسون کے ہاتھ پڑا۔ انور خان قید ہوا۔ اسکا اموال و اسباب ضبط ہوا ساری
عزت حرمت اوسکی خاک میں ملی۔ الحاصل نظام الملک نے صلاح حال و اندیشہ مآل پر نظر کر
عالم علی خان کو لکھا کہ تم مع اپنے قبائل کے دو نو چچاؤں پاس چلے جاؤ تاکہ مسلمانون کی
خونریزی ناحق ہو مگر اوسے کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ ناچار نظام الملک اپنے قبائل و اسباب کو قلعہ آسیر
مین پہنچا اور برہانپور کی سواد سے دشمن کی طرف متوجہ ہوا۔ دریائے پورنا جو برہانپور سے
ڈیڑھ دن کی راہ پر ہے طغیانی پر تھا اسلیے تھوڑا عرصہ جنگ مین توقف ہوا۔ محض خدا کا کرم اور
اس نواحی کے زمینداروں کی راہ نمائی سے پایاب جگہ معلوم ہوئی تو نظام الملک اوتارا

[illegible] عالم علی خان [illegible] +

پرگنہ بالاپور متعلقہ برار کی سمت مین عبور کرنے کے لئے بطور ایلغار گیا جب عالم علی خان
کو اس جرات کی خبر ہوئی تو وہ محاربہ کی طرف متوجہ ہوا۔ قصبۂ بالاپور کے قریب مکان
مصاف قرار پایا۔ پنجم شوال سنہ ۲ جلوس ہیں عالم علی خان افواج کی ترتیب میں مشغول ہوا
ہراولی ہیں تہور خان اور غالب علی خان پسر رستم خان دکھنی و عمر خان بنی عم و داؤد خان و
غیاث الدین خان و امین خان برادر جان عالم و محمد اشرف خان بخشی و فدائی خان دیوان
و شمشیر خان و بہشتی خان و محمدی بیگ و رفاہت طلب خان و خواجہ رحمت و دیگر ان بہادران
دکن و بارہ کی ایک جماعت اور بارہ ہزار کرناٹکی پیادے اور جنگی مست ہاتھی و شائستہ توپخانہ
لیکر متوجہ محاربہ پر ہوا اور نظام الملک نے مرحمت خان و نعمت الہی اور اپنے پسر کلان
غازی الدین خان اور عبد الرحیم خان و رعایت خان و سعد الدین خان و ارابہ خان و
کامیاب خان و محمد غیاث و اختصاص خان و قادر داد خان و روح اللہ خان و دلیر خان
اور چند اس طرف کے راجاؤن میں سے بعض کو مقدمۃ الجیش اور بعض کو میمنہ و میسرہ بنایا اور خود
مع عوض خان کے قول مین جاگیر ہوا اور ربخا مرہٹہ اور بعض دلاورون کو بارہ بن کی
حراست سپرد کی۔ توپخانہ جو اپنے پاس تھا اور جو قلعہ آسیر وارک برہان پور کی تسخیر اور
دلاور علی خان کے لشکر سے ہاتھ لگا تھا۔ ان سب کو رومی فرنگی توپ اندازون کی
صلاح و تدبیر سے بمقتضاء الحرب خدعۃ ان کو تو دشمن کے سامنے کھڑا کیا اور رات کو
اوسمین سے آدھے توپخانہ کی مکان کو بدل کر اپنے مدعا کے موافق پسند کر کے گوشہ و
کنارہ مین و لیسار مین آئین کمین کے موافق توپون کو چن دیا۔ ۶ ماہ مذکور کو دونون
لشکرون کے صفوف کارزار آراستہ ہوئیں پہلے اس سے کہ بہادرون کی ناک مین بارود
کی بو پہنچی۔ عالم علی خان نے فوج کے ہراولون کے گھوڑے دوڑائے فتح جنگ کے توپخانہ
شرربار کے مقابلہ مین وہ آئے شجاعت تو سادات کا جو ہر ذاتی تھا اونھون نے دائیں
بائیں طرف کچھ نہ دیکھا دشمن کے گولون کے نیچے آئے نظام الملک کے توپچیون نے قابو
کے وقت چارون طرف سے ایک دفعہ توپون مین آگ لگا دی جتنے سرباز ان بارہ اور

یکہ تازان وکن اور اور نبرد سازون کی ایک جماعت کثیر ہلاک ہوئی صفوف لشکر سے مسلح فوج
مقتول نکلی اور تفنگ اندازون نے چستی و چالاکی سے باقی ماندون کو تفنگ کی شلک سے
مارا اور کمانداروں نے اکثر کو ہدف بنایا ۔ عالم علی خان کی فوج مین تزلزل ڈالا جب عالم علیخان
اس احوال پر مطلع ہوا تو اپنی سواری کے فیل جس کے حوضہ میں غیاث الدین خان برابر
بیٹھا تھا اور اور پندرہ بیس فیل سوارون کو لے کر ہراول کی کمک کی اور فتح جنگ کی فوج
کو تنگ کیا اوسوقت فتح جنگ کے ہراول نے خصم سے جنگ گریز کر کے اوسکو اپنے توپخانہ
کے روبرو لا ڈالا جو علیحدہ کمین مین چھپا ہوا لگا تھا اور ناگاہ اس توپخانہ مین آگ لگائی تو
توپون اور رہکلون کی آوازون سے ایک قیامت مچ گئی ۔ اور دہوان آسمان پر پہنچا جب باروت
کا دہوان دور ہوا تو دیکھا کہ عالم علی خان کے ہراول مین ۔ غالب علی خان و غیاث الدین
خان و شمشیر خان و محمد اشرف خان و خواجہ رحمت اللہ خان و مستقیم خان و محمدی بیگ
اور بہت سے فیل نشین اپنے اپنے ہاتھیون کے حوضہ و عماری مین مر کر پڑے ہوئے تھے
عالم علی خان باوجود اس قتال کے اور خود زخمی ہونے کے مردانہ وار ثابت قدم رہا اور
جب تک سانس چلتا رہا آگے قدم بڑہاتا رہا کہتے ہیں کہ جب اوسکے ترکش میں تیر باقی نہیں
رہے تو جو تیر دشمن کی طرف سے اوسکے حوضہ فیل و جسم مین لگتا اوسکو نکال کر وہ دشمن پر
چلاتا تا اوسوقت اختصاص خان نبیرہ خان عالم و محمد غیاث خان جسکی ہتیلی مین زخم لگا ہوا تھا
عالم علی خان کے مقابل آئے اور اوسکی جلاوت و رستگاری کو روکا ۔ اختصاص خان کی ضرب
شمشیر سے عالم علی خان کا ہاتھ کارزار مین بیکار ہوا متوسل خان نے جو فتح جنگ سے
قرابت قریبہ رکھتا تہا تردد نمایان کیا ۔ آخر کار عالم علی خان کمال بہادری سے اور
بیس فیل سوارون کے ساتھ میدان جنگ مین کشتہ ہوا ۔ سنکراجی ملہار مرہٹہ زخمدار ہو کر
چند مرہٹون کے ساتھ گرفتار ہوا ۔ ہاتھی و خیمہ و توپخانہ کل کارخانجات جو اوسکی
لوٹ سے محفوظ رہے وہ نظام الملک نے ضبط کئے ۔ اس لڑائی مین نظام الملک کے رفقا مین
سے کسی کو آسیب جانی نہین پہنچا چند آدمی زخمی ہوئے وہ جراحون کے علاج سے

اچھے ہوگئے - جب یہ خبر سید عبد اللہ خان اور سید حسین علی خان کو پہنچی کہ دونو لڑائیون مین نظام الملک کا کوئی ملازم جان سے نہین مارا گیا - تو کمال غم و غصہ مین آکر اونہون نے کہا کہ شاید نظام الملک کے نوکرون نے آب حیات پی لیا ہے یا سب رویئن تن ہین کہ تیغ و سنان و کمان و بندوق کے صدمون سے صحیح البدن رہتے ہین - دونون شکستون اور دلاور علی خان و عالم علی خان کے مارے جانے سے دونون بھائیون کو جو غم و الم ہوا وہ بیان نہین ہو سکتا خصوصاً حسین علی خان کو کہ ہر روز وہ اس رنج مین آنکھون سے ایک چشمہ خون بہا دیتا تھا اور دل پر درد سے آہ سرد کھینچتا اور اپنے مآل کار کو نہیں جانتا تھا کہ کیا ہوگا - فتح کے ایک ہفتہ کے بعد یکا یک سنا گیا کہ قبائل حسین علی خان کو مع خزانہ و جواہر و اجناس کے قلعہ دار دولت آباد نے پہلے اس سے کہ فتح جنگ کا لشکر اس طرف آئے قلعہ مین جگہ دی - با وجودیکہ قلعہ دار بسبب جاگیر کے ضبط ہونے کے سید حسین علی خان سے کمال آزردگی رکھتا تھا لیکن اسنے سادات کا پاس کیا اور دونون بھائیون کی گردن پر احسان رکھا - اس خبر کو سنکر کہ نقود مخفیہ اور مال ضبط سے محفوظ رہا سید حسین علی خان کی جان مین جان آئی ان ہی دنون مین سنا گیا کہ بہادر خان ناظم حیدر آباد مع دلاور خان کے جو اس کا ہم زلف تھا چھہ سات (نو دس) ہزار سوارون کو لیکر نظام الملک پاس آیا اور اوس سے عہد رفاقت استوار کیا -

[illegible] دونو بھائیون نے بہت سے مشورون کے بعد یہ قرار دیا کہ سید عبد اللہ خان قطب الملک تو شاہجہان آباد جائے اور بندوبست صوبون کا کرے اور امیر الامرا سید حسین علی خان بادشاہ کے ہمرکاب مع امرائے نامدار اور عمائد ذوی الاقتدار نظام الملک کی تنبیہ کے لئے جائے - امیر الامرا ایک لاکھہ سوارون کے جمع کرنے کی فکر مین ہوا - سید احمد خان پسر اسد اللہ خان کو بارہ کے عمدہ جماعہ دارون اور صاحب ہمت افغانون کے بلانے کے لئے بہت روپئے اور طلب کے پروانے دے کر روانہ کیا - چونکہ مسافت بعید قطع

کرنی پڑتی تھی اور جماعہ دارون اور رسالدارون کی نظر نظام الملک کی یاوری بجنت پر اور سادات بارہ کے انقلاب روزگار پر تھی اسلیئے دکن جانے پر راضی نہین ہوتے تھے توجہ خاطر خواہ بہم نہ پہنچی تھی لیکن سادات کی زرپاشی عالم مین مشہور تھی۔ اونکی شجاعت کے ساتھ سخاوت بھی ہم عنان رہتی تھی تو بھی ساٹھہ ہزار سوارون کے قریب قدیم و جدید مردم پادشاہی جمع ہوئے۔ اور توپخانہ بڑا اور اسباب جنگ وافر مہیا ہوا۔ سوا اس کے توقع تھی کہ مردم بارہ اطراف سے نامور راجہ اور معتبر زمیندار آکر متعاقب ملینگے۔ آخر ماہ شوال مین دکن کی سمت کو پیش خانہ روانہ ہوا۔ اکبر آباد سے امیر الامرا کا دو کروہ کوچ ہوا۔ اوائل ماہ ذیقعد مین خدمت میر آتشی سید خانجہان سے چھین کر حیدر قلی خان کو ملی۔ نہم ماہ مذکور ۱۱۳۲ھ کو بادشاہ نے آگرہ سے تین کوس کوچ کیا۔ سید عبد اللہ خان بھی حصول رخصت کے لئے ہمراہ تھا چنانچہ تفریق دفتر کے وقت سید حسین علی خان کا ارادہ یہ تھا کہ بائیس صوبون کی تمام سررشتہ دیوانی و بخشیگری و صدارت کو مع دونو دیوان تن و خالصہ کے اپنے ہمراہ لے جاوین اور سررشتہ یک حرفی اپنے برادر قطب الملک کو نہ سپرد کرون تاکہ وہ شاہجہان آباد مین ایک حبوہ معطل رہے لیکن بہت رد و قدح ہو کر یہ قرار پایا کہ حسین علی خان چار صوبون مالوہ و احمد آباد و اکبر آباد و اجمیر کا مع دکن کے چھ صوبون کے دفتر مفصل اور باقی صوبجات کا یک حرفی مجمل بادشاہ کے ہمراہ جائے۔

۱۵ ذیقعد کو بادشاہ کے جلوس کا جشن تھا۔ عبد اللہ خان چاہتا تھا کہ جشن میرے سامنے ہو بعد اس کے وہ شاہجہان آباد کو کوچ کرے لیکن حسین علی خان اسپر راضی نہ ہوا۔ آگے چلان اور عبد اللہ خان کو بادشاہ کے پاس سے چار کوس پر سے رخصت کرا دیا۔ نقل ہے کہ حسین علی خان اسقدر عبد اللہ خان پر غالب و متسلط تھا کہ زیادہ تر مقدمات مین عبد اللہ خان کو مجبور ہو کر بھائی کی متابعت کرنی پڑتی تھی۔ اور امیر الامرا اپنے اندازہ سے قدم آگے بڑھاتا تھا اس سبب سے بھائی کو یک گونہ ملال تھا۔ چودھوین ذیقعدہ کو فتحپور کے متصل لشکر اترا اور چار روز یہان جشن رہا۔ پانچوین روز کوچ بکوچ ممالک دکن کی طرف متوجہ ہوا کہ

ثقات کی روایت سے یہ معلوم ہوا کہ سرکار عبداللہ خان و حسین علیخان کی جو جماعت قدیم نوکرون
اور پرانے رفیقون کی تہی اور وہ ان دونو بھائیوں کی بدولت لاکھون روپئے کی
جاگیر و مشاہرہ اور فائدہ پاتے تھے وہ ان بھائیون کی اس حرکت سے کہ انہون
نے بادشاہ فرخ سیر کو شہید کیا تھا اور اختیار سلطنت ایک بقال رتن چند کو
دے رکھا تھا اُن کے دلون کو ان دو بھائیون کی طرف سے مقلب القلوب نے ایسا پھیر دیا تھا کہ
وہ خلوت و جلوت میں اکثر کہا کرتے تہے کہ عبداللہ خان و حسین علی کی دولت کے زوال سے ہماری
دولت کا زوال ہے بلکہ تمام مردم بارہ کی بود و باش معرض فنا میں ہے معہذا ہرچہ باشد باشد
دولت تیموریہ سے بدخواہون کا مکافات عمل مین گرفتار ہونا اور اس خاندان کے اعدائے
کا انکے رشتے اعمال کے موافق سزا کا پہنچنا ہم کو منظور ہے تاکہ دولت سلطنت بابریہ پھر از سر نو
رونق پائے اور اس دودمان والا کا بول بالا ہو۔ اور ان دو نو بھائیوں کے بعض اقرباء
پکار پکار کے کہتے تھے کہ عبداللہ خان و حسین علی خان کے کوئی فرزند نہیں ہے کہ انکو یہ گمان ہو
کہ ہمارے اعمال کی سزا ہماری اولاد و احفاد کو پہنچیگی۔ مگر جو انہون نے صاحب تاج و تخت سے بدسلوکی
کی ہے اسکی مکافات انپر ضرور ہوگی لیکن ہمکو رحم اس جماعت پر آتا ہے کہ انکی ہم قوم و ہم وطن
ہے مبادا وہ انکی ریاست کے وبال مین گرفتار ہو +
عقلائے عالم پر ظاہر ہے کہ کفران نعمت کرکے آقا پر تلوار کھینچنے کا اور ولی نعمت کی بے آبروئی اور بے
ناموسی اور زوال دولت مین کوشش کرنے کا مآل یہ ہے کہ اپنا کام جزائے اعمال مین تمام ہو بادشاہان
سلف کی تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آقا نے نوکر پر تعدی کی ہو اور نوکر کی
جانب حق ہو اور نوکر نے پاس نعمت و حق نمک نا منظور کرکے ولی نعمت کی بے حرمتی و بے
ستری اور اوسکی جان و مال کے تلف کرنے مین کمر باندھی ہو تو آخر کار منتقم حقیقی اسکو خواری اور
بادافراہ اعمال پر پہنچاتا ہے۔ تاکہ اہل بصیرت بحکم فاعتبروا یا اولی الابصار عبرت پکڑیں خصوصا
وہ جماعت کہ ولی نعمت کے خوان دولت سے مدتون تک پرورش پا کے نہایت دولتمند ہوئی ہو
نمک خوار موروثی ہو جسپر بہت احسان ہوئے وہ جزائے اعمال سے نڈر ہو کر نمک حلالون کے طریقہ کے برخلاف

امیرالامرا حسین علی خان کا مارا جانا +

اپنا شعار اور مزید اعتبار کا سرمایہ بنائے۔ اور بیباکی کر کے ایسے خاندان کی دولت داد
کی استیصال پر کمر باندھے جو عالم و اہل عالم کے فیض کا سرچشمہ ہو۔ وہ کیسے ایسے کام پر
کمر بستہ ہو سکتی ہے یقین ہے کہ جو بوئینگے وہ کاٹینگے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ۷ ذی حجہ سنہ ۱۱۳۲ھ
کو سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس پر پہنچا۔ پہر رات گئی تھی کہ عزت خان
کا بھیجا ہوا شتر سوار رتن چند کا یہ شقہ لایا کہ حسین علی خان و عزت خان و نور اللہ خان
کشتہ ہوئے۔ اب اس قصہ کی شرح سنو سلطنت تیموریہ خاندان کا انتظام جاتا رہا تھا۔
دونو بھائیون کے تسلط کے لئے کل امور ملکی مالی مین رتن چند کے اختیار سے جو سوائ
قوم بارہ اور قوم بقال کے کسی پر نوازش نہین کرتا تھا سب چھوٹے بڑے متنفر تھے
اور ہر دیار کے شرفا خواری اور بے اعتباری سے زیست کرتے تھے۔ اعتماد الدولہ
محمد امین خان چین بہادر جانتا تھا کہ باوجود عہد و پیمان کے جس وقت سید حسین علی خان کو
قابو ملے گا سمجھا کہ دونو بھائی بادشاہ فرخ سیر کے ساتھ ایفاء وعدہ بجا لائے ہمارے ساتھ
بھی ایسا ہی وعدہ پورا کریں کے ہمارا وعدہ پورا کرینگے اسلیئے وہ ہمیشہ بارہ کی زوال دولت کے
درپے رہتا لیکن بغیر کسی رفیق شفیق کی مدد کے اس امر خطیر مین اقدام کرنا صلاح کار نہین
جانتا تھا اب اوسکو سعادت خان عرف میر محمد امین مل گیا جسکا حال یہ ہے کہ مرزا نصیر
سید شمس الدین نیشاپوری حسینی موسوی یعنے اولاد جناب موسی کاظم سے تھا اوس کے
دو بیٹے تھے بڑا میر محمد باقر اور چھوٹا میر محمد امین۔ وہ سنہ ۱۱۱۸ھ مین بنگالہ مین آیا میر محمد باقر
کو ساتھ لایا عظیم آباد پٹنہ مین اقامت اختیار کی شجاع الدولہ ناظم بنگالہ نے اوسکی خبرگیری
کی سنہ ۱۱۲ھ مین میر محمد امین عظیم آباد مین باپ کی زیارت کو آیا۔ اور بڑے بھائی کے ساتھ
شاہجہان آباد مین آیا۔ فرخ سیر کی ابتدائی سلطنت مین منصب ہزاری پایا صوبہ اکبر آباد
کے محال عمدہ ہنڈون و بیانہ کی فوجداری اوسکو سپرد ہوئی اپنی صائب تدبیر و شجاعت
ذاتی سے اور سادات کی امداد سے نظم و نسق فوجداری مین مفسدون کی تنبیہ و تادیب مین قرار واقعی
کوشش کی خلعت طلا اور اضافہ پانصدی ہوا۔ کار طلبی و تردد جبلی مین یکتائے روزگار تھا

فرخ سیر مرحوم کے خون ناحق کی عداوت اوسکے دل مین جوش کرتی تھی۔ بادشاہ کے ایام کوچ مین
بعض مطالب کے سرانجام کے لئے لشکر مین آیا۔ اعتماد الدولہ کے ساتھہ ہمدم ومحرم ورفیق وجانباز ہوا
میر حیدر خان کاشغری جو ترکان الوس جغتائیہ سے تھا اور میر شمشیر اوسکا لقب تورانی تہا
اسلئے اوسکو میر کہتے تھے مرزا حیدر فرمانروائے کشمیر مصنف تاریخ رشیدی اسکا جد کلان تھا
(یہ تاریخ احوال تیموریہ مین اوسنے تالیف کی تھی) سید حسین علی خان کے رشتہ حیات کے
منقطع کرنے پر اوسکو راضی کیا۔ اس ارادہ کے اقدام مین مصلحت کی جو کسی کے وہم وگمان
مین بھی نہ تھا مصالحت کرکے تینون باہم اس راز مین محرم جانباز ہوئے اخفائے راز
کے باہم عہد وپیمان ہوئے۔ اس راز کے اخفا مین اتنی کوشش کی گئی کہ بادشاہ اور قمر الدین خان
پسر اعتماد الدولہ کو بھی اطلاع نہ ہوئی اور سوائے والدہ بادشاہ اور صدر النسا کے جو سید عبد اللہ خان
کی دست گرفتہ تھی کوئی اور شریک مصلحت نہ تھا۔ ششم ذیحجہ ۱۱۳۲ھ کو بادشاہ منزل تورہ
مین آیا جو فتحپور سے ۳۵ کروہ عرفی تھی بادشاہ دولت خانہ کے قریب پہنچا تو اعتماد الدولہ
اپنی طبیعت کی علالت کا اظہار کرکے حیدر قلی خان بہادر کے پیش خانہ مین چلا گیا بادشاہ
حرم سرا مین داخل ہوا تو سید حسین علی خان بادشاہ سے جدا ہوکر گلال بار کے دروازہ
کے نزدیک پہنچا۔ میر حیدر خان کہ حسین علی خان کا روشناس تھا اور اوس سے باتین کرنے
کی اجازت تھی جان سے ہاتھ دھوکر امیر الامرا کی پالکی پاس آیا اور ایک عرضی لکھی ہوئی
اوسکے پاس تھی وہ حسین علی خان کے ہاتھہ مین دی وہ اوسکے پڑھنے مین لگا اوسنے
اپنا حال بیان کرنا اور اعتماد الدولہ کی شکایت کرنی شروع کی۔ اسطرح غافل کرکے چستی وچالاکی
سے ایک خنجر آبدار اوسکے پہلو مین مارا۔ یہ بات بھی مشہور ہے کہ ایک اور مغل کو بھی اوسنے
رفیق کیا تھا اوسنے بھی اپنی تلوار امیر الامرا کے پیٹ مین گھسائی مگر اوسکی کچھ اصل نہیں ہے
دل زخم جان ستان سے حسین علی خان کا کام تمام ہوا۔ اس جلدی مین نور اللہ خان پسر اسد خان
جو عم زادہ مقتول تھا اور پالکی کے ساتھہ پیادہ ہمراہ تھا میر حیدر خان کو تلوار سے مار ڈالا۔ روایت
ضعیف یہ بھی ہے کہ میر مشرف نے بھی پہنچکر اوسپر حربہ چلایا اور کام تمام کیا اور دوسرے مغل کو بھی

مار ڈالا اور خود زخمی ہوا۔ جان سلامت لیکے گیا مغلون نے ہر طرف سے ہجوم کر کے نور اللہ خان کو کشتہ کیا اور حسین علی خان کا سر بطریق ارمغان بادشاہ پاس لے گئے۔ خواجہ مقبول خان ناظر (خواجہ سرا) سادات نے دست و بازی کر کے اپنے دو تین زخم لگوائے تین چار روز بعد اپنے زخمون سے مرگیا۔ حسین علی خان کا ایک سقا اور خاکروب شرط فدویت و تہور بجا لائے کہ روتے ہوئے تلوار اور نیزہ ہاتھ مین لئے ہوئے صف ہجوم کو چیرتے پھاڑتے نشیمن خانہ کے نزدیک آئے مغلون کے پیاپے گولون اور تیر سے ہلاک ہوئے۔ محکم سنگھ کے بخشی مصطفےٰ خان نے جب جانہ جنگی اور حسین علی خان کے ساتھ شورش کی خبر سنی تو وہ محکم سنگھ کو ہمراہیون کی ایک جماعت لیکر بغیر مقدمہ کی تحقیق کے محکم سنگھ کی اجازت بغیر گلال بار کے دروازہ پر آیا۔ کثرت ازدحام سے راہ نہ ملی تو دوسری طرف سے دیوان خاص کے سراچہ کو پھاڑ کر ننگی تلوارین لئے گالیان دیتا ہوا اندر آیا مغلون کے تیر و گولی سے دو تین آدمین کو زخمی کرا کے جان سلامت باہر لے گیا۔ حسین علی خان کے توپخانہ کے بعض آدمیون نے گلال بار کی طرف مین تفنگ اور بال جھنگی کے گولے مارے +

جس وقت امیر الامرا کے بھانجے عزت خان نے امیر الامرا کے قتل کی خبر سنی تو اوسکی آنکھون مین عالم سیاہ ہوگیا۔ اوسی لحظہ تہوری کو کارفرما ہو کر چار پانچسو سوار کی جمعیت سے ساتھ لے ہاتھی پر بیٹھ دولت خانہ کی طرف متوجہ ہوا۔ حیدر قلی خان بہادر ابتدا مین سپہ سالار سے انتقام لینے کی مصلحت مین شریک اور ہمراز نہ تھا۔ لیکن جب اوسنے بادشاہ کو امور سلطنت مین بے اختیار دیکھا اور مدار کار رتن چند اور ہندؤن نے قبضہ اقتدار مین دیکھا اور مشاہدہ کیا کہ صاحب جو صاحب السیف والقلم ہندوستان کے سمجھے جاتے ہین اپنی رائے اور شمشیر بارہ کے مقابل مغل ایرانی اور تورانی کے وجود کو معدوم جانتے ہیں اور یہ نہین سمجھتے کہ ایک جماعت ہزار دو ہزار کوس کی مسافت بعیدہ طے کر کے آئی اور اپنے جوہر ذاتی و شمشیر و رائے صائب سے مملکت وسیع ہندوستان کو بابر بادشاہ نے بادشاہان ذوی الاقتدار اور راجہائے نامدار سے مقابلہ و مقاتلہ کر کے تسخیر کیا ہے اور دو سو سال سے زیادہ خاندان

عزت خان کا بادشاہ پر حملہ اور مارا جانا +

صاحب قران کے نمک پروردہ ہیں کیونکر اپنے ولی نعمت کو بے اختیار دیکھ کر اس عار کی برائی کو گوارا کرینگے۔ اسلیئے اس شیر بیشۂ حیدری کے دل میں انتقام کا کانٹا کھٹکتا تھا جب دیکھا کہ بادشاہ کا طالع یاور ہوا تو اوسنے فدویت بیکر حیثیت کی اور دونوں ہاتھوں جنکا اوپر ذکر ہوا بڑی بہادری کے کام کیئے۔ غرض ہر گوشہ و کنارہ میں صدائے دار و گیر بلند ہوئی تو حیدر قلی خان بہادر کی رہنمونی سے اور اعتماد الدولہ کے حکم سے سعادت خان اپنے جوہر ذاتی کے سبب سے باکانہ گستاخانہ اوسوقت بادشاہ کے سراچۂ محل میں پہنچا کہ بادشاہ اندر تھا دونوں بھائیوں کے ہواخواہ بادشاہ کے حق میں ارادہ فاسد رکھتے تھے۔ نواب قدسیہ بیگم مہر مادری کے سبب سے بادشاہ کے باہر جانے کو منع کرتی تھیں سعادت خان اپنے منہ پر شال ڈال کر گستاخانہ محل کے اندر آیا اور منت سماجت کر کے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کے محل سے باہر لایا۔ اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو ہاتھی پر سوار کرایا اور خود خواصی میں بیٹھا۔ بادشاہ کے سارے آدمی متفرق ہوگئے تھے اور امرا جابجا اپنے مکانوں میں بادشاہی گھوڑوں اور ہاتھیوں کو لے گئے تھے سوا محمد امین خان چین بہادر و قمر الدین خان بہادر اور چالیس پچاس جانباز مغلوں کے اور توپخانہ کی ایک جماعت کے کل مجموعہ سو دو سو سوار وں کا بھی بادشاہ کے رکاب میں نہ تھا حیدر قلی خان بہادر سواری کے لئے ہاتھی گھوڑوں کی اور توپخانہ کے آدمیوں کی گردآوری میں مصروف ہوا جمعیت معدود جو بادشاہ کی رکاب میں تھے وہ اور قمر الدین خان بہادر و سعادت خان عزت خان کے مقابل ہوئے۔ عزت خان شیر تیر خوردہ کی طرح غراتا ہوا شجاعت و تہوری کی داد دیتا تھا اور پیش قدمی کرتا تھا طرفین سے دار و گیر کی صدا بلند ہوئی۔ بارہ کے دلاوروں نے بہادرانہ معرکہ کارزار میں قدم رکھا اور مغلان ایران و توران کے مغل بھی رستمانہ حیقلشین کرتے تھے اور جان نثار ایک دوسرے پر پیشقدمی پر سبقت لیجانے کے لئے ترددات نمایاں کرتے تھے۔ ہر ساعت بارہ کی فوج بڑھتی تھی اور بادشاہ کے بھی ہمرکاب آدمی زیادہ ہوتے جاتے تھے۔ دونو طرف سے بلا فاصلہ تفنگ اجل کے تگرگ و ژالہ گولہ اور تیر جان ستان برستے تھے۔ قمر الدین خان بہادر و حیدر قلیخان

بہادر نے ہنگامہ رزم کو ایسا گرم کیا کہ سب طرف سے واہ واہ ہوتی تہی۔ بادشاہ خود بھی دشمنون پر تیر چلاتا تھا۔ غارتگرون نے سید حسین علی خان کے بازار اور کارخانون کو لوٹنا شروع کیا۔ اور اوسکے خیمون مین آگ لگا دی صمصام الدولہ خان دوران بہادر منصور جنگ اپنی افواج کے ساتھ بادشاہ کے لشکر مین شریک ہوا۔ اسی عرصہ مین عزت خان کی بندوق کا گولہ لگا جسے اوسکی جان گئی اور فوج بارہ متفرق ہوئی۔ بادشاہ کی فتح کا نقارہ بجا۔ اسی ہنگامہ مین بازار کے رستے اور صراف خانہ اور حسین علی خان کے اکثر کارخانے مع خزانہ کے ارابون کے جو منزل مین پہنچے تھے لٹ گئے۔ اس لوٹ کا حساب کروڑ روپیہ کا کیا جاتا ہے جواہر خانہ اور خزانہ کہ پیچھے رہا تھا وہ تاراج سے محفوظ رہا ضبط بادشاہی مین آیا۔ پوچ اور بے سر و پا آدمیون نے جنکا دل دو بھائیون کے بغض سے بھرا ہوا تھا حسین علی خان کی لاش کی ایسی بے حرمتی کی کہ اوسکا نہ بیان کرنا بہتر ہے +

بادشاہ کی مراجعت کے بعد حیدر قلی خان بہادر نے محکم سنگہ کی جان و آبرو کی امان دیکر اور عنایت بادشاہی کا پیمان کرکے اپنے پاس بلا لیا اور اوسکے جرائم معاف کرکے منصب ششہزاری اور بعد ازان ہفت ہزاری کا منصب دیدیا مگر اوسنے اس نعمت کی قدر نہ جانی اعتماد الدولہ نے رتن چند پاس پیام استمالت بکر بھیجا۔ اوسنے آبرو و جان کے بچنے کا خیال محال کرکے ہاتھی سے اُترکر پالکی میں بیٹھ کر دولت خانہ کا قصد کیا مغلون اور بازار کے لچون اور بیکار تماشائیون نے جنکے دل اوسکے اطوار ناہموار سے ویسے ہی انار کی طرح پرخون تھے اوسکو پالکی سے اُتار کر خوب جوتی پیزار لات مکّے سے خبر لی اوسکے کپڑے اوتار کرکے لے گئے اور ننگا کر دیا۔ اس اعتماد الدولہ پاس لائے اوسنے اوسکو کپڑے پہننے کے لئے دئے اور طوق و زنجیر کا زیور اوسپر اور زیادہ کیا ؎

آن را کہ جہان کند چنین آمد پیش   راے سر و من داس کایت جو قدیم

نوکر اور وکیل سید عبد اللہ خان کا تھا فقیر بن کر اپنے آقا کی خدمت مین گیا۔ میر علی خان خدمتگار سید حسین علی خان کہ صاحب فیل و مکنت تھا دس پندرہ روز مقید رہا

وہ لڑائی مین زخمی بھی ہوا تھا وہ بادشاہ کی خدمت مین آگیا غرض سیدون کے رفیق کچھ
عبد اللہ خان پاس بھاگ گئے کچھ بادشاہ سے آن ملے سپاہ جو کسی طرف نہ بولی تھی
وہ بادشاہ سے مل گئی۔ اب محمد امین خان نے اسلئے کہ عوام الناس وسکو بُرا نہ کہین کہ سیدون
کو قتل کر ڈالا عزت خان و امیر الامرا و نور اللہ خان کے تابوت کو زربفت مین لپیٹا اور اونکی
نماز پڑھی اور یہ پکار کر کہا کہ اے یارو یہ شیر پڑے سوتے ہین اور جنازون کو اجمیر شریف روانہ
کیا کہ اونکے باپ کی قبر کے نزدیک خاک مین سپرد کرین سید عبد اللہ خان نے مکرر سہ کرر کہا
کہ ایسا معلوم ہوا کہ کوچ کے وقت کہار میسر نہیں ہوئے اور تابوتون کے غلاف لٹ گئے۔
(بعض کہتے ہین کہ شرارت سے تابوت زربافت کئے گئے تھے کہ وہ رستہ مین لٹ جائین)
اور صندوق پڑے رہے اور دفن نہ ہوئے پھر خارج سے معلوم ہوا کہ اونکو اجمیر مین
لے جا کر مدفون کیا +

غرض امیر الامرا کو وہی صورت پیش آئی جو فرخ سیر کو پیش آئی۔ دنیا مین یہ ایک انتقام
کی عمدہ مثال ہے کہ جو فرخ سیر نے اورون پر ظلم کیا وہ اسپر سیدون نے کیا اور جو سیدون نے
اوسپر ظلم کیا وہ اورون کے ہاتھ سے سیدون پر ظلم ہوا۔ کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ
دے اس ہاتھ لے + سادات کو اس مغل کی کچھ شکایت نہیں ہونی چاہیے یہ تو وہی
قتل تھا جسکو اونہون نے خود انتظام ملکی مین داخل کیا تھا جو راہ اونہون نے اورون کے
لئے نکالی تھی اوسپر اونکو خود چلنا اور جو کنوان اورون کے لئے کھودا تھا اوسمین خود گرنا پڑا +

امرا کے خطابات

اعتماد الدولہ کو ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار دو اسپہ کا منصب اور ایک کڑوڑ پچاس
لاکھ دام انعام اور وزارت سپرد ہوئی وزیر الممالک ظفر جنگ کا لقب ملا میر بخشی کی خدمت صمصام الدولہ
کو ملی اور ہفت ہزاری پر ایک ہزاری کا اضافہ اور امیر الامرا کا خطاب ملا۔ قمر الدین خان بہادر
کو بخشی دوم کی اور داروغہ غسل خانہ کی اور اور خدمات عطا ہوئین اور ہزاری ہزار سوار کا اضافہ ہوا
حیدر قلی خان بہادر کو شش ہزاری شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب ملا اور ناصر جنگ
خطاب ہوا سعادت خان کو پنج ہزاری پنجہزار سوار کا منصب اور سعادت خان بہادر کا

خطاب اور نقارہ عنایت ہوا غرض ہر ایک قدیم اور جدید خانہ زاد اور دالا شاہی نوکر
موافق جنس تردد جانفشانی مورد عنایات ہوا

سید عبداللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس پر تھا کہ بھائی کی سناونی آئی جس سے
اوسکی آنکھون مین عالم سیاہ ہوگیا سوا صبر کے کچھہ اور چارہ نہ تھا۔ روتا پیٹتا شاہجہان آباد
کی طرف چلا۔ اس خبر کے آنے کے بعد اوسکے بعض ہمدمون نے مصلحت بتلائی کہ پہلے
اس سے کہ اطراف کی فوج بادشاہ سے ملے اور حسین علی خان کا لشکر بادشاہ سے گرویدہ ہو
بہت جلد وہان پہنچیے یہ مصلحت اوسنے پسندیدہ نہیں کی اور کہا کہ اب بادشاہ مستقل امرا
اوسکے ساتھہ یکدل ہماری فوج خاطر شکستہ اب بادشاہ سے لڑنا اسکے بغیر نہیں سکتا ہو
کہ عالمگیر کی نسل میں سے کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنائیے اور اوسکے استحقاق سے سامان
بہم پہنچایئے اور امیرون کو اپنا حامی بنایئے غرض اس عمر رسیدہ سید کو جسقدر غم پر غم
اور رنج پر رنج بڑھتے گئے اتنی ہی اوسکی عقل و ہمت زیادہ بڑھتی گئی اب اوسکی ہوا
ایسی بگڑ گئی تھی کہ جب وہ شاہجہان آباد کو چلا ہے تو اوسکی بہیر اور پیش خانہ پر پیادے
اور مفسد پیشہ زمینداروں نے ہر طرف فراہم ہو کر تاخت کی اور جو ہاتھہ آیا اوسے لوٹنے
لگے۔ ہر چند دل باختہ فوج تعین کی جاتی ہے کچھہ فائدہ نہ ہوتا ایک جماعہ دار اور کچھہ آدمی کشتہ
ہوئے۔ ایک قافلہ جسکے ساتھہ بعض کارخانجات سید حسین علی خان کے تھے شاہجہان آباد
جاتا تھا وہ سید عبداللہ خان کے لشکر سے دو تین کوس پر مع کارخانجات و مال و ناموس دم
غارت غول ہوا سید عبداللہ خان اور کل سادات کی جاگیر میں رعایا سے مالگذار اور اطراف
کے مفسد پیشہ زمینداروں نے اتفاق کر کے عمال جاگیر کو بے دخل اور اخراج کیا اور انتظام سلطنت
تک محصول خریف پر زیادہ تر رعایا و پرگنات متصرف ہوئی سید عبداللہ خان نے شجاعت خان بارہہ
اور مرتضی خان کو دار الخلافہ روانہ کیا اور اس بارہ مین نجم الدین علی خان صوبہ دار شاہجہان آباد
کو خط لکھا اور سپاہ کو بھی اشارہ کیا کہ کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنانے کے لیے تیار کرین +
۸۔ ذی الحجہ ۱۱۳۲ کو نجم الدین علی خان کو یہ خبر پہنچی تو اوسنے کوتوال کو سوار اور

+ سید عبداللہ خان کا ... سلطان ابراہیم کو بادشاہ بنانا

پیادہ و دیگر اعتماد الدولہ کے گھر کو گھیر لیا۔ اعتماد الدولہ کے آدمیون کو پہلے خبر ہو گئی تھی انھون نے حویلی میں جا بجا مورچال بنا لئے تھے مصالح جنگ تیار تھا وہ انکے تا بسجا رہے تھے انھون نے اپنی دفع مضرت میں کوشش کی سید عبد اللہ خان نے اعتماد الدولہ کے مقابلہ ہونا مورچہ پرخاش کرنے کو منع کر دیا شجاعت اللہ خان و مرتضی خان اور جہاندار شاہ کے بیٹون کے پاس تکلیف سلطنت لئے گئے۔ اونہون نے دروازہ بند کر لیا منت سماجت کے بعد آنکو اندر آنے دیا اور آنے کا سبب پوچھکر اونکو جواب درشت دیا اور سلطنت کو قبول نہ کیا۔ یہان سے مایوس ہو کر نیکو سیر پاس گئے تو اوسنے بھی انکار کیا پھر سلطان ابراہیم خلف رفیع الشان پاس گئے اپنی غرض عرض کی کہ آپکے بادشاہ ہونے سے سادات کی ایک جماعت کی جان بخشی ہے بعد گفت و شنید سلطان محمد ابراہیم نے سلطنت قبول کی +

۱۱۔ ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۲ھ سلطان محمد ابراہیم کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب رکھا۔ دو روز بعد سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد مین داخل ہوا اور بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ غازی الدین خان غالب جنگ کو منصب ہشت ہزاری میر بخشیگری کا عہدہ اور خطاب امیر الامرائی کا عنایت کیا اور نجم الدین علی خان کو بخشیگری دوم سید صلابت خان ابن سادات خان کو بخشیگری سوم۔ اور سیر ہم خان کو بخشی چہارم مقرر کیا۔ مراتب و مناصب بڑھا کے امرا کی دلداری کی۔ رفیع الدرجات کے ایام سلطنت مین جو جماعت مساعدت زمانہ سے مایوس تھی انمین سے ہر ایک کو طلب کر کے استمالت کی اور اونکو انعام روپیہ دیا پھر سپاہ کی گرد آوری کے لئے سرگرم کیا۔ حامد خان کی جاگیر ضبطی سے نکال دی منصب قدیم پر اضافہ جدید کیا۔ اعتقاد خان خضاب کو پھر منصوب کیا شائستہ خان و سیف خان و اسلام خان و صفی خان کی بہت چاپلوسی کر کے عنایتو نکا امیدوار کیا۔ اور رفاقت کی تکلیف دی لیکن اسلام خان و صفی خان نے بہ لطائف الحیل پہلو تہی کی سیف خان و اعتقاد خان نے منصب سپاہ کی نگاہداشت کے لئے روپیہ لیا۔ اعتقاد خان کا دلخواہ مدعا حاصل نہ ہوا کچھ فوج رفاقت کی پھر اثنای راہ سے دار الخلافہ کی طرف چلا آیا۔ اسی طرح قدیم ملازمون کی جو ان دنون مین

[illegible]

خانہ نشین تھے پرداخت کی سید عبداللہ خان کے قدیمی نوکر جو پچاس روپیہ ماہوار پاتے تھے اونکے
سراسری اسّی روپیہ درماہہ مقرر ہوا۔ قدیم وجدید نوکرون مین اس اشتراک تنخواہ سے شرفا
ونجبا و بوج و بے سروپا آدمیون مین تمیز باقی نہ رہی۔ اس سبب سے باوجود شائستہ اضافہ کے
قدیمی فوج کی شکستہ خاطری و بیدلی ہوئی۔ سید عبداللہ خان کی فوج کا بخشی ہمیشہ سے فرخ سیر
سے دلی محبت رکھتا تھا اور رتن چند کے تسلط سے متنفر تھا اور عبداللہ خان کے ساتھ کمال بدی
سے بسر کرتا تھا۔ اوسنے فوج جدید کی نگاہداشت مین جوانون اور گھوڑون کے بُرے بھلے ہونے
مین امتیاز نہین کی نجم علی خان اور بعض اور عمدہ امرا کے سرکار نے ندائے عام دیدی کہ خواہ
کیسا ہی چھوٹا ٹٹو اور بوڑھا لنگڑا گھوڑا لائین اوسکو بھی صحیح کرین جہان کوئی پوچھنے دیکھنے والا
قسائی کا شاگرد تھا وہ دس پندرہ روپیہ کا ٹٹو جو حقیقت مین چار پانچ روپیہ سے زیادہ قیمت کا
نہ ہوتا تھا خرید کر اسکے داغ کراتا اور ایک ماہہ لیکر روپوش ہو جاتا۔ پاجیون کے سوا اشرافون نے
بھی سید عبداللہ خان کو مضطرب الحال دیکھ کر یہی طریقہ اختیار کیا تھا۔ بہرحال قدیم نوکرون کے
درماہہ کے علاوہ ایک کرُوڑ روپیہ سپاہ جدید کے خرچ مین رائگان گیا۔ ثقات کی روایت ہے
کہ عبداللہ خان سے جب ایک مخلص نے کہا کہ بندگان عالی کس لئے روپیہ کو بے فائدہ
آدمیون کو دیتے ہیں تو اوسنے جواب دیا کہ اگر ہم نے لڑائی ماری تو تمام ممالک محروسہ اور
خزانہ ہمارا ہی ملک ہے اور دوسری صورت مین یہ بہتر ہے کہ زر ہم اپنے ہاتھ سے بخشش
کرین تا دشمنون کے ہاتھ نہ آئے۔ اول یہ خبر آئی کہ محمد شاہ راجپوتانہ کی راہ شاہجہان آباد
جائیگا۔ اسلئے سلطان ابراہیم نے شاہجہان آباد سے نکل کر عیدگاہ کو خیمہ گاہ بنایا ان دنون
مین غلام علی خان محمد شاہ کے لشکر مین سے اور تہور علی خان اکبرآباد سے سید عبداللہ خان
پاس آگئے۔ غلام علی خان اور نجابت علی خان جو سید عبداللہ خان کا برادرزادہ اور متبنی تھا
قلعہ و شہر شاہجہان آباد کی حراست کے لئے بھیجے گئے اور پھر محمد شاہ کی خبر یہ آئی کہ وہ اکبرآباد
کی راہ سے شاہجہان آباد کو آتا ہے تو عبداللہ خان نے فریدآباد کی راہ اختیار کی اور بارہ کی
فوج کے انتظار کے سبب آہستگی کے ساتھ قطع منازل کرتا تھا کہتے ہیں کہ باوجود اسقدر خزانہ وافر

اور حشم و خدم متکاثر کے عہدہ دار اور خواجہ سرا وغیرہ سلطان ابراہیم کے محل کے ہمراہ بدون
زین کے گھوڑون پر سوار ہوتے تھے۔ ہر منزل مین و مقام مین نامدار افغان اور بارہ و
عمدہ زمیندارون کی افواج لشکر محمد ابراہیم مین آتی جاتی تھی۔ اور حسین علی خان کے نوکر
کہ محمد شاہ کے لشکر کے رسالون مین نوکر ہو گئے تھے وہ یک ماہہ پیشگی لیکر جوق جوق سید
عبد اللہ خان کا لشکر زیادہ ہوتا تھا سوار اور پیادہ کی نوکری کا بازار ایسا گرم ہوا کہ بڑا اور اچھا
گھوڑا عنقا ہو گیا۔ ایک ٹٹو دو تین جگہ صحیح ہوتا۔ محمد ابراہیم شاہجہان آباد سے ۲۵ کوس
چلکر پلول مین آیا سیف الدین خان برادر سید عبد اللہ خان و شہامت خان بیٹے اور
بھائیون سمیت اور سید محمد خان خلف کلان اسد اللہ خان و ذوالفقار علی خان اور بارہ کے
بہادرون کی جماعت جو سب ملکر بارہ ہزار سوار ہوتے تھے عبد اللہ خان کے لشکر سے ملے
ڈیڑہ دو سوار ایسے سادات بارہ کے بھرے ہوئے لشکر مین داخل ہوئے جنمین سے ہر ایک
سید اپنے تئین بیس سوارون کی برابر گنتا تھا اور ہر ایک کی زبان زد تھا کہ جنگ کے روز
ہمکو تیر و تفنگ کی درکار نہین جب مقابلہ ہوگا حملہ اول مین برہنہ تیغ و خنجر لیکر شعلہ کی
طرح توپخانہ کی آتش سے نکلکر مغلون کی فوج قول پر یورش کرین گے۔ حاصل کلام
سے دہم محرم ۱۱۳۳ھ کو ایک لاکھ سوار جمع ہو گئے جنمین چودہ پندرہ ہزار بارہ سوار تھے سوا
انکے چورامن جاٹ و محکم سنگہ اور ایک اور جماعت حسین علی خان کے نوکرون کی اور زمینداران
اطراف کی سپاہ متفق ہو کر فوج مذکور پر اور زیادہ ہوئی۔ اس دن محمد شاہ کے لشکر کے
تین ہاتھی اور چند قطار شتر چورامن جاٹ لوٹکر بطریق تحفہ کے سید عبد اللہ خان پاس لایا
سید نے یہ تحفہ اوسی کو دیدیا۔ اب لشکر محمد شاہی مین حیدر علی خان میر آتش نے زر پاشی کے ذریعہ
کرکے اور بادشاہی لطف آمیز وعدے کرکے لوگون کی تالیف قلوب کی۔ جو کام اوسنے عملہ
توپخانہ سے روز جنگ مین لیا شاید کسی اور میر آتش کے عہد مین زمانہ سلف مین کیا گیا ہو۔
دہم محرم کو نواحی منزل پورن سے کوچ کرکے اور موضع شاہ پور سے گذر کر لشکر کا خیمہ لگا
میر آتش اور امرائے رزم کے تردد سے صفوف لشکر مرتب ہوئیں۔ باوجودیکہ افواج

محمد شاہی دشمن کی سپاہ سے آدھی بھی نہ تھی مگر اس مین سے ہر ایک دل سے جان نثاری کا ارادہ کرتا تھا
عبد الصمد خان دلیر جنگ و راجہ دھیرج سنگھ سوائی کا انتظار تھا مگر بعد مسافت کے سبب سے دونون کو
بروقت پہنچنا میسر نہین ہوا مگر شروع جنگ مین راجہ جی سنگھ کی تین ہزار سپاہ اور ایک نامی سردار
حاضر ہوئے اور محمد خان بنگش بھی دو تین ہزار سوارون کے ہمراہ آیا شیر افگن خان جو کہ دار
گھوڑہ سات آٹھ ہزار سوار لیکر اور عزیز خان روہیلہ بایزید خان میواتی یکہ تازون کے ساتھ
حضور مین آ گئے۔ اسکے بعد محمد شاہ نے حیدر قلی خان کو توپخانہ کے ساتھ ہراول مقرر کیا
سعادت علی خان برہان الملک و محمد خان بنگش کو میمنہ کی طرف اور صمصام الدولہ نصرت یار خان
کو ایک بہادرون کی جماعت کے ساتھ میسرہ کی جانب و اعتماد الدولہ محمد امین خان و ہادی خان
و قمر الدین خان و عظیم اللہ خان و طالع یار خان کو التمش اور اعظم خان ہر دم کارزار دیدہ کے
ساتھ طرح فوج اور شیر افگن خان و تربیت خان اور ایک گروہ فدویان عقیدت نشان کو
بادشاہ نے اپنی رکاب مین قول اور میر جملہ و عنایت اللہ خان و روشن الدولہ ظفر خان
رستم جنگ و اخلاص خان و راجہ گوپال سنگھ بھدوریہ و راجہ بہادر کو چنداولی اور جرانغار
و جوانغار جناحات پر مقرر کیا۔ ایسے ہی مجاہد خان و امین الدین خان و اسد علی خان و سیف اللہ
خان کو ایران و توران کے جنگ آورون کی جماعت کے ساتھ اور جے سنگھ سوائی کی فوج کو جابجا
یمین و یسار کی سپاہ کی کمک کے لئے ہمراہ سواری خدمہ محل پر مقرر کیا۔ اور جنگی ہاتھیون کو
سازون و یراق اور اسباب و ادوات حرب کے ساتھ آتش خانہ کے پیچھے قائم کیا۔ سید
عبد اللہ خان کو لشکر محمد شاہی کے شبخون مارنے کا خوف تھا اسلئے بعض امرات کو
ہاتھیون پر بسر کرتے تھے ۔ ۱۲ محرم کو حسن پور کے سواد مین محمد شاہ کے لشکر سے تین کروہ
پر سید عبد اللہ خان کا لشکر اترا۔ فوج کی آراستگی ہر روز تازہ ترتیب سے ہوتی تھی اور پھر برہم
ہو جاتی تھی۔ ترتیب اس طور سے ہوئی کہ سیف الدین خان و سید محمد خان و شہامت خان
مع بیٹے و بھائیون کے تہور خان و شجاعت اللہ خان و ذو الفقار علی خان و عبد الغنی خان
و مظفر خان کو نجم الدین علی خان و غازی الدین خان غالب جنگ کی مدد کے لئے ہراول مقرر کیا

حامد خان و سیف خان و بیرم خان و نعمت اللہ خان و امیر خان و سید صلابت خان و عبد الغنی خان و اخلاص خان افغان و عمر خان روہیلہ و دیندار خان جلال آبادی و عبد القدیر خان و صبغۃ اللہ خان و غلام محی الدین خان و دلیر خان و شجاع خان بلوچی و عبد اللہ خان ترین اور دلاوروں اور بہادروں کی جماعت جسمیں ستر ہاتھی فیل سوار تھے صف کارزار میں سلطان ابراہیم کے دست راست و دست چپ پر مقرر ہوئے اور سید عبد اللہ خان خود ابو الحسن خان بخشی سائر اور ہیرامن بخشی مردم بارہہ و سید علی خان بخشی رسالہ کے ساتھ کہ قریب تیس ہزار سوار قدیم و جدید تھے اور ایک جماعہ بارہہ کے ہمراہ کہ کار کے وقت پیادہ ہوکر بڑی بہادری سے لڑتے ہیں اور کبھی کارزار سے منہ نہیں پھیرتے ہیں مستعد مقابلہ ہوا۔

۱۳ محرم کو ڈیڑھ پہر رات گئی تھی کہ محکم سنگھ مع خداداد خان مرزا کے فوج محمد شاہی سے جدا ہوکر سید عبد اللہ پاس آیا۔ کہتے ہیں کہ عبد اللہ خان کے نوشتجات ان کے پاس اس مضمون کے پہنچتے تھے کہ تمہارا مجرا اسے کلی یہ ہے کہ تا مقدور بارود خانہ بادشاہی کو آگ لگا کے ہماری فوج میں آؤ۔ اونھوں نے ہرچند اس کام کے لئے تلاش کی مگر حیدر قلی خان کے حزم سے وہ اپنے کام کو نہ کر سکے ناچار فرار کر کے دشمن سے جا ملے جب صبح ہوئی تو محمد شاہ ہاتھی پر سوار ہوا اور سواری کے وقت بادشاہ کے حکم سے رتن چند کا سر میر بخشی نے جدا کرکے بطریق شگون ہاتھی کے پاؤں کے آگے رکھا۔ حیدر قلی خان میر آتش نے اپنی چھوٹی بڑی توپوں و رہکلہ و تفنگ و بان کی آوازیں بلند کیں کہ زمین لرز گئی دوپہر تک اس حالت نے اشتداد پایا جب آفتاب ڈھلا تو لشکر عبد اللہ خان کی صفوف میں انتظام نہ تھا۔ لشکر کثرت سے تھا سپاہ کے سردار کسی کا کہنا مانتے نہ تھے خودسر تھے جو چاہتے تھے سو کرتے تھے۔ ایک جماعت کثیر کشتہ ہوئی اور نئے ملازم خاصکر یابو سوار اور قدیمی نوکر جنکی شکایت کا جراحت مرہم اضافہ سے نہیں بھرا تھا فرار ہوگئے۔ مگر بارہہ کے بہادروں نے بارہا بہادرانہ اور مردانہ قدم جرأت آگے رکھا رستمانہ حملے کئے خصوصًا نجم الدین علی خان کے سترہ ہزار سواروں نے توپخانہ کے مقابلہ میں ایسے حملے کئے کہ

فوج محمد شاہی تنگ آگئی اور اسکے بڑے بڑے جوانمردون کے پاؤن اکھڑ گئے اور فوج درہم برہم
ہوگئی۔ اس اثنا مین خاندوران بہادر منصور جنگ و حیدر قلی خان ناصر جنگ نجم الدین علیخان
کے مقابل بھیجا اونکی بہادری نے دشمن کے لشکر کو روکا نصرت یار خان دیانت خان
بھی کمک کو آگئے غرض اونھون نے نجم الدین علی خان کے مورچال مین جو درختون کی
پناہ مین تھا خلل ڈال دیا جب رات ہوگئی اور چاندنی نکلی تو حیدر قلی خان ناصر جنگ
توپخانہ کی نامی توپین آگے لے گیا اور دشمن کو اونکے چھوڑنے سے رات بھر سونے نہ دیا
حیدر قلی خان نے روپئے اشرفیون کی تھیلیان کھول کر مٹھیان بھر بھر کر توپچیون کے
دامن مین ڈالین اور مخالفون کو مارا۔ یہ سمی بڑی توپین برابر چھوٹتی تھین۔ اور دشمن کا کام
تنگ کرتی تہین سنہ [illegible] مین محمد شاہ بہمنی کی فرمانروائی دکن مین محمد خان رومی بیجانگر کی
مہم مین توپون کو کام مین لایا تھا اور جبہی سے ہندوستان مین شایع ہوئیں۔
جب سے اب تک کبھی ایسا توپخانہ نہین چھوٹا جیسا کہ حیدر قلی خان کا اوسکے گولون نے
دشمنون کو ہرا دیا اور سہراس ایسا غالب ہوا اکثر سردار پیادہ ہوکر لڑے اور دہات اور
قصبات مین بھاگ گئے اور جو اونین اندھیری رات مین بھاگے اونکو چورون اور راہزنون
نے لوٹ لیا۔ آخر شب مین دشمن کے لاکھ سوارون مین سے سترہ اٹھارہ ہزار سوار باقی
رہ گئے اونھون نے قدرت اور سید عبد اللہ خان کی روشناسی کا پاس کر
توپخانہ کے مقابل کھڑے کھڑے پیاسے رات گذاری صبح کے قریب محکم سنگھ کے ہاتھی
پر ایک گولہ لگا تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر ایسا بھاگا کہ پھر مدت تک کسی نے نہین دیکھا
کہ وہ مردہ ہے یا زندہ ہے جب دن ہوا محمد شاہ ہاتھی پر سوار ہوا رزم کا میدان گرم ہوا
نجم الدین علیخان سادات بارہ کے ساتھ حیدر قلی خان کے توپخانہ کے مقابل آیا۔ پرخاش
و آویزش بشدت گرم ہوئی کشش و کوشش سخت ہوئی باوجود توپخانہ کے قیامت
برپا کرنے کے نجم الدین علی خان نے ایسی بہادری دکھائی کہ میدان جنگ سے بادشاہی
لشکر کے پاؤن اکھڑ گئے ہوتے کہ صمصام الدولہ منصور جنگ وقت پر کومک پر آگیا مردانہ

چپقلشین ہوئین درویش علی خان داروغہ توپخانہ کی جان گئی اور دوست علی خان
ایک جماعت کے ساتھ زخمدار ہوا۔ نصرت یار خان بھی زخمی ہوا اس حال مین سعادت خان
برہان الملک اور شیر افگن خان مدد کو بارہ کے بہادرون کے صف کے مقابل آگئے۔ سادات
بارہ مین سے شہامت خان و فتح یار خان مع برادر و یک پسر و تہور علی خان و عبد القدیر خان
برادر قاضی میر بہادر شاہی و عبد الغنی خان پسر عبد الرحیم خان اورنگ زیبی غلام محی الدین
خان و صبغۃ اللہ خان عرف شجاع و پسر شجاع بلوچی زخمی ہوئے اور خدا کو جان سپرد
کی محمد شاہ کے لشکر مین سے داروغہ توپخانہ صمصام الدولہ و میارام منشی حیدر قلی خان
ناصر جنگ و عبد الغنی خان داروغہ توپخانہ و محمد جعفر نبیرہ حسین علی خان اور بعض اور مردم
بے نام و نشان کے کسی اور نے دنیا سے سفر نہین کیا۔ اور کسی نامی آدمی کو آفت جانی نہین
پہنچی۔ اس حالت مین کہ عبد اللہ خان نے نجم الدین علی خان پر عرصہ کارزار تنگ دیکھا۔
بارہ کے دلاورون کی جماعت کے ساتھ ہاتھی کو بڑھا کر بڑی بہادری دکھائی محمد شاہ کا
ارادہ خود واسطے لڑنے کے لیے جانے کا ہوا مگر ہوا خواہون نے جانے نہین دیا چورامن [جاٹ]
نے اس پرخاش مین بہیر پر تاخت کر کے شوخی حد سے زیادہ کی اور ایک ہزار گاؤ و
اکثر خچر پر تل کے اور چند شتر لوٹ کر لے گیا۔ بادشاہ نے خود تیر چلایا اور آخر اعتماد الدولہ
پسر محمد امین خان دہادی خان داروغہ نے اوسکو بندوقون سے مار کر بہیر سے باہر
نکال دیا۔ عبد اللہ خان نے سپاہ تازہ دم سے محمد شاہ کے لشکر مین تزلزل پیدا کیا کہ سعادت خان
برہان الملک و حیدر قلی خان ناصر جنگ نے عبد اللہ خان کی فوج کی کمرگاہ پر حملہ کیا اور
خوب لڑائی ہوئی سید علی خان برادر حسن علی خان بخشی رسالہ زخمی ہو کر قید ہوا۔
حیدر قلی خان نے دلیرانہ حملہ عبد اللہ خان پر کیا سید بھی ہاتھی پر سے اوتر کر اور شمشیر
ہاتھ مین لیکر بڑی شجاعت سے لڑا دو زخم لگے اور تقدیر الہی سے زندہ معرکہ مین اسیر ہوا
حیدر قلی خان پر خدا کی رحمت ہو کہ اوسنے ایسے وقت مین سید عبد اللہ خان کا احترام [کیا]
اور سلام مودبانہ کیا۔ اسکی توقیر کو واجب جانا کمال اعزاز اور دلداری کے ساتھ اپنے ہمراہ [لیا]

ہاتھی پر سوار کرکے بادشاہ پاس لایا نجم الدین علی خان نے بھی شیر افگن خان سے سخت جنگ کی اوسکی آنکھ میں تیر لگا شیر افگن خان نے اوسکی سب طرح خاطر جمعی کی اور اوسکو اپنے ہاتھی پر بٹھالیا جب عبد اللہ خان ہاتھی سے اترا ہے تو اوسکے ساتھ دو تین ہزار سوار ہمراہ تھے اوسکا یہ حال دیکھتے ہی باقی فوج مع سیف الدین علی خان و شجاعت اللہ خان و ذو الفقار علی خان و عبد اللہ خان ترین کے اس کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئی۔ یہ ضعیف روایت ہی کہ سیف الدین علی خان میدان رزم سے باہر نکل کر بارہ کو بھاگ گیا۔ غازی الدین خان غالب جنگ نے عبد اللہ خان نجم الدین علی خان کے مقید ہونے کے بعد ایک ساعت ٹھیر کر عبد اللہ خان کی بہیر کو ہمراہ لیکر وطن کی راہ لی۔ محمد شاہ کے لشکر میں فتح کی عید ہوئی اور لشکر سادات میں شکست کا محرم ہوا۔ حیدر قلی خان ناصر جنگ سید عبد اللہ خان کو اور شیر افگن خان نجم الدین علی خان کو محمد شاہ پاس لائے بادشاہ نے اونپر کمال رافت و شفقت کی اور جان بخشی کی نوید سنائی جس سے ان دو گرفتار اسیروں کی خاطر فی الجملہ مطمئن ہوئی۔ حیدر قلی خان ناصر جنگ کو سید عبد اللہ خان سپرد ہوا۔ اور شیر افگن خان کو نجم الدین علی خان حوالہ ہوا۔ محمد شاہ کو اوسکے نوکروں نے مبارکباد فتح دی اور اوس نے سب کو علی قدر حال انعامات اون سے سربلند کیا اور تحسین و آفرین کی۔ عبد الغنی خان اور سادات بارہ جو بادشاہ کے لشکر میں آگئے تھے وہ محفوظ و مامون رہے۔ سید عبد اللہ خان کے زر سرخ و سفید و جواہر مرصع و طلا و نقرہ آلات و ہاتھی گھوڑے سے مع تمام کارخانجات جو لوٹ سے باقی رہے تھے وہ سرکار میں ضبط ہوئے سلطان ابراہیم بے تقصیر نے بطریق ایلغار فرار اختیار کیا تھا وہ دو تین کوس سے بادشاہ پاس پکڑا آیا بادشاہ نے اوسکی خاطر داری کی +

۱۴ محرم کو اس فتح اور سید عبد اللہ خان و نجم الدین علی خان کے قید ہونے کی خبر شاہجہان آباد میں آئی تو گھر گھر اس نوید کے شادیانے بجنے لگے عبد اللہ خان اور نجم الدین علی خان اور سرداران بارہ کی خدمہ کہ صدہا سے کم نہیں اور فتح و ہزیمت

تذبذب مین تھین وہ بادشاہی آدمیون کے پہنچنے تک جو کچھ نقد و زیور لے سکیں برقع یا پھٹی پرانی چادر پہن کے گھرون سے نکلکر شاہجہان آباد کے کوچہ و بازار مین روانہ ہوئیں چند نجیبہ سیدہ خواہش ایزدی پر صبر و شکیب کر کے اپنی جگہ پر رہیں عبد اللہ خان کاشی کہ سید عبد اللہ خان کا معتبر و معتمد تھا اور اوسکے متعلقون کی حراست اوسکے سپرد تھی اوسنے ایک جماعت کے ساتھ اتفاق کر کے امانت کے مال مین خیانت کی اور روپوش ہو گیا غلام علی خان کہ سید عبد اللہ خان کی طرف سے شاہجہان آباد کا حاکم تھا وہ تغیر وضع کر کے بازار کو گیا - نجابت علی خان کہ برادر حقیقی عالم علی خان کا اور عبد اللہ خان کا متبنی +

تیرہ چودہ برس کا لڑکا اور غلام علی خان کا بھائی تھا بادشاہی آدمیون کے ہاتھہ سے گرفتار ہوا - بادشاہ نے اوسکو سید عبد اللہ خان پاس بھیجدیا - ۱۶ محرم ۱۱۳۳ھ کو بادشاہ نے فتح پور سے کوچ کیا اور لمبی منزلین طے کر کے - ۱۹ کو شاہجہان آباد کے نزدیک آیا سلطنت کے سرانجام کے لئے دو مقام کا حکم دیا سر سواری حضرت قطب صاحب کی زیارت کی وہان سے انکر بخشیون کو حکم دیا کہ جن امرا اور خانہ زادون نے جانفشانی کی ہے اونکو روبرو لائین - حیدر قلی خان بہادر ناصر جنگ ششش ہزاری کا ہفت ہزاری منصب پر اضافہ کیا اور معز الدولہ کا خطاب دیا - ۲۲ - کو شہر کی آئین بندی ہوئی - بڑے دبدبے اور شان سے دار الخلافہ کے قلعہ مین داخل ہوا آخر ماہ محرم مین سیف الدولہ عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ و آغر خان لاہور سے آنکر ملازمت سے شرف اندوز ہوئے - اوائل صفر ۱۱۳۳ھ مین راجہ جی سنگھ اپنے وطن سے اور راجہ گردہر بہادر صوبہ اودہ سے آنکر عنایات شاہانہ سے سرافراز ہوئے - نجم الدین علی خان کی بیٹی نواب قدسیہ بیگم پاس آگئی تھی بیگم کا ارادہ ہوا کہ اسکا نکاح محمد شاہ سے کرے - مگر سید عبد اللہ خان کو یہ امر ناگوار تہا اسلئے یہ لڑکی نجم الدین علی خان کے گھر مین بھیجدی گئی - خبر آئی کہ اورنگ آباد سے نظام الملک چلا ہے لگرہ اور لٹا بیجاپور کے بندوبست کے لئے مصلحتاً چلا گیا +

راجہ جی سنگھ و گردہر بہادر نے اس بات پر نظر کر کے کہ افواج کی آمد و رفت اور گرانی غلہ سے

اکثر پرگنون کے باشندے بڑے پریشان حال ہوگئے ہین اسلئے اونھون نے بادشاہ سے التماس کیا
کہ جب تک رعایا بحال ہو اور ملک کا بندوبست ہو جزیہ معاف کیا جائے بادشاہ نے جزیہ معاف کر دیا۔

اس زمانہ مین زوال سلطنت کی علامت کوئی نہ کوئی ظاہر ہوتی جاتی تھی ۔ راجہ
اجیت سنگہ کو اس رفاقت کے صلہ مین گجرات کی حکومت عنایت ہوئی تھی جو اوسنے کسی زمانہ
مین سادات کے ساتھ کی تھی اور اجمیر کی حکومت خود محمد شاہ نے اس شرط پر دی تھی کہ اگر
بادشاہ اور سیدون کے درمیان لڑائی کا ہنگامہ برپا ہو تو اسمین کسی کی طرفداری نہ کرے
اور اگر کسی کی اعانت کرے تو بادشاہ کی غرض اجمیر و احمدآباد کے دونو صوبے راجہ کو محمد شاہ
بقاے دولت تک حسب ضابطہ بادشاہی ملی تھی ۔ راجہ سادات کا شریک رفیق تھا اوسکو
اپنا رفیق و معین بنانے کے واسطے محمد شاہ کی مان نے یہ تدبیر کی تھی کہ ان دونو صوبون کا فرمان مع
پنجہ کے نشان کے اس پاس بھیجا تھا ۔ اب راجہ نے ان دونون صوبون کے آدمیون پر وہ ستم
ڈھایا کہ خدا کی پناہ بہت سے باشندے وہان سے بادشاہ کے حضور مین استغاثہ کے لئے آئے
یہان اہل دربار کو راجہ سے کینہ اس سبب سے چلا جاتا تھا کہ وہ سادات کا رفیق پرلے درجہ کا تھا اور
بھی مذہبی تعصب کے سبب سے مسلمانون کے ساتھ ناحق کا ضد کرتا تھا ۔ بادشاہ نے ان دونو صوبون
سے راجہ کو خارج کیا گجرات کی صوبہ داری مظفر خان کو جو صمصام الدولہ و راجہ جے سنگہ سوائی
کے متوسلین مین تھا عنایت کی جب راجہ اجیت سنگہ کی معزولی کی خبر اس صوبہ گجرات مین منتشر
ہوئی تو راجہ کے نائب نے چاہا کہ حیدر قلی خان کے آنے تک شہر کو غارت اور تجار کو تاراج
کر کے باہر چلا جائے مہر علی خان بخشی معزول جو راجہ کی بنیاد بیت حیدر روز کر چکا تہا اور راجہ کے محاسبہ از روز
تھا اور حیدر قلیخان بھی بخشی مذکور اور صفدر خان بابی سے مطلع و ملکہ تھا ان دونو نے اتفاق کر کے اس نظر سے
کہ راجپوتونکا ظلم رفع ہوگا اور حیدر قلیخان کی خوشنودی حاصل ہوگی اور حسن خدمت کے حقوق اسپر محقق ہو نگے
ایک جماعت افاغنہ اور رعایا کی جمع کر کے راجہ کے نائب کے سر پر جا چڑھے ۔ ایک جنگ ہوئی اور راجپوتو
کی جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی نائب مغلوب ہوکر مع اپنی حویلی مین ہوا صفدر قلیخان بابی کے خواہرزادہ
کی اعانت سے خفت و خواری کے ساتہہ شہر بدر کیا گیا ۔ وہ اپنے وطن جودھپور کی راہ مین بست ایذا رسی

اجیت سنگھ کی معزولی +

کرتا ہوا چلا گیا۔ اور مظفر علی خان جو اجمیر کے صوبہ دار مقرر ہوا تھا بسبب عسرت و بے
سرانجامی کے قصبہ رواڑی سے جو شاہجہان آباد سے تیس کوس ہے آگے نہ بڑھا تھا کہ خبر
آئی کہ اجیت سنگھ راجہ جودہ پور اجمیر مین آگیا اس پاس تیس ہزار سوار اور اطراف کے زمیندار
اور راجپوت ہمراہ ہین اس سبب سے بھی مظفر علی خان نے رواڑی مین چند روز توقف کیا
راجہ اجیت سنگھ نے اجمیر مین داخل ہوکر اول منادی پھروائی کہ تمام قصبات و سب کاندار
واہل حرفہ اپنے پیشہ مین بے اندیشہ و خرسندہ مصروف ہون مسجدون کے موذنون اور
خادمون کو بلا کر اپنی بدنامی دور کرنے کے لئے اور قواعد اسلام کی تبعیت کے اظہار کے
لئے تاکید کی کہ وہ اپنی مساجد کی تعمیر کرین اور تمام ارکان بادشاہی کو بلاکر اوسنے محمد شاہ کا وہ
فرمان دکھا دیا کہ جسمین قول و قسم لکھے ہوئے تھے کہ محمد شاہ کی بقاء عمر و دولت تک اجمیر و احمد آباد
کی صوبہ داری راجہ پاس بحال رہیگی۔ اب اوسنے اپنے عرایض اور اس فرمان کی نقل مع ارکان
بادشاہی کے ساتھ صمصام الدولہ و روشن الدولہ پاس بھجوائی اور عرضداشت مین یہہ
درخواست کی کہ احمد آباد کی صوبہ داری حضور کی مرضی کے لئے نذر کرتا ہون مگر اجمیر کی صوبہ داری
کا امیدوار اور خواستگار ہون اگر وہ بحال نہ رہیگی تو ہمچشمون مین میری آبرو نہ رہے گی اور
جب آبرو نہ رہی تو جان لیکر مین کیا کرون گا اسلئے امیدوار ہون کہ دونون صوبونمین سے
کوئی ایک صوبہ عنایت ہو۔ ان دونو صوبون کے ساتھ میرا سر اور میری جان وابستہ ہے
جب راجہ اجیت سنگھ کے یہ نوشتے آئے تو صمصام الدولہ قلت زر اور دشواری جنگ پر نظر
کرکے مصالحت پر اور ترک منازعت پر مائل ہوا اور کہا کہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے
مزار ہیں اور دار الخلافہ کے نزدیک ہے اسلئے صوبہ گجرات اجیت سنگھ کے لئے بحال رکھنا مناسب
ہے اور صوبہ اجمیر بادشاہ کے کسی مخلص کو دینا چاہئے مگر بادشاہ کا اور بعض ارکان
دولت کا بالخصوص حیدر قلی خان کا ارادہ یہ ہوا۔ راجہ کی تنبیہ و تادیب کرنی چاہئے۔
حیدر قلی خان کے ساتھ اور امرا شریک ہوئے تو اوسنے سعادت خان بہادر جنگ کو بلایا۔
جو اسوقت اکبر آباد کی صوبہ داری پہ سرافراز تھا۔ وہ فوراً آیا۔ سامان کارزار درست ہوا۔

مگر اور امرا اوسکے ساتھ متفق نہوئے پھر بادشاہ نے بھی اعانت مین پہلو تہی کی۔ اتنے مین یہ خبر آئی کہ مظفر علی خان کا تو سارا اسباب سپاہ نے اپنی تنخواہ مین لے لیا اور اوس نے صوبہ داری کا فرمان اور خلعت بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا۔ اور خود جے پور چلا گیا۔ اوسکے تعاقب مین بعض زمینداروں اور مفسدون نے بادشاہی ملک کو تاخت و تاراج کیا۔ راجہ اجیت سنگہ نے نارنول کو خوب لوٹا۔ یہان فوجدار بایزید خان سے راجہ کا مقابلہ نہوسکا پھر راجہ سے صمصام الدولہ نے لڑنے کا ارادہ کیا۔ افواج مغلیہ نے اوسکے ساتھہ اتفاق نہ کیا۔ حیدر قلی خان اوسکے ساتھہ متفق ہوا اور خیمہ سے باہر نکلا۔ خلوت مین صمصام الدولہ نے بادشاہ سے کہا کہ لڑنا مصلحت نہین ہے اگر راجہ کو فتح ہوئی تو بادشاہی کا کیا ٹھکانا ہے۔ اور اگر راجہ کو شکست ہوئی تو وہ پہاڑون مین جا چھپیگا تو روپیہ اور لشکر کہان ہے جو اسکا علاج کریگا۔ پھر قمر الدین خان نے اس کام کا بیڑا اوٹھایا اور سید عبد اللہ خان اور نجم الدین علی خان کی رہائی کی درخواست کی تو وہ نامنظور ہوئی۔ اجیت سنگہ نارنول پر قبضہ کرکے رواڑی مین آیا جو شاہجہان آباد سے پچاس میل پر ہے اسکی روک تھام مین سپہ سالار کے نفاق و عدم اتفاق سے اور کام کرنے مین نارضامند ہونے سے سارے عزم اور آزادی بیکار رہی اور آخر کار امیر الامرا صمصام الدولہ شہر سے باہر نکلا اور راجہ کی دلجوئی باربار کی۔ راجہ اپنے ارادہ سے باز رہا۔ راجہ جو یہ چاہتا تھا کہ اگر اجمیر اوس کو ملجائیگا تو وہ گجرات کو چھوڑدیگا اسکا متوقع وہ کیا گیا۔ نظام الملک اورنگ آباد سے بادشاہ پاس آتا تھا۔ اوسکے آنے پر تمام تدابیر اور سرانجام و انتظام ملکی موقوف رہا
تاریخ ہندی رستم علی مین سال پنجم جلوس کے سوانح مین لکھا ہے کہ راجہ اجیت سنگہ کی تنبیہ کے لئے شرف الدین خان ارادت مند خان امرا کی جماعت کے ساتھہ بھیجا گیا۔ راجہ نے علانیہ بغاوت اختیار کی تھی اور اجمیر و سانبھر پر قبضہ کرکے وہ نارنول مین آیا شرف الدین کے ساتھہ راجہ جی سنگہ سوائی اور محمد خان بنگش اور گوپال سنگہ راجہ بھدادر تھے ایک لاکھہ سوار اور دو لاکھہ سے زیادہ پیادے ساتھہ تھے۔ راجہ اجیت اس خبر کو سنکر

جو اس باختہ ہوا اور نارنول سے بھاگا اور گدھینی کے قلعہ مین پناہ لی۔ یہان وہ چند روز ٹھیرا پھر ایک اونٹ پر سوار ہوکر جودہ پور چلا گیا۔ امراء شاہی کی معرفت درخواست کی اور اپنے بیٹے دہونکل سنگہ کو امراے شاہی نے حوالہ کیا کہ وہ بادشاہ پاس اس کو لے جائین۔ اس اثناء مین اجیت سنگہ کو اوسکے چھوٹے بیٹے بخت سنگہ نے مار ڈالا۔ دہونکل سنگہ نے دربار شاہی مین آکر باپ کی جانشینی کا خلعت پایا۔ اپنے ملک کو اوسنے مراجعت کی۔ اور وہان کا حکمران ہوا اوسکے بھائی بخت سنگہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور یہان سے راجہ کو بھگاکے آپ خود راجہ بن بیٹھا اس سال مین راجہ جے سنگہ نے ایک بڑا شاندار بنا شہر انبیر اور سنگانیر کے درمیان آباد کیا اور سوائی جے سنگہ کے نام پر جے پور اسکا نام رکھا خافی خان لکھتا ہے کہ راجہ اجیت سنگہ کو نظام الملک کی آمد آمد کی خبر نے خواب غفلت سے بیدار کیا اور اوسنے پیغام دیا کہ مین صوبہ احمد آباد سے ہاتھ اٹھاتا ہون اور صوبہ اجمیر کے بحال رہنے کی درخواست کرتا ہون +

سلاطین نامدار کا دستور ہے کہ وہ رزم سے فارغ ہوکر بزم کی آرایش کرتے ہین اور اوسکے سوا فرخ سیر کی بیٹی سے بادشاہ کی شادی کا بھی جشن تھا ان دونو جشنون کے لئے سب اقسام کا اسباب طرب سرود تیار ہوا اور سنہ جلوس کے عشرہ ثانی ربیع الاول مین ان جشنون کی تیاریان ہوئین دستور کے موافق امراء کو خلعت انعام ملے عشرہ ثانی ربیع الاول مین محمد امین خان چین بہادر نے انتقال کیا عنایت اللہ خان کو وزارت کی نیابت تفویض ہوئی نظام الملک بار بار بلایا گیا تھا وہ ربیع الآخر کے عشرہ ثانی مین شاہجہان آباد کے نزدیک آیا۔ اسکی نسبت برہم کار منافقون نے بادشاہ سے کلمات نامناسب کہے مگر بادشاہ نے اون کو نہ سُنا۔ ۲۲۔ ربیع الآخر سنہ ۱۱۳۴ کو نظام الملک بادشاہ کی ملازمت سے شرف اندوز ہوا پنجم شہر جمادی الثانی سنہ ۱۱۳۴ کو قلمدان وخلعت وزارت اوس کو عنایت ہوا۔ نظام الملک ہرچند چاہتا تھا کہ وزارت کا بندوبست اسطرح ہو کہ بادشاہ کی نیکنامی ہو اور خزانہ جمع ہو مگر برہم کار مخل ہوئے اور اونھون نے چند کلمات افترا بادشاہ کے کان مین پھونکے اور وزارت مین دخیل ہوئے خصوصاً بادشاہ کی کوکی کہ ایک سحر آفرین

پرفن صاحب جوہر تھی خواجہ خدمت گار خان بادشاہ کا مقرب تھا اوسکے ساتھ وہ ہمراز اور ہمدم ہوئی - کفایت اور خزانہ جمع کرنے کے لئے وہ آدمیون سے بہت روپیہ پیشکش کے نام سے لیتی اور بندوبست وزارت مین خلل ڈالتی سادہ لوح بادشاہ کو اور مقرب بھی نظام الملک کی طرف سے بہکاتے رہتے معز الدولہ حیدر قلی خان جو میر آتش مستقل تھا چرب زبانی سے مقدمات مالی وملکی مین دخیل ہوتا تھا - جب نظام الملک نے حیدر قلی خان کی حرکات پر بادشاہ سے اشارہ کیا - بادشاہ نے اوسکو ملائمت سے نصیحت کی تو وہ اپنے صوبہ احمد آباد کو روانہ ہوا اور وہان جاکر اکثر بندہ ہائے بادشاہی کی جاگیرین ضبط کرلیں اوسکی جب فریاد ہوئی اور اوسکو فہمائش کی گئی اوسنے سنا نہیں تو اوسکی جاگیرین اطراف شاہجہان آباد میں احمد آباد کی جاگیردون کے عوض میں ضبط ہوئین +

سید عبد اللہ خان نے سلخ ذی الحجہ ۱۱۴۲ھ کو اس جہان فانی سے روضہ جاودانی کو کوچ کیا کہتے ہیں کہ وہ مسموم ہوا لیکن اسمین عجیب بات یہ ہے کہ ثقہ آدمیون کی زبانی معلوم ہوا کہ جسوقت سلطان محمد ابراہیم و سید عبد اللہ خان سے مقابلہ کے لئے محمد شاہ سوار ہوا ہے تو اوسنے خدا سے عہد کیا تھا کہ فتح اور مستقل سلطنت پانے کی صورت مین کسی سید کو قتل و استیصال نہیں کرون گا خواہ اوسنے کیسی ہی بڑی تقصیر کی ہو - اور نظام الملک بھی سید عبد اللہ خان کی رعایت مین کوشش کرتا تھا اور جب خلا ملا مین ان دو بھائیون کا ذکر آتا تو سید عبد اللہ خان کو فرخ سیر کے بارہ مین وہ بے قصور بتاتا اور مدعیون کے مقابلہ مین وہ اصلاح میں کوشش کرتا تھا چنانچہ دونو بھائی جو نمک حرام اور حرام نمک لکھے گئے تھے اوسکو منع کیا - ہرگز یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ مسموم کرنے مین شریک ہوا ہو بارا لعلم عند اللہ

اگرچہ دونو بھائیون نے خصوصًا سید عبد اللہ خان نے فرخ سیر شہید کے باب مین اور رشوت لینے مین اور اجارہ کی سختی مین اور اور سلوکون مین ایسے کام کئے کہ جس سے خلق کو شکایت ہوئی مگر ان سب کا موجب کا سبب دیوان رتن چند تھا وہ خلق کے ایذا مین زیادہ کوشش کرتا تھا حسین علی خان دکن جانے سے پہلے زر کارسازی کے لینے میں نہایت

سید عبد اللہ خان کی وفات +

بیان سید عبد اللہ خان و حسین علی خان کی خصلت +

نفرت رکھتا تھا۔ دکن مین جاکر اوسکو محکم سنگہ اور اوریشیکارون نے بگاڑا لیکن اسیر بھی اس زمانہ مین دونو بھائی رعیت پروری اور کم آزاری مین کافۂ انام مین ممتاز تھے سید حسین علیخان بڑے بھائی صاحب کمالون اور ارباب حاجت کے ساتھہ زیادہ سلوک کرتا تھا اپنے وقت کا حاتم تھا ہر روز فقرا مین بہت طعام اور غلہ خام تقسیم کرتا تھا اونسے اورنگ آباد مین رفاہ خلق کے لئے ایک حوض بنایا۔ ہانکی آدمیونکو پانیکی کمی کے سبب سے بہت تکلیف ہوتی تھی۔ قطن پارہ مین سرا اور پل و عمارات عاقبت بخیر بتعمیر کرایئن سید عبداللہ خان بھی تحمل و بردباری سعت خلق مین مشہور تہا۔ ملا عبدالغفور بوہرہ ملک التجار بندر سورت ایک کروڑ کئی لاکھہ روپیہ چھوڑ مرا تہا جسکو فرخ سیر کے متصدی ضبط کرنا چاہتے تھے۔ مگر سید حسین علیخان نے یہ سب روپیہ عبدالحق پسر ملا عبدالغفور کو دلوایا۔ صحیح النسب سید کیلئے یہ ضرور ہے کہ وہ خلق محمدی و سخاوت ہاشمی و شجاعت حیدری سے بہرہ تمام رکھتا ہو۔ ان دونون مین یہ تینون صفتین تھین۔ نظام الملک کی واپسی کے بعد اسکے سوا کوئی معرکہ یہان واقع ہوا۔ کہ برہان الملک سعادت خان بہادر کو صوبہ اکبرآباد کے علاوہ صوبہ اودہ مرحمت ہوا۔ اس صوبہ جدید کے انتظام کے واسطے برہان الملک گیا اور اکبرآباد مین اپنا نائب راے نیل کنٹھہ کو مقرر کر گیا۔ لیکن یہ نائب ہاتھی پر سوار جاتا تھا کہ ایک جاٹ نے درخت کی پھلنگ پر بیٹھہ کر اوس کو تفنگ کا ایسا نشانہ بنایا کہ دنیا مین اسکا نشان نہ رکھا۔ سعادت خان بہادر کا ارادہ تھا کہ انکر انتقام لے کہ صمصام الدولہ نے موقع پاکر راجہ جی سنگہ سوائی کو جو جاٹون کا بڑا دشمن تھا انتظام و انتقام کی نظر سے آگرہ کا حاکم مقرر کر دیا سعادت خان فقط اودہ ہی کا صوبہ دار رہ گیا۔ سعادت خان ہرچند جاٹون کی تنبیہ و تادیب مین تردداث نمایان کرتا تھا مگر تراکم اشجار دشوار گذار اور قلب مکان جاٹون کی ایسی پناہ گاہ تھے کہ اونکا استیصال واقعی نہین ہوتا تھا۔ ایران و توران و افغان کے چند امرا سے مغلیہ اور توپخانہ اور مصالح قلعہ گیری اور دو لاکھہ روپیہ کا خزانہ راجہ کے ہمراہ کیا گیا۔ راجہ جی سنگہ نے جنگل کو کاٹ کاٹ کر مورچالون کو بڑھانا شروع کیا اور جاٹون کی گڈہیون کو گھیرا۔ چورامن جاٹون کا بوڑھا راجہ تھا اوسکے قلعہ تھون کو محاصرہ کیا اور اوسکے بھتیجے بدن سنگہ کو

جاٹوں سے لڑائی +

اپنے ساتھہ متفق کر لیا اور اوسکے استحقاق کے دعوی کی تائید کر کے جاٹون مین پھوٹ
ڈال دی چورامن جاٹ کے بیٹے محکم سنگہ نے باپ سے کچھہ ایسی گستاخی کی کہ وہ باپ بیٹون کی
شان کے لئے شایان نہ تھی۔ اسلئے چورامن زہر کھا کر مر گیا محکم سنگہ اسکا جانشین ہوا۔ وہ
احمق تھا۔ راجہ جے سنگہ نے اوسکے رفیقون کو توڑ کر بدہی سنگہ کا ساتھی بنا دیا محکم سنگہ
بھاگ گیا۔ نہم صفر ۱۱۳۵ھ مین قلعہ تھون فتح ہوا اور ایک دو اور گڈھیان تسخیر ہوئیں تو افواج
بادشاہی کے تسلط سے جاٹ اپنے مقام وماوے مین بھاگ گئے۔ اور آدھی رات کو اپنے گھرون
مین آگ لگائی اور بارود خانہ کو جھاسا لگایا۔ نقد وجنس جو اوٹھا سکے اٹھا کر بھاگ گئے تو
اور غلہ بہت چھوڑ گئے جان سلامت لیگئے۔ ہندہانے بادشاہی کے تصرف مین گڈھیان
آئین خزانہ کی بڑی شہرت تھی اسکا پتا کہین نہین لگا۔ بہت مکان اوسکے لئے کھدوائے گئے
اس شرط سے بدہی سنگہ راجہ ہوا کہ وہ بادشاہ کو خراج دیا کرے
محمد شاہ کی سلطنت مین بھی عجیب وغریب اقعات وحادثات وقوع مین آتے رہے
چنانچہ کابل مین قوم کا سید مشہد مقدس کا رہنے والا میر محمد حسین آیا۔ اوسنے عمدۃ الملک
امیر خان صوبہ دار کابل کے ہان رسوخ پایا۔ اور اوسکے کسی رشتہ دار عورت سے اپنا
نکاح کیا جب یہ رشتہ تعلق پیدا ہوا تو کابل سے عالمگیر بادشاہ کے واسطے بہت تحفے
تحائف اور عطیے وغیرہ لیکر روانہ ہوا۔ لاہور مین پہنچا تھا کہ عالمگیر کے مرنے کی خبر
اس پاس آئی۔ تو اوسنے وہ سب تحفہ تحائف نشتر اسی ہزار روپے کو بیچ ڈالے اور اس
سرمایہ کو بغل مین دبایا اور توکل اور فقر کا جامہ پہنا علم سے بے بہرہ نہ تھا۔ دو چار
طالبعلمون کو شاگرد بنایا۔ ایک نئی زبان کا ڈھنگ جمایا کہ فیلکی فارسی کے الفاظ متروک
جنسے لوگون کے کان آشنا نہ تھے انمین امالہ واشباع وقواعد غریبہ خرچ کئے۔ اور اوس کو
اپنے شاگردون کو تعلیم کیا۔ اور اسی مین اونکی بات چیت کرنی شروع کی۔ پھر ایک نیا مذہب
اختراع کیا کہ پیغمبری اور امامت کے بیچ مین ایک درجہ بیگوگیت کا گھڑا۔ اور خود بیگوگ ہونے کا
دعوی کیا۔ ایک کتاب تالیف کی اسکا نام اجبرہ مقدسہ رکھا۔ گویا وہ اوسکی زبان مخترع مین

[illegible] +

قران تہا جواسپر خدا نے بھولی بھٹیاری کے محل (یہ مقام شاہجہان آباد سے دو میل کے فاصل
پر ہے) مین نازل کیا تھا یہ پہاڑی اسکے واسطے گویا کوہ طور تھی۔ اسپر جاتا اور کوئی نہ کوئی
ڈھکوسلا گھڑ لاتا وہ بیان کرتا تھا کہ ہر پیغمبر الو العزم کے بعد نو بیگوگ ہوتے ہین خاتم الانبیا
کے اول بیگوگ حضرت علی مرتضی اور آٹھوین حضرت امام رضی تھے نوان بیگوگ مین ہون
امام ہشتم تک امامت و بیگوگیت دونو ایک ہی شخص کی ذات مین جمع ہوتی تھین مگر بعد ازان
وہ دونو جدا ہو گئین بیگوگیت مجھہ مین اور امامت نے حضرت امام محمد تقی مین انتقال کیا
اور مین خاتم البیگوگیت ہون سوا پنج وقت کی نماز کے سوا صبح شام دوپہر کو تین بار اور
مقرر کین جو یون پڑھی جاتین کہ مربع کی شکل پر چار صفین ایک دوسری کی طرف منہ کیے
ہوئے کھڑی ہوتین اور زبان نواسیجا دین کچھہ پڑھنت پڑھی جاتی غرض کفر کی باتین
ایسی کرتا جو شخص مرید ہوتا اوسکا نام وہ نہایت عجیب و غریب رکھتا اپنا نام منود اللہ منود و امنود رکھا
اور شاگرد کا نام فر الود رکھا غرض وہ اقوال کاذبہ اور افعال باطلہ کو شائع کرتا رہتا اور دنیا
کو اپنے جال مین پھنساتا رہتا۔ یہانتک اسکے اعتبار کی نوبت پہنچی کہ خود بادشاہ فرخ سیر
چھپ کر اوسکی ملاقات کو گیا تو اسکا دماغ ایسا چلا کہ اپنے حجرہ کا دروازہ نہ کھولا جب بادشاہ
بہت گڑگڑایا تو اوس کو اندر بلایا جب حضرت کو بادشاہ نے نذر پیش کی تو اوسپر نظر نہ کی
مگر بادشاہ کو اپنا تصنیف کیا ہوا مصحف نذر دیا اور اوسکی لکھائی کا ستر روپیہ لے لیا جب
حضرت سے بادشاہ نے اپنی نذر قبول کرنے کے لئے بہت کچھہ کہا تو فرمایا اچھا غریبون
اور مسکینون مین اوسکو بانٹ دو۔ فرخ سیر کے عہد مین اوسکی یہ صورت رہی اب محمد شاہ
کا عہد آیا اس کے فرقہ نے اور بھی زور پکڑا۔ محمد امین خان وزیر نے اوسکے استیصال کا
ارادہ کیا منود اللہ کی گرفتاری کے لئے سپاہیونکو بھیجا تو حضرت نے سپاہیون کو
یون پرچایا کہ اپنی ایک پیاری شکل کی بیٹی کے ہاتھہ روٹیان بھیجین اور سپاہیون سے
کہا کہ فقیر کے گھر کا ناشتا اتنے کرو مین بھی آتا ہون کہ اتنے مین خبر آئی کہ درد قولنج سے
محمد امین خان کا برا حال ہو رہا ہے یہ سن کر سپاہی اولٹے چلے گئے جو لوگ توہمات

با طلہ مین گرفتار تھے وہ یہ سمجھے کہ ان حضرت کی گستاخی سے درد قولنج اوٹھا۔ یہان تک
اس وہم نے لوگون کو گھیرا کہ محمد امین خان کے بیٹے قمر الدین خان نے اوسکی بھیٹ
کے لئے پانچہزار روپئے بھیجے۔ اب ان حضرت پاس دم بدم یہ خبر آتی ہے کہ وزیر کا
دم لبون پر ہے بھلا ایسے وقت مین کیون نذر قبول کرنے لگے وہ اپنی ہبگوگیت مین ٹال لگاتا
جب نذر پیش نظر ہوئی تو فرمایا کہ اُسے لے جاؤ۔ ہم نے اس کافر کے جگر پر تیر ایسا مارا ہے کبھی
زندہ نہ بچے گا۔ ہم مسجد میں شہید ہونے کے لئے آ بیٹھا ہون۔ میرا باپ بھی مسجد مین شہید
ہوا تھا۔ اگرچہ مین خود ایک دفعہ شہید ہو چکا ہون اب مین دوبارہ شہید نہیں ہونگا قمر الدین
خان کے آدمیون نے گڑگڑا کر عرض کیا کہ کچھ جواب لکھ دیجے تو یہ لکھ دیا کہ تیر از کمان جستہ
و آب از جو رفتہ باز نمے آید اور ایک قرآن کی آیت لکھ دی جسکا حاصل مطلب یہ تھا کہ مومنین
کے لئے شفا اور ظالمین کے واسطے خسارت اترتی ہے۔ یہ لکھ کر کہا کہ لے جاؤ لیکن جب
وہان پہنچو گے تو بیمار کو زندہ نہ دیکھو گے۔ یہی ہوا کہ ان آدمیون کے آنے سے پہلے
وہ تیر اجل کا نشانہ ہوا۔ قاعدہ ہے کہ وزیرون کے ایسے مرگ مفاجات مین زہر
کھانے کا گمان ہوا کرتا ہے۔ مگر یہان ایک اور ہی زہریلا سانپ نکلا جسکا کاٹا لوگون
کے نزدیک نہ جیا۔ دو تین برس کے بعد یہ نمود وا نمود نابود ہوئے پھر کچھ مدت یہ سلسلہ اونکی
اولاد مین جاری رہا مگر ۱۱۹۵ھ مین کوئی اس نسل کا پانی دیوا اور نام لیوا نہ رہا +

جب حیدر قلی خان کو خبر لگی کہ اطراف شاہجہان آباد میں اوسکی جاگیرین ضبط ہوئین
تو اوسنے بادشاہ کے بعض مقربین سے عرض کیا کہ جاگیرون کے ضبط ہونے کی صورت میں
مجھسے نوکری کی توقع نہ رکھین حیدر قلی خان پر نالشیں بہت سی ہوئیں اور اوسکی
نافرمانی حد سے گذری تو وہ احمد آباد کی صوبہ داری سے بدلا گیا۔ اور غازی الدین خان
بہادر خلف الصدق نظام الملک بہادر فتح جنگ اوسکی جگہ مقرر ہوا۔ یہ صوبہ داری دکن
کی صوبہ داری کا ضمیمہ بنی۔ جاٹون کی مہم کے انفراغ کے بعد۔ دوم ماہ صفر ۱۱۳۵ھ
کو احمد آباد کے بندوبست کے لئے احمد آباد کو نظام الملک روانہ ہوا اور اوسکو یہ خدمت بھی

حیدر قلی خان +

کہ اگر حیدر قلی خان اطاعت نہ کرے تو اوسکی تادیب کرے جب وہ اکبر آباد مین آیا تو
حیدر قلی خان کی سالوسی اور چاپلوسی کے خطوط معذرت آمیز نظام الملک پاس آئے۔
جب نظام الملک مالوہ مین آیا تو خطوط سے معلوم ہوا کہ حیدر قلی خان کو جنون ہو گیا ہے
ایک اور روایت یہ ہے کہ نظام الملک کی یہ خبر سنی کہ وہ احمد آباد مین آیا ہے اور عوض
خان بہادر افواج دکن کے ساتھ اور راجہ راو وغیرہ مرہٹے راجہ ساہو کے اس سے مل گئے
ہیں اور احمد آباد کے ہمراہی اوسکے مطیع ہو گئے ہیں تو اس نے تمارض کیا اور اپنی الیخولیا کی شہرت
دی۔ بادشاہ پاس بیٹے کے ہاتھ عرضداشت بھیجی کہ میں بادشاہ پاس آنے کو مجبور ہوں
اور اوسکے بعد خود روانہ ہوا۔ جب نظام الملک کو جھالوہ مین یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے
اپنے عم حامد خان بہادر کو احمد آباد میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود اوائل جمادی الاخری ۱۱۳۵ھ
مین دار الخلافہ کی طرف مراجعت کی بادشاہ کے حضور مین پہنچکر اوس نے وزراے خیر اندیش
کا طریقہ اختیار کیا۔ امور ملکی کا بند و بست خزانہ کی گرد آوری اطراف کے فساد کے دفع
مین از راہ فدویت و اظہار کفایت سعی کی مگر حضور کے بہم کاروں کے حسد و عناد سے جیسا
کہ چاہیے تھا کہ امور ملکی کا بند و بست و کار وزارت ہونا ہوا۔ ارکان سلطنت جو اس وقت
بڑے بڑے کاموں پر مامور تھے یہ تھے صمصام الدولہ امیر الامرا بخشی اول اعتماد الدولہ
معز الدین خان بخشی دوم۔ روشن الدولہ بخشی سوم۔ سید صلابت خان بخشی چہارم
عزۃ الدولہ شیر افگن خان اور لطف اللہ خان صادق صدر الصدور۔ بادشاہ کے
مزاج پر روشن الدولہ بڑا حاوی تھا عمدۃ الملک نواب امیر خان ایک قدیم النجابت اور
اور خاندانی امیرزادہ تھا۔ دلیرانہ ہمت اور مردانہ دماغ رکھتا تھا۔ اسکی ظرافت اور لطیفے
ایسی تھین کہ سارے دربار کو آفات اور مصائب مین بھی ہنسی کے مارے لٹا لٹا دیتا تھا
شاہ صاحب محمد درویش کی صاحبزادی رحیم النسا بادشاہ کی کوکی تھی۔ بادشاہ سے اوسکو
وہ تقرب حاصل تھا کہ بادشاہ کا قلمدان اوسکے سپرد تھا اور وہ صاحب دستخط تھی۔
محل کے اندر عرایض پر احکام اسی کے جاری ہوتے تھے۔ غرض بادشاہی اختیارات کی

کل کوکنی بی کوکی کے ہاتھہ مین تھی +

نظام الملک بہادر کے دکن جانے کی روایتین مختلف بیان کی جاتی ہین مگر خافی خان نے
جو ثقہ معتبر آدمیون سے روایت سنی ہے وہ یہ ہے کہ انہی ایام مین ایران کے فساد کی خبر
آئی کہ سلطان حسین شاہ فرمان روائی ایران پر محمود خان شاہ افغانستان غالب آیا۔ اصفہان
پر سرحد شیراز تک قابض ہوا اور اہل اصفہان پر بڑی خرابی لایا سلطان حسین کو مقید کیا
شاہزادہ طہماسپ مع برادر و پسران سلطان حسین قلعہ اصفہان سے باہر اس ارادہ سے
گیا کہ لشکر فراہم کرے محمد شاہ پاس پیہم یہ خبرین آتی تھین۔ ایکدن نظام الملک نے
خیرخواہی کے اظہار کے لئے عرض کیا کہ اول اجارہ محال خالصہ جس سے ملک کی خرابی و
ویرانی ہوتی ہے برطرف ہونی چاہئے۔ دوم رشوۃ جسکا نام پیشکش رکھا گیا ہے جاری
ہو رہی ہے وہ بادشاہون کی رائے بعید اور رائے سلیم کے خلاف ہے موقوف کیجائے
سوم عالمگیر بادشاہ کے عہد کے موافق جزیہ جاری ہونا چاہئے چہارم شیر شاہ نے ہمایون
سے ہندوستان چھین لیا تھا اور ہمایون شاہ ایران پاس گیا تھا تو شاہ ایران نے اوسکی
کومک و خدمتگاری و مہمان پرستی ذاتی کی تھی اگر اس وقت افغانون کی اذیت کے
دفع کے لئے فرمانروائی ایران کی کومک کیجائے تو تواریخ مین خاندان تیموریہ کی نیکنامی
یادگار روزگار رہے گی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس ایسا آدمی کونسا ہے کہ ایسی مہم
مامور کیا جائے۔ فتح جنگ نے عرض کیا کہ حضور بندہ ہا کار طلب ہین سے جس کسی کو مامور
فرمائینگے حکم کی اطاعت بجا لائیگا۔ اگر خانہ زاد کو اس مہم کے لئے حکم ہوگا تو دل وجان سے
کوشش کریگا۔ اور اسی طرح بادشاہ کی خدمت مین خیر اندیشی و خیرخواہی کی باتین عرض
کین۔ اس مصلحت کو واسطے بادشاہ نے مشورہ اور امرائے حضور سے کیا۔ اونہون نے
نظام الملک کی طرف ایسی باتین بادشاہ سے عرض کین کہ نظام الملک سے بادشاہ بدگمان
ہو گیا۔ اس سبب سے کہ رد سلطنت کے موافق عنایات و آداب طاعت بادشاہ بالکل نہین
رہی تھین نظام الملک آداب بادشاہی کے نسق کے لئے از سر نو اجرا سے حکم چاہتا تھا

نظام الملک کا دوبارہ دکن جانا +

اور یہ بات مقربون کے دلون مین کانٹون کی طرح چبھتی تھی - اسلئے نظام الملک کے مرکوز خاطر
جو تھا وہ اصلا بادشاہ کے خاطر نشان نہ ہوتا تھا - ناتجربہ کار بادشاہ کو نظام الملک بہادر
کے حق مین فاسد فکرون نے ایسا بہکایا کہ نظام الملک نے عاقبت اندیشی اور اپنی آبرو کے
لحاظ سے اپنی نیک صلاح و مصلحت اس مین دیکھی کہ اواخر ماہ ربیع الاول سنہ ٦ جلوس مین
شکار کے نام سے چند روز کی رخصت لی اور دار الخلافہ سے نکل کر اور آب و ہوا کی تبدیل
کا بہانہ بناکے گنگا کے کنارہ پر تیس چالیس کوس پہ شاہجہان آباد سے شکار کھیلتا ہوا
پہنچا - اس اثنا مین خبر آئی کہ ضلع صوبہ احمد آباد اور مالوہ مین مرہٹون اور مفسدون نے
فساد اٹھا رکھا ہے - صوبہ اول تو اس سپہ سالار سے اور صوبہ دوم اوسکے بڑے بیٹے
غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ سے تعلق رکھتا تھا اسلئے نظام الملک نے بادشاہ کے
حضور مین عرضداشت بھیجی کہ ان دو صوبون کے انتظام کے لئے جانے کی رخصت
دی جاے - دریاے گنگ کے کنارہ پر سورون ایک مشہور شکارگاہ ہے وہان سے
مفسدون کی تنبیہ کے لئے دکن روانہ ہوا - ابھی اجین مین پہنچا نہ تھا کہ مرہٹے اوسکی
آمد آمد کی خبر سنکر عبرت پذیر ہوئے - اور اب نربدا سے پار دکن مین چلے گئے
مفسدون نے بھی اپنی لوٹ مار کم کی - نظام الملک نے اوجین کی نزدیکی تک تعاقب
کیا - جب اوسنے سن لیا کہ مرہٹون نے دریاے نربدا سے عبور کیا تو اوسنے مراجعت کی
پرگنہ سہور مین آیا جو مالوہ کے متعلقات مین بلدہ سرونج سے قریب ہے - وہ چاہتا تھا کہ صوبہ مالوہ
کا بندوبست کرکے بادشاہ پاس جاے +

دو سال ہوے کہ عالم علی خان کی جنگ کے بعد مبارز الملک نظام الملک پاس آیا
تھا اور عقیدت اور اخلاص کو ظاہر کیا تھا - نظام الملک بہادر نے اوسکے چار ہزاری
منصب پر دو ہزاری کے اضافہ کی اور عماد الملک مبارز خان بہادر ہزبر جنگ کے خطاب
کی تجویز کرکے بادشاہ سے منظوری منگائی تھی - ماہی مراتب پالکی جھالردار خود تو اوسکو دی
اور اوسکے بیٹون اور رفیقون کے لئے بڑے بڑے انعام اور خطاب تجویز کئے

[illegible]

اور حسن رعایت کر کے سابق کی جاگیر اور خدمات پر اضافہ کیا۔ عماد الملک مبارز خان
نے فتح جنگ سے عہد و قرار کیا کہ جب تک بادشاہ آپ کی قدردانی کریگا تو مین بادشاہ
کا نوکر رہونگا اور اگر یہ نہ ہوگا تو مجھے آپ اپنے مطیع رفیقون مین سے جانین۔ اب
دکن کی طرف سے خبر آئی کہ مبارز خان ناظم صوبہ حیدر آباد اس ارادہ سے حیدر آباد سے
اورنگ آباد کی طرف چلا ہے کہ کل دکن کی صوبہ داری اوسکے نام پر مقرر ہوئی
اور بیجاپور کے صاحب فوج افغانون عبد الغنی خان و دلیر خان و بہادر خان اور نواح
کے عمدہ فوجدارون کو کمک کے لئے طلب کیا ہے عضد الدولہ عوض خان بہادر منور جنگ
جسکے کہ نظام الملک بہادر کی عمہ منسوب تھی اور نظام الملک کی طرف سے دکن
کی نیابت صوبہ داری پر مقرر تہا۔ اوسکو لکہا کہ مین آتا ہون آپ اورنگ آباد کو
خالی کیجیئے اور ایسے ہی اورنگ آباد کے اور منصبدارون کو نوشتجات استمالت آمیز بہیجے
اور حضور کے نوشتجات سے ظاہر ہوا کہ باوصف اسکے کہ غازی الدین خان بہادر
فیروز جنگ اس سپہ سالار کا بیٹا بطریق نیابت وزارت کا کام کرتا تہا اوسکو
بدل دیا اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان بہادر کو وزیر مقرر کیا۔ اور کوکی مرتشیہ کا
استقلال اور زیادہ کیا۔ اسلئے بعض اور وجوہ کے سبب سے نظام الملک لوہ سے
دکن کی سمت چلا گیا اور اواخر ماہ رمضان مین اورنگ آباد مین آگیا۔ مکرر خطوط نصائح
آمیز عماد الملک کو لکھے جنکے جواب مین لکھا آیا کہ مبارز الملک نے اپنے ارادہ کو فسخ کیا
نظام الملک باوصف اسکے کہ سراپا حلم و تمکین تھا اور بکرر اوسنے نصیحت آمیز نوشتجات
بہیجے اور مواثیق سابق کے حقوق یاد دلائے اور اورنگ آباد مین دو مہینے تک
وقت گذرانی کرتا رہا مگر مبارز خان کی موت اوسکو دامن کشان اورنگ آباد کی طرف
لائی تھی اور اس پاس بہادر خان برادر داؤد خان پنی کی۔ اور اور سردارون کی
بہت سی جمعیتین جمع ہو گئی تہین اور بے شمار پیادے اکٹھے ہو گئے تھے اور روز
بروز اوسکی جمعیت بڑھتی جاتی تھی اور اس بات سے مرہٹون کا فساد بڑھتا جاتا تھا

اور ملک میں خرابی پھیلتی جاتی تھی۔ اسواسطے اواخر ذی قعدہ مین نظام الملک بہادر
اورنگ آباد سے چلکر تالاب جسونت نگر کے کنارہ پر آیا جو بلدہ سے نزدیک تھا اور نامہاے
نصیحت آمیز مقتضائے الصلح خیر لکھے کہ مسلمان کی خون ریزی نہ ہو دفع شر کے لئے حجت
تمام ہو مگر مبارز الملک کو دکن کی صوبہ داری کا ست ایسا چڑھا ہوا تھا کہ اوسنے کچھہ نہ سُنا
کبھی اوسنے یہ ارادہ کیا کہ ایلغار کرکے نظام الملک بہادر کی فوج کے مقابل آئے کبھی اپنے
مشیرون سے مصلحت کرتا کہ نظام الملک کے لشکر دائیں بائیں طرف ہو کر دوسرے رستہ سے
اورنگ آباد میں ایلغار کرکے جائے۔ اور اوس کو تسخیر کرکے اپنے تصرف میں لائے چنانچہ
اسی قصد سے نظام الملک کی فوج کے سامنے سے منحرف ہو کر دریاے پورنا سے گذرا
اور سوار اور پیادون کی ایک جماعت کو اپنے ایک میر شمشیر کے ہمراہ نالہ قلب کے کنارہ پر بھیجا
کہ وہ نظام الملک بہادر کی فوج کو روکے۔ اس نالہ پر فریقین کی سپاہ متعینہ مین جنگ
ہوئی۔ مبارز خان کی فوج کے بہت آدمی مع سردارون کے مقید ہوئے اور نظام الملک
کی فوج نے فتح و نصرت کے ساتھہ مراجعت کی۔ پھر ۲۳ محرم ۱۱۳۷؁ کو اورنگ آباد سے چالیس کوس
پرے قصبہ شکر کھیرہ پر مقابلہ کا اتفاق ہوا نظام الملک و عماد الملک نے اپنی اپنی فوج بندی
کی دونو فوجین مقابل ہوئیں۔ نظام الملک نے تیز جلوے مین سبقت اسلئے نہیں کی کہ مسلمانون
کی خونریزی مین پیش قدمی اس سے ظہور مین نہ آئے مگر مبارز خان نے پیش قدمی کی۔
دونو طرف کے بہادرون اور دلاورون نے رزم گاہ مین قدم رکھا۔ ۲۴ محرم ۱۱۳۷؁ کو ایسی
لڑائی ہوئی کہ کمتر دیکھنے اور سننے میں آئی۔ کیتی چالیس کے قریب فیل سوار نامی سردارون نے
جان آفرین کو جان سپرد کی۔ مبارز خان کے دو بیٹے اسعد خان و مسعود خان کشتہ ہوئے
اور دو بیٹے محمد خان و حامد اللہ خان زخمی ہو کر دستگیر ہوئے مبارز خان کے ہاتھی کا
فیلبان زخمی ہو کر ہاتھی پر سے گر پڑا تھا مبارز خان اپنا خون سے بھرا ہوا کرتہ کفن کی
صورت پہن کر فیلبانی کرتا تھا۔ آخر کو زخمہاے کاری نے اوسکا کام بھی تمام کیا نظام الملک
بہادر کی فوج مین فتح کے شادیانے بجے۔ مبارز خان کے لشکر مین تین ہزار آدمی مقتول ہوئے

نظام الملک نے جو مبارز خان کی سپاہ کے قیدی زخمی تھے خاص کر اوسکے دو بیٹون کے احوال کی بڑی خبرگیری کی اور اونکا علاج کرایا۔ دوا غذا دی مردون کی تجہیز و تکفین اچھی طرح کی۔ مبارز خان کے بیٹون اور امیرون کے جو جواہر و اثاثہ ضبط ہوئے تھے وہ پھر اونکو دیدئے۔ بعد فتح کے اورنگ آباد میں نظام الملک گیا اس ضمن مین حیدر آباد کے سوانح نگار کے نوشتے پر درج کرتے ہیں کہ خواجہ احمد خان پسر مبارز خان جسکو حیدر آباد مین باپ کی نیابت مقرر ہوئی تھی وہ محمد نگر کے قلعہ مین گیا جو حیدر آباد کے قریب ہے اوسپر متصرف ہوا اور اپنے مال و متاع کو قلعہ مین لے گیا اور قلعہ کا بندوبست کیا۔ نظام الملک اورنگ آباد مین ٹھیر کر حیدر آباد مین گیا اور اس ضلع کا بندوبست کیا۔ خواجہ احمد خان نظام الملک کی طرف سے بیجا وسوسے و توہم رکھتا تھا۔ قلعہ کی پشت گرمی اور خزانے کے موجود ہونے سے اور اس شہرت سے کہ بادشاہ کی طرف سے اوسکو صوبہ داری اور قلعہ داری کا فرمان پہنچا ہے تمام صوبہ مالوہ مین فساد و شورش کا مادہ فساد ہوا ایک سال تک اطراف کے عمال و قلعہ دارون و زمینداروں کو لکھتا رہا کہ وہ دخل نہ دین اور جا بجا قلعہ دارون اور زمینداروں کی مدد کے لئے فوجین مقرر کین اور بعض مفسدون کو جنکو مدتون سے مبارز خان نے قلعہ مین مقید کر رکھا تھا اونکو چھوڑ دیا کہ مادہ فساد کو بڑھائین اونہون نے اپنے محالات مین جا کر تمام صوبہ مین اس مرتبہ پر شورش برپا کی کہ عمالون کا عمل بالکل تخت اٹھ گیا اور تحصیل بند ہو گئی اور مسافرون کی آمد و شد جاری نہ رہی۔ بعض محالات مین مفسدون نے عمالون پر حملہ کر کے ایک ہنگامہ برپا کیا چنانچہ اس فساد مین کاظم علی خان فوجدار نواح بھونگیر ایک جماعت کے ساتھ مارا گیا۔ لیکن آخر کو نظام الملک نے طرح طرح کی مہربانی لطف و احسان اضافہ ہائے نمایان اور خطابہائے موروثی کے عطا کرنے سے خواجہ احمد خان کو ہمت شہامت خان کا خطاب اور خواجہ محمود خان کو مبارز خان کا خطاب دینے سے اور سپر حاصل جاگیرون کے عنایت کرنے سے اور تمام مبارز خان کے وابستون پر نوازش کرنے سے ایسا خواجہ احمد کو ممنون کیا کہ اوسنے قلعہ کی کنجیان دیدین۔ نظام الملک قلعہ مین گیا۔ اپنی طرف سے قلعہ دار کو

مع لشکر مقرر کیا اور مفسدوں کی تنبیہ مین واقعی مصروف ہوا - ان ہی دنون مین کہ صوبہ حیدرآباد
کے ملک کے انتظام مین نظام الملک اشتغال رکھتا تھا انورالدین خان بہادر شاہجہان آباد
سے اس پاس آیا - اوسنے اسپر بہت مہربانی کی حیدرآباد کی صوبہ داری کی خدمت پر
مقرر کیا - اوسنے حیدرآباد کے بدبختون کی اور ضلع سنکاکل وغیرہ سرکارون کے متمردون
کی تنبیہ و تادیب بوجہ احسن قرار واقعی اسی طرح کہ اس کانٹے بھرے ملک مین انتظام اور
کمال امنیت ہوگئی - اور منافع کلی کو جو کبھی ابتدا تسخیر ملک سے عالمگیر اور بہادر شاہ کے
عہدون مین خزانے مین داخل نہین ہوا تھا وہ داخل کیا غرض اگر نظام الملک کا سارا انتظام
بالتفصیل لکھا جاوے تو اختصار کا سررشتہ ہاتھ سے جاتا ہے نظام الملک فتح جنگ بہادر
ہمیشہ فارویت مین مصروف رہتا اور کوئی حرکت بیجا اصلاح وقت سے غیر اسکے ظہور
مین نہ آتی اور فی الحقیقت وہ کوئی کام سوا اسکے نہین کرتا جس سے خاندان تیموریہ
کی سلطنت جو ہاتھ سے جا چکی تھی رونق تازہ ہوتی اور سرموٗ نافرمانی نہین کرتا محمد شاہ
بادشاہ نے بہ تقاضاء وقت فیل او رجواہر بھیجے اور آصف جاہی کا خطاب دیا -
وہ ملک کے بندوبست اور مفسدون کی تنبیہ و سرکشون کی تادیب اور زبردستون کی
غمخواری حال مین مشغول ہوا جو سابق عملداری مین مرہٹون اور دشمنون کا فساد تہا
اسمین تخفیف ہوئی اگرچہ بحسب ظاہر مبارز خان سادات کی قرارداد کے موافق نہین دیتا تہا
اور مرہٹون کی تنبیہ و تادیب مین نمایان تردد کرتا تہا لیکن جس جا غنیم سے متسلط
قابو پاتے تھے چوتھ سے زیادہ جو کچھ لے سکتے تھے لے لیتے تھے اور اکثر راہین مخوف تہین +
جب نظام الملک یہان احمدآباد کا صوبہ دار مقرر ہوا اور احمد قلی خان بہادر
بادشاہ پاس آیا تو اوسنے دو بھائیون شجاعت خان و ابراہیم خان کو جو اوس کے
بخشی اور وے تھے احمدآباد مین اور اونکے تیسرے بھائی رستم علی خان کو بندر سورت مین
اپنا نائب مقرر کیا - نظام الملک نے اپنے عمو سے حامد خان کو اپنا نائب مقرر کیا شجاعت علی خان
اپنے بہائی ابراہیم علی خان کو شہر مین چھوڑکر خود پرگنات کے بندوبست کے واسطے گیا تہا

جب اوسنے حامد خان کی آمد کی خبر سنی تو اوسنے چاہا کہ شہر مین پہنچکر شہر کے دروازے بند کرکے حامد خان کو نہ آنے دون یا امان کا قول لیکر اطاعت کرون - اس باب مین مختلف اقوال ہین مرہٹون سے ان تینون بھائیون کا فساد رہتا تھا جنگ اور فوج کشی ہوتی تھی اور عمال چوتھ نہین دیتے تھے صفدر علی خان بانی حیدر قلی خان کی سختی کا سوختہ تھا وہ آٹھ سات ہزار سوارون کے ساتھ دوڑ کر حامد خان سے جا ملا اور اوسنے ان بھائیون کے صاحب اعیہ ہونے کا حامد خان کے خاطر نشان کیا - اتفاق سے شہر مین شجاعت خان اور حامد خان ایک ہی وقت مین داخل ہوئے - شجاعت خان اپنا ہاتھی حامد خان کے ہاتھی کے برابر لایا - دونو طرف سے قتال و جدال شروع ہوا - شجاعت خان کشتہ ہوا - ابراہیم قلی خان اپنے گھر مین جا کر چھپا صفدر خان بانی کہ حیدر قلی خان کے سبب سے اس خاندان کا دل سے سخت دشمن تہا - جب ظاہر میانجی ہوا طرفین کو سمجھایا اور بال دہری ہوا - اس صوبہ مین بان دہری اس شخص کو کہتے ہین کہ مقدمات و معاملات مالی مین صاحب مطلب مغضوب کو حاکم پاس لیجا کر ہاتھ پکڑ کر ملازمت کے لیئے لاتا ہے اور اوسکی بد قولی کا کفیل ہوتا ہے - ابراہیم قلی خان نے اس بان دہری پر اعتماد کیا اور ایک جماعہ دار کی معرفت حامد خان سے ملاقات کی اوسنے اوسپر بہت مہربانی کی اور اوسکی تسلی مین کوشش کی خلعت و جیغہ دیکر رخصت کیا ایک ہفتہ کے بعد صفدر علی خان کے اغوا سے اور برہم کارون کی رہنمائی سے حامد خان اپنے قول سے پھر گیا اور اوسنے یہ مصلحت جانا کہ ابراہیم قلی خان کو طلب کر کے مقید کرے بلکہ اوسکی حیات کے شجر کو قطع کرے - کہتے ہیں کہ مصرع

تہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا + گوش بگوش سرگوشی یہ خبر اس جماعہ دار کو ہوئی جسکی وساطت سے حامد خان سے ابراہیم قلی خان کی ملاقات ہوئی تھی اوسنے حقیقت حال پر ابراہیم قلی خان کو مطلع کیا اور کہا کہ اگر ہو سکے تو تو نکل مین تیرا رفیق ہون محفوظ جگہ تجھے پہنچا دونگا مگر اوسنے فرار کے عار کو قبول نہیں کیا - حامد خان سے

سنراول اوسکو تیس یا چالیس رفیقون کے ساتھ جو اس بیکسی کی حالت مین اوسکے ہمراہ تھے لیگئی - دروازہ پہ چوبدارون نے اُس سے ہتیار مانگے - اونمین سے دو چار کو مارکر وہ حرملی گیا - دہان حامد خان ڈرکر دیوانخانہ سے کہین چلا گیا غرض زد و کشت کے بعد ابراہیم قلیخان اور اوسکے ہمراہی کشتہ و زخمی ہوئے - حامد خان نے ابراہیم کا سرکاٹکر اوس کی لاش کے ٹکڑے دروازہ پر لٹکا دئے +

جب رستم علی خان نائب سورت کو اپنے دو بھائیون کے اس طرح کشتہ ہونے کی خبر ہوئی تو اوسکے رگ و پے مین خون جوش کرنے لگا اور اوسنے دونو بھائیون کے خون کے انتقام کی لئے یہ کیا - پیلوجی مرہٹون کا سردار ایک سال سے دس گیارہ ہزار سوارون کے ساتھ نواح بندر سورت سے چوتھ وصول کرنے کے لئے اطراف مین فساد و تاخت و تاراج کر رہا تھا اور رستم علی خان سے مکرر مقابلہ و مقاتلہ ہوا تھا - پیلوجی واقعی دخل نہ پاتا تھا - اس حال مین بتقاضاے وقت رستم علی خان نے پیلوجی وغیرہ سے مہربانی آمیز وعدہ کیا اور اوس سے صلح کرکے اپنے ساتھ رفیق بنایا - پیلوجی نے بھی قابو ے وقت کو ہاتھ سے نہ دیا مرہٹے ہمیشہ طرف مغلوب کے یا شکستہ کے ہونے کو اپنی خوش طالعی جانتے تھے اور اونکے سطرح لپ پارہ ہوتے تھی اوسنے اپنی فوج کے ساتھ اوسکی رفاقت کی حامد خان نے رستم علی خان کی یہ لغو حرکت سنکر فوج کو مرتب اور توپخانہ کو آراستہ کیا اور مرہٹون کے سردار کنٹھہ کو بارہ ہزار سوارون کے ساتھ اپنا شریک کیا - دریاے مہی کے کنارہ پہنچکر ایک سخت لڑائی ہوئی طرفین کے لشکر مین سے جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی اور اُس روز حامد خان کو شکست عظیم ہوئی اور وہ شہر کی طرف بھاگا - رستم علی نے فتح کے شادیانے بجوائے اور حرب گاہ سے ایک دو کروہ پر خیمہ زن ہوا - دوسرے روز حامد خان اپنی فوج کو اور بعض کے قول کے موافق پیلوجی کو جو رستم علی خان کی سرکشی کا ذخیرہ تھا اپنی طرف لطف آمیز پیغام بھیجکر مائل کیا - اور جنگ کا نقارہ از سر نو بجایا اور معرکہ جنگ مین قدم رکھا اور اس طرف سے رستم علی خان بھی جسکی سب قدیم الخدمت نوکر کارزار دیدہ کشتہ و زخمی ہو گئے تھے مقابلہ مین مشغول ہوا اسی حالت

بابوجی نے رستم علی خان کی بہیرپر تاخت کی۔ بعد زد و خورد کے رستم علی خان کو شکست فاحش ہوئی اور وہ کشتہ ہوا۔ اس فساد میں چند روز کے لئے دونو طرف سے مرہٹوں کی خوب بن آئی۔ چیتھڑی اور روو و دونو طرف جب لوٹ ہاتھ آئی۔ اور دکانوں کو لوٹ لیا اور جو کچھ اور لوٹ سکے اوسکو لوٹ لیا۔ پرگنہ بڑودہ اور دریائے مہی کی نواح میں وہ لوٹ مچائی کہ معاذ اللہ۔

جب محمد شاہ بادشاہ کو یہ خبریں پہنچیں تو اوسنے سربلند خان کو احمد آباد کا صوبہ مقرر کرکے بھیجا۔ نظام الملک بہادر نے حامد خان کو اپنے پاس بلا لیا۔ باوجودیکہ سربلند خان پاس سات آٹھ ہزار سوار تھے جنمیں اکثر رزم دیدہ آدمی تھے اور توپ خانہ عظیم ہمراہ تہا۔ مگر مرہٹوں کی فوج پرگنات میں ایسی پھیلی ہوئی تھی کہ وہ ملک کا بند و بست اور غنیم کی تنبیہ نہیں کرسکا اور مرہٹوں کا تسلط روز بروز زیادہ ہوتا گیا۔ غلہ کا نرخ گران ہوگیا۔ سربلند خان شہر میں بطریق محصورین کے بیٹھ گیا۔ اسنے مظلوموں پر جو تعدی ہوتی تھی اس سے چشم پوشی کی۔ اور مرہٹوں کے پاس تیس ہزار سوار جمع تھے۔ نہ اونکی تنبیہ کرسکا نہ اون سے پیکار کرسکا۔ شہر کے دروازوں تک اکثر پرگنات کو مرہٹے تاخت و تاراج کرتے تھے بہت بیوپاریوں و اہل حرفہ اور مواضعات ثلاثہ کے کاسبوں نے جلاء وطنی اختیار کی۔ اور اطراف میں چلے گئے۔ ملک تاراج ہوا۔ سپاہ ضروری و غیر ضروری نوکر تھی وہ مرہٹوں کو دفع نہیں کرسکتی تھی سپاہ کے جماعہ داروں نے سپاہ کی تنخواہ کو طلب کیا اوسکے واسطے پر خاش شروع کی تو آخر کو تسلی اور سپاہ کے رفع فساد کے لئے یہ مقرر ہوا کہ جماعہ داروں کو تنخواہ کی چٹھی جس صراف و بیوپاری کے نام وہ چاہتے لکھ کر دی جاتی تھی اور وہ جاکر بیوپاری اور تجار کو پکڑکر مقید کرتے اور شکنجہ عذاب میں کھینچکر اپنا روپیہ تحصیل کرتے۔ پرگنہ بیرنگر بہت آباد قصبہ تھا وہ بالکل ویران ہوگیا۔ اس میں تجار اور قوم ناگر تھے جو لاکھوں روپے کی داد و ستد کرتے تھے آباد تھے۔ اور یہاں ہندوستان کے تمام معموروں کی طرح طرح کے مال اور زر نقد جمع اور مواضعات سہ گانہ کی کانوں سے بھرا ہوا تھا۔ اقسام مال و زر نقد یہاں

سربلند خان کا احمد آباد کا صوبہ دار ہونا

حیدرآباد مین آصف جاہ کے بندوبست کا بیان +

رہنے والون کی صوبہ دار غارت سے نہین بچا سکتے تھے جب محمد شاہ سے یہ عرض ہوا تو اوسنے
سربلند خان کو صوبہ داری سے بدل کر راجہ ڈونگر سنگہ کو اسکی جگہ مقرر کیا - جب راجہ یہان آیا
تو سربلند خان نے اوسکو دخل نہ دیا جنگ پرخاش کرنی چاہتا تھا مگر نہ کرسکا تو پھر ایسا کہین
بھاگ کر چلا گیا کہ چند روز تک اوسکا پتا نہ معلوم ہوا وہ بادشاہ پاس نہ گیا اسلیے مغضوب ہوا
اور مدت تک بادشاہ نے اوسکو ملازمت سے محروم رکھا - حاصل یہ ہے کہ ہندوستان مین
یہ صوبہ جو سیرحاصلی مین ہندوستان کے سارے صوبون کی ناک تھا - اس مین میوے کثرت سے
ہوتے تھے - اکثر عجوبات و منقولات و اقسام اقمشہ ایسی بیش بہا ہوتی تھی کہ ربع مسکون کی تجار کیواسطے اور
سلاطین ہفت اقلیم کے تحفے بھیجنے کے لیے ہندوستان کی آبرو بڑھاتا تھا اس قدر ویران
ہوا کہ تھا اور زیادہ تر اہل حرفہ جلاء وطن ہوئے اور خانمان موروثی کو ترک کیا اطراف
مین جاکر پراگندہ ہو گئے - مگر بحکم فضل الہی سے مظلومون کی فریادرسی کے لیے نظام الملک
بہادر فتح جنگ آصف جاہ نے اس ملک پر اپنا سایہ ڈالا اور اس صوبہ کی آبادی اور بحالی
ہونے کا سبب ہوا -

دانگلپھرا اور نوجیڑ اور پرگنات کوال ور سرکار ایلکندل وغیرہ مین مفسد جو اکثر پرگنات
مین سرکشی کرتے تھے اور کوہستان متمرد سب تھوڑی مدت مین بہادران اسلام کے مطیع ہوئے
اور اکثر جگہ ظلم مین کمی ہوئی سابق کے صوبہ دارون کے عہد مین ہمیشہ راہون مین مرہٹے
تاخت و تاراج کرتے تھے اور راہزن فتور و فساد مچاتے تھے اور مفسد زمیندار مسافرون
کا چلنا مشکل کرتے تھے اب اسکے برخلاف ان راہون مین امن امان کے ساتھ آمد و رفت
جاری ہوگئی مرہٹے جاگیردارون پر اپنے طرح طرح کے ظلم کرکے چوتھ لیتے تھے اور سوا
اسکے دس روپیہ سیکڑہ بنام سردیسمکھی زمیندارون اور رعایا سے تحصیل کرتے تھے اور
کمائش دار ہر ہفتہ اور مہینے مین بدلتے تھے اور رعایا کے حوصلہ سے زیادہ فرمایشین
کرتے تھے اور جاگیردارون کے عمال کو جبراً ذلیل کرتے تھے اور تصدیع دیتے تھے
اب آصف خان نے یہ مقرر کیا کہ چوتھ کے عوض صوبہ حیدرآباد سے نقد خزانہ سے نقد

مرہٹون کو دیدیا اور روپیہ سیکڑہ بابت سردیس مکھی کے جو رعایا سے لیا جاتا تھا وہ معاف کیا اسطرح چوتھہ کی گماشتون اور سردیس مکھی اور راہداری کے گماشتون سے نجات ہوئی جنسے مسافرون اور آنے جانے والون اور بیوپاریون کو بڑی اذیت ہوتی تھی جب بادشاہ نے آصف جاہ کو بدلے قمرالدین خان بہادر کو خلعت و قلمدان وزارت عطا کیا تو آصف جاہ کو وکالت کا فرمان عنایت آمیز مع خلعت و فیل وجواہر بھیجا -

اگرچہ آصف جاہ اپنے بادشاہ سے دور ہو حیدرآباد مین آزادانہ حکومت کرنے لگا اور اوسکے قابو سے نکل گیا مگر ہمسایہ مرہٹون سے وہ محفوظ و مصؤن نہ تھا۔ اس وقت مرہٹون حکومت بڑے لایق فایق سردارون کے ہاتھہ مین تھی آصف جاہ کا ایسا مقدور نہ تھا کہ وہ اونکی برابر کھڑا رہتا۔ اسلئے اوسنے ایسی حکمتین کین اور پیچ پر پیچ ڈالے کہ مرہٹون کا زور اوسکی طرف سے ہٹ کر دلی مین اوسکے دشمنون پر پڑا +

آصف جاہ کی تدبیر مرہٹون کی بابت +

مرہٹون کی سلطنت کے استقلال کی حالت

ساہو کو تمکو یاد ہوگا کہ اعظم شاہ نے بادشاہی قید سے چھوڑدیا تھا۔ اوسکی دارالخلافت ستارا تھی تارابائی کا بیٹا سیواجی مرگیا تو راجہ رام کا بیٹا دوسری رانی سے سنبھاجی دوم راج گدی پر بیٹھا۔ اوسکی دارالسلطنت کولاپور تھا۔ یہ دونو خاندان آپس مین خفا تھے۔ آصف جاہ نے اپنی عقل دوراندیش سے یہ تدبیر سوچی تھی کہ مرہٹون مین ضعیف گروہ کو تقویت دیکر اوسکے قوی گروہ کو ضعیف کرنا چاہیے۔ اسلئے وہ سنبھاجی دوم کا جو کمزور اور ضعیف تھا حامی و مددگار ہوا۔ اس وجہ سے اور اور سببون سے ساہو کا گروہ دب گیا تھا اگر اوسکو ایک وزیر بالاجی وسوانا تھہ ہاتھہ آگیا ہوتا تو وہ اپنی قوت نہ دکھا سکتا اوسکی بدولت ساہو جی کو اپنی پہلی عزت حاصل ہوگئی سیواجی کے وقت سے پیشوا کا عہدہ چلا آتا تھا۔ اس زمانہ مین مرہٹون کی سلطنت مین

۱۷۱۹ع بالاجی پیشوا ہوا +

دو اعلےٰ عہدے تھے ایک پت نیدھی یعنے نائب السلطنت کا اور دوسرا اوس کے بعد
پیشوا کا کئی لایق پیشوا مقرر ہو چکے تھے مگر بالاجی وسوا ناتھ راؤ ایسا پیشوا ہوا کہ
اوسنے پیشواؤن کے خاندان کی بنیاد ہی جما دی - یہ پیشوا قوم کا برہمن کانکن کا
رہنے والا کسی گانون کا موروثی پٹواری تھا اِس مین برہمنون کی فطرتی عادتون
کے علاوہ ہمت اور جرأت ایسی تھی کہ برہمنون مین شاذ و نادر ہوتی ہے - گو وہ خود
بڑا سپاہی نہ تھا بلکہ گھوڑے پر اسقدر کم چڑہنا آتا تھا کہ جب دشمنون کے خوف سے
گھوڑا دوڑانا پڑتا تھا تو دو آدمی اوسکے گھوڑے کو ادِھر اُدھر ہو کر تھامے رہتے
تھے - وہ پہاڑی آدمی تھا اگر گھوڑے پر چڑہنے کی مشق نہ ہو تو تعجب نہین غرض وہ
خود بھی لایق تھا اور اوسکی اولاد اُس سے بھی زیادہ لائق ہوئی - اول وہ کسی جدونبسی راجہ
کا ملازم ہوا اور وہان سے راجہ ساہو کی ملازمت مین آیا - یہان اوسنے اپنی لیاقت و
ذہانت سے راجہ کی نظرون مین وقار او رسب ہم نظرون سے زیادہ عتبار پیدا کیا
اوسنے کمال کا کام یہ کیا کہ مشہور بحری قزاق اور زبردست سردار آنگرائی کو سنبھاجی
دوم کی طرف سے توڑ کر کانکان مین ساہو کا رفیق بنا دیا - راجہ ساہو نے بالاجی کو اسکی
حسن خدمات کا یہ صلہ دیا کہ اوسکو پیشوا کا عہدہ مرحمت کیا اور مستحکم قلعہ پورندھر اور
اوسکے گرد کا ملک بھی عنایت کیا اور مال گزاری کا انتظام اوسکے سپرد ہوا جس کا
بند و بست اوسنے ایک نئی طرح سے کیا جس سے اوسکی کمال ذہانت اور لیاقت معلوم
ہوتی ہے واقعی اس انتظام نے مرہٹون کی سلطنت کی رونق زیادہ کر دی اول کام
اوسنے یہ کیا کہ مہاراسٹر کی بلا مین جو درہمی برہمی ہو رہی تھی اور مغربی ساحل پر
جو فساد برپا ہو رہے تھے ان سب کو مٹا دیا - پھر اپنے اضلاع کو اور شہر پونہ کو جو اوسکے
جانشینون کا دار السلطنت ہوا - اپنی حسن تدبیر سے بڑی رونق دی اس ملک مین
جو رہزنون اور قزاقون کے گروہ کے گروہ لوٹ مار کرتے پھرتے تھے انکا انتظام کیا
دیہات کے آباد کرنے پر اوسنے بڑی توجہ کی - زراعت کی ترقی کے واسطے اوس نے

بہت تھوڑی جمع مقرر کی اور شدید پیچ اوسکو بڑھایا +

تم کو یاد ہوگا کہ اس بالاجی کی بدولت یہ کام بھی ہوا تہا کہ ۱۷۱۸ع مین سید حسین علیخان کے ماتحت فوج لیکر دہلی گیا تہا اور اس سید کی بدولت ان شرائط پر بادشاہ سے عہد و پیمان ہوئے تھے کہ مرہٹون کے پاس جسقدر ملک سیواجی کی وفات کے وقت تھا وہ راجہ ساہو کو دیا جائے اور دکن کے چھہ بادشاہی صوبون اور خراج گزار ریاستون ترچناپلی اور تنجور اور میسور سے چوتھ اور سردیس مکھی دی جائے۔ اور اوسکے عوض مین ساہو بادشاہ کا مطیع رہے اور دس لاکھ روپیہ سالانہ خراج دیا کرے اور تمام ملک کے امن امان اور رعایا کے حفظ جان و مال کا ضامن رہے۔ یہ فائدے بالاجی اُسکو سید حسین علی خان کی خدمت گذاری سے حاصل ہوئے تھے مگر جب سید حسین علیخان مرگیا اور اوسکے خاندان کا سارا کارخانہ خاک مین مل گیا تو بھی راجہ ساہو اور بادشاہ دہلی کے تعلقات مین کوئی تغیر نہین ہوا۔ فرخ سیر کی وفات پر بھی بالاجی دہلی مین ٹھیرا اور سنہ ۱۷۲۰ع مین عہدنامہ مذکور کو محمد شاہ کی مہر و حکم سے مستحکم کیا اور راجہ ساہو کو اوس نے دہ ہزاری کا خطاب عنایت کیا۔ غرض اس عہدنامہ سے مرہٹون کو جو دولت اور سلطنت حاصل ہوئی اوسکے سبب سے اس دانشمند پیشوا نے مرہٹون کا وہ پرانا رنگ ڈہنگ قزاقون اور رہزنون کا بدل دیا۔ اس عہدنامہ سے بھی مرہٹون کو اختیار تھا کہ وہ اپنے حقوق کی تحصیل خود کرین۔ اس تحصیل مین وہ نہایت سختی و جبر کرتے تھے۔ اب بالاجی نے اس سختی کو ترقی سے یون بدلا کہ پہلے چوتھ اٹکل سے لی جاتی تھی اسلئے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ چوتھ اس زر مالگزاری پر لی جائے جو مستقل طور پر راجہ ٹودرمل اور ملک عنبر نے زمین پر مقرر کی تہی۔ گو اس سبب سے کہ ملک ویران ہوگیا تھا مالگزاری مذکورہ کا ایک حصہ حاصل ہوتا تہا بالاجی نے اس قاعدہ کی تکمیل پوری پوری نہیں کی مگر اس سے مرہٹونکا دعوی غیر محدود نہ رہا مرہٹون کو باقی کی تحصیل مین جبر و تعدی کرنے کا موقع مل جاتا تھا اونسے خاص اضلاع مین توسیع فتوحات کے لیے سردارونکو واسطے

حقوق مختص المقام مقرر کئے ۔مگر اسکے یہ بھی اندیشہ تھا کہ کہیں سب جدا جدا نہ ہو جائیں
اسلئے باہمی اتفاق سکے لئے اصل محاصل کو جدا جدا بالتفصیل تقسیم کیا اور اس تقسیم کی
تقسیم در تقسیم کی اور ہر ایک سردار کے واسطے ایک خاص حصہ محاصل کا تجویز کیا ۔اس لئے
ایک ضلع پر کئی سرداروں کی اور اونکے ملازموں کی توجہ رہنے لگی راجہ کے رشتہ دارون
کی بسر اوقات کے لئے جدا جدا دہات یا بعض اضلاع انعام و جاگیر مین دیدئے تھے
وہ سب ایک سردار کے احاطہ اضلاع مین واقع تھے ۔آیندہ بھی چھوٹی چھوٹی جاگیرین خاص
خاص آدمیون کو مرحمت ہوتی تھین علاوہ اسکے ہر سردار کو صدر مقام کے لئے ایک دو گاؤن
کی ضرورت ہوتی تھی اور تمام سردار اس بات کے خواہان تھے کہ ان دہات مین ہم کو اختیار
و اقتدار حاکمانہ حاصل ہو جس مین وہ رہتے تھے یا موروثی افسر تھے ۔غرض اس تقسیم اور
تقسیم در تقسیم اور تعین حقوق کا بڑا نتیجہ بالاجی کی مد نظر ہمیشہ رہتا تھا کہ برہمنون کا اختیار
بڑھے اس طرح حاصل ہو گیا کہ مرہٹے سردارون کے پیچھے حساب کتاب کا عذاب لگا یا گیا جتنے
جاگیردار اور سردار تھے سب جاہل تھے وہ اپنی جاگیرون کے محاصل اور تقسیم در تقسیم کے
حسابون کو بغیر برہمنون کے کیونکر سمجھ سکتے تھے اسلئے وہ برہمنون کے دست نگر ہو گئے
اس طرح اپنی قوم کی عزت بڑھنے سے پیشوا کی قوت کو بڑی تقویت حاصل ہوئی +

جب بالاجی کا انتقال ہوا تو اسکا بیٹا باجی راؤ باپ کا جانشین ہوا ۔یہ راؤ برہمنون
کے سارے خاندان مین اور مرہٹون کی ساری قوم مین سیواجی کے سوا قابلیت اور
لیاقت مین سب سے زیادہ تھا مگر بالفعل اوس کو وہ تمام اختیارات نہین حاصل ہوئے
جو اسکے باپ کو حاصل تھے ۔اسکا سبب یہ تھا کہ راجہ کے دربار مین اسکا بڑا مخالف پت نیدی
پری بت راؤ تھا ۔وہ بھی برہمن تھا اور ستارہ ادہر کے ملکون کا رہنے والا تھا ۔وہ
چاہتا تھا کہ راجہ کی سلطنت اور حکومت کو مہاراشٹر مین استحکام دے اور کولاپور کے
راجہ کو مغلوب کرے اور سیواجی کے وقت کا کرناٹک کا میدانی ملک فتح کیا ہوا جسکو
مغلون اور سیواجی کے بھائی کی اولاد نے دبا لیا ہے اوسپر قبضے کرے اور ہندوستان کے

فتح کرنے کے ارادہ سے پہلے دکھن مین حکومت کو استقلال دے۔ مگر اوسکے خلاف راو باجی کی رائے عالی بہادرانہ یہ تھی کہ لٹیرے سوارون کا گروہ جو دشمن کے ملک مین زیادہ بکار آمد ہوگا وہ اپنی قلمرو مین محکوم نہ ہوگا اور ملک مین لوٹ مار بغیر اونکو چین نہین آئیگا وہ ملک مین امن امان قائم نہین ہونے دیگا۔ فوج کے مستقل انتظام سے ملک کی حکومت کا عمدہ انتظام ہوسکتا ہے اسلئے مرہٹون کو شمالی ملک مین لے جانا چاہئے۔ جہان ابتک وہ نہین گئے اور وہین سے اونکا پیٹ بھرنا چاہئے۔ اسسے اونکے حوصلے اور اونکے سردارون کے عزم بڑہینگے۔ یہان رہینگے تو اپنے ملک کو کھائینگے۔ وہ ہمیشہ یہ چاہتا تھا کہ دور دور کی مہمات مین لشکر مصروف رہے جس سے راجہ کی سلطنت کو وسعت ہو اُسکے نام ہو اور اضلاع سے جو محاصل کا روپیہ آئے اُسسے خزانہ معمور ہو اور سپاہ کا دل لوٹ مار سے خوش رہے اور اپنے ملک مین امن رہے۔ اور دشمنون سے جنہون نے اونکو پہلے پامال کیا تھا عوض لیا جائے۔ اوسنے اپنے دشمنون یعنی مسلمانون کی سلطنت کا حال یہ بیان کیا کہ اب اس مین کچھہ دم باقی نہین ہے جیسی اسکی جڑ بالکل سڑ اور گل کر بودی ہو گئی ہے ایسی کسی اور جگہ کمزور نہین ہے جہان اسکے خشک تنہ پر ہمارا ہاتھہ لگا تو وہ گر پڑیگا اور اُسکی ساری شاخیں گر کر خشک ہوجائینگی۔ راجہ کے سامنے ایک اور تقریر پر زور یہ کی کہ اب ہمارا وہ زمانہ آگیا ہے کہ ہندوستان کی زمین سے بیگانون کو نکال باہر کرین اور اونکی سلطنت کو پامال کرین اور یون قیامت تک نیک نامی حاصل کرین۔ اے راجہ اپنی کوشش سے تیری سلطنت کو یہان سے ہمالیہ تک پھیلا دین۔ آپ نربدہ پار جانے کی اجازت دین۔ اوسپر راجہ بے اختیار ہوکر بولا کہ تو ایسا ہی لائق باپ کا بیٹا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ میرے جھنڈے ہمالیہ پہاڑ پر تو گاڑے گا +

راجہ ساہو کے دربار مین جو یہ مباحثے پیش ہوئے اُنمین باجی راؤ کی رائے کو غلبہ رہا اور روز بروز اس کا اختیار اور اقتدار بڑھتا گیا اور اوسکی امداد کی ضرورتون کے سبب سے راجہ اسکا محتاج ہوگیا۔ اگرچہ راجہ ساہو قابلیتون سے خالی نہ تھا مگر بادشاہی

۱۷۲۰ع کی صلاح اور مشیرون کا اتفاق +

محلون کی ناز پروردگی کے سبب سے جسم مین چستی چالاکی اور مضبوطی اور مزاج مین جفاکشی نہ تھی برخلاف اسکے باجے راؤ لشکر مین پیدا ہوا۔ وہین رہا سہا بہادرون اور تجربہ کارون مین تربیت پائی سوا اسکے اس مین فہم و فراست خداداد تھی۔ تجربہ کار ہوشیار تھا اور اپنے بھائی سیندیہ ہمسون کی طرح روکھا سوکھا بودا ٹھنڈا نہ تھا بلکہ خوش مزاج صاحب تدبیر سلیقہ مند تھا مرہٹونکی سپاہیانہ خصائل رکھتا تھا سادہ سپاہی تھا۔ سفر کی ماندگی اور کامونکی محنت کی کچھہ اصل نہین سمجھتا تھا۔ مزاج مین سادگی ایسی تھی کہ گھوڑے پر سوار ہے راہ مین باجرہ کا کھیت آگیا اس مین سے دس پانچ بالین توڑلین اور اونکے دانے نکال کر چبائے اور پیٹ بھر لیا +

باجے راؤ کے شمالی صوبون کے عزم کے مغل و مسلمان خیر و ممد و معاون ہوئے۔ مبارزخان کی لڑائی سے تھوڑی مدت پہلے آصف جاہ کو مالوہ اور گجرات کی حکومت سے منتقل کردیا تھا جب آصف جاہ کو مبارزخان پر فتح حاصل ہوئی۔ تو اوسنے اپنا چچا حامدخان نائب صوبہ دار گجرات کو لکہا کہ وہ فسادبرپا کرے۔ اسنے پیلاجی اور سنتاجی مرہٹون کے سردارون کو اپنا طرفدار اور یار بنایا اور اونکی امداد سے بادشاہی فوجدارون اور جاگیردارون کے گماشتون کو ملک سے باہر کردیا اور خودمختاری کا مدعی ہوا۔ جب محمد شاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اوسنے تورانی امیرون کے اکھیڑنے کے واسطے قطب الملک پاس جو قیدخانہ مین پڑا تھا ایک معتمد آدمی بھیجا اور پیغام دیا کہ اب بھی تم سے کچھہ ہوسکتا ہے تو اس بیچارے سید نے یہ جواب دیا کہ اگر حضور کا ہاتھہ میرے سر پہ ہو تو سب کچھہ کرسکتا ہون۔ اب تک پانچ چھہ ہزار سوار میرے قابو مین ہین اونکی مدد سے جو کچھہ حکم ہو بجا لاسکتا ہون جب مخالفون کو اسکی خبر ہوئی تو اونھون نے اس سید کو زہر دیکر قید ہستی سے رہا کیا۔ پھر حامدخان کی تادیب و تنبیہ کے واسطے مبارزالملک سربلندخان کو گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا۔ نظام الملک سے یہ صوبہ لے لیا۔ سربلندخان کو ایک کروڑ روپیہ سامان درست کرنے کے واسطے دیا گیا۔ اوسکی سفارش سے سید نجم الدین علی خان بھی قید سے رہا ہوا

اونسے سادات بارہ کو جمع کیا سربلند خان سپاہ دوست آدمی تھا وہ ہر صوبہ مین کچھہ کچھہ دنون رہ چکا تھا تھوڑے بہت اوسکے پرانے دوست موجود تھے۔ تھوڑے دنون مین ایک لشکر شائستہ اس پاس جمع ہوگیا سربلند خان نے گجرات کے لئے اپنی نیابت کی سند شجاعت خان کو بھیجی۔ اسپر حامد خان غصہ ہوکر اپنی بے مقدوری کے سبب گجرات سے موضع دہد مین آنکر مقیم ہوا اور کنتاجی کو اپنی اعانت کے لئے طلب کیا اور ایک جمعیت بہم پہنچائی۔ اور اس کو ساتھہ لے گجرات پر چڑھا شجاعت خان بھی گجرات سے نکلا اور حامد خان سے لڑا اور جان کھو بیٹھا مقتول کا بھائی رستم علی خان بندر سورت مین حاکم تھا اونسے جب بھائی کے مرنے کی خبر سنی تو اونسے پورا سامان جنگ تیار کیا اور پیلاجی گائیکوار کو جو اس نواح مین تاخت و تاراج کرتا تھا اپنے ساتھہ متفق کیا۔ اور بندر سورت سے چلا۔ حامد خان اور سنتاجی تیس ہزار سوار لے کر احمد آباد سے چلے بیچ مین لڑائی ہوئی۔ ظاہر مین پیلاجی رستم علی خان کی طرف تہا مگر باطن مین وہ سنتاجی سے ملا ہوا تھا۔ اونسے دغا سے اپنے ساتھی کو لڑائی مین قتل کرادیا۔ حامد خان کو جسنے اس کمک کے عوض مین اپنے ممالک مقبوضہ کی چوتھہ اور سردیس مکھی مرہٹون کے لئے مقرر کردی۔ سربلند خان وزارت کی امیدواری مین اکبر آباد اور اجمیر کے دوراہہ پر ٹھیرا ہوا تہا کہ اوسکو بادشاہ کا حکم پہنچا کہ گجرات کو روانہ ہو۔ اس وقت بادشاہ تورانی امیرون سے ایسا ناراض تھا کہ اونسے آصف الدولہ سے مالوہ کا صوبہ لے لیا اور گردھر کو اوسکی جگہ مقرر کردیا نجم الدین علی خان کو اجمیر کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ اور اوس کو سربلند خان کی اعانت کے واسطے حکم ہوا۔ وہ بھی اپنا سامان درست کرکے اوسسے جاملا۔ حامد خان بھی سنتاجی اور پیلاجی کو ہمراہ لے میدان جنگ مین دشمن سے مقابلہ ہوا۔ مگر شکست پائی سربلند خان اور سرداروں نے ایک ورراہ سے جاکر احمد آباد پر قبضہ کرلیا۔ حامد خان آصف جاہ پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۱۱۳۷ھ کا ہے۔ اوسنے دوسرے سال مین آصف جاہ نے مرہٹون کے ساتھہ حامد خان کو لڑنے کے واسطے گجرات پر بھیجا

مسلمانونکا مرہٹون سے مدد طلب کرنا اور چوتھ دینا +

حدود گجرات مین مرہٹون کے ساتھ بڑی لڑائیان ہوئین نجم الدین علی خان نے مرہٹون کو خوب ٹھیک بنایا مرہٹون نے بدہ نگر اور بیل نگر جا کر امیرالامرا کو تاخت و تاراج کیا۔خانہ زاد خان پسر سربلندخان و سید نجم الدین علی خان ساٹھہ ہزار سوارون و پیادون کی جمعیت اور چند ضرب توپ خرد و کلان لیکر میدان کھنبایچ مین مرہٹون کے مقابل ہوئے مرہٹون کی ایک جماعت کثیر کو قتل کیا اور باقی کو بھگا دیا۔دریائے نربدا تک اونکا تعاقب کیا۔حدود گجرات سے باہر نکالدیا۔مبارزالملک سربلندخان بہت فوج رکھتا تھا۔پانچ لاکھہ روپیہ کی ہنڈوی ماہ بماہ بادشاہ سربلندخان پاس بھیجتا تھا۔اور یہ بھی مقرر ہوچکا تھا کہ جبتک گجرات کا انتظام کلی نہ ہو تو گجرات کا محاصل سپاہ ہی مین خرچ ہو۔جب بادشاہ کو اس فتح کی خبر پہنچی تو صمصام الدولہ کی صوابدید سے زیادہ فوج کی برطرفی کا حکم ہوا اور سربلندخان کا درماہہ موقوف ہوا۔ جب تک سربلندخان پاس یہ حکم نہین پہنچا تھا اِس صوبہ مین بادشاہ کے سطوت کا آوازہ بلند تھا اور متمرد خستہ حال و مستمند تھے +

اِن دنون مین بادشاہ کے دربار مین اور ہی گل کھلا۔روشن الدولہ مین ہرچند بعض صفات حمیدہ تھین لیکن اسکے سارے کامون کا مدار رشوۃ پر تھا صوبہ کابل کی بابت بارہ لاکھہ روپیہ سال بسال خزانہ عامرہ سے روشن الدولہ کے حوالہ ہوتا تھا۔اسمین سے آدھا آپ کھا جاتا تھا اور آدھا بادشاہ پاس بھیجدیتا تھا اور ایسے ہی اور کامون مین عمل کرتا تھا۔اسپر امرانے عنایت کرکے اسکا پردہ فاش کیا۔بادشاہ اوسپر عتاب کیا اور محاسبہ لیا بادشاہ کے متصدیون نے دو کروڑ روپیہ اوسکے ذمہ نکالا۔بادشاہ کے حکم سے روشن الدولہ سے یہ روپیہ طلب ہوئے اسمجبور ہوکر یہ روپیہ اوسکو اوگلنا پڑا۔وہ بادشاہ کی نظر سے گر گیا اور اخراجات کا کام صمصام الدولہ کو سپرد ہوا۔شاہ عبدالغفور بھی مرتشی تھا بادشاہ کے مزاج مین دخیل تھا وہ بھی معرض عتاب مین آیا اور محبوس و مقید ہوکر بنگالہ بھیجا گیا۔بادشاہ کی عزیزکو کی رحیم النسا بھی ان دونو مختارون کی ہمراز تھی۔اوس کا بھی محل سے اخراج اور ادہ باد سے ازدواج ہوا۔غرض اب بادشاہ کے مزاج مین صمصام الدولہ نے بڑا دخل پیدا کیا۔اوسنے سربلندخان کی جگہ راجہ ابھے سنگھ کو گجرات کا

دربار شاہی کی کیفیت اور راجہ ابھے سنگھ کا صوبہ گجرات مین مقرر ہونا +

صوبہ مقرر کیا اور سربلند خان کو بادشاہ پاس بلایا۔ راجہ نے اپنی آرام طلبی کے سبب سے اپنا نائب
گجرات بھیجا۔ سربلند خان نے اوسکو شکست دیکر نکال دیا۔ اوسکے بعد دوسرا نائب بھیجا
اسکا حال بھی پہلے نائب کا سا ہوا۔ پھر راجہ خود پچاس ساٹھ ہزار سپاہ لیکر گجرات
روانہ ہوا۔ سربلند خان ہر چند بادشاہ اور آصف الدولہ سے تشویشیں رکھتا تھا۔ لیکن
بہ سبب قلت زر و اسباب سفر ناچار ابھے سنگہ سے لڑا اور اوسکو ایکدفعہ شکست دیدی
اسی فتح کو غنیمت جانا اور آئندہ جان لیا کہ راجہ سے مین نہین لڑ سکتا۔ اسلیئے پیغام سلام
کرکے راجہ سے صلح کرلی اور پگڑی بدل بھائی بن گیا اور اوس سے روپیہ و سامان سفر لیکر شاہجہان آباد
کی طرف چلا۔ بادشاہ کی مرضی کے خلاف راجہ ابھے سنگہ سے سربلند خان لڑا تھا اس لیئے
بادشاہ نے دو سو گرز بردار بھیجے کہ سربلند خان کو قید کرکے لے آئین اکبر آباد مین جب سربلند خان
آیا تو گرز برداروں نے اوسے قید کرلیا۔ یہان وہ تقصیر کے انتظار مین مقیم ہوا۔ تو ہمراہ کی سپاہ نے
جو اکثر برطرف ہوگئی تھی تنخواہ کے تقاضے کی شورش کی۔ برہان الملک جس نے
سربلند خان کی مدتوں نوکری کی تھی وہ اکبر آباد مین تھا اوسنے سربلند خان درخواست
کی کہ مین اپنے پاس سے تنخواہ چکا دون تو یہ بات سربلند خان کو گران معلوم ہوئی اور
اوسنے کہا کہ خدا کے فضل سے میرا حال ایسا نہین ہے کہ دوستون کا احسان اوٹھاؤن
اسکی حرم سرا مین خزانہ مخفی تھا اوسنے اشرفیان نکال کر سپاہ مین تقسیم کردین +

جب آصف جاہ وزارت کے عہدہ سے مستعفی ہوکر ۱۱۳۶ھ مین بتیسری جمادی الاخر کو دکھن مین آیا تو اوسنے
ارادہ یہہ کرلیا کہ وہ ایک خودمختار ریاست قائم کرے چنانچہ ۱۱۳۷ھ مین وہ مبارزالملک کو
مارکر دکن مین مستقل حاکم ہوگیا۔ اگر اوسکے پاس مالوہ اور گجرات کے صوبے نہ نکل جاتے
تو وہ تہائی ہندوستان کا بادشاہ ہو چکا تھا۔ اب دکن مین اوسکی سلطنت ایسی شان
اور شوکت سے جم گئی تھی کہ اوسنے ارادہ کیا کہ مرہٹون سے جو اوسکے ہمسایہ مین بڑے
اندیشہ ناک دشمن تھے اپنے معاملات کو درست کرے وہ مرہٹون کی خصلتون سے خوب
واقف تھا۔ اونکے آپس مین جو فساد اور عداوتے تھے اونکو خوب سمجھتا تھا اون کے بڑے بڑے

سرداروں سے اوسکا اتحاد تھا اوسکو مرہٹون کے آپس کے فساد اور نفاق سے جو فتحیابی و
کامیابی کی اُمید تھی وہ اپنی حسن لیاقت سے نہ تھی - اب اوسنے یہ چھیڑ نکالی کہ باجے راؤ کو
شمالی ملک کی مہمات مین مصروف دیکھکر سری پت سے جو پیشوا کا مخالف تھا رسم و راہ
پیدا کرکے یہ عہدنامہ حاصل کرنا چاہا کہ حیدرآباد کے گرد کے اضلاع سے جو چوتھ اور سردیس مکھی
نہ لیجائے (ان دونون چیزون کے لینے کا فیصلہ پہلے مرہٹون کے حق مین بادشاہی
حکم سے ہوچکا تھا) اور اوسکے عوض مین مالگذاری نقد روپیہ ٹھہر جائے غرض اس سے یہ تھی کہ
اوسکی دار السلطنت کے گرد ملک بالکل مرہٹون کی اس مداخلت سے خالی ہوجائے جو بار بار ان
محصلون کے سبب سے ہوتی تھی - اور ایک ملک جو سب طرح مرہٹون کے جھگڑون سے
پاک ہو اوسکو حاصل ہوجائے - اس راجہ اور سری پت کو اوسنے راضی کرلیا - مگر پیشوا جو آیا تو اوس
اس انتظام کو ناپسند کیا بھلا وہ اپنے اختیارات کو جو غیر محدود تھے کیون اس انتظام کو
منظور کرکے محدود کرتا - خیر یہان اس امر پر گفتگو ہو رہی تھی کہ نظام الملک اپنی قدیمی
چال چلا جسمین اوسکو پہلے کامیابی حاصل ہوچکی تھی وہ یہ تھی کہ ان دنون مین کولاپور کا
راجہ سنبھاجی دوم مرہٹون کی ریاست کا دوسرا دعویدار ساہو کی اقبالمندی سے مقابل مین
پھیکا پڑا تھا اپنے خاندان کے ملک مین صرف جنوبی حصہ پر اوسکا قبضہ تھا اور باقی ملک کا وہ
دعویدار تھا اب اس دعویدار کی حمایت پر آصف جاہ نے کمر باندھی - اور بادشاہ کا اپنے تئین قائممقام
سمجھکر اوسنے یہ حاکمانہ حکم دیا کہ مجھکو یہ بڑا شبہ واقع ہوتا ہے کہ میرے ملک سے چوتھ اور سردیس مکھی
وغیرہ حقوق کا روپیہ مرہٹونکا حق مقرر ہے وہ سنبھاجی کا حق ہے یا ساہو راجہ کا - فریقین اپنے
دعوے کو بدلائل پیش کرین - تمام راجہ ساہو کے کلکٹرون کو اوٹھا دیا اور چوتھ کا روپیہ ادا نکیا
راجہ ساہو اس حرکت سے آپے سے باہر ہوا اور اوسکا ارادہ ہوا کہ اسی وقت لشکر کو خود چڑھا کر
لیجائے مگر پیشوا نے اوسکو ٹھنڈا کرکے اس مہم کا اہتمام اپنے ذمہ لیا - اور تھوڑے دنون
مین اپنی دانشمندی سے سپاہ اور سامان سپاہ کو جمع کیا اور اس خوبصورتی سے اس کام کا انجام
دیا کہ اپنے راجہ کی سلطنت کی بنیاد پختہ کردی - نظام الملک نے اس اپنی عمدہ تدبیر کے پورا ہونے کے

واسطے پہلے اسنے کہ ساہو کے مقابلہ مین میدان جنگ مین آئے اوسنے مصالحت کی باتین
کرنی شروع کین اور یہ اوسنے کہا کہ مین نے یہ تجویز فقط تمہارے ہی فائدہ کے لئے پیشوا کے ہاتھ سے
رہائی دلوانی کے لئے سوچی تھی - پس راجہ کو چاہیے کہ جن لوگونکو موقوف کیا ہو اونکو بحال کرے
- وہ ہمیشہ اوسکے وفادار تابعدار رہینگے مگر اسوقت ایسی چالاکی کی باتین بنانا نظام الملک کی
غلطی تھی شاید یہ باتین اور وقت راجہ کو اپنے وزیر پر شک دلاتین مگر اسوقت تو سارا غصہ
راجہ کا اسطرف جھکا ہوا تھا پیشوا کی شیوا بیانی اور خوش زبانی کب ایسی باتون کی طرف متوجہ
ہونے دیتی تھی غرض برسات کے موسم مین دونو طرف لشکرون کے سامان ہوتے رہے
اور سنہ ۱۷۲۷ع کو نظام الملک کی ہراول کی فوج کو پیشوا صدمہ پہنچا کر پھر گیا اور دشمن کو دق کرنیکے
واسطے اورنگ آباد کو جا دھمکا یا اور یہ مشہور کر دیا کہ میرا ارادہ برہانپور کے غارت کرنے کا ہے
اس سبب سے دشمن شمال کو چلا کچھہ فوج اوسنے دشمن کے سامنے کی - باقی فوج سے بڑی تیزی
اور تندی چالاکی سے گجرات پر یورش کی اب آصف جاہ یہ سوچا کہ دشمن کا تعاقب کرنا
بے سود ہے اسلئے وہ جنوب کی طرف چلا اور پونہ پر حملہ کیا لیکن پیشوا جلدی سے گجرات کے باشندون
کو قتل کر کے خون کے ندی نالے بہا اور سیکڑون گہر اونکو بے چراغ کر کے اپنے ملک کی حفاظت
کے واسطے بہت جلد آ گیا - اب یہان آصف جاہ کی فوج نے کچھہ کام نہ کیا - اس کام کے کرنے مین
اوسکے بڑے دوست مرہٹے تھے - اونکی دوستی پر چندان اعتبار نہ تھا - سواء اسکے آپسمین نا اتفاقی
تھی غرض اسوقت نظام الملک بڑی مصیبت مین پھنسا اور اوس سرزمین مین گھر گیا جسمین
پانی ملنا بھی دشوار تھا - آخر کو لاچار ہو کر اوسنے کولاپور کے راجہ سنبھاجی کا بھی ساتھہ چھوڑا -
اور سنہ ۱۷۲۹ع مین راجہ ساہو سے اس اقرار پر صلح ہو گئی کہ چوتھہ اور سردیس مکھی کی تمام باقیات کا روپیہ
ادا کرونگا - اور چند مضبوط قلعے اپنے ملک کے آیندہ محصول ادا کرنیکے لئے ضمانت مین سپرد کرونگا
یہ پہلا ہی وقت تھا کہ یہ دونو رقیب میدان جنگ مین آمنے سامنے آئے - کیا خدا کی قدرت ہے کہ
وہ اورنگ زیب کے زمانہ کا بوڑھا تجربہ کار امیر جسنے سیکڑون میدان مارے ہون وہ یون عاجز ہو کہ
ایک نوجوان برہمن سے ایسی شرائط پر صلح کرے جبکہ باجی راؤ اس کام مین مصروف تھا سری پت نے بھی

سنبھا جی ثانی کولاپور کے راجہ کو گھیر کر شکست دی اور سنہ ۱۷۳۱ء مین اوسے مجبور کر کے یہ دستاویز لکھا لی کہ تمام مرہٹونکا مسلم اور سردار ساری ریاست کا مستحق راجہ ساہو ہے وہ راجہ فقط حوالی کولاپور ہے جسکی مغربی حد سمندر سے محدود ہے قابض رہیگا۔ اس کام سے سری پت راؤ کی بھی عزت ہوئی۔ مگر یہ کام اوس تب اور شان کا نہ تھا جو باجے راؤ نے کیا تھا۔ گو آصف جاہ کو یہ خفت اپنے رقیب کے سامنے پیش آئی مگر پھر بھی وہ مرہٹون کی حکومت کے توڑنیکی حکمتین سوچتا رہا۔ اور آخر کو اوسنے ایک بڑا زبردست دشمن پیشوا کے لئے کھڑا کیا۔

ترمبک راؤ دابڑی ایک بڑا مرہٹون کا سردار تھا۔ اور وہ گجرات مین لڑا تھا اور اوسکی بدولت مرہٹون کی حکومت کی صورت گجرات مین جمی تھی۔ مگر پیشوا نے گجرات کے حاکم سے جو عہد نامہ کیا اوس کے کچھہ ثمرہ ترمبک راؤ کو اپنی جانفشانی کا نہین حاصل ہوا بلکہ وہ اولٹا باجے راؤ کو حاصل ہوا۔ اس سبب سے اوسکا دل پیشوا سے گھٹنے اور جلنے لگا۔ اور اوسنے آصف جاہ کو اپنے ساتھہ متفق کیا۔ اور پینتیس ہزار آدمی دکھن کی طرف لیجا کر یہ ارادہ مصمم کیا کہ راجہ ساہو کو پیشوا اور برہمنون کے پھندے سے نکالے +

باجے راؤ نے بہت جستی اور چالاکی سے یہ چاہا کہ یہ دونوں اوسکے قوی دشمن متفق نہون اسلئے گو اوسکی فوج ترمبک راؤ سے آدھی تھی مگر اوسمین چیدے چیدے سوار اور پرانے سپاہی تھے۔ اس سپاہ کو وہ جلدی سے گجرات لیکے گیا شہر کی مونچھون کو اوسکے غار مین اکھیڑنے کا قصد کیا۔ ترمبک راؤ کے ہراول کو شہر کے قریب شکست دی اور پھر اوسکی بھاری فوج پر جا پڑا۔ ترمبک راؤ نے یہ ارادہ کیا کہ یا فتح حاصل کیجیے یا جان دیجیے۔ اسلیے اوسنے اپنے ہاتھی کے پیرون مین زنجیرین ڈلوادین۔ اس بلند ہمتی سے سپاہ نے بڑا سخت مقابلہ کیا اور باجی راؤ بھی گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے لشکر کا دل بڑھاتا رہا۔ آخر کار ترمبک راؤ کے ایک گولی اتفاق سے لگی جس سے وہ مرگیا اور اس طرح سنہ ۱۷۳۱ء مین اس قوی دشمن کا خاتمہ ہوا۔ نظام الملک کا یہ دوسرا وار تھا وہ بھی خالی گیا۔ اب اوسکو تنہا اپنی ذات سے رقیب سے سلجھنا پڑا اس فتح سے پیشوا کو بالکل مگر برائے نام شاہی مرہٹونکی بادشاہت پر ہو گیا۔ دشمن کے ساتھہ

اوسنے بڑی بہادری کیرتی سے دشمنونکو بہت تنگ کیا بلکہ ترمبک راؤ کے بیٹے کو گدی پر بٹھایا اور وہ حقوق اور مراقف مرہٹونکے جو گجرات مین متعین تھے باین شرط عطا فرمائے کہ نصف آمدنی اوسکی معرفت سرکار سیاہو جی مین داخل ہوا کرے یہ راجہ لڑکا تھا اسلئے اوسکی ماکو اوسکا محافظ مقرر کیا اور گجرات کا انتظام اوسکی طرف سے پیلاجی گائیکوار کو سونپا یہ بڑا ہوشیار سردار تھا۔ یہ خاندان وہی ہے جسکے راجہ آجکل بڑودہ مین حکومت کرتے ہین بھیل اور کولی قومون کی اعانت سے اس خاندان کا عروج ہوا تھا۔ وہ ان جنگلی قومون کے سردار اور افسر تھے۔ یون اس دانشمند پیشوا نے اپنے ملک کے جھگڑون کو تمام کیا +

سربلند خان مرہٹون کی خصلت اور عادت سے خوب واقف تھا۔ اوسنے دیکھا کہ نظام الملک بازی لے گیا۔ تو اول اوسنے بادشاہ سے متواتر امداد طلب کی مگر وہان نقارخانہ مین طوطی کی آواز کون سنتا تھا تو پھر اوسنے مرہٹون سے ان شرائط پر صلح کر لی کہ وہ اپنے ملک کی محاصل نمین اور سائر کی چوتھ اور سردیس مکھی دیگا۔ یہ دونون محصول ملک سینتیس[۳۵] روپیہ یکڑا کل محاصل ملک کا ہوتی تھی اور اسکے عوض مین راجہ کو ڈہائی ہزار سوار ہر وقت کمک کے واسطے تیار رکھنے پڑینگے۔ اور چوتھ کی تحصیل کے واسطے دو ایک کلکٹر اوسکی طرف سے رہینگے سوا اسکے کچھ اور سوا یا نہ مطالبہ کیا جاے اور بادشاہی سلطنت کے قیام اور استحکام مین ہر طرح کی کوشش کی جاے۔ ایک بڑی بیہودہ شرط یہ تھی جو باجی راؤنے راجہ کی طرف سے کی تھی کہ جو زمیندار اور سردار کسی طرح کا خلل انداز ملک کے امن مین ہوگا اوسکا انتظام کرنا ہمارا کام ہوگا۔ یہ شرط گائیکوار کی مرضی کے خلاف تھی کیونکہ وہ بھیلون اور کولیون کا سردار تھا۔ اور ان دونو قومونکی گذراوقات لوٹ مار پر تھی اس شرط سے اونکے رزق کا دروازہ بند ہوتا تھا پیلاجی گائیکوار اس وقت ترمبک راؤ ڈہابری کا نائب تھا۔ وہ اس شرط سے یون جل گیا کہ گویا اسکو باجی راؤ کو اختیار ہوا کہ اگر ترمبک راؤ اور اوسکے دوستون مین سے کوئی ملک مین دست اندازی کرے تو اوس مین بھی وہ دخیل ہو۔ اس سبب سے اوسنے نظام الملک سے اتفاق پیدا کیا۔ اور پونہ کا قصد اس سبب سے کیا کہ راجہ کو پیشوا کے ہاتھ سے چھڑائے مگر پیشوا کی پیش قدمی اور دانشمندی فرزانگی کے آگے ترمبک راؤ ٹاپتے کرکے رہ گئے +

سربلند خان اور مرہٹون مین عہد نامہ اور اقرار نامہ کا ہونا +

آصف جاہ اور باجی راؤ کی مصالحت +

جب آصف جاہ کی کوئی چال ٹھیک نہ بیٹھی اور پیشوا اوسپر غالب ہوا۔ اور اوسکو یہانتک اقتدار حاصل ہوگیا۔ کہ چاہتا تو آصف جاہ کو اوسکی تدابیر پر تیر و تبر کا مزہ چکھا دیتا۔ مگر یہ دونون آدمی عقلمند تھے اور خوف دونوطرف تھا۔ باجی راؤ یون ڈرتا تھا کہ مہمات دور دراز پر جاناہے اور ہمسایہ مین آصف جاہ جیسے دشمن کو چھوڑنا عقل دوراندیش کا کام نہین۔ اسمین بڑا خوف ہے کہ کہین غزا اور آبرو جو ملک کی سلطنت مین حاصل ہوئی ہے برباد نہ جائے۔ آصف جاہ کو یہ خوف تھا کہ مین نے بادشاہ کا مقابلہ کیا ہے کہین میری جگہ باجی راؤ کو بادشاہ نہ مقرر کردے۔ غرض یہ دونو عاقل عاصب اسوقت اپنی مصلحت اسی مین سمجھے کہ چپکے چپکے دونون نے اپمین صلح کرلی۔ اور اونمین قول و قسم ہوگیا۔ دونون ایک دوسرے کے محد و معاون رہین +

ہلکر اور سیندھیا +

اسوقت مین مرہٹون کی اور بڑے بڑے خاندانون کی بنیو پڑی جب باجی راؤ نے مالوہ پر دھاوہ کیا تو اوسنے اپنی سپاہ کے حصوں کے تین بڑے افسر مقرر کیئے۔ اودا جی پوار۔ ملہار راؤ ہلکر۔ راناجی سیندھیا۔ اوداجی تو پہلے سے بھی ایک چھوٹا سا سردار تھا۔ اوسنے ملک دہار پر جو گجرات اور مالوہ کی سرحدون پر واقع ہے قبضہ کیا تہا۔ مگر اوسکو اور نہ اوسکی اولاد کو وہ عروج اور رتبہ حاصل ہوا جو سیندھیا اور ہلکر کے گھرانے کو حاصل ہوا۔ ملہار راؤ ہلکر ایک چرواہے کا لڑکا تھا۔ دریاء نیرا پر پونہ کے جنوب مین وہ بھیڑ بکریان چراتا تھا۔ راناجی سیندھیا کا خاندان شاری کے قریب معزز شمار ہوتا تھا مگر تنگدستی کے سبب سے وہ باجی راؤ کے ادنی خدمتگارون مین نوکر ہوا۔ یہ تینون سردار بعض اور خود مختار سردار نہ تھے۔ بلکہ باجی راؤ کے محکوم تابعدار تہے۔ اوس کی طرف سے مہمات عظیم کا سرانجام دیتے تھے۔

راجہ ابھے سنگھ کا حال اور اوسکی صوبہ داری گجرات +

سربلند خان کی معزولی کا حال پڑہ چکے ہو کہ اوسکی جگہ راجہ ابھی سنگھ جودہ پور والا مقرر ہوا تھا اگرچہ ایک خودمختار راجہ کو کسی صوبہ میں حاکم مقرر کرنا سب وقتون مین قابل اعتراض اور مصلحت سے خلاف ہے اور خصوصًا ابھے سنگھ جیسے راجہ آوارہ مزاج کو تو اس کام پر مقرر کرنا سراسر حماقت تھا۔ او اپنے باپ اجیت سنگھ کو قتل کیا تھا۔ اس قتل کا سبب مورخون نے جدا جدا بیان کیا ہے۔ راجہ اجیت سنگھ نے بادشاہ سے مخالفت اختیار کی تھی۔ اسلئے قمرالدین خان نے اوس سے وعدہ کیا

کہ باپ کو مار ڈالے تو اوسکو جودہ پور کی ریاست ملجائیگی - اسلیئے اوسنے باپکے خون سے ہاتھہ لال کیئے کوئی لکھتا ہے کہ کسی رجپوت کی لڑکی سے ابھے سنگہ کی نسبت ٹہیری تھی - مگر راجہ اجیت سنگہ نے خود اوسسے شادی کرنی چاہی - اسلیئے بیٹے نے غیرت مین آنکر باپ کو مار ڈالا - اور یہ عورت راجہ کے ساتھہ ستی ہوگئی غرض جس بیوفا راجہ نے باپ کو دغا سے قتل کیا ہو اوسسے وفاداری اور جان نثاری کی امید کرنی آگ سے پانی کی امید رکھنی ہے مگر بات اصلین یہ تھی کہ ابھے سنگہ کو ایسے قومی ذریعے حاصل تھے کہ مغلون کی حکومت کو حاصل نہ تھے اور وہ اپنے ذریعون کی بدولت اس بات کے قابل سمجھا گیا کہ سربلند خان کے قبضہ سے گجرات نکال لے گا اور مرہٹون کی لوٹ مار سے بچا ویگا - پہلا مطلب تو حاصل ہوا کہ سربلند خان کو ایک سال مین فوجکشی کرکے ۱۷۳۱ء مین گجرات سے باہر کردیا - مگر دوسرا مقصد حاصل نہیں ہوا تہا - پیلاجی گائکوار اگرچہ ۱۷۳۲ء مین بڑودہ سے خارج ہوگیا تہا - مگر ابتک اوسمین اس قدر دم باقی تھا کہ جب راجہ ابھے سنگہ نے اپنی حکومت کا استحکام اسمین سمجھا کہ کسی طرح اوسکو ٹھکانے لگا دے - چنانچہ ۱۷۳۲ء مین اوسکو دغا سے مار ڈالا اسپر اوسکے بھائی بندون کے ایسی آگ لگی کہ وہ گجرات پر چڑھ گئے - اور اوسکو برباد کردیا اور آس پاس کی قزاق قومون بھیل اور کولیون کو برانگیختہ کیا کہ وہ کبھی مسلمانونکی مطیع نہ ہوئین - غرض ان جنگلی قومون اور گائکوار کے خاندان نے ملک گجرات کو آپسمین تقسیم کرلیا - بلکہ اونہون نے جودہ پور پر جاکے ہاتھہ پہیکا جسکے سبب راجہ ابھے سنگہ گجرات کو چھوڑکر اپنی ریاست کی واسطے یہان نائب چھوڑکر چلا گیا اور اس نائب سے کچھہ نہ ہوسکا +

پہلے لکھہ آئے ہین کہ مالوہ مین راجہ گردہر صوبہ دار تہا - یہ راجہ جو اکبر دہی سے خالی تہا اوسنے باجی راو سے لڑنا شروع کیا اور بادشاہ سے باربار بہ سبب قلت سپاہ کے امداد مانگی مگر وہان سے کچھہ جواب نہ آیا - آخر کار اس لڑائی مین وہ مارا گیا - اور اوسکی جگہ اوس کا بھتیجا دیارام مقرر ہوا وہ بھی لڑتا رہا اور بادشاہ کو لکھتا رہا کہ جب تک مین زندہ ہون ہندوستان سے مرہٹون کو روک رہا ہون میرے مرنے کے بعد وہ سارے ملک مین پھیل جائینگے

۱۷۵۹ع صوبہ داری مالوہ کا مرہٹون کے ہاتھہ جانا +

مالوہ کی صوبہ داری پر باجی راؤ کا مقرر ہونا +

غرض وہ بھی مر گیا سنہ ۱۱۴۲ھ مین محمد خان بنگش اوسکی جگہ مقرر ہوا۔ مگر اوسکو بندیلون سے ایسا معرکہ آن پڑا کہ وہ اوسمین مصروف ہوا۔ راجہ جی سنگھ والی جے پور کو یہ صوبہ عنایت ہوا۔ یہ راجہ خود بڑی مہارت علم نجوم مین رکھتا تھا اور علم و ہنر کا بڑا قدر شناس تھا دلی مین آجتک جیسنگھ پورا اور جنتر منتر اوسکی نام کو یاد دلا رہے ہین۔ اس وقت وہ بڑا معتبر راجہ تھا مگر مستقل مزاج اور عالی ہمت نہ تھا مرہٹون سے اوسکو موروثی تعلق تھا مگر یہ تعلق ایسا نہ تھا کہ دغابازی سے وہ مالوہ مرہٹون کو دیدیتا جب اوسنے دیکھا کہ مرہٹون سے مقابلہ کرنے مین کچھہ فائدہ نہین ہے تو بادشاہ کے اشارہ سے اوسنے یہ صوبہ باجے راؤ کو سنہ ۱۱۴۵ھ مین دیدیا۔ اب اس مالوہ کی مہم مین مرہٹون کو بندیل کھنڈ مین بھی جانیکا اتفاق ہوا جسکا ذکر نیچے دس پانچ سطرون کے بعد لکھا جاتا ہے۔
گجرات اور مالوہ کے صوبون کے نکل جانیسے سلطنت کو بہت ضعف ہو گیا ایسے وقت مین افسوس ہے کہ مسلمانون سے ننگ و نام کے رکھنے والے جوانمرد اور جنگآور موجود نہ تھے۔ نامردون سے کیا کام ہوتا ہے جہان شیر کا کام ہو وہان لومڑی سے کیا کام نکلتا ہے جہان لوہے کی تلوار کا کام ہو وہان لکڑی کی تلوار سے کیا سرانجام ہوتا ہے۔ پانی سے آگ کا کب کام نکلتا ہے خاک سے ہوا کا کیا خاک کام ہوتا ہے۔ قاعدہ ہے جہان جبن اور نامردی گھر بناتی ہے وہان مکاری و دغابازی بیوفائی بے ایمانی ضرور اوسکے ہمسایہ مین آباد ہوتی ہین صمصام الدولہ نے تمام باغیون کی تنبیہ اور سلطنت کے انتظام کو مکاری اور عیاری پر موقوف رکھا تھا اور یہہ چاہتا تھا کہ حیلون اور شعبدون سے سارے فتنہ اور آشوب کو دور کر دون۔ اور آصف جاہ اور باجے راؤ جیسے دشمنون کو لطائف الحیل مین ٹال دون۔ بھلا پانی مین کیونکر آگ لگ سکتی ہے یہ ارادہ اوسکا کیونکر پورا ہوتا۔ ایسی تدبیرون سے تو اور سلطنت کی قوت گھٹتی تھی اور باغیون کی تقویت بڑھتی روز بروز نفاق کا دروازہ کشادہ ہوتا تھا۔ اور حوادث اور فتنون کا مادہ زیادہ ایسے وقت مین تو ایسا کوئی بادشاہ ذی شوکت صاحب سطوت عالمگیر جیسا ہوتا کہ متمرد سرکشون اور باغی گردن کشون کے نخل نخوت اور بغاوت کو اپنے صدمون سے جڑ پیڑ سے اوکھیڑ کر پھینکتا +

جب مالوہ اور گجرات پر مرہٹون کا تسلط ہو گیا اور بادشاہ سے انکا تدارک کچھہ نہ ہوا تو اونکا اور آگے حوصلہ بڑھا اور صوبہ الہ آباد اور اکبر آباد پر اونکا دانت ہوا جسوقت باجے راؤ مالوہ مین آیا ہے اوسوقت محمد خان بنگش جو مالوہ کا صوبہ دار تھا۔ بندیل کھنڈ کے راجہ چھتر سال سے لڑ جھگڑ رہا تھا۔ اس راجہ کی ریاست مالوہ اور الہ آباد کے درمیان واقع تھی۔ محمد خان بنگش اپنی قوم کے بہت سے سپاہیون کو ساتھہ لیکر بندیل کھنڈ پہ چڑھ گیا۔ اور اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا۔ وہان کے دار الملک مین اس جدید ملک کے انتظام کے لئے اقامت اختیار کی۔ راجہ السیا اوسکے ہاتھہ سے تنگ آیا کہ اوسنے ناگ پور کلان کے مرہٹون سے استعانت کی درخواست کی۔ باجے راؤ ان سردارون سے جو اجین مین تھے وعدہ کیا کہ ہم اس اعانت کے عوض مین ملک اور روپیہ دینگے۔ باجے راؤ نے اوسکی درخواست منظور کی اور سپاہ روانہ کی جو بجلی کی طرح محمد خان بنگش پہ جا پڑی وہ گھبرا کر قلعہ جیت گڈہ مین محصور رہا۔ اس قلعہ کو مرہٹون نے ایسا محاصرہ کیا کہ گھاس کا تنکا نہین پہنچنے دیا۔ اور یہانتک قلعہ والون کو کھانے پینے کی تنگی ہوئی کہ گائے

گھوڑے

گدہے کتے تک

نہ چھوڑے

جو کھانے کی

چیزین نہ تھین وہ کھائین۔ باہر نکلنا میسر نہ ہوا غضنفر جنگ کے زن و فرزند فرخ آباد مین تھے وہ امراء حضور سے استغاثہ و استمداد کرتے تو کوئی نہین سنتا۔ دہلی کی سلطنت مین ایسی قدرت ہی نہ تھی کہ وہ اعانت کرتی آخر ناچار ہو کر احمد خان کے بیٹے قائم خان نے اقوام سے رجوع کی اور اوسکی بیوی نے روہیل کے پٹھانون کے پاس اپنی چادر بھیجی کہ وہ بنگش کو گرفتاری سے خلاص کرین (پٹھانون مین اس طرح چادر بھیجنا نہایت ضرورت کی حالت مین عزت بچانے کے لئے درخواست کرنا ہے)+

محمد خان بنگش کا بندیل کھنڈ پر چڑھنا اور مرہٹون کا دخل +

افغان ہم قومی کی حمیت کے سبب سے جمع ہوئے غضنفر جنگ کی بیوی اور بیٹے سے تھوڑے روپیہ کا سرانجام ہوسکا افغانون نے اسی پر قناعت کی اور وہ قائم جنگ کو اپنا افسر بنا کے وقت غضنفر خان پاس پہنچے اور قید سے اوسکو نکالا اور الہ آباد مین پہنچایا بیٹے نے یہ بڑا کام کیا کہ باپ کو بچایا مگر اس بچنے سے اسکا صوبہ نہ بچا - راجہ بندیل کھنڈ نے باجے راؤ کو اسکی حسن خدمات کے عوض مین جمنا کے کنارہ پر جہالنسی کا علاقہ دیا - لبعدازان جب مرنے لگا تو باجے راؤ کے لئے ایسے حقوق بندیل کھنڈ مین چھوڑ گیا کہ جنکے سبب سے کل ملک مرہٹون کے ہاتھ لگ گیا - کوئی لکھتا ہے کہ راجہ نے باجے راؤ کو متبنی کر لیا تھا +

امرائے حضور نے غضنفر جنگ پر مرہٹون اور بندیلون سے مغلوب ہونے کا قصور ثابت کیا تو وہ مورد عتاب مین آیا اور الہ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا - اور مبارز الملک سربلند خان کی عفو تقصیرات ہوئین اور وہ الہ آباد کا صوبہ مقرر ہوا - اوسنے اپنے بڑے بیٹے خانزاد خان بہادر غالب جنگ کو صوبہ مذکور مین نائب مقرر کیا - وہ خود اکثر بادشاہ پاس رہتا مگر دربار مین شکستہ خاطر ہونے کے سبب سے کمتر جاتا اکثر گھر مین پڑا رہتا +

ان ہی دنون مین حیدر قلی خان مع اپنی بیوی کے حسن خانہ مین سوتا تھا - رات کو حسن خانہ مین آگ لگی بیوی نیم سوختہ زندہ نکلی میان لیا ختہ ہوا کہ کسی علاج سے اچھا نہوا دینا چل بسا اور ۸ جمادی الاول ۱۱۴۳ سنہ کو محمد یار خان صوبہ دار شاہجہان آباد نے انتقال کیا -

اسی سال مین میر آتشی کی خدمت مظفر خان برادر صمصام الدولہ کو مفوض ہوئی - اس سال مین چہارم شوال کو برہان الملک کے باروت خانہ مین آگ لگی - فیروز شاہ کا منارہ آدھا اڑگیا اور اوسکے نیچے کی آدھی عمارت اڑکر دور جا پڑی - اس زمانہ مین نجم الدین علی خان رحمت الہی سے واصل ہوا اور اجمیر کی صوبہ داری علاوہ میر آتشی کے مظفر خان کو ملی - دہم جمادی الاخری کو بادشاہ کچھ بیمار ہوگیا - ۷ شعبان کو راجہ ابھے سنگھ پسر مہاراجہ اجیت سنگھ بادشاہ پاس آیا تھا اوسنے سنا کہ مرہٹون نے اوسکے وطن مین فساد مچایا اسلئے وہ رخصت لیکر اپنے دار الملک جودھپور میرٹھا کو روانہ ہوا - اس سال مین ایک ہندو جوہری نے پنجابی

غضنفر جنگ کا مورد عتاب ہونا +

محمد یار خان کی وفات +

کشش دو وزرون مین سے ایک کشش وز کو ہولی کے ہنگامہ مین مار ڈالا تھا اونھون نے باد
فریاد کی جب کسی نے نہ سُنی تو اونھون نے جامع مسجد مین دو جمعون کی نماز نہ پڑھنے دی قا
کو بے عزت کیا روشن الدولہ انتظام کو گئے تو اونپر بھی دور سے جوتیان پھینکی گئیں غرض ش
سے یہ دنگہ مٹا - آخر شوال اور ماہ ذیقعدہ مین شاہجہان آباد مین عفونت کے سبب سب چھ
بڑے تپ مین مبتلا ہوئے - پٹنہ و الہ آباد و اکبر آباد سے بیماری شروع ہو کر شاہجہان
مین آ گئی - یہان سے پانی پت و لاہور مین اوسنے سرایت کی مگر انجام بخیر ہوا تھوڑے آدمی
ماہ رجب ۱۱۴۳ھ مین بعض راتون کو ایسی سردی پڑی کہ مٹکے اور ٹھلیون مین پانی جم گیا ا
برف پڑی - اس شہر مین کبھی ایسی جاڑے کی شدت نہیں ہوئی +

پانچوین رجب ۱۱۴۵ھ کو بادشاہ شاہجہان آباد سے اکبر آباد پر [illegible] کی طرف سیر شکا
کو گیا - سرزمین اکبر آباد مین مرہٹون کی شوخیون کی خبر سنکر اونکی گوشمالی کے ارادہ سے
منزل بادشاہ چلا اور ہنڈن ندی کے کنارہ پر سات آٹھ روز قیام کیا جب مرہٹون کے
باہر چلے جانے کی خبر سنی تو ماہ شوال مین شاہجہان آباد مین چلا آیا +

دہم رمضان ۱۱۴۶ھ کو بادشاہ نے مظفر خان بہادر میر آتش برادر صمصام الدولہ کو مرہٹا
کی تنبیہ کے لیے روانہ کیا جب مرہٹون نے گجرات اور مالوہ کے صوبون کو تسخیر کر لیا او
اوسکا تدارک ظہور مین نہین آیا - تو اونھون نے تنگ تاز کو اور دست طلب دراز کیا آہستہ آ
آگے قدم بڑھایا - اور کچھ مدت گذرنے کے بعد ملک بادشاہی کے ایک دو محال پر تص
یہانتک کہ تھوڑا زمانہ گذرنے کے بعد وہ گوالیار تک جو اکبر آباد سے قریب ہے متصرف ہو
آصف جاہ نے مرہٹون کے اغوا مین کوشش کی فساد کو بڑھایا - اور مرہٹون
بلاد کی تسخیر پر دلالت کر کے دلیر کیا - ارکان سلطنت کے ضعف کو مرہٹے دیکھہ کر خود
آگے بڑھنے کا ارادہ رکھتے تھے اب آصف جاہ کی تحریک بہانہ کو خاطر خواہ جا
قدم آگے بڑھایا - امیر الامرا اور خالصہ کے محالات پر اونھون نے تاخت و تاراج
جب مرہٹون کی تاخت و تاراج نے حدود گوالیار سے آگے بڑھ کر محالات متعلقہ اکبر آباد و اجم

بادشاہ کا [illegible] جانا +

مظفر خان [illegible] جانا +

بھی سرایت کی تو امیر الامرا نے ناچار ہو کر اپنے بھائی مظفر خان کو جو گھر میں بیٹھا اپنی شجاعت کی شیخیان بگھارتا تھا مرہٹون کی جنگ و تنبیہ کے لئے بادشاہ سے رخصت دلائی اور بائیس ہزار سپاہ کے اوسکے رفیق اور معین کئے۔ افواج شاہی اوسکی ہمراہی مین گئی غرض وہ بڑے ٹھاٹھ سے مرہٹون سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ مرہٹون کی لڑائی کا ضابطہ جنگ بطور جیادلی و قرادلی ہے اثنا راہ میں کہیں مظفر خان سے مرہٹے دوچار نہ ہوئے۔ وہ سرونج مین جا کر مقیم ہوا۔ اس میدان مین مرہٹون نے چند ماہ اوسکو محصور رکھا اور اجناس و غلہ کو اس پاس جانے نہ دیا مظفر خان بہادر نے خودداری کر بادشاہ اور اپنے بھائی کے حکم کا انتظار کیا جب حکم معاودت صادر ہوا تو اوسنے خدا کا شکر کیا۔ اور بادشاہ اور بھائی کی خدمت مین آیا دوازدہم محرم ۱۱۴۸ کو بادشاہ کی کورنش بجالایا۔ اس سفر پر بھی اوس کے خوشامدیون نے کہا کہ ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند + چہارم جمادی الثانی کو امیر الامرا صمصام الدولہ اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان مرہٹون کی تنبیہ کے لئے بادشاہ سے رخصت ہوئے۔ یہ دونو بہادر بھی مظفر خان کی طرح مرہٹون کو تلاش کر کے اولٹے چلے آئے۔

شوال ۱۱۴۷ میں مرہٹون نے قصبہ ساتھر پر کہ شاہجہان آباد سے سو کوس پر ہے تاخت کی وہان کے فوجدار فخر نے تین چار ہاتھی اور تین لاکھ روپیہ کا مال اسباب خانہ مرہٹون کو دیا کہ وہ اُسے دست بردار ہوون مرہٹون نے اوسپر قناعت نہ کی فخر کو لیا لوٹا کہ صرف اوسکے بدن پر کپڑے چھوڑے۔ قصبہ مذکور کے قاضی نے جاہلیت کی حمیت کو کار فرمایا کہ پہلے اپنے عیال کو مارا اور پھر جہان تک ہو سکا مرہٹون سے لڑا اور مجروح ہو کر اپنے گھر مین بیٹھا۔

اس زمانہ مین راجہ بھگونت کھیچار زمیندار غازی پور ضلع کوڑہ مین سرکشون کا بڑا سرغنہ تھا وہ جان نثار خان کو ہمیشہ آزار پہنچاتا تھا۔ جان نثار خان و قمر الدین خان کا بہنوئی ضلع کوڑہ کا ناظم تھا جب کوڑہ مین نواب سربلند خان صوبہ الہ آباد آیا تو جان نثار خان نے بھگونت سے

استیصال کے لیے اس سے مدد مانگی - سربلند خان نے کہا کہ بھگونت کے مطیع کرنے مین بہت مدت لگیگی -
میرے پاس سپاہ کے خرچ کے لئے روپیہ نہیں ہے - اگر تم روپیہ دو تو مین بھگونت کو سزا
دون جان نثار خان نے روپیہ دینے سے انکار کیا تو سربلند خان نے الہ آباد کو مراجعت کی
بھگونت سنگہ جان نثار خان کی جان لینے کے لئے اپنا قابو ڈھونڈھ رہا تھا کچھہ تھوڑی مدت کے
بعد اوسنے دفعتہً جا کر اوسکو مار ڈالا - اسکا سارا مال اسباب لوٹ لیا - اوسکے گھر کی عورتون پر
متصرف ہوا (منتخب اللباب مین لکھا ہے کہ روپا رائے پسر بھگونت نے اوسکی بیٹی پر تصرف
کرنا چاہا مگر اوسنے اپنی عصمت بچانے کے لئے زہر کھا کر جان دیدی) یہ خبر سنکر قمرالدین خان
وزیر کو بڑا غصہ آیا - وہ امراے دہلی کو ساتھ لیکر بھگونت سے لڑنے کے لئے نکلا بھگونت قلعہ
غازی پور مین متحصن ہوا - وزیر نے سب طرح کی کوششین کین مگر اونکا کچھہ اثر مرتب نہ ہوا - تو آخر
کو محمد خان بنگش نواب فرخ آباد کو قلعہ غازی پور کا محاصل سپرد کر کے دہلی چلا گیا - نواب مذکور نے
بھگونت سے کچھہ روپیہ لیکر معاملہ کر لیا اور فرخ آباد کو معاودت کی اسسے بھگونت کو پہلے سے
بہت زیادہ دلیری ہوئی اوسنے کوڑہ پر قبضہ کر لیا +

جب بادشاہ نے ضلع مذکور برہان الملک کو سپرد کیا تو وہ سنہ ۱۱۴۸ھ مین بہت تاک سپاہ
لیکر گیا - قلعہ غازی پور سے بھگونت تین ہزار سوار لیکر دفعتہً لشکر کے روبرو آیا - نواب کے توپخانہ
سے اوسکے بہت آدمی مارے گئے گو بھگونت ان توپون کی مار سے بچکر ہراول پر حملہ آور ہوا
جسکا سردار ابو تراب خان تھا بھگونت نے اوسکو مار کر نواب کے قول پر حملہ کیا - میر خدا یار خان جو ہزار
سوارون کے ساتھہ لئے لڑا سخت لڑائی کے بعد اوسکو شکست ہوئی تو نواب خود اوسکی کمک کو
گیا اور بڑی گھمسان لڑائی ہوئی - بھگونت کو گھیر کر درجن سنگہ چودھری نے مار ڈالا -
نواب برہان الملک نے بھگونت کا سر کاٹ کر بادشاہ پاس بھیجا - اور کھال مین بھس بھر کر
قمرالدین خان پاس بھیجی بعض کہتے ہین کہ درجن سنگہ بھگونت کا رشتہ دار اور نواب کا نوکر تھا
بعض اس کو برہمن بتاتے ہین راجہ بھگونت کو فارسی کتابون مین اجاڑا و ادارو اور زادارو بھی لکھا ہے
برہان الملک چند روز اس جگہ مین رہ کر شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا - ۷ رجب سنہ ۱۱۴۸ھ کو

بادشاہ کی ملازمت کی۔ ۲ شوال کو ابو المنصور خان صفدر جنگ داماد و خواہرزادہ برہان الملک
اور شیخ عبد اللہ خان وغیرہ نے اس سبب سے رخصت کی درخواست کی کہ پسر بھگونت نے مرہٹوں کو اپنی
کمک کے لئے بلایا تھا +

اسی عرصہ میں ۱۱ ذیقعدہ ۱۱۴۸ھ کو یادگار خان کشمیری کو کہ چرب زبان و ہوشیار اور
امیر الامرا صمصام الدولہ کے رفقا میں سے تھا راجہ جے سنگھ سوائی اور آپا جی راؤ سپہ سالار مرہٹہ پاس بھیجا
جو راجہ ساہو کی طرف سے ممالک ہندوستان کی تسخیر کے لئے مامور ہوا تھا۔ کہ وہ راجہ جے سنگھ سوائی
کی معرفت مرہٹوں سے جواب سوال کرے۔ گجرات اور مالوہ کی صوبہ داری بھی انکو دی گئی تھی
مگر مرہٹوں نے کسی بات کو نہ سنا اور گجرات اور مالوہ کے صوبوں کے لینے پر انکی حرص کی آگ
نہ بجھی بلکہ انھوں نے اپنا مقدور پیشتر سے بیشتر دیکھا انھوں نے اور زیادہ پاؤں پھیلائے۔
پیشوا کو اس وقت بڑی فرصت حاصل تھی کیونکہ کولاپور کے راجہ سے پہلے ہی صلح ہو چکی تھی۔
نظام الملک سے کچھہ خوف باقی نہ رہا تھا اوسنے تو خود مرہٹوں کو شمال کا رستہ بتلا دیا تھا۔
وہ بیٹھا ہوا اپنی جدا ہی سلطنت قایم کر رہا تھا گو اوراطراف سے بالکل غافل نہ تھا مغربی سواحل
پر جو دشمن پیشوا کے راجہ کے تھے ان دور دراز کی مہمات کے زمانہ میں مغلوب کر لیا تھا گجرات
مالوہ بندیل کھنڈ میں بادشاہی اہلکار کا نام نہ تھا۔ اسکے محصول سے اسکی سپاہ کثیر کا کام چلتا
تھا۔ اجمیر و بندیل کھنڈ کے راجپوت اسکے دوست تھے۔ ہاں برار میں خاندان بھوسلا نے
سلطنت کی ایک نئی شاخ قائم کی تھی جس سے ناگپور کی ریاست کی بنیاد پڑی۔ اگرچہ
یہ ریاست پیشوا کی مخالف ہوئی مگر اوسنے مغلوں کے ساتھہ لڑنے میں کچھہ خلل نہیں ڈالا
پیشوا کے زیر حکومت بڑے بڑے جوانمرد افسر ہولکار اور سیندھیا تھے جب سب باتیں
جمع ہو گئیں تو باجے راؤ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنی قوت کو بادشاہ دہلی پر آزمائیے
بادشاہ نے ۷ ذیقعدہ ۱۱۴۹ھ کو امیر الامرا صمصام الدولہ کو مرہٹوں کی تنبیہ کے لئے
رخصت کیا۔ اوسنے اکبرآباد میں بتیس چالیس ہزار سوار مع توپ و توپخانہ اور اور آلات
کارزار کے آراستہ کئے ہندوستان کے بعض عمدہ راجہ اسکے ہمراہ تھے سرداران مغل و

امیر الامرا صمصام الدولہ و وزیر الممالک اعتماد الدولہ کا باجے راو مرہٹہ سے جا لڑنا اور اس کا انجام +

ہندوستانی اوس کے ملازم ہمرکاب تھے علاوہ انکے مغلیہ اور تورانیہ قدیمی ملازم بادشاہ کے ا
ہمراہ تھے اس لشکر کے ساتھ اجمیر کی راہ پر دشمن کا منتظر تھا محمد خان بنگش اپنے مسکن
سے بادشاہ کے حکم سے مرہٹون کی روبراہ تھا ان تمام مشہور امرائے مقتدر میں سے کسی
یہ نہ تھی کہ مرہٹون پر خود تاخت کرتا اور وہ نکے کان امیٹھتا۔ خود صمصام الدولہ بیٹھا
تدبیرات سوچتا اور اونکا خلاصہ جی سنگھ لکھتا۔ اونکے جواب میں جی سنگھ کے دل میں جو
امیرالامرا کو لکھہ بھیجتا۔ راجہ ابھے سنگہ راٹھور اپنے وطن میں افیون کی پینک میں رہتا
خواب میں رات کو بیچتا پ رہتا کہ کیا کرنا چاہیے جب امیرالامرا اوسکو طلب کرتا تو خود
اور اپنے ملک کی حفاظت کا عذر لاطائل لکھہ بھیجتا علی ہذا القیاس اعتماد الدولہ کبھی ا
غافل کبھی ہراس میں اپنے لشکر گاہ میں اپنے رفقا اور اپنے ہم قوم امرا سے مشورہ
عقدہ نہ حل ہوتا ہمیشہ آصف جاہ کی اعانت کی امید رکھتا صمصام الدولہ و بادشا
دونو سے آصف جاہ نہایت آزردہ خاطر ہوکر دکن کو چلا گیا تھا۔ وہ ان خرابیون کی
کی اصلاح پر التفات نکرتا بلکہ یہ چاہتا تھا کہ جس صورت سے ہو سکے ارکان سلطنت و ا
مملکت کی کسر شان ہو آصف جاہ کی طرف سے بادشاہ سوء ظن رکھتا تھا امیرالامرا کی
کے سبب آصف جاہ سے رجوع نہیں کرتا بلکہ قطبی امراے تورانیہ سے بدگمان ہوکر
ا نکی اعانت نہین چاہتا تھا۔ روز و شب تذبذب مین گذرتے تھے اور کوئی کام کسی
درست پر نہین قائم ہوتا تھا حضور بادشاہ کے امرا کے لیے مقدور او منصب ا رمعدو
کام کو نہیں کرتے تھے اونمین سے اکثر کو لیاقت بھی نہ تھی بعض مثل عمدۃ الملک و غیرہ
امیرالامرا کی ناخوشی کے سبب اسکی مرضی کے خلاف کسی التماس کی مجال نہ رکھتے
اگر عمدۃ الملک یا مبارز الملک سربلند خان کہ جرأت اور کام کی لیاقت رکھتے تھے کچھ
بادشاہ صمصام الدولہ کی مرضی کے خلاف کسی کی بات نہ سنتا جو کچھ بادشاہ کے دل مین آ
وہ صمصام الملک کو لکھہ بھیجتا اور وہ عذر مین عرائض دور ازکار جواب مین لکھہ بھیجتا۔
مین سے ہر ایک مرہٹون سے مصالحت چاہتا تھا اور مرہٹون کے استیصال کو امیرالامرا

تاب و توان سے باہر جانتا تھا صلح و جنگ کی شقوق پر تامل عمیق ہوتا اور معاملہ کا انفصال
ناتمام اور ملتوی رہتا سب باتون سے اصلح شاہجہان آباد کی مراجعت ٹھیری +

برہان الملک سعادت خان بہادر جنگ فقط اودہ کا صوبہ دار اور خواص بادشاہی کا
داروغہ تھا ٖ ٖ ٖ ٖ امیرون مین جنکا ذکر اوپر ہوا اونسے مدارج مین کمتر تھا لیکن نہایت شجاع
دغیور مردانہ صاحب شعور ارجویائے نام و ننگ و الوالعزم با فرہنگ تھا وہ امرا کی سستی
دیکھکر اور مرہٹون کی شوخی سے دل تنگ ہوا باوجودیکہ صوبہ کی حدود شمالی گنگا کی طرف
تھے اور اوسکو چھلیون سے سروکار نہ تھا اونے محض غیرت کے سبب مرہٹون سے رزم کا عزم کیا اور
پیکار کے لیے مستعد ہوا۔ وہ اپنی فوج کو پیکار کے لیے ہمیشہ آراستہ رکھتا تھا اب از سر نو
آراستہ کیا اور اسباب حرب آذوقہ کو جسقدر رہنا سب تھا مہیا کیا۔ اور اپنے داماد ابو المنصور خان
صفدر جنگ کو ساتھ لیے اپنے دار الملک سے کوچ کیا اور گنگا سے پار گیا اور جمنا سے پار اوترنے کا
ارادہ تھا کہ راجہ بھدور کی کمک کرے۔ راجہ کہ برہان الملک سے توسل رکھتا تھا۔ اوس کے قلعہ کا
محاصرہ مرہٹون نے کر رکھا تھا اونے برہان الملک کو عرائض لکھی تھین کہ وہ میری امداد کرے
برہان الملک نے جواب مین لکھا تھا کبھی عاجز ہوکر مرہٹون کو کوڑی نہ دینا مین ابھی آیا۔ مرہٹون اور بندیلکھنڈ
نے آپسمین اتفاق کرکے جمنا کے گھاٹون پر اپنا ازدحام کر رکھا تھا اونپر سے عبور کرنا آسانی اور جلدی
سے نہین ہو سکتا تھا۔ راجہ کو مرہٹون کے ہاتھ سے ایک صدمہ عظیم پہنچا۔ راو ملہار نے کہ باجی راو
کا عمدہ سردار تھا جمنا سے پایاب جگہ سے عبور کیا۔ اور برہان الملک کے عقب مین آیا جگہ جگہ اٹاوہ سے
اگرہ کے موتی باغ تک جس جگہ آبادی دیکھی اوسکو جلایا یا غارت کرکے خاک کی برابر کیا سعد آباد
وجالیسر پر دست درازی کی اور اونکو خراب کیا ۱۴ ۔ ذیقعدہ کو ۱۱۴۹ھ کو برہان الملک بلائے
ناگہان کی طرح ملہار راو ہلکر پر گرا۔ اکثر مرہٹون کو قتل اور تین عمدہ نامدار سردارون کو اسیر کیا
اعتماد پور تک کہ چار کروہ مسافت پر تھا تعاقب کیا اور راہ مین کشتون کے پشتے لگا دیے۔ راو ملہار راو
کے ایک زخم منکر لگا اور فراریون کے ساتھ گیا اور بھاگ گیا۔ راہ مین جمنا مین کچھ مرہٹے ڈوبے۔ باجی راو
کے پاس ملہار راو گیا۔ یہ سپہ سالار دکھن قصبہ کوٹلہ آبادی سادات مین کہ گوالیار کے قریب تھا

برہان الملک کا مرہٹون سے مقابلہ کرنا اور اونکو شکست دینا +

ٹھیرا ہوا تھا۔ برہان الملک اوسکے تعاقب مین دھول باری کی طرف آیا کہ اکبر آباد سے اٹھارہ کوس
پر دریائے چنبل کے اس طرف واقع ہے۔ اوسنے سنا تھا کہ باجے راؤ وہان ہے۔ اسکا ارادہ تھا
کہ باجے راؤ سے جہان ملاقات ہو وہان مقابلہ و مقاتلہ مین مشغول ہون کہ ہندوستانیون کی
آبرو گئی ہوئی پھر حاصل ہو اور بگڑی ہوئی بات بنے۔ مگر وہان مرہٹون کے لشکر کا پتا نہ تھا
ناچار برہان الملک اپنے خیمون مین آیا اور دو روز آرام کیا اور حکم دیا کہ لشکر کا ہر سوار چار روز
کا سامان کھانے پینے کا اپنے ساتھ لیکر مسلح و مکمل ہوکر ہمراہ ہو اور خود بھی پانی سے بھری
مشکین اور پکی روٹیان ساتھ لین اور حکم دیا کہ جو شخص ملازمون مین سے اپنے خیمہ گاہ مین رہیگا
اوسکے گھوڑے کی دم کاٹ کر تشہیر کی جائے گی اور ہاتھیون پر بھاری جزائل کو اونٹون پر
رہکلے کو لادکر ہلکی توپون اور ضربون کو ہمراہ لیا اور کھانے پینے کی چیزین اونٹون اور خچرون پر لادی
ہوئی ساتھ لین اور مصمم عزم کیا کہ اگر چنبل کے اس طرف غنیم ہوگا تو مع فوج دریا کے پار جاکر
اوسسے دست بدست مردانہ اور مبارزت دلیرانہ کرونگا جیسے ہی یہ ان تیار کرکے حرکت پر مستعد ہوا
تو برہان الملک کی جرأت و جلاوت کی خبر صمصام الدولہ کو پہنچی تو وہ بڑا شرمندہ ہوا اوسنے
چاہا کہ مین بھی برہان الملک کی طرح نام پیدا کرون یا اوس کو بھی اپنی طرح بدنام و رسوا کردون
اسلئے اوسنے شتر سوارون کے ہاتھ متواتر مکتوبات بھیجے ان مین لکھا تھا کہ مین آپ آتا ہون
ہم تم دونون ملکر دشمن کو ستیصال کرینگے زنہار کار مین جلدی نہ کرنا برہان الملک بہادر نے
امیر الامرا کے خطوط آنے سے عین سواری و تیاری لشکر کے وقت اپنا ارادہ ترک کیا تین چار
روز بعد امیر الامرا آیا بادشاہ کے حکم سے جو بسبب مرہٹون کے قرب خوفناک تھا اور صاحب فوج
امیر مہم و مدافعہ مین مامور تھے قمر الدین خان بھی مع اپنی فوج کے شاہجہان آباد سے تیس کوس
آگے کی کمک پر تھا محمد خان غضنفر جنگ بنگش بھی اپنی جمعیت کے ساتھ ایک طرف غنیم کا
منتظر تھا صمصام الدولہ اور برہان الملک مین ملاقات ہوئی سطر فین مین ضیافتین ہوئین۔
اسطرح غنیم کو چھ سات روز کی فرصت مل گئی۔ اور برہان الملک کے تعاقب کا اضطراب
باجے راؤ کے دل سے باہر ہوا اوسنے شاہجہان آباد کو فوج سے خالی تصور کیا۔ برہان الملک کی

کی فتح کی یہ ہوائیان اڑین کہ سارے مرہٹے دکن کو بھاگ گئے جب باجے راؤ کے کان مین خبر پہنچی تو وہ مرہٹون کی بدنامی کا دہبہ مٹانے کے لئے اور زیادہ لڑائی پر آمادہ ہوا اور اون سے کہا کہ اب مین بادشاہ کو جتلاتا ہون کہ ہندوستان خاص مین ہون اور اوسکی دار السلطنت مین اپنے مرہٹون کو دکھلاتا ہون اور اپنی لڑائی کے شعلون کو بھڑکاتا ہون۔ وہ بڑی بڑی منزلین طے کرتا ہوا ۸۔ ذی الحجہ سنہ ۱۱۴۹ھ مین تغلق آباد مین آیا۔ اُس دن کالکا کا میلا تھا اس مین ہندو مسلمانون کا جم گھٹا تھا۔ اس میلے کو اونے بڑی دلجمعی سے لوٹا بہت مال جمع کیا۔ رات کو قطب صاحب کے مزار کے قریب آیا۔ پھر عرفہ کے دن مینا بازار اور آبادی کی دکانون کو جلایا اور غارت کیا۔ دوپہر کے قریب حویلی پالم کو تاراج کیا۔ کالکا کے مجروح و مضروب شہر مین آئے مرہٹون نے قتل و غارت کو زبان حال و مقال سے ظاہر کیا۔ اس خبر کے سننے سے اور مجروحون کے حال دیکھنے سے دہلی مین نہایت ہول پیدا ہوا۔ بادشاہ کے حکم سے دس پانچ امیر ٹوٹی پھوٹی سپاہ لیکر باہر نکلے اور تال کٹورہ پر کہ شاہجہان آباد سے بہت قریب ہے لڑائی شروع ہوئی دو چار غیرت مند امیر مارے گئے۔ باقی بے حیا اپنا سا منہ لیکر شہر مین چلے آئے۔ شاہجہان آباد کے قریب جو بادشاہی لشکر تھے وہ اس خبر کو سنکر اور بادشاہی کی تنہائی کا اندیشہ کرکے ہر ایک یلغار کرکے شاہجہان آباد کی طرف دوڑے۔ اور چند روز مین جمع ہو گئے۔ باجے راؤ نے جب برہان الملک کا آنا سنا تو اپنے مین تاب مقاومت نہ دیکھی چار و ناچار قصبہ بوانڑی و پاٹودی کی طرف گیا اور دونو قصبون کو خاطر خواہ لوٹا۔ اسی راہ سے گجرات اور مالوہ چلا گیا۔ اور کہین نہین ٹھیرا۔ برہان الملک کے سوا کسی اور کو مرہٹون کے تعاقب کی ہوس نہ تھی۔ ہر ایک امیر کچھ بہانہ بناکے اپنی جگہ سے نہین ہلا + اب ارکان شاہی سے کچھ اور نہ ہو سکا سوا اس کے کہ نظام الملک کی منت سماجت کرین۔ بادشاہ نے جو لشکر کشی کی اُس سے مرہٹون کی نظر مین بادشاہ کی عزت اور گھٹ گئی تھوڑی مدت کے بعد باجے راؤ نے خود عہد نامہ کی بابت کتابت شروع کی۔ مالوہ اور گجرات دینے کی تجویز دربار شاہی مین ہوئی۔ ان ملکون کے دینے کا پوشیدہ پوشیدہ عہد نامہ لکھا گیا۔ مگر اوسپر امرا شاہی کا اتفاق نہ ہوا مرہٹون نے ایک شرارت کی

یہ سب حال معلوم ہوگیا۔ اونسے یہان کے نفاق کا حال باجے راؤ کو لکھہ بھیجا تو باجی راؤ نے
درخواستون کو بڑہانا اور مالوہ اور گجرات کے سوا متہرا اور الہ آباد و بنارس ہندؤن کے
شہرونکو بھی مانگا۔ اگرچہ بادشاہ مین یہ قدرت نہ آئی تھی کہ وہ علانیہ مرہٹون کا مقابلہ کر
مگر ایسا ذلیل بھی نہین ہوا تہا کہ وہ اس درخواست کو منظور کرتا۔ اب اوسنے کچھہ تہوڑا سا
اوٹھاکر مرہٹون کو ٹھنڈا کرنا چاہا مرہٹون نے بھی اپنا مقصود عظیم ہاتہہ سے نہین دیا بلکہ
عمل کیا کہ بکے راجگیر و دیگرے راجعون کی سعی مرہٹون کے حال پر جو اور عنایتین کین
منجملہ اونکے یہ بہی تھی کہ مرہٹے راجپوتون کے ملک سے خراج وصول کرین اور آصف جا
ملک مین سے جو حقوق اونکو حاصل ہین اونپر اضافہ کرین اور وجہ ان حقوق کے عنایت
کی یہ بھی کہ آصف جاہ اور راجپوتون کی لڑائی مین مرہٹے مصروف ہوجائین۔ یہ مقصد
کسی قدر حاصل بھی ہوا۔

آصف جاہ نظام الملک کو بادشاہ مرہٹون کے فسادون اور خللون کا بانی
جانتا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ اس سے عہدہ برآ ہونا دشوار ہے تو اوسکی دلجوئی ضروری جان
سنہ ۱۱۵۰ مین اوسکے پاس بادشاہی شقے اشفاق آمیز گئے اور بادشاہ نے اوس کو اپنے
پاس بلایا۔ آصف جاہ بھی مرہٹون کا حال دیکھہ کر جو کنا ہوگیا تھا کہ مین نے ا
منصوبے کو حد سے بڑہا دیا۔ اور اب اوسکو بادشاہ کے ضعیف ہونیسے ایسا ہی اندیشہ تھا
جیسا کہ پہلے اوسکے دشمن ہونے سے خوف تھا سوا اسکے دربار دہلی اوسکے امداد اور سہارے
کے لئے التجا کر رہا تھا اور اس بے وقت مین اوسی کو اپنا بیڑا پار کرنے والا سمجھتا تہا۔
سرکشی اور بغاوت کی باتون کو سب بھول گیا تھا اوسی کو اپنی بلاؤن کا ٹالنے والا جانتا
اب آصف جاہ نے بھی یہ سوچ سمجھہ کر بادشاہ کی اعانت کا ارادہ مصمم کرلیا۔

باجے راؤ کے آنیسے دلی والون کے دلون پر جو صدمہ ہوگا وہ وہی خوب جانتے ہین
مگر اسکا یہان آنے سے فقط بادشاہ کو اپنی ہیبت دکھانی اور ڈرانا منظور تھا۔ اوسکو غصہ
منظور نہ تھا۔ اسلیئے اوسنے شہر پر اپنی فوج کی دست درازی نہونے دی۔ مگر دو ایک کام الیسے

جتنے معلوم ہو جائے کہ ہان ایمین قدرت غارت گری اور نقصان پہنچانے کی ہے نہایت آدمیت کے
ساتہہ بادشاہ سے خط وکتابت شروع کی مگر اوسکا نتیجہ کچہہ نہ ہوا - پہر وہ شہر سے تھوڑی دور
چلا گیا - اور اوسنے بادشاہ کو کہلا بہیجا کہ شہر کے پاس رہنے مین مجھے یہ اندیشہ تھا کہ کہیں فوج اوسکو
لوٹ نہ لے - اسلئے پرے ہٹ گیا ہون جب وہ شہر سے پیچھے ہٹا تو شہر کی خلقت اوسے
کچہہ اور سمجہی - اور لڑنے کے لئی آمادہ ہوئی - مگر پہر شکست کہا کر آفت اٹہا کر شہر مین چلی آئی جب
سعادت خان کو قمر الدین خان ساتہہ لے دار السلطنت کی امداد کے لئے پہنچا تو باجے راؤ نے الٹے
جانیکا قصد کیا - اسطرح واپس جانا مرہٹون کے آئین جنگ کے موافق کچہہ بیعزتی کی بات نہ تہی - بادشاہ
نے اوسکو مالوہ جاگیر مین اور تیرہ لاکہہ روپیہ عنایت کئے - یہ کامیابی اوسکو ایسی ہوئی کہ اب تک
اوسکی کسی قوم کے سردار کو نہیں حاصل ہوئی تھی - اوسکا ارادہ تھا کہ جمنا کے نیچے سے پار
اترے - اور گنگا جمنا کے دوآبہ کو لوٹتا ہوا جائے مگر برسات کے قریب آنے اور آصف جاہ
کے دلی کی جانب بڑھے آنے سے یہ قصد کیا کہ دکن کو جلد چلا جائے - وہان اوسکو بعض اور
کامون کی بھی ضرورت تھی - اگرچہ دکن کو باجے راؤ چلا گیا - مگر آصف جاہ دلی کی طرف
بدستور چلا آتا تھا - کیا خدا کی قدرت ہے کہ وہ آصف جاہ جسکا بادشاہ دشمن تھا - اور رات دن اوسکی
بیخ کنی کی فکر مین رہتا تہا - اب اوسنے کس منت اور سماجت سے اوسے اپنی حمایت کے لئے بلایا
اور بالکل اختیار اپنا اوسکو دیدیا - اور کہدیا کہ جو کچہہ وہ میری سلطنت کے لڑائی کا سامان
جمع کرسکے اکٹھا کرے - غرض آصف جاہ دہلی مین ربیع الاول سنہ ۱۱۵۰ھ مین پہنچا اور اپنے
بیٹے غازی الدین خان کو دکن مین نائب کر آیا تھا - اب بادشاہ نے آصف جاہ کو مرہٹون سے
لڑنے کے لئے روانہ کیا - اور مالوہ کی صوبہ داری بجائے باجے راؤ کے غازی الدین خان کو
مرحمت ہوئی - اب وہ اکبرآباد مین آیا ساری سلطنت ایسی ضعیف ہو گئی تھی کہ کہین سے
سامان جنگ عمدہ مہیا نہ ہوا - اوس پاس فقط پینتیس ۳۵ ہزار سپاہ تھی - اور اوسمین بعض راجپوت
راجہ بھی ہمراہ تھے - وہ اب تک محمد شاہ کا ساتھ دیے جاتے تہے - توپخانہ کا سامان اوسکے
ساتہہ نہایت عمدہ تہا - اب سعادت خان کا بہانجا صفدر جنگ بھی لشکر کے ساتہہ اوسکی

تائید کرنے کے لیئے آیا پیشوا اسّے دو چند فوج لیکر دریاو نربدا سے پار اترا اسا اگرچہ اوسنے اپنی فوج کا تخمینہ بہت کیا تہا مگر بعض سپاہ اسّے نہ مل سکی ماب اوسکو اوس دشمن کے مقابل آنا پڑا جس سے وہ پہلے ہزیمت پا چکا تہا۔ مگر اسکے اس کی شہرت مین کچھہ فرق نہین آیا تھا۔ اوسکے ساتھہ وہ سپہ دار تجربہ کار تھے جو شجاعت اور مردانگی ماکے سبب سے نام لیکر نکلے تھے۔ بادشاہ کا نام بھی ابتک لوگون کے دلون مین ہیبت اور خوف پیدا کرتا تھا ان سب باتون کے سوا آصف جاہ کے بھاری توپخانہ کے سامنے ہلکی مرہٹے سپاہیون کا ٹہرنا مشکل تھا گو یہ سب باتین تھین مگر پیشوا اپنی سپاہ کو سوچ بچار کرکے آگے بڑھائے لایا۔ اسوقت نظام الملک اس بڑی لڑائی کی جوابدہی کے ذمہ سے مضمحل ہوا جاتا تھا اور پیرانہ سالی نے بھی ضعیف کر دیا تھا۔ اوسنے خود حملہ نہ کیا اور نہ اوسکی پرانی حکمت چل سکی کہ مرہٹون کو اپنے ساتھہ لیکر مرہٹون سے لڑتا۔ لوہے کو لوہے سے کاٹتا غرض اوسنے جو حزم اور احتیاط سے بھوپال کے قلعہ کے قریب اقامت اختیار کی اوسے کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ اوس سے پیشوا کو خوف بھی جاتا رہا اور وہ یہ سمجھا کہ دشمن نے خود اپنے تئین آپ ایک مستحکم مقام مین قید کر رکھا ہے۔ غرض اس حصار نے اگرچہ حملون کا اثر نہ ہونے دیا مگر دشمن کا حوصلہ بڑھا دیا۔ اور اوسنے سارا ملک دو نواح کا تاخت و تاراج کیا اور وہ سپاہ جو آصف جاہ کی امداد کیواسطے آئی تھی اوسکو ملنے نہ دیا اور راہ آمد و شد کی بالکل مسدود کر دی۔ اس سبب سے سپاہ کی شکستہ دلی روز بروز بڑہتی چلی گئی۔ اور دشمنون کی فوج کے دل دن بدن بڑہتے چلے گئے جب اودہ کا صوبہ دار لشکر لیکر نہ آیا تو نظام الملک کی سپاہ کا رہا سہا دل اور بھی بجھ گیا پیشوا سے جہانتک ہو سکا مغلون کی سپاہ کو گھیرے پڑا رہا۔ اور اونکی مصیبت کو اس سبب سے زیادہ کر دیا کہ کسی مفرور سپاہی کو جو اوسکے لشکر مین آنے سے خوش تھا اپنی طرف نہین آنے دیا۔ اب دونو رقیب میدان جنگ مین ترازو کی تول تھے۔ ہر ایک اپنے پلڑے کو اورون کی امداد سے بھاری کرنیکی آرزو رکھتا تھا۔ مگر یہ آرزو کسی کی پوری نہ ہوئی نہ باجے راؤ کی فتوحات بڑہانے کے لیئے چمنا جی امداد کو آئے۔ کی۔ نہ باجے راؤ کا بھائی حقیقی استعانت کے لیئے آسکا کیونکہ اسوقت اوسنے پرتگیزونکو اونکی آبائی بسائین پر گھیر رکھا تھا اور قریب تہا کہ فتح پانے کو تھا۔ اس پکی پکائی ہانڈی کو چھوڑ کر کہان جاتا۔ اب دوسری طرف آصف جاہ کا یہی حال تھا کہ اوسکا دوسرا بیٹا

ناصر جنگ بادشاہ کے دربار مین تھا۔ وہان سے وہ سپاہ لیکر دکھن کی فوج کو محنت و مشقت سے نہ چھڑا
جب بھوپال کے شہر پر بہت ہجوم ہو گیا تو آصف جاہ نے بڑی مشکل اور آفت سے اپنے تئین اس پھندے
سے نکالا۔ اور توپونکی امداد سے بہت سہج سہج سفر تین تین میل کا ایک ایک دن کرنا شروع کیا
مگر پھر اوسکو وہی وقت پیشوا کا آگے پیش آیا جو پہلے آچکا تھا۔ اور مجبور ہو کر یہ عہد نامہ اپنے ہاتھ سے
لکھکر باجے راؤ کو دیا کہ سارا مالوہ اوسکو دیا جائے جو نربدا اور چنبل ندی کے درمیان واقع ہے اس پر
بالکل اختیار حکومت دیا جائے اور خرچ لڑائی کا جو پچاس لاکھ روپئے سے کم نہ تھا بادشاہی خزانہ سے
ادا کیا جائے۔ غرض یہ عہد نامہ بادشاہ کے دستخط کے واسطے لیکر آصف جاہ دلی کی طرف
چلا۔ اور پیشوا اپنے ملک کو گیا۔ پھر یہ دونون رقیب کبھی آمنے سامنے نہ ہوئے لیکن پیشوا کے
سامنے اس پیر کہن سال کا بیٹا کھڑا ہوا۔ اور اوسنے باپ کا عوض لے لیا۔ اب مرہٹون کا دماغ
آسمان پر پہنچ گیا تھا۔ اونہون نے نظام الملک کی حکومت اور سلطنت کو بالکل دکھن سے اکھیڑنا چاہا مگر
وہ اس کام مین خود ذلیل ہوئے۔ پیشوا کی اس محنت و کامیابی کی ابھی ہم سارے ملک مین دہوم ہی
کہ اور شور و فساد ملک مین ہو رہے ہے عہد نامہ ہنوز بادشاہ کے دستخط سے مرتب نہین ہوا تھا کہ ۱۱۵۱ھ
مین نادر شاہی بلا آئی جس سے سب لوگ ایسے بدحواس ہوئے کہ سب کچھ بھول گئے۔ ایک مدت کے
بعد ہوش حواس درست ہوئے +

ہمنے کتاب کو نادر شاہ کا سارا حال لکھکر   نادر نامہ اور درہ نادرہ بنانا منظور نہین ہے
اسکا وہی حال جو ہندوستان سے متعلق ہے بتفصیل اور کچھہ اور مختصر حال اس کا لکھتے
ہون۔ اسوقت ہندوستان کی سلطنت کی وہی کیفیت تھی جو تیمور اور بابر کے عہد مین تھی
اسلئے ضرور تہا کہ کوئی مغرب سے اس ملک کا خبر لینے والا آوے سوا اسکے ایران کے ملک کا بھی
حال ایسا ہی ہو رہا تہا کہ جیسے ہندوستان پر حملہ ہونا ضرور تھا ما یہ ہم اول کچھہ ایران
کا حال لکھتے ہین +

ایشیا کے ملکون کا یہ دستور ہو گیا ہے کہ کسی خاندان کا عروج دو سو برس سے زیادہ نہین رہتا
اس امر کو ہمنے کئی جگہ اپنی تاریخ مین بتفصیل بیان کیا ہے اب ایران مین خاندان صفوی کی سلطنت

نادر شاہ [illegible] +

[illegible] +

پر دو سو برس کا عرصہ گذر چکا تہا اسلئے اب اوسکا ایسا پتلا حال ہوگیا تہا کہ مغربی افغانون نے ایران پر
حملہ کیا۔ اونکا سردار بڑا عالی حوصلہ اور صاحب ہمت محمود خان تھا۔ اوسنے ۱۱۳۴ھ مین اصفہان کو فتح کرلیا
اور حسین شاہ شاہ ایران کو گرفتار کرلیا اور دار الخلافہ پر قبضہ کرلیا۔ اور خود بادشاہ ہوگیا۔
باقی ملک کے فتح کرنیکا بھی ارادہ کیا۔ اوسمین کبھی شکست کبھی فتح پاتا رہا۔ ان افغانون کی اسقدر تعداد
نہ تھی کہ وہ سارے ملک پر تصرف کرسکتے۔ محمود جب تخت پر بیٹھا تو اوسنے سب اہل ایران کو اونکے عہدون پر
بحال کیا مگر ایک ایک افغان اونکے ساتھ شریک کردیا۔ غرض ابتدا سلطنت مین اوسکی عمدہ تدبیر
تھین لیکن آخر کو ایسا وحشت مزاج ہوگیا کہ اوسکے خود بعض افسر اوس سے برگشتہ ہوگئے۔ اور اہل ایران کے
ساتھ مراعات چھوڑ دی اور تین سو ایرانیون کو دغا سے مار ڈالا۔ غرض تین برس سلطنت کرکے
۱۱۳۷ھ مین مرگیا۔ اوسکا رشتہ دار اشرف جانشین ہوا۔ وہ نہایت جوانمرد اور صاحب تدبیر اور معظم تھا۔
مگر اسوقت یہ آفت آن کر پڑی کہ ایران مین جو افغانون کے تسلط سے بدنظمی پھیلی تو روس کے بادشاہ پطر اعظم
اور شاہ روم نے اوسکے شمالی اضلاع پر حملہ کیا۔ اور آخر کو جو صلح ہوئی تو ایران کی سلطنت سے بہت
اضلاع علیحدہ ہوگئے۔ شاہ ایران قید مین تھا۔ اوسکا بیٹا شاہزادہ طہماسپ نکل گیا تہا۔ لہذا شمالی مغربی
اضلاع مین جو افغانون نے ابتک فتح نہین کئے تھے وہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اور اوسنے روس اور روم سے پیغام
سلام شروع کئے۔ اور پطر سے اوسنے قرار کیا کہ اگر مجھے میرے باپ دادا کی سلطنت افغانون سے دلادین تو مین
اونکو وہ اضلاع دیدونگا جو اونھون نے اب اپنے قبضہ مین کرلئے ہین۔ مگر پطر تو مرگیا تھا فقط شاہ روم نے
اوسکی درخواست کو منظور کیا۔ اور اشرف نے کچھہ تو اوسکو تلوار سے اور کچھہ اس لعنت ملامت سے اوسکو روکا
کہ شیعون کے عوض مین سنیونکا گلا کاٹنا کونسا اسلام ہے۔ شاہزادہ طہماسپ خود صاحب لیاقت نہ تھا اور اوسکے
پاس سامان بہت کم تھا۔ رعایا اوسکی دوست نہ تھی۔ اوسکی کوششین بھی کچھہ ٹھکانے کی
نہ تھین۔ دشمن اوسکو ذلیل جانتے تھے کچھہ خوف اوسکا نہ رکھتے تھے مگر ۱۱۴۲ھ مین قسمت نے اوسکو ایک
لائق اور مستقل مزاج آدمی ایسا مل گیا جسنے اوسکو باپ دادا کی تخت پر ایکدفعہ بٹھا دیا۔ اور وہ
آدمی کون تھا۔ نادر شاہ تھا +
نادر شاہ کا اصلی نام نادر قلی خان تھا اور اوسکے باپ کا نام امام قلی تھا قوم اوسکی افشار تھی۔ وہ

کچھہ رتبہ کا آدمی نہ تھا بعض اوسکو پوستین دوز بتاتے ہین اس پستی خاندان کو میرزا مہدی ندیم منشی
نادرشاہ اس پیرایہ مین بیان کرتا ہے کہ اس درخشان گوہر کو اپنی ذاتی آب و رنگ پر فخر ہے کچھہ
معدن پر نازش نہین ہے۔ نادر کے لڑکے کی شادی جب محمد شاہ کی بیٹی سے ہوئی ہے اور
دلہن والون کی طرف سے آدمی پیغام لیکر آئے کہ ہمارے ہان دستور ہے کہ دولہا اپنی سات
پشت کا نام بتائے آپ اپنی باپ دادا کا نام بتائیے تو اونے یہ کہا کہ بگو داماد شاہ پسر نادر شاہ
و نادر شاہ پسر شمشیر تا ہم چنین تا ہفتاد و باز شمار۔ غرض نادر شاہ ۱۱۰۰ھ مین پیدا ہوا۔ اوسکے
لڑکپن کا حال تو کسی نے کچھہ لکھا نہین۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آغاز عمر ہی مین شجاعت
اور مردی و تہور و حذاقت کے آثار اوسے ظاہر ہونے لگے تھے سترہ برس کی عمر مین
وہ ازبکون کے ہاتھہ مین جو خراسان کو لوٹنے آتے تھے گرفتار ہوا اور ماں بھی اوسکے
ساتھہ پکڑی گئی۔ چار سال وہ قید مین رہکر رہا ہوا۔ اور ماں اوسکی اس قید ہی مین دنیا کی
قید سے چھوٹ گئی۔ اب یہ جو چھوٹ کر اپنے وطن مین آیا جب تک وہ شاہ طہماسپ کی
خدمت مین پہنچا۔ حال اوسکا سوا اسکے نہین لکھا گیا کہ اس مرد عجیب کی طبیعت ہمیشہ ایک ہی
وتیرہ پر یکسان رہی اول اپنے ملک کے ایک امیر بابل بیگ کا ملازم ہوا اوسکو قتل کیا
اوسکی لڑکی کو بھگا لے گیا۔ اوسے نکاح کیا۔ رضا قلی مرزا اسیسے پیدا ہوا پھر لٹیرون کو ساتھہ
لیکر لوٹ مار سے اوقات بسر کرتا رہا اسوقت سے اوسکی بہادری کا شہرہ ہونا شروع ہوا۔
والی خراسان نے اوسکو نوکر رکھہ کر ازبکون سے لڑایا۔ اس جنگ مین اوسنے اپنی شجاعت اور
مردانگی دکھائی کہ سپاہی سے افسرون مین اوسکی ترقی ہوئی۔ مگر یہان کچھہ ایسی حرکات نامناسب
کین کہ والی خراسان نے اوسکو لکڑیان مار کر نکال دیا۔ وہ اس سبب سے ایسا غضب مین آیا
کہ مشہد سے چلا گیا۔ اوسکا چچا کلات مین ایک چھوٹی قبیلہ افشار کا سر طائفہ تھا اوس پاس
چلا گیا مگر چچا بھی بھتیجے کی حرکتون سے تنگ آگیا۔ اوسکو نکال دیا۔ پھر اوسنے اپنی لوٹ مار
شروع کی۔ اسوقت مین دولت صفویہ پر زوال آرہا تھا سارے ملک مین شور و غوغا مچ رہا تھا
تین ہزار فتنہ برپا کرنے والے نادر کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے اوسکو اپنا امیر بنایا۔

اوسنے خراسان پر سخت خراج لگایا جب چچانے دیکہا کہ بہتیجے کا اختیار اور اقتدار روز افزون
ہے تو اوسنے خط لکہا کہ تم شاہ طہماسپ کی نوکری کرکے افغانون سے لڑنے جاؤ اور اپنے بدبخت بادشاہ
کی امداد کرو۔ نادر نے جواب لکہا کہ اگر بادشاہ میرے پہلے جرمون کو معاف کرے تو مین نمک گذاری
کے واسطے حاضر ہون پرانے قصور جو بادشاہ کے ہان سے معاف ہوگئے تہے اونپر یہ ایک نیا قصور اور
بڑہایا کہ اپنے چچا کو مار ڈالا۔ اور یہ سمجہا کہ وہ اوسکی ترقی کا حارج ہے اور خراسان مین شاہ غنیم سے لڑنے پر
تیار ہوا جو کہ ان افغانون کو خراسان سے نکالنا منظور تہا۔ اور وہ نادر کی قوت بازو سے بن پڑا
اسلئے شاہ طہماسپ نے اوسکے پہلے قصورون کا ذرا خیال نہ کیا۔ اب فتوحات نادر سے بھی بادشاہی ہمدان
کو رونق حاصل ہونے لگی۔ مگر بادشاہ کو اول ہی سے نادر پر رشک و حسد تہا۔ ایک مہم مین نادر مصروف
تہا جب بادشاہ نے اوسکی طلبی کے واسطے حکم لکہا تو اوسنے آنے سے انکار کیا۔ اسلئے بادشاہ نے اوسے
باغی کہا۔ اس لفظ کو سنکر وہ ایسا افروختہ ہوا کہ بادشاہ پر فوج لیکر جہپٹا۔ اور اوسکو ایسا مغلوب کیا کہ جو
اوسنے کہا وہ بادشاہ کو کرنا پڑا اور اوس وقت سے بادشاہ کا کچہہ اختیار باقی نہین رہا۔ اب اس اولوالعزم نے
اپنے ملک کے آدمیونکو خواب غفلت سے بیدار کیا اور اونکو اپنی ہمت مردانہ دکہاکر مرد بنایا اور تہوڑے
دنون بجلی اور آندہی کی طرح سے سارے ملک پر پہر گیا۔ اوسکی شہامت اور جرأت اور سرعت کے کام
دیکہکر عقل دنگ ہوتی ہے کہ ملک کے ملک اور صوبے کے صوبے فتح کرتا چلا گیا سب سے عظیم الشان کام اوسکا
یہ تہا کہ اوسنے ایران کو ۱۱۴۲ھ مین بالکل پٹہانون سے پاک صاف کر دیا۔ اور اوسکے عوض مین بادشاہ
نے چار ملک عظیم خراسان اور مازندران و سیستان و کرمان یعنے آدہا ملک اوسکو مرحمت کیا۔
جس شخص نے ظالم دشمنونکے پنجون سے ملک نکالا ہو اوسکے لئے یہ تہوڑا انعام [illegible] شاہ اوسکو یہ بہی
اجازت دیدی کہ وہ اپنے سر پر تاج رکہے اور اپنے نام پر سلطان کا لقب اختیار کرے مگر اوسنے انکار کیا۔
۱۱۴۳ھ مین اوسنے روسیونکو بحر خزر پر روک کر صلح نہایت استحکام کے ساتہ کرلی اہل عرب کو مغرب مین
آگے نہ بڑہنے دیا سلطان روم کو شمال سے خارج کر دیا اور جو صوبے سلطنت ایران کے دشمنونکے قبضہ مین
چلے گئے تہے اون سب کو دوبارہ لے لیا۔ یہ سب کام ۱۱۴۵ھ تک کئے ۱۱۴۸ھ مین ایران کی سلطنت کو وہ وسعت
دی کہ اوسکی حدود اپنی قدیمی ملکوت پر قایم ہوگئین پہر ۱۱۵۰ھ تک مین خاندان صفوی کا خاتمہ کیا۔

اور دفعۃً اپنے مذہب کو بدل ڈالا - گیا تو شیعہ تھا یا سُنی ہو گیا حقیقت مین نادر کا کوئی مذہب سوائے اپنی
خود بینی کے نہ تھا جب اوسنے اپنا کام شیعہ ہوئے بن بنتے دیکھا شیعہ رہا جب اور ملکون کی
فتح کرنے مین دیکھا کہ سنی ہونا کام آئیگا سُنی ہو گیا - اب وہ مستقل بادشاہ ہوا - اور یہ سکہ اوسکا
چلا جسپر ایک طرف نادر شاہ ایران زمین و خسرو گیتی ستان - دوسری طرف الخیر فیما وقع منقوش تھا
جسکو بذلہ سنج لاخیر فیما وقع پڑھتے ہین اور سنہ ۱۱۴۸ ہجری مین اوسنے اپنے استحکام سلطنت کیلئے افغانون کو
اپنا رفیق بنایا اور سنہ ۱۱۵۱ ہجری سنہ ۱۷۳۸ع مین ہندوستان پر آندھی کی طرح چڑھ آیا - اب اس کا مفصل
حال ہم لکھتے ہین +

حملہ نادر شاہ بر ہندوستان ۱۷۳۹ع

جب نادر شاہ نے خلجیون کا ملک فتح کر لیا تو ہمسایہ سلطنت سے اوسکی سلطنت کا ڈانڈا
مل گیا - وہ ہندوستان کی سلطنت کے ضعف اور ناتوانی سے خوب واقف ہو گیا - ہندوستان
سونے کی چڑیا ہمیشہ سے مشہور ہے اوسنے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح اس چڑیا کو پکڑنا چاہئے اور اوسکی
چونچ سے جواہرات اگلوا کے اور مہمات کے تقاضون کو پورا کرنا چاہئے سوا اسکے یہ خیال بھی اوسکو تھا
کہ یہ جنگ جو فوج اوسکے زیر حکم ہے اگر نئی نئی فتوحات مین مصروف نہ کیجائیگی تو خود آپس مین لڑکر
فنا ہو جائیگی اور لڑکر کٹ مریگی غرض ہندوستان پر اوسکا حملہ حذاقت اور دانشمندی سے خالی
نہ تھا - اور لڑائی کے واسطے یہ سبب بھی پیدا ہو گیا کہ قندھاری افغان اوسکے ڈر سے نکل کر تمام کوہستان کابل
مین پھیل گئے تھے چونکہ کابل مین بادشاہ کی طرف سے صوبہ دار رہتا تھا - اسلئے نادر شاہ نے محمد شاہ
پاس نامہ محمد خان کے ہاتھ بھیجا جسمین اتحاد اور دوستی کی باتین بیان کین جو ایران اور ہندوستان کے
بادشاہون کے درمیان ہمیشہ سے چلی آتی ہین اور پھر یہ لکھا کہ تم بھی اپنے صوبہ کابل کے نام حکم
بھیجدو کہ وہ افغانون کو نکال دے تاکہ دونو طرف سے دبکر اس فرقہ کی قرار واقعی گوشمالی ہو جائے
یہان ان دنون مین عیش و عشرت کا زور شور تھا محمد شاہ بہادر صاحب سریر تھا تاج ساقی
کے سوا کسی کام سے کام نہ تھا ہر وقت ہاتھ مین جام اور بغل مین دلارام تھا کسکو دماغ تھا کہ
نامہ کا جواب لکھتا سوا اسکے نادر شاہ کی نادر شاہی کو کون مانتا تھا سب اوسکو نادر قلی
سمجھے بیٹھے تھے - اب تردد یہ پڑا کہ اصل جواب کیا لکھیں - اور جواب لکھیں تو القاب کیا لکھیں

خیر یہ تو بہانہ ہی تہا مگر اصل حقیقت یہ تھی کہ ہندوستان کی سپاہ میں سکت کہاں تھی کہ وہ افغانونکو نکالتی اور روکتی مصلحتاً یہ توقف تہا اور یہ سمجہا تھا کہ نادرشاہ کو حسین خان افغان مارکر قندہار سے پرے بھگا دیگا جب محمد خان ایلچی ایک سال کے بعد بھی نہ آیا تو اوس پاس نادر نے آپنے آدمی دوڑائے اور اصل حال پوچہا جب آدمی بھی جواب لیکر نہ لوٹے اور ایک سال کے اندر قندہار فتح ہوگیا۔ اب بھی دلی سے جواب نہ آیا تو نادر کو بھی غصہ آیا۔ اور کابل پر وہ امنڈ کر چڑہ آیا ناظم صوبہ کابل خان نے کچھ مقابلہ کیا مگر آخر کو شکست پائی۔ نادر کا کابل پر بھی تسلط ہوگیا یہاں کابل و قندھار دونون فتح ہوئے وہان دلی میں جو کوئی امیر الامرا خاندوران خان سے یہ خبر کہتا تو وہ ہنس کر یہ کہتا کہ تمہارے گھر بہت بلند پہاڑ پر ہین اس سبب سے تم کو نادر شاہ قزلباشون اور مغلون کے ساتھ دور سے دکھائی دیتا ہے اور سارے بادشاہ کے رفیق اور مصاحب یہ کہتے تہے کہ یہ ساری افترا پردازیان اعتماد الدولہ اور آصف جاہ اور اور تورانی امیرون کی ہین نادر شاہ کے ایلچیون کو بھی بتلاتے تھے کہ وہ زکریا خان تورانی حاکم لاہور نے بنا کر بھیجے ہین بعض یہ خیال کرتے ہین کہ آصف جاہ جب دکن کو گیا تو نادرشاہ کو خفیہ ایلچی بھیجکر سنکار گیا کہ آپ بکاف چلے آئیں۔ یہان دلی تک میدان صاف ہے۔ مگر یہ کب عقل باور کر سکتی ہے کہ وہ امیر جو کسی ملک مین درجہ اول رکھے وہ دشمنونکو اپنے گہر بلائے۔ اب یہان نادر شاہ نے کابل مین مقیم ہو کر صفر ۱۱۵۱ھ کو اپنے ایلچی کے ہاتہہ پہر بادشاہ کو ایک خط لکھا اور اوسمین پہلی حرکات پر اوسکی لعنت ملامت کی اور یہ تحریر کیا باوجود ان سب باتون کے ہمارے اور تمہارے اتحاد مین فرق نہین آیا امید ہے کہ آئندہ اوسکو تم برقرار رکھوگے یہ ایلچی دس آدمیون کے ہمراہ جب جلال آباد مین آیا تو مارا گیا۔ نادر کو اس واقعہ پر علم ہوا وہ پہلے ہی سے محمد خان ایلچی کے انتظار مین بیقرار تھا۔ اب یہ خبر سنکر اور بیقرار ہوا۔ اوس نے الفتح سنہ شعبان ۱۱۵۱ھ مین کوچ کر دیا۔ ابتک دلی کا دربار اس غفلت مین بیٹھا تھا کہ کابل و پشاور کے درمیانی پٹھان نادر کو آگے نہ بڑہنے دینگے مگر اسوقت مرہٹون کی لڑائی کے سبب صوبہ کابل کا انتظام بالکل بگڑ رہا تھا۔ راستون کے انتظام کے واسطے جو افغانون کو روپیہ دیا جاتا تھا وہ بھی نہین پہنچتا تہا غرض دشمنون کے آنے کے لیے سارے درے اور راستے غیر محفوظ کھلے پڑے تھے

نادرشاہ نے اول جلال آباد مین آکر قتل عام کیا پشاور مین آیا دریاء اٹک سے پار اُترکر پنجاب مین
اواخر رمضان ۱۱۵۱ھ مین پہنچا اور یہان ایک قیامت برپا کی ہزارون لٹیرے ملک کو لوٹنے لگے دریاے
راوی کے کنارہ پر زکریا خان صوبہ دار لاہور اپنی سپاہ کے انبوہ کو نادرشاہ کے سامنے لڑنیکے
لئے لے گیا لیکن احمقون کی صلح اور جنگ عجیب و غریب ہوتی ہے۔ نادر گھوڑا دریا مین ڈال کر
اوتر گیا اور چند قزلباش سوارون نے زکریا خان کا لشکر تتر بتر کر دیا۔ تو وہ خود بھی جاکر نادر کا مطیع اور
تابعدار بن گیا اب آگے دلی سے سو میل پر نزدیک تک بادشاہ جا پہنچا محمد شاہ نے بھی اوسکی آمد آمد کی
خبر سنکر تھوڑی بہت فوج اکٹھی کی۔ آصف جاہ بھی جسکی دانائی اور مردانگی سب کے نزدیک
مسلم تھی آن پہنچے۔ راجہ جے سنگھ اور راجاؤن نے اسوقت امداد مین لیت و لعل کیا غرض دو مہینے
مین چلتے چلتے چار منزلین طے ہوئیں کرنال مین ڈیرے خیمے پہنچے علی مردانخان کی نہر
کے گرد توپون کا زنجیرہ باندہ کر بیٹھے برہان الملک سعادت خان صوبہ اودہ کا بڑا انتظار ہورہا
تھا۔ اوس پاس توپخانہ نہایت عمدہ تھا۔ ۱۵۔ ذیقعد ۱۱۵۱ھ کو وہ بھی آن پہنچا خاندوران خان
اوسکے استقبال کے واسطے گیا۔ اور اوسکو بادشاہ پاس لایا۔ اونکو حکم ہوا کہ امیر الامرا کے
پاس لشکر اوتارے۔ مگر امرا نے یہ چاہا کہ اوسکے لشکر کو بادشاہی لشکر سے ملنے نہ دین۔
نانچہ باہم مقابلہ ہوا۔ اور یہ خفیف مقابلہ لڑائی کی صورت پکڑ گیا جب بادشاہ نے آصف جاہ
سے کہا کہ برہان الملک کے لشکر کی کمک کو جاؤ تو اوسنے یہ کہا کہ پہر دن باقی ہے برہان الملک کا لشکر
منزلین مارکر ہارا تھکا آیا ہے۔ بہتر ہے کہ آج کے دن آرام کرے برہان الملک جلدی نہ کرے
کل توپخانہ کو آگے رکھکر اور کل لشکر کو ترتیب دیکر انتظام سے لڑینگے اسکو آصف جاہ کی سہل انگاری
خاندوران خان سمجھا اوسنے بادشاہ سے کہا کہ برہان الملک تو نکل گیا ہے وہ دشمن سے
لڑرہا ہوگا حیف کی بات ہے کہ ایسا جوانمرد جان فشانی کرنیکے لئے جائے اور ہم اوسکا تماشا
دیکھا کرین میری غیرت اور مروت کا یہ قتضا نہین ہے کہ مین اوسکے پہلو مین جاکر نہ کھڑا ہون
ور ونکو اختیار ہے یہ کہہ کر کھڑا ہو گیا اور ہاتھی پر سوار ہوا اور لشکر ساتھ لیے برہان الملک کے لشکر سے
دو کوس پر جا کھڑا ہوا۔ نادرشاہ کے لشکر نے حملے پر حملے کیے اور دو گھنٹے لڑائی کا ہنگامہ گرم رہا۔

ایران کے آزمودہ کار سپاہ کے روبرو اس سپاہ کی کیا حقیقت تھی اونسے گھنٹہ دو گھنٹہ مین تھوڑی دیر مین مار کر دہوئین اڑا دئیے میدان جنگ مین بہت بڑے بڑے سردار کام آئے امیر الامرا خاندوران خان زخمی ہوکر میدان سے پھرا۔ یہان بادشاہی انتظام کی یہ خوبی تھی کہ امیر الامرا پہنچا نہ تھا کہ سب ڈیرے خیمے لٹ گئے۔ اور سارے کارخانون کی خاک اڑ گئی۔ یہ بھی نہین معلوم ہوتا تھا کہ امیر الامرا خاندوران خان صمصام الدولہ بہادر کہان فروکش تھا۔ اس بیچارے زخمی کو خیمہ کا بھی کہین سایہ نہ ملا۔ ایک بیچوبہ کہین پڑا تھا اوسمین لا اوتارا۔ اعتماد الدولہ آصف جاہ اور خواجہ سرایان بادشاہی عیادت کے لیے آئے وہ آنکھین بند کئے پڑا تھا جب ہوش آیا تو یہ زبان پر لایا کہ ہمنے تو اپنا کام تمام کیا اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ مگر اتنا ہم کہے جاتے ہین کہ بادشاہ کو نادرشاہ کی ملاقات کے لیے اور نادرشاہ کو دلی مین ہرگز مت لیجانا جس طرح ہوسکے اس بلا کو اسی جگہ سے ٹالنا۔ ۱۹ تاریخ خاندوران خان کا انتقال ہوا۔ اب برہان الملک اور اوسکے رفیق دشمن سے میدان مین لڑرہے تھے۔ اونکو چارون طرف سے قزلباشون نے گھیر لیا۔ ایک نوجوان ہم وطن برہان الملک کا گھوڑا دوڑا کر اوسکے ہاتھی کے سامنے گیا۔ برہان الملک نے تیر اوسپر چلانا چاہا۔ اوسپر اس نوجوان نے یہ کہا کہ محمد امین دیوانہ شدۂ باکہ میجنگی۔ اور یہ کہکر نیزہ زمین مین گاڑا اور گھوڑے کو اوسسے باندہا اور خود رسہ پکڑکر ہاتھی پر عماری کے اندر برہان الملک کے پاس جا بیٹھا۔ برہان الملک ایران کے دستور سے واقف تھا اوسنے اطاعت اختیار کی۔ اور بنجہ تقدیر کا اسیر ہوا لشکر قزلباش کے ہمراہ لشکرگاہ مین پہنچا صرف ایک گھنٹہ دن باقی رہا تھا کہ نادرشاہ اپنے خیمے مین اولٹا چلا آیا۔ بادشاہی مورچے مستحکم بہت تھے اوسپر حملہ نہیں کیا۔ برہان الملک کی تقصیرات معاف کردین۔ اور اوسکو اپنے ساتھہ دسترخوان پر بٹھایا۔ اب برہان الملک کو پاس یہ خبر پہنچی کہ امیر الامرا مر گیا۔ اوسکو ایک مدت سے امیر الامرائی کی لو لگی ہوئی تھی۔ اسلئے اوسنے بادشاہ سے مصلحت آمیز باتین بنانی شروع کین اور نادرشاہ کو اس بات پر راضی کر لیا کہ حضور دو کرور روپیہ لین اور یہین سے واپس تشریف لیجائین۔ نادرشاہ اس بات پر راضی ہوگیا۔ برہان الملک نے یہ بشارت اپنے بادشاہ کو لکھی۔ یہان بادشاہ اور آصف جاہ سر گریبان

حیران پریشان انگشت بدندان بیٹھے تھے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے۔ آیندہ کیا کرین کہ اس
مژدہ کو سن کر شادان ہوے۔ بادشاہ نے فوراً آصف جاہ کو روانہ کیا۔ اونسے برہان الملک کی
وساطت سے نادر کی ملازمت حاصل کی اور دو کروڑ روپیہ بھیجنے کا وعدہ کرکے وہان سے رخصت ہوا
محمد شاہ کی خدمت مین آیا اور اپنی کاردانی اور دولت خواہی ظاہر کی۔ برہان الملک کی حسن
خدمات کو اوڑا دیا۔ بادشاہ نے اُسسے خوش ہو کر امیر الامرائی کا خلعت بیش بہا مرحمت کیا
دوسرے روز ۱۲ ذیقعد ۱۱۵۱ھ ۱۴ فروری ۱۷۳۸ کو نادر شاہ کے بلانے سے محمد شاہ اوسکی ملاقات کے لئے گیا
جب لشکر کے قریب وہ پہنچا تو نصر اللہ مرزا کو استقبال کے لئے بھیجا جب وہ رستہ مین ملا تو بادشاہ
نے تخت روان کو زمین پر رکھوا کر اوسکو گلے لگایا اور اُس کو فرزندون کی طرح ساتھ
لیکر نادر شاہ کے خیمے پر پہنچا۔ وہان نادر بھی خیمہ کے باہر استقبال کے لئے آیا۔ اور اپنی مسند پر
اوسکو نہایت تعظیم سے بٹھایا بعد اسکے دردمندی اور بھائی بندی کی باتین ہونے لگین۔
نادر شاہ نے شکایت کی کہ اتنے خط مینے بھیجے آپنے اوسکا جواب نہ دیا۔ اس سبب سے مجھے یہان
آنا پڑا۔ بادشاہون کو ایسا تغافل مناسب نہین ہے۔ محمد شاہ نے اسکا یہ جواب دیا کہ اگر یہ
تغافل نہ ہوتا تو آج یہہ ملازمت کی سعادت کیونکر حاصل ہوتی۔ اس جواب کو نادر شاہ سنکر بڑا خوش
ہوا اور بولا کہ حق تعالیٰ ہندوستان کی سلطنت آپکو مبارک کرے یہان کی فرمان روائی آپ ہی
کا حق ہے جو شخص آپ کے حکم سے سرتابی کرے اوسکی گوشمالی کے لئے مین حاضر ہون غرض بادشاہ
ہنسی خوشی اپنے خیمہ مین واپس آیا۔ اب یہان سے مورخون کی یہ گفت شروع ہوتی ہے برہان الملک
امیر الامرائی کی تمنا مین بیٹھا تھا جب اوسنے سنا کہ آصف جاہ اوسسے لے اوڑا تو وہ بہت دل ہی دل
مین گھٹا غیض و غضب مین آنکر نادر شاہ سے عرض کیا کہ بجز آصف جاہ احمق کے مقدر امیر سے تو اوسنے
آپنے کیا غضب کیا کہ دو کروڑ روپیہ پر قناعت اختیار کی۔ اور ہندوستان کے خزانون اور دفینون
اور فلان فلان جواہرات لاکھون روپیہ کی قیمت کے چھوڑ دئے دو کروڑ روپیہ تو یہ فقیر اپنے
گھر سے نکال کر دے سکتا ہے۔ بادشاہی خزانون اور امرا اور تجار اور مہاجنون کی دولت کا کیا
ٹھکانا ہے۔ آپ شاہجہان آباد چلئے اور ان قارونی خزانون کو نہ چھوڑئے۔ نادر یہ سن کر بڑا خوش ہوا

اور اوسنے آصف جاہ کو سوال و جواب کے واسطے طلب کر کے نظر بند کر لیا۔ اور اوسسے کہا کہ بادشاہ
کو بلا دو۔ اوسنے کہا کہ آپسے یہ عہد نہین ٹھیرا تھا۔ نادر نے کہا کہ ہم اپنا عہد نہین توڑتے ہین بادشاہ
کی عزت آبرو اور سلطنت دولت سے کچھہ کام نہین رکھتے ہین صرف ملاقات منظور ہے۔ غرض
آصف جاہ نے عرضی بادشاہ کو لکھی۔ بادشاہ تنہا آیا۔ نادر نے اوسکو عزت حرمت کے ساتھہ خیمہ مین اُتار دیا
اور کہا کہ اسباب تجمل سلطنت اور مستورات حرم سرا کو مع اپنے عملہ فعلہ کے یہان بلالو۔ اور خاطر جمع
سے یہان استراحت کرو۔ اور اوسکے لشکر مین حکم بھجوا دیا کہ جسکا جی چاہے یہان آجائے۔ جس کا
جی چاہے وہان چلا جائے۔ بادشاہ نے مجبور وہی کیا جو اوسنے کہا۔ بعد اوسکے برہان الملک اور طہماسپ خان
جلائر کے ہاتھہ اپنا فرمان اور بادشاہ کا شقہ لطف اللہ خان صادق قلعہ دار شاہجہان آباد کے
نام بھیجا کہ وہ سارے کارخانے شاہی اونکے حوالہ کرے۔ غرض وہنون نے یہان آنکر قلعہ دار سے
کنجیان لے لین اور سارے کارخانون پر قبضہ کر لیا۔ جب یہ حال گذرا تو محمد شاہ کا لشکر پریشان ہوا
اکثر راہ مین قزلباشون کے ہاتھہ سے جو تاخت و تاراج کرتے پھرتے تھے مارے گئے۔ اور جو اوسکے
ہاتھہ سے بچے اونکو ہندوستانیون نے زندہ نہ چھوڑا۔ اور اگر زندہ چھوڑا تو کپڑا بدن پر نہ چھوڑا۔
القصہ غرہ اول ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ مین شاہجہان آباد کے اندر محمد شاہ و نادر شاہ داخل ہوئے
اور نادر شاہ بادشاہی محلون مین قلعہ کے اندر اُترا۔ اور اپنے سپاہیون کو محلون مین جا بجا حفاظت
کے لئے بھیجدیا۔ اور حکم دیدیا کہ کوئی سپاہی رعایا پر دست درازی نکرے۔ اور اگر کوئی خلاف حکم
کرے تو اوسکے گوش و دماغ کو کاٹ ڈالو۔ باوصف اسکے کہ نادر شاہ نے یہ دور اندیشیان کین۔
مگر ہندوستانی اس خونخوار فوج سے راضی نہ ہوئے۔ اتفاق سے عید اور نوروز دونو ایک روز ہوئے
اسلئے بڑی دہوم دہام سے جشن ہوا۔ جامع مسجد مین عید کے دن نادر شاہ کے نام کا خطبہ
پڑہا گیا۔ چوتھے روز عصر کے وقت مشہور ہے کہ بھنگیر خانہ مین بیٹھے بیٹھے ایک بھنگڑ بولا کہ واہ محمد شاہ
رنگیلے تیرا کیا کہنا ہے مغل کو ایک قلماقنی کے ہاتہہ سے مروا ہی دیا۔ یہ ہوائی خبر سارے شہر مین ہوا
کی طرح پھیل گئی۔ دلی کی خلقت اون قزلباشون پر پل پڑی جو محلون مین محافظت کے واسطے
مقرر تھے۔ اور مختلف جگہ مین متفرق تھے اونکو بیخبر پا کر قتل کر ڈالا۔ اسوقت ہندوستانی

امرا کا باہمی پن یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جن ایرانی سپاہیون کو اپنی حفاظت کے واسطے نادر سے
کہہ کر لے گئے تھے اونکی بھی حفاظت نہ کی بعض نے انکو قتل کیا اور عوام الناس کے حوالہ کر دیا اور بعض نے
خود مورچے جا کر اونپر حملہ کیا جب نادر کو اس قضیہ کی خبر ہوئی تو اوسنے چند آدمی بھیجے کہ وہ آدمیون کو
سمجھا دین کہ میرے مارے جانے کی خبر بے اصل ہے۔ مگر ان آدمیونکو بھی لوگون نے مار ڈالا۔ رات بھر نادر
نے صبر کیا اور سارے آدمیون کو جو اوس پاس تھے حکم دیا کہ وہ چپ چاپ بیٹھے رہین جو حملہ کرے اوسکا
جواب دین خود کسی پر حملہ نہ کرین جب صبح ہوئی تو نادر شاہ خود گھوڑے پر اس نظر سے سوار ہوا
کہ اس شورش کو مٹائے مگر اوسکے سوار ہونے سے پہلے ور فتنہ برپا ہوا۔ اسمین سب مورخون کا اتفاق
ہے کہ ہرگز نادر کی نیت یہ نہ تھی کہ وہ دلی والون کو خود تکلیف دیتا اور وہ اونکو تکلیف پہنچاتا۔ مگر وہ شہر مین
سوار ہوا تو اوسپر پتھرون کی بوچھار شروع ہوئی۔ بلکہ ایک شخص نے تفنگ اوسپر چلایا جسسے ایک سپاہی
اوسکا پہلو مین گر کر مر گیا۔ اپنی آنکھون کے سامنے اوسنے دیکھا کہ جابجا قزلباش مردہ پڑے ہین اوپر
لشکر بھی اوسکا لشکرگاہ سے شہر مین آن پہنچا تو اوسنے قتل عام کا حکم دیدیا۔ اور کہدیا کہ جہان ایک
ایرانی مردہ دیکھو وہان ایک ہندوستانی زندہ نہ چھوڑو جسوقت اوسکے لشکر کا ہاتھ تلوار پر پڑا تو
شہر والونکا ہاتھ بیرون کا یون ہی رہ گیا پھر نہ ہلا۔ صبح سے دوپہر تک کشتون کے پشتے لگ گئے۔ ادھر تلوار
کی آنچ سے آدمیون کا کام تمام ہو رہا تھا ادھر آگ کی آنچ سے مال اسباب مکان خاک ہو رہے تھے
اسوقت وسط شہر مین روشن الدولہ کی مسجد مین نادر شاہ تلوار کھینچے ہوئے بیٹھا ہوا تھا اور اوسکی
آنکھون مین خون اوتر رہا تھا کسی کا یارا نہ تھا کہ شفاعت کے لئے زبان ہلا سکے۔ اوسکا غضب نہ تھا خدا کا قہر تھا
سب امیر دبکے بیٹھے تھے اور دم نہ مارتے تھے۔ ایک خواجہ سرا محمد شاہ پاس روتا ہوا آیا کہ حضور کی رعایا سب قتل
ہو گئی یہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوا اور آصف جاہ اور قمر الدین خان کو لیکر نادر شاہ پاس پہنچا اور داد
اپنی رعایا کے قصور معاف کرنیکے لئے کہا۔ نادر نے کہا کہ بادشاہ ہند کی کوئی درخواست ایسی نہین
ہوئی جسپر مین نے ردی ہو اسلئے تلوار اپنی نیام مین کھینچی سارے شہر مین ایرانی نقیب امان امان کہتے
ہوئے بھاگے پل کی پل مین امن امان ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی سپاہ کا کیا عمدہ انتظام
تھا کہ ادھر اوسنے اپنی تلوار کو نیام مین ڈالا اودھر سارے لشکر کی تلوار نیام مین پڑ گئی۔ اگر کسی کی

ملوا گردن پہ رکھی ہوئی تھی تو وہین رہی آگے نہ چلی۔ اب اسمین مورخون کا اختلاف ہے کہ کتنے آدمی مرے
آٹھ ہزار سے ڈیڑھ لاکھ تک تخمینہ کیا ہی مگر سچ یہ ہی کہ جن لوگون کا خانہ حیات تباہ ہوا
اونکی خانہ شماری اور مردم شماری کون کرتا ہے۔ نادر شاہ کے آدمیون کو جو ہندوستانیون کے
ہاتھ سے قتل ہوئے کوئی سات سو بتاتا ہی کوئی ہزار کہتا ہی۔ پانی پت کی لڑائی مین نادر کے تین آدمی مرے
تھے اور بیس زخمی ہوئے تھے ہندوستانی بیس ہزار مرے تھے غرض ایرانی اور ہندوستانی دونون کے لئے
یہ ہنگامہ پانی پت کی لڑائی سے بڑا تھا جو اگر بھاگ کر دہلی سے کچھ فاصلہ پر کسی قلعہ مین محصور رہتے
ان سبکو اونے مار ڈالا جس شخص پر اوسکو گمان اس معرکہ مین شریک ہونے کا ہوا اوسکی جان نہ چھوڑی
بعد اسکے اپنے پسر دوم نصر اللہ مرزا کا محمد شاہ کی بیٹی سے نکاح کیا جو محفلین سوگ اور سوز کی تھین
اب وہ سرور و رقص و سرود کی مجلسون سے بدل گئین معلوم ہوتا ہی کہ دلی کے آدمی کیسے لہو و لعب
پسند کرتے تھے اور امراء دہلی کس درجہ نالائق ہوگئے تھے کہ ہنوز ایرانی دلی سے گئے نہ تھے کہ اونکی
مجلسون مین نقلین ہونی شروع ہوگئین کہ ایرانیون کے چہرے خونخوار بنائے جاتے اور ہندوستانی
گڑگڑاتے ہوئے آنکے پاؤن مین گرتے اسپر یہ اہل مجلس خوش ہوتے اور قہقہے مارتے غرض دہلی مین نادر شاہ
اٹھاون دن رہا محمد شاہ سے خلوت مین ملاقاتین رہین اور اوسنے انتظام سلطنت اور دوام دولت
قیام اور استحکام کیواسطے بہت نصیحتین کین۔ پھر اوسنے امرا اور اعیان سلطنت کو بلاکر بادشاہ کی خیر خواہی
کے لئے تاکید اور تنبیہ کی اور اطراف کے حاکمون کے نام یہ حکم گشتی پھرایا کہ محمد شاہ کی اطاعت کرو آخر
فقرہ اس تحریر کا یہ تھا کہ من و محمد شاہ یک روحیم و دو بدن اگر خدا نخواستہ خبر طغیانی شما بالنسبۃ
بہ بادشاہ گوش زد من شود نام شما را از صفحہ خلقت محو خواہم کرد۔ جو اوسنے کہا اگرچہ اوسکے کرنے
کی فرصت تو اوسے نصیب نہین ہوئی مگر جنکو اوسنے دہمکا دیا تھا اونہون نے اوسکی تقلید کرکے
بہت جلد اس خاندان کو خاک مین ملادیا۔ گویا نادر اس خاندان کے ذلیل و خوار کرنیکا خود سبق
لوگون کو سکھا گیا اور اوسکی ہیبت کو لوگون کے دلون سے اوٹھا گیا اگرچہ وہ امرا کی بڑی خاطر داری
کرتا تھا مگر اونکو خوب پہچانتا تھا ایک دن قمر الدین خان سے پوچھا کہ آپکی کسقدر بیبیان ہین
اوسنے عرض کیا کہ ساڑھے آٹھ سو۔ نادر نے اپنے نوکرون سے کہا کہ ڈیڑھ سو اور قیدی عورتون مین سے

بھیجدو کہ وزیر صاحب کو منصب مین باشیگری (یعنے ہزار آدمیون کی افسری) کا حاصل ہوجائے۔ اس
قتل عام ہی پر بس نہ ہوئی۔ اس ہندوستان کی چڑہائی سے نادرشاہ کا بڑا مطلب تھا کہ یہان کے
مال سے اپنے تئین مالامال کرے جب سے اوسنے فتح حاصل کی تھی دولت لوٹنے پر غش تھا۔ اول
اس روپیہ کے دلانے والا سعادتمند سعادتخان تھی جسنے اپنے بھتیجے شیر جنگ کی معرفت دو کروڑ روپیہ
گھر سے منگا کر خزانہ نادری مین داخل کیا تھا جب سعادت خان مرگیا تو اونکی جگہ سربلندخان شاہی
اور طہماسپ خان ایرانی کھڑے ہوئے۔ اول وہ لوٹنے بادشاہی خزانون اور جواہرات پر تصرف کیا
بیگمات تک کا زیور اوتروالیا تخت طاؤس لے لیا۔ بعد اوسکے بڑے امیرون کے گھر ضبط کئے بعض امیرون
پر جبر و تعدی کرکے بہت سا مال چھین لیا پھر چھوٹے چھوٹے ملازمون اور عام رعایا کی کمبختی
آئی سارے شہر کے دروازون پر پہرہ بندی تھی کہ کوئی شہر سے مال لیکر نہ نکل جائے غرض مال
بتلانے کے لئے سر دولتمند کے گلے پر چھری رکھی ہوئی تھی بہت سے غیرتمند زہر کھاکر مرگئے
بہت سے لوگ بیچارے پکڑے گئے باندھے گئے۔ نادر کی طرف سے جو ظلم تھا سو تھا بیچ کے یہ اہلکار اپنا
گھر دولت سے بھرنے کے لئے غریبون کی جان کھائے جاتے تھے۔ دس وصول کرتے تو پانچ
آپ کھاتے غرض جان اور مال اور عزت اور آبرو کے لئے گھر گھر رونا تھا اہل صوبہ سے برسون کی باقی
کا روپیہ وصول کیا گیا جب نادر کو خوب معلوم ہوگیا کہ اب کوئی ٹھکانا روپیہ ہاتھ لگنے کا باقی نہین
رہا تو اوسنے مراجعت کا ارادہ کیا اور اوسنے محمدشاہ کو خود تخت سلطنت پر بٹھایا اور سارا زیور
پہنایا اور عہدنامہ لکھایا جسمین دریاء سندھ کی مغرب طرف کا ملک سارا اوسکی قلمرو مین داخل ہوا اب
جو لوٹ وہ ہندوستان سے لے گیا اوسکے تخمینہ مین اختلاف زمین و آسمان کا ہے کوئی ستر کروڑ بتلاتا ہے
کوئی پندرہ کروڑ لکھتا ہے اور بہت سے جواہرات بتلاتا ہے جنکی قیمت کا تخمینہ نہین ہوسکتا اس نادرشاہ
کے زنگی ہزارون حکایتیں اور روایتیں مشہور ہین سیکڑون نقلین اوسکی اب تک نقل مجلس ہوتی ہین مگر
صحیح حال اوسی قدر سمجھنا چاہیئے جو نادرشاہ نے خود اپنے بیٹے رضا قلی کو خط مین لکھا ہے
اور اوسمین وہ سارا حال لکھا ہے جو لاہور سے محمدشاہ کے دوبارہ تخت پر بٹھانے تک گذرا ہے اوس کا
خلاصہ ہم ذیل مین درج کرتے ہین +

اول خبری از جنگ فوجی از سپاه ایران با مقدمهٔ لشکر هند و غلبهٔ ایرانیان میدهد و بعد از کوششی که برای
منع ملحق شدن لشکر سعادت خان بلشکر محمد شاه نمود و فایده بران مترتب نشده بود مینویسد بعد ازان میگوید
بدین مضمون که چون این مدد بمحمد شاه رسید متظاهر گشت و لشکر خود را رها نموده در میدان صف محاربت آراست
و ما که در آن حین بودیم فوج اول بجهت صیانت اردو گذاشته و از قادر متعال استعانت جسته بر دشمن حمله بردیم
تا دو ساعت تمام تنور حرب گرم بود و آتش توپ و تفنگ خرمن سوز عمر اعدا بعد ازان بعون الهی بهادران شمشیر
شکار صف خصم را بر هم زده ایشان را متفرق کردند درین مقام تفصیل نامهای اعاظم امرا که کشته و زخمی و
اسیر شدند مینویسد از جمله مقتولین خاندوران و از ماسورین سعادت خان را ذکر میکند و بعد میگوید
که این جنگ دو ساعت طول کشید و دو ساعت و نیم عساکر ما غنیم را تعاقب کردند هنوز یک ساعت از روز
باقی بود که معرکه حرب بکلی از دشمن پاک شد و چون استحکامات اردوی ایشان مستحکم و مضبوط بود فرمان
دادیم که از یورش دست بدارند خزانه بسیار و چند فیل و قدری از توپخانه پادشاه هندوستان و
نفائس غنایم از هر قسم بسبب این فتح بدست افتاد و از بیست هزار متجاوز از دشمن بر خاک
هلاک افتادند و خیلی بیش ازین نیز در قید اسار در آمد بعد ازین جنگ فی الفور لشکر محمد شاه را احاطه
راه مراودت با اطراف و حوالی را بر ایشان مسدود ساختیم و توپها و خمپارهها را بجهت با خاک یکسان
کردن استحکامات مهیا نمودیم چون اختلال و اغتشاش عظیمی در اردوی هندیان راه یافته و هیچ وجه
چاره پذیر نبود محمد شاه از روی اضطرار ایلی پذیر شده بعد از یک روز در روز پنجشنبه هفدهم ذیقعده
نظام الملک را باردوی ما فرستاده روز دیگر خود با اعیان مملکت حضور ما رسید و چون که محمد شاه رو بارد
می آمد بملاحظه اینکه ما ترکمانیم و او نیز از سلسله ترکمانیه و خانواده گورکانیه است فرزند عزیز نصر الله میرزا را تا بیرون
اردو باستقبال فرستادیم و در خیمه پادشاهی ما گشت نظر بملاحظه قرابت ایلی آنچه لازمه احترام پادشاهی
وی بود معمول داشتیم و او مهر سلطنت خود را بما سپرده ما حکم کردیم که کسی متعرض سراپرده شاهی و متعلقان
سرای سلطنت و امرا و اعیان مملکت نشود و در همین وقت پادشاه و حرم پادشاهی و جمیع اکابر و اعاظم
هندوستان که از اردو حرکت کرده اند به دهلی رسیده اند و ما نیز در بیست و نهم ذی القعده بجانب دهلی
حرکت خواهیم کرد و اراده این است که نظر بملاحظه نسب محمد شاه و قرابت ایلی که فیما بین هست ایلاد و با او

پر بادشاہی ہندوستان مقرر ہو وہ تاج سلطنت پر سر رکھے نہیں حمد خدا پر اکہ یا سجا ہم چنین کاربار قدرت داد ہ
باقی ہم ان باتون کو زٹل جانتے ہین کہ آصف الدولہ اور سعادتخان دونو نے یا ان مین سے ایک نے نادرشاہ کو
بلایا تہا - یا یہ سعادتخان نادرشاہ کو بہکا کر دلی مین لایا تہا - اب ان دونو کہانیون کے سوا ایک
کہانی اس سے بڑھ کے اور غضب کی سنو جسکو آجکل فرنگستانی مورخ او محقق بھی یقین کرتے ہین اور
اور ہم اوسکی نقل آگے کرتے ہین - اس ملک مین ایک گروہ یاوہ گوؤن اور حماقت پیشون کا ہی کہ وہ
اپنے تئین عالمون سے بہتر اور حکیمون سے برتر سمجہتا ہے او بازاری آدمیون مین اپنی عقل فروشی کے
لیئے دماغ سے گھڑ گھڑ کر کہانیان کہا کرتا ہے اونکو اپنی عقل کے زور سے ایسے پیرایہ مین لاتا ہے کہ اصل
واقعہ کچھ سے کچھ نظر آنے لگتا ہے اور بے اصل بات اصلی واقعہ معلوم ہوتا ہے افسوس ہے کہ
بعض اوقات ایسی باتون کو عقلمند بھی یقین کرنے لگتے ہین - اب وہ نقل یون ہے کہ نادرشاہ نے
آصف جاہ کو بلایا اور کہا کہ او بڈہے تونے ہمکو قندہار مین کیا لکھہ کر بہیجا تہا کہ اگر بندگان حضور یہان
تشریف لائین تو پچاس کروڑ روپیہ غلام حاضر کریگا بادشاہ اور امرا کے خزانے اور دفینے علاوہ
اسکے ہین - اب وہ روپیہ کہان ہی - جا آج کل کی اور مہلت ہے اگر روپیہ لایا خیر ہے نہین تو
تو نہین - آصف جاہ یہ سنکر سیدہا برہان الملک کے پاس گیا اور کہا بہائی آج یہ مجھپر آفت آئی
ہی کل تمپر آنیوالی ہے مین وہی آصف جاہ ہون کہ ملک دکن کو کئی دفعہ مین نے خاک مین ملایا - اکثر
لڑائیون مین نام پایا آج یہ قزلباش مجہہ بے نام و نشان مجھے یون لعنت ملامت کرتا ہے
اس جینے سی تو ڈوب مرنا بہتر ہے میرا ارادہ ہی کہ زہر کا پیالہ پیکر مر رہون - خدا کے ہان نادر سے
میرا سوال و جواب ہو رہیگا - برہان الملک نے بھی کہا اچھا مین بھی یہی کرتا ہون اس بڑہاپے مین
کون بے عزتی اٹھائے - غرض برہان الملک نے جاکر اپنے گھر مین زہر کا پیالہ پی لیا - اور خدا کو
جان سونپ دی - اور آصف جاہ گھر مین آرام سے سو رہا صبح اوٹھکر جو سنا کہ برہان الملک نے سچ مچ
تو ظاہر مین رنجیدہ مگر دل مین خوش ہوا - بعض نے اسمین اور نمک مرچ یہ لگایا ہے کہ دونو آصف جاہ
اور برہان الملک کو نادر نے بلایا اور اونکی دغابازی اور بیوفائی پر لعنت ملامت کی اور داڑہی
مین تھوک دیا اسلیئے دونو نے آپسمین یہ ٹھیرایا کہ زہر کا پیالہ پیکر جان آفرین کو جان دیدین آصف جاہ

جہوٹ موٹ دم چڑا کر پڑ رہا - برہان الملک نے آدمی کو خبر کے لیے بھیجا - اوسنے جاکر کہا کہ آصف جاہ کا دم لبون پر ہے تو وہ اس کام مین سے رقیب کم رہنے کو بہتر سمجھا - اور سچ مچ زہر کا پیالہ پی گیا - اور مر گیا - آصف جاہ بھلا چنگا صبح اوٹھا اور اوسنے یہ خبر دوستون سے کہا کہ کیا دشمن کو مارا ہے - فقط اصل حال یہ ہے کہ سب معتبر مورخ لکھتے ہین کہ نادر شاہ دہلی مین تہا کہ برہان الملک سرطان کے پہوڑے سے مر گیا -

ریاست بنگالہ

جب نادر شاہ یہان سے چلا گیا تو اول اوسکا اثر یہ ہوا کہ سلطنت دہلی کے تین زرخیز صوبے بنگال بہار اڑیسہ علیحدہ ہو گئے - اور اونہین جداہی علی وردی خان کی ایک ریاست قائم ہو گئی - شجاع الدولہ قوم افشار سے تہا اور جعفر خان کا داماد تہا جب جعفر خان کو صوبہ بنگالہ کی نظامت اور دیوانی مرحمت ہوئی تو اوسکی سفارش سے شجاع الدولہ اڑیسہ کا صوبہ دار ہوا - مگر ان داماد اور خسر مین ایسا مزاجونکا اختلاف تہا کہ وہ پاس پاس رہنا پسند نہین کرتے تہے - اور شجاع الدولہ کی جورو باپ کے گہر خاوند کی بیپروائی کے سبب سے رہتی تہی - اور اوسکا بیٹا سرفراز خان بھی اپنی ماں کے ساتھ رہتا تہا اور نانا نواسے کو بہت چاہتا تہا جعفر خان کا پہلے نام مرشد قلی تہا - اسلیے جو شہر اوسنے بنایا اوسکا نام مرشد آباد رکہا - اوسی مین وہ رہتا تہا - شاہزادہ اعظم شاہ کے رفیقون مین ایک شخص مرزا محمد تہا - اوسکے دو بیٹے مرزا محمد علی و حاجی احمد لائق فائق تہے - جب شاہزادہ اعظم مارا گیا تو مرزا محمد زمانہ کے ہاتہ سے تنگ ہو کر شجاع الدولہ صوبہ دار اڑیسہ کے پاس چلا گیا - اوسکی بی بی بھی قوم افشار سے تہی اور شجاع الدولہ کی رشتہ مند تہی - کوئی کہتا ہے کہ اوسکی انا تہی - پہر مرزا محمد علی بھی باپ پاس گیا اور اس سرکار مین نوکر ہو گیا اور روز بروز اپنی حسن لیاقت کے سبب سے ترقی پاتا گیا - اور شجاع الدولہ کے مزاج پر حاوی ہوتا گیا - اوسنے پہر اپنے بہائی حاجی احمد کو بھی یہان دہلی سے مع اہل و عیال کے بلوا لیا - وہ بھی شجاع الدولہ کے رفیقون مین شریک ہو گیا - ان دونو بہائیون کی حسن تدبیر سے ملک اڑیسہ کا خوب بندوبست ہو گیا - اور ریاست کو خوب استحکام ہو گیا - اوسکی آمدنی بھی بڑہ گئی +

شجاع الدولہ نے بادشاہ کی خدمت مین آدمی بھیجکر مرزا محمد علی کو مرزا محمد علی وردی خان کا

خطاب دلایا جعفر خان کو تو داماد سے رنجش تھی مگر اوسکے بیٹے علاء الدولہ سرفراز خان یعنے
نواسے سے کمال محبت تھی جب اپنا وقت مرگ قریب دیکھا تو نواسہ کو اپنے جانشین مقرر
کرنا چاہا محمد علی وردیخان اور حاجی احمد سے شجاع الدولہ نے مشورہ کیا اور ان بھائیوں نے
بادشاہ دہلی کی خدمت مین اسکی طرف سے درخواستین بھیجین کہ ملک اڑیسہ اور بنگالہ کی
نظامت اور دیوانی اوسکو مرحمت ہو اور اپنی سپاہ کے معتمد آدمیون کو ظاہر مین موقوف کیا
اور اونسے کہہ دیا کہ تم مرشد آباد مین مختلف مقامات پر جا کر جمع ہو۔ اور اس خبر کے منتظر رہو
کہ کب جعفر خان کے گھر مین شجاع الدولہ آتا ہے۔ برسات کا موسم بھی قریب تھا۔ اسلئے
کشتی وغیرہ سامان درست کرلیا اور جعفر خان کی ڈیوڑہی تک راہ بڑاک لگادی کہ
جسوقت قاصد چل آئے تو فوراً خبر پہنچ جائے جب یقین ہوگیا کہ جعفر خان پانچ چھ روز
کا مہمان ہے تو شجاع الدولہ مع محمد علی وردیخان اور اور رفقا کے کٹک سے چلدیا اور اپنے
بیٹے محمد تقی خان کو جو دوسری بی بی سے تھا اڑیسہ مین اپنا قائم مقام کیا۔ راہ ہی مین جعفر خان
کے انتقال کی دہر خبر پہنچی۔ ادھر بادشاہ کی طرف سے سند بھی آگئی۔ وہ بہت جلد مرشد آباد
مین پہونچا۔ اور چہل ستون مین جعفر خان کا جانشین ہوگیا۔ اور شادیانے مسند نشینی کی بجواد
اب سرفراز خان دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا کہ کیا تھا کیا ہوگیا۔ ناچار سوا اسکی چارہ نہ دیکھا کہ
باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور نذر اور مبارکبادی دی شجاع الدولہ نے نہایت عدالت سے کام کیا۔
سرافراز خان کو بدستور دیوان صوبہ رکھا دوسرے بیٹے محمد تقی خان کو اڑیسہ کا نائب صوبہ اور مرشد قلی خان
اپنے داماد کو جہانگیر پور ڈھاکہ کا حاکم اور محمد علی وردی کو عظیم آباد مین اپنا نائب مقرر کیا اور
بادشاہ کے ہان سے اوسکو مہابت جنگ کا خطاب اور پنجہزاری کا منصب دلایا +
جب نادرشاہ دہلی مین آیا تو شجاع الدولہ اپنی اجل سے مرگیا علاء الدولہ سرفراز خان باپ کا
جانشین ہوا حاجی احمد اور محمد علی وردی خان کے تمام رشتہ دار دربار مین دخیل تھے اور انسے
سرافراز خان کی بگڑ گئی۔ اور ادہر نادرشاہ کے دینے کے لئے زرکثیر کا مطالبہ آیا خرچ کم کرنیکے
واسطے محمد علی وردی خان نے لشکر کے موقوف کرنیکی صلاح سرافراز خان کو بتائی۔ اسنے اور سب

اوس کے دلمین پیدا ہوا حاجی احمد اوسکے بھائی سے دیوانی لے لی۔ اسپر اوسنے چلکر اپنے بھائی کو
ایک ایک بات کی سو سو باتین لکھ کر بھیجنی شروع کین جب محمد علی وردی خان نے دیکھا کہ سرفراز خان
سے کسی طرح نہین نبھے گی۔ تو اوسنے اپنے پرانے دوست موتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کی سعی سے
ایک کروڑ روپیہ نذرانہ دینے کے وعدہ پر یہ حکم منگالیا کہ سرفراز خان کا گھر ضبط کرو اور اوس کے
ہاتھ تلے سے تینون صوبے بنگال لو۔ غرض سنہ ۱۱۵۳ھ مین ان تینون صوبون کا وہ مالک ہو گیا اور
سرفراز خان کا گھر بار ضبط کرکے اوسنے بادشاہ کا نذرانہ بھی بھیجدیا۔ اب یہ ایک طول طویل قصہ
ہے جسکے پڑھنے سے دل گھبراتا ہے کہ اوسنے کسطرح سے مرشدآباد پر قبضہ پایا۔ اور سرفراز خان کو کیونکر
نکالا اسکا فیصلہ کرنا نہایت مشکل ہے کہ آیا سرفراز خان نے محمد علی وردی خان سے بدسلوکیان کین یا
اوسنے نمک حرامی کی اور فریب اور دغا اور مکاری سے ان تینون صوبون پر قبضہ پایا۔ اڑیسہ
مین سرفراز خان کا بہنوئی مرشد قلی خان صوبہ تھا۔ اوسکو محمد علی وردی خان مہابت جنگ نے
لکھا کہ تمہارا مافی الضمیر کیا ہے۔ اوسکا ارادہ صلح کا تھا مگر اپنے داماد باقر علیخان کے کہنے سے اوسنے
مصالحت سے انکار کردیا۔ اور مہابت جنگ نے بارہ ہزار سوار لیکر اڑیسہ کی طرف روانہ ہوا سخت لڑائی
کے بعد مرشد قلیخان کو شکست ہوئی۔ اور وہ جان بچاکر بھاگ گیا۔ اور پھر آیندہ لڑنیکی قسم کھائی
مگر کٹک مین یہ حال پیش آیا کہ مہابت جنگ نے اپنے بھتیجے صولت جنگ کو وہان صوبہ دار مقرر کیا تھا
اوسنے سپاہ کی تنخواہ مین تخفیف کرنی چاہی۔ اس سپاہ نے قبول نہین کیا کیونکہ یہ بیچارے غریب الوطن مرشدآباد
سے گئے تھے مگر کٹک کے آدمیون نے گھر کی نوکری سمجھ کر تھوڑی تنخواہ قبول کرلی غرض اس طرح
قدیم الخدمت موقوف ہوگئے۔ اور نئی فوج بھرتی ہوگئی۔ اس نوجوان نے جوانی کی مستی مین آکر
ایسے برے کام کرنے شروع کئے کہ کٹک مین ایک قیامت برپا کردی اسپر لوگون نے باقر علی خان داماد
مرشد قلی خان کی تحریک اور ترغیب سے ایک ہنگامہ برپا کرکے صولت جنگ کو گرفتار کرلیا۔ اور باقر علیخان
کے حوالہ کردیا ہرچند صولت جنگ کے ماباپ نے مہابت جنگ سے کہا کہ باقر علی خان کو روپیہ دیکر صلح کر
اور صولت جنگ کی جان بچالیجیے۔ مگر اوسنے کسی کا کہنا نہ مانا اور فوج کو چڑھاکر ملک اڑیسہ مین لے گیا اور
اور باقر علی خان کو شکست دی اور بھتیجے کو اجل کے حلق مین سے نکال کر لے آیا۔ اور وہان

صوبہ اڑیسہ کا انتظام کرکے مرشدآباد ۱۱۵۶ھ مین آیا تو کیا سنتا ہے کہ ملک کو مرہٹے تاخت و تاراج کررہے ہین +

مرہٹون کا ملک بنگال مین غدر مچانا +

یہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ برار کے راجہ رگھوجی بھوسلا نے اپنے سپہ سالار بھاسکر پنڈت کو پچیس ہزار سپاہ دیکر یہ ارادہ کیا کہ ہندوستان مین اپنی فتوحات کو توسیع دے۔ علی وردی خان ہنوز بردوان مین پہنچا تھا۔ اور یہان اوسنے اپنا سامان جنگ نہین رکھا تھا کہ مرہٹون نے اوسکے ملک کے گرد نواح مین غدر مچا دیا۔ کچھ لڑائیون کی چھیڑ چھاڑ ہوئی مرہٹون نے یہ کہا کہ اگر دس لاکھ روپیہ دو تو اولٹے چلے جائین۔ مگر علی وردی خان نے اوسسے انکار کیا۔ اور اوسنے مرشدآباد جانیکا قصد کیا اوسکے ساتھ پانچہزار سپاہ تھی۔ مگر بھیر بھنگا اوسکے ساتھ ایسی ہوئی کہ جس سے نظم سپاہ مین خلل پڑا اور اس سبب سے اوسکا بڑا نقصان ہوا تمام توپین اور خیمے اور سارا اسباب باربرداری وغیرہ اوسکا مرہٹون کے ہاتھ لگا۔ مگر اوسنے مرہٹون کی شرائط کو جو بہ سبب فتحیابی کے سخت کرتے جاتے تھے انکار کیا چار روز مین وہ کٹوا مین پہنچا اور اوسکا بھتیجا صولت جنگ بھی کمک کے لئے آگیا۔ میر حبیب ایک سردار جو مہابت جنگ کی نوکری چھوڑکر مرہٹون سے جا ملا تھا۔ اوسکے ماتحت مرہٹون نے مرشدآباد پر حملہ کیا لیکن علی وردی خان بطور ایلغار کے اس شہر مین آپہنچا اور اوسکا مرہٹون کی لوٹ مار سے بچا لیا۔ مگر اپنے دوست جگت سیٹھ کو نہ بچا سکا تیئس لاکھ روپیہ اوسکے گھر سے مرہٹے نکال کر لیگئے۔ اسبار سے دکن مین مرہٹے ایسے پھیل گئے کہ گنگا کے مغرب مین سوا مرشدآباد اور اوسکی نواح کے کوئی جگہ اونسے خالی نہ تھی موسم برسات کا تھا اس اثنا مین محمد علی وردی خان نے اپنا سارا سامان نہایت درست کرکے ایک سپاہ جرار لیکر دریا کے پایاب ہونے سے پہلے کشتیون کے پل باندہ کر پار اُترگیا۔ اور دفعتاً مرہٹون کو جا دبایا۔ اور اونکو ایسا بھگایا کہ اونکے سارے خیمے اور اسباب ہاتھ لگے اور جنگلون مین گھیر گھیر کر اونکا خوب شکار کیا پھر کچھ دنون بعد مرہٹون نے کٹک پر حملہ کیا۔ یہان بھی علی وردی خان نے اونکو شکست دیدی اور وہ سب کے سب بنگال سے چلے گئے محمد شاہ نے اس حسن خدمات کے عوض مین علی وردی خان اور اوسکی خاندان کو بڑے بڑے خطاب عنایت اور خلعت مرحمت کئے اور صفدر جنگ صوبہ دار اودہ کو حکم دیا کہ اوسکی اعانت کو جائے مگر علی وردی خان نے فتح حاصل کرکے اس دوست کی دوستی سے جو حقیقت مین

دشمن کی دشمنی سے زیادہ مخوف تھے سنجات پائی۔ اوسکو صفدر جنگ پر یہ شبہ ہوا کہ کہین وہی ان جوہون
کو نہ دبا لے۔ اگر یہ ہوتے لڑائی ہو رہی ہر دوسری اسے ہو جائے تو پھر مشکل پڑے اسلئے
صفدر جنگ جب عظیم آباد میں آیا۔ تو بایں مناسب اوسکو لکھ بھیجا کہ آپ کی ضرورت مرشد آباد مین نہین ہے
آپ اولٹے اودہ کو تشریف لیجایئے۔ دس لاکھ روپئے بھی سفر خرچ کے لئے بھیجدے۔ تکلیف اٹھانے کی
اجرت دیدی۔ اور بادشاہ کو بھی لکھ بھیجا کہ مجھے صفدر جنگ جیسے آدمیون کی سنجانت کی ضرورت
نہین ہے سب سے زیادہ عمدہ تدبیر بنگال بچانیکی پادشاہ کو سوجھی۔ وہ یہ تھی کہ بالاجی راؤ کو علی وردیخان
کی امداد کے لئے بھیجا۔ رگھوجی بھاسکر پنڈت کے شکست پانیسے بڑے طیش مین آیا۔ وہ خود سپاہ کثیر
بڑے سامان سے لیکر بنگال پر چڑہ آیا۔ یہان بالاجی مرشد آباد مین اپنے ہم وطنون سے نکالنے کے لئے
آپہنچا تھا۔ اسکا سبب کہ یہ کام کیون اُسنے اختیار کیا آگے بیان کیا جائیگا۔ اوسنے رگھوجی کو بالکل
ضلع بنگال سے ۱۷۴۳ء مین شکستین دیکر خارج کردیا۔ دوسرے برس بھاسکر پنڈت بہت سی سپاہ لیکر
بنگال پر چڑھا اور دشمن سے بہت کچھہ روپیہ مانگا مگر اُنکی دہمکی علی وردیخان اور بہی سپاہیان پر پیچ کھیلا
مصطفیٰ خان اور راجہ جانکی رام نے بتہید مصالحہ مین کوشش کی کچھہ ایسے افسانون سے فسون
بنائے کہ بھاسکر پنڈت اور اوسکے بڑے بڑے سردار اس بات پر راضی ہوئے کہ میدان گنگپور مین ایک
خیمہ کے اندر ملاقات آپسمین ہو اور زبانی شرایط صلح کا فیصلہ ہو۔ اس ملاقات مین آخر صفر یا شروع
ربیع الاول ۱۱۵۷ھ بھاسکر پنڈت اور اوسکے سب رفیقون کو بلا کر علی وردیخان نے قتل کروا ڈالا اور پھر مرہٹون کی
سپاہ پر حملہ کرکے شکست دیدی۔ فقط ایک گنوار کا سوار بچکے گیا۔ مگر اس دغابازی اور فتح دونو سے
کچھہ فائدہ نہ ہوا +

علی وردیخان حقارت سے اپنے دشمنون کو تو جانور سمجھا تھا مگر یہ کام اوس مصطفیٰ خان کے
ساتھہ بھی وفا کا کیا۔ وہ کیا کرے مقتضائے زمانہ ہی تھا۔ آجکل دغابازی کا بازار گرم تھا۔ سبکو بے ایمانی
کا آسرا تھا۔ مہابت جنگ دل کا سخی ہاتھہ کا فیاض تھا اور اپنے رفیقون کے ساتھہ بڑے بڑے
سلوک کرتا تھا لیکن جو اوسنے وعدہ کرتا اوسے پورا کرتا۔ اب اس آخر مہم مین جب اوسے مشکل پڑی تو طبیعت
کی فیاضی سے رفیقون سے بڑے بڑے وعدے کرلئے مگر اونکا پورا کرنا اندیشہ سے خالی نہ تھا۔ غرض کہ وقت

مصطفیٰ خان [illegible] +

وعدہ کرنا سہل ہوتا ہے مگر بعد غرض نکلنے کے اوسکا ایفا مشکل ہوتا ہے۔ اسیوقت مین مصطفی خان سے
بہار کی صوبہ داری دینے کا وعدہ کر بیٹھا جب وقت نکل گیا تو یہ سوجھی کہ کہین اسی طرح سے بہار کی
صوبہ داری سے وہ بھی بنگال کی صوبہ داری پر دانت نہ لگائے کیونکہ یہ مصطفی خان ہی اسکا سپہ سالار تھا
جسنے اوسکو اس رتبہ پر پہنچایا تھا۔ اوسکی لیاقت کا نقش دل پر بیٹھا غرض اس بات پر دونون مین رنجش
شروع ہوئی۔ اتنے مین یہ معاملہ درپیش آیا کہ مصطفی خان کے دو رفیق علی وردی خان کے دربار مین
آئے اور اونہون نے کہا کہ مصطفی خان بھی آتا ہے خواجہ سرا نے مہابت جنگ سے آکر کہا کہ محل سرا مین
تشریف لیچلئے حضور کے گھر مین نواب بیگم کو ہیضہ ہوا ہے۔ مہابت جنگ بیتاب ہو کر اور ان دونون
آدمیون سے یہ کہکر کہ تم بیٹھو مین آتا ہون محل مین چلا گیا۔ ان دونون کو شبہ ہوا کہ شاید آج
مصطفی خان کے قتل کا ارادہ ہے جو یہ خود بہانہ کر کے محل مین چلا گیا ہے یہ سمجھکر وہ وہان سے چلے راہ
مین مصطفی خان ملا اوس سے اونہون نے یہ کہا کہ آج آپ کہان جاتے ہین وہان تو یہ تجویز ہوئی
ہے وہ یہ سنکر اولٹا اپنے گھر آیا۔ اور اپنے تن کے نو ہزار سوارون کو لیکر بگڑ بیٹھا۔ ادھر بھی سپاہ کی
کمر بندی ہوئی اس وقت نہ پوچھو کہ مہابت جنگ کی جان پر کیا بنی ہوئی تھی۔ آخر کو دونون میں یہ
فیصلہ ہو گیا کہ مصطفی خان نے استعفا دیدیا۔ اور مہابت جنگ نے اوسکو سترہ لاکھ روپیہ تنخواہ کا اس شرط
سے دیدیا کہ وہ اوسکی عملداری مین نہ رہے مصطفی خان آٹھ نو ہزار اپنے آدمیون کے ساتھ مرشدآباد سے
چلدیا۔ اور اپنی چھاونی مین آگ لگا گیا جب شہر والون کی جان مین جان آئی۔ اب وہ راجمحل مین گیا
وہان سے ہاتھی اور توپخانہ لیا پھر بہار کے لینے کا ارادہ مصمم کیا +

اس وقت مہابت جنگ کا بھتیجا ہیبت جنگ بہار مین فرمانروا تھا چچا کا خط آگیا تہا کہ جبتک
مین نہ آؤن مصطفی خان سے نہ لڑنا مگر اوسنے اسکا خیال نہ کیا بہت سے کوچ کیے اور اس پر اپنے تجربہ کار
سپہ سالار اور اوسکی سپاہ آزمودہ کار پر حملہ کر دیا۔ قریب تھا کہ اوسکو بالکل شکست ہو اور خود گرفتار ہو
مگر عجب اتفاق ہوا کہ ہیبت جنگ کی سپاہ بھاگی جاتی تھی کہ مصطفی خان کا فیلبان گولی کی ضرب سے
ہاتھی سے نیچے گرا۔ اس سبب سے ہاتھی بگڑا۔ ناچار مصطفی خان نے خود اس نظر سے کودا کہ ہیبت جنگ کو گرفتار
کر لے مگر اوسکی سپاہ نے یہ جانا کہ وہ بھی فیلبان کی طرح ہاتھی سے گرا ہے اسلئے سپاہ متفرق اور منتشر ہو گئی

اوراس پرانے سپاہی کو سوار اسکے کچھہ بن آیا کہ میدان سے بھاگ کر اپنی سپاہ مین جا ملے غرض یہ لڑائی عجب لطف کی ہوئی کہ دونو لشکر آپسمین ایک دوسرے سے بھاگے ایک ہفتہ کے بعد مصطفے خان نے پھر ہیبت جنگ کے لشکر پر حملہ کیا مگر ہیبت جنگ کو فتح ہوئی اور مصطفے خان کی زخمی آنکھہ مین زخم لگا اور دو اوسکے بڑے رفیق مارے گئے — اب اس شکست کے بعد اوسنے یہ سنا کہ علی وردی خان بھی آتا ہے اسلئے وہ بھاگ گیا چچا بھتیجون کی فوج نے اوسکا سخت تعاقب کیا اور اودہ کی سرحد تک اوسکا پیچھا نہ چھوڑا پھر ایک مدت کے بعد وہ ہیبت جنگ سے لڑا مگر شکست کھا کر مارا گیا +

اس عرصہ مین علی وردی پر مرہٹون کا ایک اور حملہ ہوا - راگھوجی کو جب اپنے سپہ سالار بھاسکر اور اوسکے ساتھہ اور بہت افسرون کا دغا سے قتل ہونا معلوم ہوا تو اوسکو نہایت غصہ آیا اور یاد اوسنے یہ بھی دیکھا کہ یہان یہ فساد اور عناد ہو رہے ہین اور اوسکے سبب بے انتظامی اپنے پانون پھیلا رہی ہے اسلئے وہ بھی یہان لشکر لیکر اپنے پانون پھیلانے آیا اور علی وردی سے بہت کچھہ روپیہ اور ملک مانگا علی وردی خان نے دو مہینہ تک تو لیت و لعل مین ٹالا کبھی کچھہ شرائط صلح پیش ہوئین کبھی کچھہ غرض جب موسم لڑائی کے واسطے آگیا تو اوسنے راگھوجی بھوسلا کے لشکر پر حملہ کیا اور کئی دفعہ شکست دی اور ایک دفعہ یہانتک نوبت پہنچی کہ راگھوجی گرفتار ہی ہوگیا ہوتا مگر بچ گیا پھر ایکدفعہ مرہٹون نے مرشد آباد پر حملہ کیا مگر علی وردی خان نے اپنی شجاعت اور دلاوری سے شہر کو محفوظ رکھا یہ مرشد آباد ہی مرہٹون کا مرشد تھا جو اونکے ہاتھہ سے بچا نہین تو مرہٹون نے کسی متمول شہر پر ہاتھہ نہین ڈالا جسکو لوٹ لاٹ کر برباد نہین کیا کٹواکے قریب راگھوجی کو بڑی شکست ہوئی اور ساری اوسکی سپاہ مین بے انتظامی پھیل گئی - اسلئے وہ ۱۱۵۹ھ ۱۷۴۵ع مین لٹا چلا گیا اب میدان کی لڑائیان موقوف ہوئین علی وردی خان نے اپنے نواسے سراج الدولہ کی شادی بڑی دہوم دہام سے کی - کچھہ دنون امن امان رہا مگر پھر جو جھگڑے شروع ہوے تو علی وردی خان کے مرنے پر ختم ہوئے

راگھوجی بھوسلا جو گرفتاری سے بچکر نکل گیا وہ علی وردی خان کے دو افغان سردارون شمشیر خان و سردار خان کی دغا تھی ان دونون سردارون کو موقوف کیا - مگر اوسنے یہ سبب جتایا حالی کی ہے کہ اونکو چھہ ہزار سپاہ کے ساتھہ بہار مین رہنے دیا جسکا انجام برا ہوا اسکا سبب جب قبضہ مین

علی وردی خان سے مرہٹون کی لڑائی (۱۷۴۱ع) +

مرہٹون کی طرف کھینچے تھا +

اسی زمانہ میں علی وردی خان کے جی مین بھی کوئی نہ کوئی کھٹکا لگا رہا اوسنے کٹک کی فتح کا ارادہ کیا
اس کام مین کامیابی کی صورت نمودار ہوئی تھی کہ اوسکے دو بڑے سردار میر جعفر اور عطاء اللہ بگڑ بیٹھے
اونکو مرشدآباد مین لاکر موقوف کیا مرہٹون کے سپہ سالار رگھوجی نے پھر مرشدآباد پر حملہ کیا مگر اوسکو اپنی
بہادری سے اوسنے ہٹا دیا غرض اب جمع افراد پر ایک بلاؤن کا دریا امنڈ آیا - نمک حرام بےغیرت
بےوفا افسر سردار خان اور شمشیر خان جو بہار مین مقیم تھے اونھون نے بہت اوباش اور بدمعاش اپنے
پاس جمع کیے - بہار مین اسوقت ہیبت جنگ صوبہ دار تھا اوسنے چاہا ان دونون بدمعاشون کی
معافی تقصیرات کی درخواست کی اور بہت منت اور سماجت سے یہ التجا کی کہ اونکو پھر ملازم رکھہ لیجئے تاکہ
اسکا سبب نہیں معلوم ہوا کہ وہ اس بات کو کیون چاہتا تھا اگرچہ مہابت جنگ کا دل اس درخواست کے
منظور کرنے پر راضی نہ تھا مگر بھتیجے کی دل شکنی بھی منظور نہ تھی اسلئے اوسنے درخواست منظور کر لی -
اول ہی ملاقات مین یہ گل کھلا - کہ ہیبت جنگ نے اس نظر سے کہ ان دو بیوفا بے ایمان سردارونکا
دل صاف ہو اپنی نوکرون اور پہرہ دار سپاہیون کو علحدہ کر دیا - اور تنہائی مین ملاقات کے لئے بلایا
تب شمشیر خان آیا اور وہان اوسنے یہ تنہائی دیکھی تو ہیبت جنگ کو اپنی ہاتھ سے مار ڈالا - اور
اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکے جھٹ پٹ پٹنہ پر قبضہ کر لیا اور ایک غدر مچا دیا - ہیبت جنگ کا باپ حاجی احمد
بعد سرفراز خان کے برباد کرنیکے بھائی سے ناراض ہوکر گوشہ نشین ہوا تھا اوسکو باغیون نے گرفتار کر لیا
اور دولت بتلانیکے لئے نہایت تکلیف دی - یہانتک کہ وہ مر گیا - گو اوسنے اپنی دولت نہ بتائی
مگر باغیون نے اپنی قسمت سے پائی - اور اوسکو سپاہ بھرتی کرنے میں خرچ کرنا شروع کیا اور بیچارے غریب باشندون
سے نہایت جبر اور قہر سے روپیہ وصول کیا - اور ہیبت جنگ کی بی بی کو بھی جو مہابت جنگ کی
بیٹی تھی یہ باغی لے گئے غرض یہ سارا حال سنہ ۱۱۶۱ھ مطابق ۱۷۴۸ء مین گذرا - اب اسوقت اس جمع افراد کی مصیبتون
دیکھنا چاہئے کہ دوسری طرف باغیون کا زور اور اودھر مرہٹون کا شور بھتیجے اور بھائی کا قتل ہونا -
بیٹی کا باغیون کے ہاتھہ مین پڑنا جو افسر اپنے پاس ہین اونکا قابل اعتبار کے نہ ہونا - اسیوقت مین
اس دانشمند شجاع نے اپنے منتخب افسرونکو جمع کیا اور اونکی نہایت تشفی اور تسکین کی اور بڑے بڑے

علی وردی خان کے برخلاف سرکشیان +

انعام اکرام کے دعا کیئے اور یہ بھی لکھ دیا کہ جو مجھسے ناراض ہو وہ خوشی سے چلا جا میری پاس نہ رہے
غرض اس حکمت سے سارے اوسکے افسر خیر خواہ اور سپاہ دل سے ہوا خواہ ہو گئے سب پہلی باتون سے
چشم پوشی کرکے اوسنے میر جعفر کو کٹک کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور مرشد آباد عطا اللہ اور ایک اپنے بھتیجے
کو سپرد کیا اور بڑی تیاری اوسنے باغیون کی سرکوبی کے لئے کی۔ اور اوسکے کہنے سے شہر کے
تمام دولتمند جنکو لڑنا نہیں آتا تھا گنگا کے پار چلے گئے۔ اور اوسنے یہ اشتہار دیدیا کہ سارا شہر
مرہٹون سے لڑنے کے لئے تیار رہے۔ اپ وہ چالیس ہزار سپاہ اور بہت سا ذخیرہ اور سامان
لیکر ایک نواڑہ مین بیٹھ دریا پار اپنے گھر کے دشمنون کے مارنے کے لیے چلا اور وہ جتنا
آگے بڑہتا گیا اوسکا لشکر بھی بڑہتا گیا۔ اور باغیون کا سردار اپنی ایک دغا بازی کے
سبب سے اوسکے ہاتھ مین پڑ گیا جسکا بیان آگے آتا ہے۔ اسطرف سے شمشیر خان بھی پچاس ہزار سپاہ
میر حبیب کے اغوا سے کیا تھا۔ اب افغان اس لشکر مین گئے۔ وہان اونکو خلعت مرحمت ہوئے
اور بہار کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ پھر وہان سے چلے آئے۔ اب ان افغانون کا ارادہ ہوا کہ
اپنی تنخواہ کا دعوی اونپر ثابت کیجیے اسلئے انھون نے میر حبیب کی دعوت کی۔ اور ایک خیمہ مین وسکو
اوتارا اور اوسکے گرد پہرہ چوکی بٹھایا جب وہ چلنے لگا تو افغانون نے کہا کہ سارے کام ہمنے آپکے
حکم کے موجب کیئے ہین اب ہماری تنخواہ کا چالیس لاکھ روپیہ عنایت کیجیے بعد بہت گفتگو کے
دو لاکھ روپیہ دیکر میر حبیب نے خلاصی پائی۔ غرض اسطرح ان افغانون اور مرہٹون مین نفاق
جگہہ نفاق ہوا علی وردی خان نے دوسرے روز آکر باغیون پر حملہ کیا اور انکو شکست عظیم دی شہ
مارا گیا اور اوسکے سارے مال اسباب پر قبضہ ہوا۔ اوسکے خیمہ مین جسوقت نہایت جنگ سے اپنے بھی
بھی دیکھا تو خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا مرہٹے جیسے آئے تھے ویسے ہی نامراد چلے۔ اور اس
ملک کو بالکل خالی کر گئے کچھ کٹک مین باقی تھے اوسنے خدا کا نہایت شکر کیا غربا و مساکین
بہت روپیہ تقسیم کیا اور فقیرون کو مالا مال کر دیا جو باغیون کے اہل و عیال گرفتار ہوکر آئے
اونکے ساتھ نہایت مروت اور محبت سے پیش آیا غرض جو زخم اوسکے دل پر پہنے دو تین برس سے
پہنچے تھے اونکا اندمال یون ہو گیا اوسنے بہت چاہا کہ حبیب سے صلح ہو جائے مگر اس کام مین کامیاب ہو

اب آیندہ موسم مین کیا دیکھتا ہی کہ مرہٹون کے گروہ کے گروہ ادھر اودھر سرحد و نیز تاک جھانک کر رہے ہین خیر ان سب تکالیف کی سوا یہ ایک بھاری آفت آئی کہ سراج الدولہ اوسکا نواسہ جسکو وہ بیٹے سے زیادہ چاہتا تھا اوسّے باغی ہوگیا اسے منانا اپنے حق مین کانٹے بونے تھے مرہٹون سے بہت سی لڑائیون کے بعد اوسنے ان شرائط پر ۱۷۵۱ء ۱۱۶۴ھ مین صلح کر لی کہ کٹک اونکی حوالہ کیا اور بنگال کی چوتھ کا بارہ لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ علی وردی خان کی حالات بھی آصفجاہ کے حالات سے بہت مشابہ ہین۔ بعد بہت سی فتوحات کی اوسکو بھی مرہٹون کے آگے گردن نیچے کرنی پڑی اور اونکے لیے تھیلی کا منہ کھولنا پڑا۔ کچھ دنون اب امن سے کاٹے۔ مگر یہ کھٹکا لگا رہا کہ دیکھئے اب آگے کیا ہوتا ہی کیونکہ وہ اپنے نواسے سراج الدولہ کی نالائقی اور بیہودہ مزاجی کو خوب سمجھتا تھا +

جمادی الاولیٰ ۱۱۶۹ھ مین اسّی برس کی عمر مین استسقا کی مرض سے وفات پائی۔ ابتداء جوانی سے اوسکو شراب اور رقص و سرود اور ممنوعات کے ساتھ رغبت نہ تھی۔ صوم و صلوٰۃ اور تلاوت قرآن اور اوراد و وظائف کا پابند تھا۔ بہت سویرے اوٹھکر اول وقت صبح کی نماز پڑھتا اور پھر چند مصاحبون کے ساتھ قہوہ پیتیا۔ خود حقہ نہیں پیتا تھا مگر اپنے اور رفقا کو پلاتا تھا۔ دو گھڑی دن چڑھے دربار عام کرتا سب سردار اور اہالی موالی و ملازم اور ارباب حاجت حاضر ہوتے۔ ہر شخص اپنا احوال عرض کرتا۔ منفصل حاصل کرتا۔ پھر وہ خلوت مین جاتا۔ وہان خاص رشتہ دار اور بعض مصاحب جمع ہوتے۔ شعر خوانی اور نقل و حکایات بیان ہوتے۔ کھانا پکانیکا اوسکو نہایت شوق تھا۔ عمدہ عمدہ کھانے روز یہ سب ملکر کھاتے بعد کھانا کھانیکے سب رخصت ہو جاتے۔ پھر وہ سوتا۔ کچھ سو کر وہ نماز پڑھتا اور پھر قرآن کی تلاوت کرکے عصر کی نماز پڑھتا۔ رات دن مین بعد عصر ایک ہی دفعہ شورہ یا برف کا پانی پیتا۔ اوسکے بعد فاضل عالم جمع ہوتے حدیث و قرآن کا ذکر رہتا۔ دو گھنٹہ یہ صحبت رہتی بعد اوسکے جگت سیٹھ اور عمائد آتے اور اونسے معاملات ملکی مین گفتگو ہوتی شہر و دیار کے اخبار کا استفسار ہوتا۔ پھر کچھ تھوڑی دیر ناچ گانے کا شغل رہتا۔ پھر وہ محل مین جاتا۔ رات کو وہ کھانا نہ کھاتا۔ مگر کچھ میوہ وغیرہ سے شوق کرتا۔ جب تہائی شب گذر جاتی تو وہ آرام کرتا۔ دو گھڑی رات رہتی تو پھر وہی صبح کی نماز مین مصروف ہوتا۔ اس عجیب زمانہ مین یہ افغان امیر بھی عجیب و غریب صاحب تدبیر جو انمرد تھا۔

علی وردی کی وفات و خصائل +

اب ہم پہر دلی کے حال پر متوجہ ہوتے ہین۔

نادرشاہ کے جانیکے بعد شہر مردون سے پر تھا اور زندون سے خالی تھا مکانون پر ویرانی برستی تھی محلے کے محلے جلے پڑے تھے مردون کی سڑاند سے بھیجا نکلا جاتا تھا نہ کوئی کسیکو کفن دینے والا تھا نہ گور مین دفن کرنیوالا تھا مرکر ہندو مسلمان سب ایک ہوگئے تھے۔ ڈھیرون مین جل کر خاکستر ہوگئے یہ تو شہر کی کیفیت تھی۔ دربار کا حال یہ تھا کہ کچھ دنون تو وہ بھاری نیند مین سوتا رہا اور جب اوٹھا تو اوسکی آنکھون مین ایسا سفید چھپر لگا ہوا تھا کہ دیکھنے سے گھن آتی تھی خزانہ مین پھوٹا بادام نہ تھا محاصل اور خراج کا کہین پتا نہ تھا سپاہ تباہ اور خستہ حال تھی اسپر مرہٹون کا بھی خوف بالکل اوٹھ گیا تھا جو صوبے اونکے قبضہ مین چلے گئے تھے وہ اونکے ہاتھ سے تباہ ہو گئے تھے ان سب مصیبتون اور آفتون پر دربار یون کا آپس کا جھگڑا نہ چکا۔ وہی ایک فریق تورانی امیرون کا تھا جنکے سرتاج آصف جاہ اور قمرالدین خان وزیر تھے۔ دوسرا گروہ ان امیرون کا تھا جو انکو خارج کرنا چاہتا تھا اور اونمین بادشاہ بھی شمار ہوتے اگر بیچ مین مرہٹون کا جھگڑا نہ آن پڑتا تو ان امیرون نے سلطنت کی ٹکڑے کرکے کبھی آپس مین تقسیم کر لئے ہوتے اور خاندان تیمور کو بے نام و نشان کر دیا ہوتا +

جسوقت یہان نادرشاہی ہو رہی تھی اوسوقت باجی راؤ سہا بیٹھا تھا اوسنے یہ کہا کہ نادرشاہ ایسا دشمن ہے کہ اسوقت سب آپسکی جھگڑون کو سمیٹ کر لپیٹ رکھین اور دکھن کے ہندو مسلمان دونون ملکر اپنے دشمن سے سمجھ لین مگر اتفاق کہان تھا خیر جب نادرشاہ چلا گیا تو باجی راؤ مین پھر دم آیا اور اوسنے وہی پرانا دعوی پیش کیا کہ آصف جاہ نے جو عہد نامہ لکھا ہے اوسپر بادشاہ مہر و دستخط کر دے (اس عہد نامہ کا حال وہان لکھا ہے جہان سے نادر کا ذکر شروع ہوتا ہے) اب اس کام کے لئے اوسکو دلی جانا چاہئے تھا مگر اوسنے دکھن کو اپنی مہمات کے لئے پسند کیا کہ یہان پیشواؤن کے خاندان کو مرہٹے بڑی نظرون سے دیکھتے تھے اور اوسکے بہت سے قدیم حریف پیدا ہو گئے تھے اور اوسکے ہاتھ سے راجہ کو چھڑانا چاہتے تھے سیندہیا اور ہلکر تو البتہ خیرخواہ اس خاندان کے تھے کیونکہ اونکی نمود اوسی خاندان ہی کے سبب سے ہوئی تھی ترمبک رائو داباری کا جھگڑا ابتک فیصلہ نہ ہوا تھا سرہی پت رائو اوسکا پرانا رقیب موجود تھا جتنے قدیمی خاندان مرہٹون کے تھے وہ اس پیشوا کے انتظام

نادرشاہ کے جانے کے بعد دہلی کا حال +

مرہٹون کے معاملات +

خاک میں ملے جاتے تھے اسلئے اوسکو آگ سی جلا تا چاہئے تھی۔ گائکوار کے خاندان کے حقوق میں گجرات کے اندر اس پیشوا کے انتظام سے خلل پڑ رہا تھا سبب قبیلوں میں طرار حسب صا قوت شوکت رکھو جی تھا وہ کئی دفعہ پیشوا سے انتظام سلطنت ستارا کے باب میں جھگڑے اوٹھا چکا تھا۔

آصف جاہ کے ملک پر باجی راؤ کا حملہ کرنا اور شکست کھانا اور اوسکے مصائب + [illegible]

باجے راؤنے آصف جاہ کی ملک پہ حملہ کیا اسوقت آصف جاہ تو دلی کے دربار میں تھا مگر اوسکا بیٹا ناصر جنگ باپ کا قائم مقام تھا۔ وہ دس ہزار سپاہ لئے برہانپور میں پڑا تھا باجے راؤنے اول شہر کا محاصرہ کیا اوسکو یہ خیال تھا کہ میں اس مہم میں بہر سے اوسیطرح کامیاب ہونگا جیسا کہ اوسکے باپ سے فتحیاب ہے اتھا مگر اس نوجوان عالی ہمت نے اپنی ایسی قدرت دکھائی کہ اوسکو شکست دی اور جب اوسکو امداد پہنچ گئی تو اور دشمنونکو شکست دیکر احمد نگر پہنچ گیا۔ اور پونہ کا قصد کیا اسوقت پیشوا نے صلح کرنے کو مصلحت جانا ۱۱۵۳ھ سنہ ۱۷۴۰ء اپریل میں وہ نے آشتی کر لی اسوقت وہ بڑی بڑی پریشانیوں میں گرفتار تھا اپنے گرد کو یہ مایوسی کا خط لکھا ہی کہ مجھے بڑی بڑی مشکلات پیش ہیں قرض و بنا ہی سبب سے مایوسی نے گھیر رکھا ہی میرا حال اسوقت ایسا ہی جیسا کہ کوئی شخص سر کھا نیکو بیٹھا ہو اب میں دار السلطنت ستارا کو جاتا ہوں وہاں میرے بہت دشمن ہیں۔ وہ میری چھاتی کو اپنے پیرونکے دینگے اسوقت موت آجائے تو میں بڑا اوسکا ممنون منت ہون معلوم نہیں اسوقت اوسکو کیا سوجھی تھی کہ وہ ہندوستان خاص کو جاتا تھا کہ صفر ۱۱۵۳ھ اپریل ۱۷۴۰ء میں دریا نربدا پر ہوتے داس پکڑ لیا سارے منصوبے خاک میں مل گئے اوسکے تین بیٹے تھے بڑا بالاجی راؤ وہ اپنے باپ کے عہدہ پر پیشوا مقرر ہوا۔ دوسرا رگھنا تھ تیسرا شمشیر بہادر جو ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے تھا۔ مگر اوسکے زیر حکومت سارا بندیل کھنڈ تھا (باندے کے نواب وہی کی اولاد میں سے تھے)

موت کے آنے سے پہلے باجے راؤ کے آخر زمانہ میں اوسکا بھائی چمناجی کاکن میں لڑائیاں لڑ رہا تھا جن دشمنونسے وہ لڑتا تھا اون پاس ایسے قلعے اور جزیرے تھے کہ ایکطرف اونکے سمندر دوسری طرف پہاڑ اور جنگل تھی اونکے فتح کرنیکے واسطے بہت کچھ سامان کی ضرورت تھی اسلئے چمناجی اونپر فتح نہیں حاصل ہوئی۔ اب ان دشمنوں کی تفصیل یہ ہے کہ ایک کولابہ کا مشہور قزاق انگرائی تھا وہ بڑا نام ساہو جی کا مطیع تھا وہ اس وزنی کو اپنی بحری چوتھ کہا کرتا تھا انگریزوں سے بھی

پرتگیزون کی مدد لیکر اوسپر وار کئے مگر کچھ نہ کر سکے۔ ہالنڈ والون نے بھی اوسے سمجھنا چاہا مگر کوئی اوسے نہ سمجھ سکا۔ اوسکے خاندان مین دو بھائیون مین فساد ہوا جسمین سے ایک بھائی کی طرفداری پیشوا نے کی دو قلعے اوسکے جو گھاٹون کے نیچے تھے لے لئے مگر اوسنے یہ جھگڑا ختم نہ ہوا۔ ایک دفعہ پیشوا نے انگریزی بیڑے کی امداد سے بھی اوسپر حملہ کیا مگر کوئی فیصلہ پیشوا کے زندگی مین اس کام کا نہ ہوا دوسرے دشمن اوسکے سیاہ رنگ کے مسلمان جنجرہ کے حبشی تھے وہ خشکی مین بھی مرہٹون کو چین نہین لینے دیتے تھے اونکے ملکو نکو اپنا ہم رنگ بنا دیتے تھے۔ بہت سے قلعون پر اونھون نے قبضہ کر لیا پیشوا کی سعی اور کوشش کا غایت یہ نتیجہ تھا کہ ۱۷۳۶ع مین اونکو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ اونکی لوٹ کھسوٹ سے باز آئین تیسرے فرنگستانی دشمن پرتگال والے یعنی پرتگیز تھے۔ اونسے یون لڑائی کی ٹھنی کہ وہ انگریا کے دو بھائیون کی لڑائی مین ایک بھائی کی طرفدار تھے ۱۷۳۷ع مین یہ لڑائی شروع ہوئی ۱۷۳۹ع مین یون ختم ہوئی کہ سالسٹی و بسائن اور کونکن کے دو چار شہر جو اوسکے قبضہ مین تھے وہ سب اونکے چھن گئے۔ بسائن کے محاصرہ مین پانچہزار آدمی مقتول ہوئے۔ پس اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ اوسکا کسقدر نقصان ان لڑائیون مین ہوا ہوگا۔ باجی راو کو خیال تھا کہ جو اوسکا جانشین ہوگا اوسکو ان مصائب کا ہجوم ضرور اوسکو مغلوب کریگا مگر اوسکا بیٹا بالاجی جو جانشین ہوا وہ ایسا ہوشیار اور عاقل تھا کہ اوسنے باپ کی مصیبتون کا بوجھ سہار لیا ——— اور اوسنے نہایت استقلال و ہمت سے ساری مشکلون کی دلدل سے اپنے تئین نکال لیا۔

دشمنون کا ذکر ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں ان سب مین بھوسلا خاندان کا بانی رگھوناتھ تھا وہ لشکر کے آس پاس ملک کا رہنے والا تھا پہلے وہ سوارون مین نوکری کرتا رہا مگر جب راجہ ساہو دلی کی قید سے رہا ہو کر آیا تو یہ اسکا دل سے رفیق ہوا۔ راجہ نے اوسکو برار اور اوسکے آگے جو جنگلی ملک تھا اونکا حاکم مقرر کر دیا جب وہ مر گیا تو اوسکا بیٹا جانشین ہوا ملکہ راگھوجی بھوسلا اوسکا چچیرا بھائی جانشین ہوا وہ راجہ کا رفیق بھی تھا اور ہم زلف بھی۔ اب اوسنے ملک برار مین اپنی حد سے اوس علاقہ پر جو خاص باجی راو سے علاقہ رکھتا تھا دست درازی شروع کی اور محصول و خراج وصول کیا اس سبب سے پیشوا کو اندیشہ پیدا ہوا اور یہ بھی خطرہ ہوا کہ کہیں راجہ اوسکو متبنی نہ کرے

بالاجی کی جانب سے خلاف سازشین +

[illegible] ۱۷۴۹ تا ۱۷۵۰ +

اور راج اوسی خاندان مین قایم ہوجاوے +

جسوقت باجے راؤ مرا تو راگھوجی بھوسلا جو کرناٹک میں سپہ سالاری کررہا تہا ستارے مین دوڑا آیا اور بابوجی نائک کو پیشوا بنانے کے لئے ساتھ لایا۔ یہ نائک بڑا دولتمند اور معزز تھا اور باجے راؤ پیشوا پر اوسکا روپیہ لینا تھا۔ اوسکو یہ بڑی پڑھائی کہ اپنا روپیہ بالاجی سے لیکر اوٹھے۔ قرض کا یہ سبب ہو گیا تھا کہ ملک تو ویران پڑا تھا اور ایسا محاصل حاصل نہ ہوا تھا کہ بڑی بڑی مہمات کے خرچ کے لئے کافی ہوتا۔ ناچار اوسکا خرچ قرض سے ہوتا تھا۔ اب بالاجی کو یہ دقت پیش آئی۔ کہ ہندوون کے ہان ایسے وقت مین باپ کا قرض نہ چکانا بڑی بے غیرتی کی بات سمجھی جاتی تھی سوا اسکے نائک نے راجہ کو بھی نذرانہ اس نظر سے پیش کیا کہ اوسکو عہدہ پیشوا ملجاے۔ مگر بالاجی کا پایہ بالا تھا۔ اسلئے کہ سر ہی بہت راؤ جیسا باجے راؤ کا مخالف تھا ایسا ہی راگھوجی سے ناموافق تھا۔ باجی راؤ کا نہایت لائق بھائی چمناجی آیا۔ دل وجان سے اپنے بھتیجے کا پیشوا ہونا چاہتا تھا۔ بالاجی کا دیوان ایسا ہوشیار تھا کہ تھوڑے دنون مین روپیونکے توڑونکا ڈھیر لگا دیا۔ ان سب باتون کے سوا خود بالاجی کی لیاقت اور شہرت دوسرا اوسکے باپ دادا کی عزت تیسرا اس عہدہ کا موروثی استحقاق ان سب باتون کے سبب سے اوسے روپیہ کا کیا توڑا تھا سارا قرض فورًا ادا کیا۔ نائک جی اپنا سا منہ لیکر رہ گیا۔ راگھوجی یہ پہلی ہی دفعہ زک اوٹھا کر چلا گیا بالاجی نے اپنے قوی دشمن کو یون زیر کیا پہر جو اور دشمن مقابلہ کے لئے کھڑے ہوئے اونکو بھی ہمیشہ جیت کیا +

نظام الملک سے بالاجی کی کمال دوستی تھی اسواسطے کہ جب ناصر جنگ اوسکا بیٹا باپ سے باغی ہوا اور وہ دلی سے آیا تو بالاجی اوسکی کمک کو گیا۔ اور اوسکے بیٹے کو ۱۷۴۱ء مین مغلوب کیا۔ اس سبب سے نظام الملک نے اس امر مین کوشش کی کہ بالاجی کو مالوہ ملجائے۔ انہی دنون مین اتفاق سے چمناجی آیا پیشوا کا چچا مرگیا اور ایک بیٹا سداشیو راؤ دس برس کا چھوڑ گیا۔ باپ کے مرنے سے یہ لڑکا انا تھہ ہوگیا اور ایسا منگلی بھینسا بن گیا کہ کوئی اوسکی نکیل پکڑ کر کسی طرف گھسیٹ سکا آیندہ اوسکا حال پڑہو گے اسکے سبب سے مرہٹونکے سر پر کیا آفت آئی —

برس روز تک بالاجی اپنے ملکی انتظام مین مصروف رہا پہر ہندوستان خاص کی طرف

متوجہ ہوا۔ ان دنون مین راگھوجی بھوسلا نے بنگال پر حملہ کیا تھا جسکا حال پہلے بیان کر چکے
کہ بالاجی پیشوا نے بادشاہ کی طرف ہوکر محمد علی وردی خان کی ایسی اعانت کی کہ راگھوجی
کی وہان چلنے نہ دی۔ اس حسن خدمت کے جلد وین بادشاہ کی طرف سے اوسکو صوبہ مالوہ
ملا جسکی مدت سے تمنا تھی اور ۱۱۵۶ھ (۱۷۴۳ع) مین شاہزادہ احمد شاہ کا اس صوبہ مین نائب مقرر ہوا
اور شرائط اس صوبہ کے عطا کرنے کی یہ تھین کہ اس صوبہ میں امن امان رکھے۔ موافقت وا سطے
جو جاگیرین اور اراضی مقرر ہین ونکے اندر دست اندازی نہ کرے۔ نربدا کے پار کسی اور مرہٹے
افسر کو اترنے نہ دے۔ اور بادشاہ کی اعانت اور کمک ایک ہزار سپاہ کیا کرے۔ بالاجی نے ان
شرائط مین سے بعض کے پورا کرنے کے لئے دہار کے راجہ پوار سے اتحاد پیدا کیا۔ اس راجہ نے باجی راؤ
پیشوا کے مقابلہ مین ترمبک کی اعانت کی تھی۔ اس اتحاد سے یہ فائدہ تھا کہ وہ کسی قدر
مغرب مین گائکوار کی اور مشرق مین راگھوجی کی روک ہوگا +

۱۱۵۵ھ (۱۷۴۳ع) مین مغلون کے دربار سے مرہٹون کو ان صوبون مین سے چوتھ وصول کرنیکی اجازت
ہوگئی جنمین کبھی کبھی اونکی لوٹ کھسوٹ ہوتی تھی۔ مگر اوسکی کوئی سند بادشاہ کی طرف سے
مرحمت نہین ہوئی۔ اسوقت مرہٹون کا راجہ بھی معاملات ملکی مین مداخلت نہین کرتا تھا۔ مگر
سیواجی کی نسل مین سے تھا۔ مرہٹے اوسکو اپنا دیوتا مانتے تھے۔ جو بادشاہی صوبونکے محصولات
انتظام تھا اوسکا فیصلہ وہی کرتا تھا۔ پیشوا سر ایک مہم کے بعد اوسکی آمد خرچ کا بند حساب راجہ کے سامنے
پیش کرتا۔ کوڑی کوڑی کا حساب اوسمین لکھا ہوا ہوتا۔ مگر بعض اوقات اس حساب کتاب کے
معاملات ایسے پیچ در پیچ آجاتے تھے کہ اونکا فیصلہ ہونا مشکل ہوتا تھا۔ جب راگھوجی نے بنگال پر حملہ کیا
اوسکے برخلاف پیشوا نے بادشاہ کی طرفداری کی اور اپنا احسان بادشاہ پر کیا۔ اور
محمد علی وردی خان سے جدا روپیہ وصول کیا۔ مگر جب ستارے مین راگھوجی نے سازش
اوسکے برخلاف قایم کی تو اوسکے چھکے چھوٹے اوسنے اپنے تمام حقوق جو دریاے نربدا اور مہاندی
کے پار ملکون مین تھے راگھوجی کو ۱۱۶۵ھ (۱۷۵۱ع) مین دیدیئے۔ اور اوسکو ان اضلاع مین
مطلق العنان کر دیا +

بالاجی کا بادشاہ کی طرف ہونا اور بعض در معاملات +

مرہٹوں کو چوتھ کا حکم +

آصف جاہ کی وفات

ناصر جنگ جو باپ کا قائم مقام دکھن مین تھا ۱۱۵۴ھ ۱۷۴۱ء مین باغی ہوگیا اسلیئے آصف جاہ دہلی سے دکھن آیا اور بیٹے کو مغلوب کیا۔ بعد اوسکے وہ ارکاٹ کے فسادون مین مبتلا رہا۔ آخر کو جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ جون ۱۷۴۸ء مین ستتر برس کی عمر مین اس دنیا سے رخصت ہوا۔ پھر اوسکے بیٹون مین فساد برپا ہوا جسکا حال انگریز اور فرانسیس کے حال مین لکھینگے۔ ہم نے اس زمانہ کی تاریخ کا بیان ہندوستان کی مفصل تاریخ سلطنت انگلشیہ مین لکھا ہے +

آصف جاہ اور باجے راؤ پیشوا +

آصف جاہ کے مرنے پر ہمکو اوسکا رقیب باجی راؤ جو اوس سے آٹھ برس پہلے مرگیا تھا یاد آگیا۔ دکھن مین اس زمانہ کے اندر دو آدمی گذرے ہین اونکی حالت مین مماثلت اور مشابہت بہت تھی گو بعض باتو نمین مخالفت ہو۔ ایک تورانی امیرزادہ دوسرا ہندوستان کا برہمن دونو بڑے باپ کے بیٹے۔ دونو کے دل اس تمنا سے بھرے ہوئے کہ کوئی اپنے خاندان مین جدا سلطنت جمائین۔ دونو صاحب تدبیر و شمشیر منتظم عاقل۔ آصف جاہ کا مزاج بالکل شیر کا سا کہ جسوقت کوئی اوسے چھیڑ دے تو غصہ مین آنکر آپے سے باہر ہو جاے۔ مگر اس شیر مزاجی پر روباہ بازی کرنا اوسی کا کام تھا۔ باجے راؤ کا مزاج غصیلا نہ تھا مگر مکر و فریب مین آصف جاہ سے کم نہ تھا۔ ایک راجہ کے دربار کا رکن تھا اور بہت سے رقیب رکھتا۔ مگر کوئی اوس سے زیادہ لائق نہ تھا۔ راجہ مستقل مزاج تھا۔ دوسرا بادشاہ کے دربار کا رکن تھا اور وہان بہت سے رقیب رکھتا تھا جنمین سے بعض اوسکے ہمسر اور بعض برتر تھے علاوہ بادشاہ تلون مزاج تھا۔ آصف جاہ کے پیچھے بلائین بہ نسبت باجے راؤ کے زیادہ لگی ہوئی تھین۔ باجے راؤ کا دشمن کبھی راجہ نہین ہوا۔ اوسکی بیخ کنی کے درپے نہ ہوا۔ برخلاف اسکے بہت دفعہ آصف جاہ کے برباد کرنے پر بادشاہ کا ارادہ ہوا۔ آصف جاہ کے ایک طرف پانی رہتا تھا (یعنے بادشاہ) کہ جسکے اندر ذرا چوکے تو ڈوب جاے۔ دوسری طرف آگ رہتی تھی (یعنے مرہٹے) جسکی آنچ سے ہر وقت جلنے کا اندیشہ رہتا تھا۔ باجے راؤ پاس ابھی جدا امارت اور سلطنت کی عمارت قایم کرنے کے واسطے مصالح موجود تھا۔ فقط تعمیر کرنا تھا۔ برخلاف اسکے آصف جاہ کو مصالح بھی بہم پہنچانا اور پھر عمارت بنانا دونو کام کرنے تھے۔

آصف جاہ کے انتقال کے برس روز بعد دسمبر ۱۱۶۳ھ ۱۷۴۹ء مین راجہ ساہو کا انتقال ہوا۔ اس راجہ نے

مدت تک راج کیا وہ سیواجی کا پوتا تہا۔ اور اورنگ زیب کا قیدی تھا۔ پیشوا کے تین پشتون کا مرہٹونکا بڑا راجہ تھا۔ غرض یہ وقت بھی ہندوستان مین عجیب گذرا ہی جہان دیکہو وہان ایک جھگڑا اُٹھ رہا ہے۔ اب ساہو راجہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اوسکی نیت مین تھا کہ وہ اپنے رشتہ دار پرانے دشمن کولاپور کے راجہ کو متبنے بنائے کرے۔ مگر اوسکے بھی اولاد نہ تھی۔ اس مرہٹون کا یہ ارادہ ہوا کہ راجہ سے کہہ کر سیواجی کے بڑے چچا ویکوجی کی اولاد مین کسی کو متبنے کرائین۔ اسکی دور رشتہ مند خاندان مین کوئی شخص منتخب کر کی ابھی راجہ نے متبنے نہین کیا تھا کہ اوسکی رانی سکوار بائی جو راجہ کی مالک تھی وہ اس تمنا مین تھی کہ کوئی چھوٹا لڑکا متبنے کیا جائے وہ صغر سنی کے سبب سے فقط نام کا راجہ ہو اور مین خود راج کی مالک ہون مگر یہان پردہ غیب سے کچھہ اور ہی گل کھلا اور سلطنت کے اندر ایک دوسرا راز سربستہ کھلا رام راجہ کی بیوہ رانی تارا بائی ابتک زندہ تھی۔ گو عمر مین بوڑھی تھی مگر عالی ہمتی اور اولوالعزمی مین جوان تھی۔ اوسنے یہ کہا کہ سیواجی دوم کے مرنے کے بعد اوسکے ہان بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اوسکو مینے چھپا رکھا ہے راج کا حق اس پوتے کا ہے وہ مرہٹونکا مہاراجہ بنایا جائے۔ اوسکا نام رام راجا دوم رکھا جائے۔ ابتک اسمین شبہ ہے کہ تارا کا یہ بیان صحیح تہا یا غلط تھا۔ اس پوتے کے جانشین ہونیسے اوسکے خود ہاتھہ مین سلطنت آتی تھی۔ سکوار بائی جو اپنی سلطنت چاہتی تھی اس بات کو سن کر آگ بگولا ہوئی کہ یہ دوسری اور کدھر سے آئی۔ اسلئے اوسنے اپنی طرح کا ایک متبنی راجا بنانا چاہا۔ بالاجی نہایت سی فہم تیکہ سناسے مین آیا تو یہان اوسکی جان عذاب مین پھنسی کہ دونو عورتون نے اپنے اپنے منصوبے کا سامان درست کر رکھا ہی۔ عورتون کی ہٹ مشہور ہی۔ یہ دونو اوسکی خود حکومت کی مخالف تھین۔ مگر وہ یہ چاہتا تھا کہ سیواجی کے خاندان پر تو ہم بیٹے مٹے ہوئے ہیں اور ہم بھی پیشوا اول سے پہلے ہی خار کھائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اسلئے یہ وقت ایسا نہیں ہو کہ مین اپنی اس ارادہ کو ظاہر کرون کہ راجگی کو موقوف کر کے خود سب مرہٹون کا راجا بنجاؤن۔ تارا بائی سے بالاجی توڑ گیا مگر سکوار بائی نے اوسکی کچھہ حقیقت نہ سمجھی اور اسکی مخالف تدبیرین کرنی شروع کین اور اس ارادہ کے چھپانے کے لئے یہ مشہور کیا کہ مین راجہ کے ساتھہ ستی ہونگی۔ بالاجی غضب کا پتلا تھا۔

+ ۱۷۴۹ء

اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں کسی بڑے کام کے کرنے میں ہمت نہ کرتا تھا۔ اب وہ اپنی چال نہایت فطرت اور سلیقہ کے ساتھ چلا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ سکوارا بائی پاس بہادہ عہدہ موجود بڑے بڑے آدمی اوسکے طرفدار ہیں وہ منتظر بیٹھے ہیں کہ ادھر راجہ کا دم نکلے اودھر بالاجی تلوار چلائے اسلئے اول اوسنے ایسی تدبیرین کین کہ ساری فوج بس میں آجائے۔ اور جتنے رانی کے رفیق اور اوسکے مخالف تھے سب دست ہو جائیں تا کہ جس وقت راجہ مرے تو رانی کچھہ نہ کرسکے۔ اسکے سوا اوسنے ایک اور تدبیر یہ کی کہ اوسنے تارا بائی کے غصہ اور غضب کو افروختہ نہ ہونے دیا۔ اور اوس جو اپنے پوتے کی کہانی بنائی تھی اوسے یقین کرلیا۔ اہمیت اوسکو دو فائدے حاصل تھے اول یہ کہ تارا بائی اوسکے ساتھ سکوارا بائی کی مخالفت کے لیے تیار ہوگئی۔ دوم اس بہانے سے کسی وقت موقع پاکر راجہ سے یہ سند لکھوائی کہ اوسکو تمام مرہٹون کی سلطنت کا اختیار اس شرط پر دیا جائے کہ وہ سیواجی کے خاندان کا نام تارا بائی کے پوتے رام راجا کی نام سے قائم رکھے۔ غرض یہ ایک دستاویز ہزارون لشکر سے زیادہ بالاجی کے کام آئی۔ جب راجا مرا تو بطور طنز کے اوسکی رانی کو یہ کہلا بھجوایا کہ آپ ستی ہونیکے لئے تکلیف نہ اوٹھائیں۔ اسلئے وہ یہ جانتا تھا کہ اس عورت کو غیرت اور اپنے قول کا پاس ہوگا تو وہ ضرور راجہ کے ساتھ ستی ہوگی۔

غرض جب راجا مرا تو اوسنے رام راجا کو راج گدی پر بٹھایا کسی سردار نے شمشیر کے خوف سے کسی نے تدبیر کے زور سے کسی جاہ منصب کے لالچ سے اس راجہ کو راجہ مان لیا۔ غرض بالاجی نے سب طرح کی مناسب تدبیرون سے اس راجہ کو سارے مرہٹون کا راجہ بنا دیا۔ راگھوجی کو تمام پہلے حقوق عنایت کیے۔ اور سرہٹ کی جائداد منضبطہ سے بھی کچھ حصہ دیا گیا۔ بلکہ اور سیندھیا کو سارا مالوہ دیدیا گیا۔ مگر وہ حصہ مستثنی رہا جو پہلے اونکو جاگیر مین دیا تھا۔

بالاجی کی حکومت بغیر لڑے بھڑے قائم نہ ہوئی تھوڑے دنون اوسکی حکومت میں بڑے خطرے اوسکے چچیرے بھائی سدا شیو راؤ عرف بھاؤ کے جھگڑے سے پیدا ہو رہے۔ مگر سب کا انجام بالاجی کے حق مین بخیر ہوا۔ راجا رام سارا سلطنت کا اختیار پیشوا کو بعض شرائط پر دیدیا تھا مگر وہ شرائط پوری نہ ہوئین جب بالاجی اورنگ آباد کو حیدر آباد کے جھگڑون میں دخل دینے کے واسطے روانہ

وفات بالاجی ۱۷۶۱ء

تو تارا بائی نے راجہ رام ملا ہیکہ کہا کہ تو اپنا سارا اختیار راجائی کا لے لے - اور یہ جو تونے پیشوا سے
اقرار کرلیا ہے اوسے توڑ مگر جب راجہ کو اوسنے دیکھا کہ وہ اوسکا کہا نہین مانتا - تو اوسکو ایک
اندر قید کردیا - اور اوسکو مشہور کردیا کہ وہ جھوٹا اور فریبیا ہے - اور اس قلعہ کی حفاظت
مرہٹون کے سپرد کی جو بہت قدیمی نوکر اس گھرانے کے تھے اور وہ پہلی سب باتونکو دیکھ
اور پیشوا کے اختیارات پر دانت پیستے تھے - اور اوسنے راجہ اون آدمیون پر توپین لگا دین جو پہ
پر یہ خبر پڑے تھے اور پیشوا کے سارے سپاہیون پر جو جا بجا پڑے ہوئے تھے گولے برسانے
شروع کئے اور دتاجی گائکوار کو جو پیشوا سے خار کھائے بیٹھا تھا اور بہت سے بجا لئے وم بخت
ہو رہا تھا بلا لیا - دتاجی اپنے دھن بھاگ سمجھا کہ آج یہ دن نصیب ہے کہ پیشوا کو بالکل از السلطنت
سے نکال لئے کیواسطے بلایا گیا - پندرہ ہزار سوار اس پاس تھی پیشوا کے طرفدار اوسے لڑنے گئے
مگر اونکو شکست ہوئی غرض گائکوار اور تارا بائی دونونے ملک بہت سے قلعے فتح کرلئے - اور سری
کسی رشتہ دار کو اونھون نے بہت نیدھی یعنے وزیر اعظم مقرر کیا - بالاجی بہت شتابی ستارے مین آ
اور سنہ ۱۱ - ۱۷۵ مین دتاجی کو دغا سے قید کرلیا - مگر تارا بائی وہ غضب کی عورت تھی کہ
اوسکو وہ مطیع نکرسکا - باقی حال مفصل اسکے تیسرے حصہ مین دیکھو - ان مرہٹون کے ذکرنے ہماری تاریخ
سلسلہ کو توڑ دیا - اور جن بادشاہون کی سلطنت کا ذکر کرتے تھے اوسے آگے کے زمانہ مین
چلے گئی - مگر اوسکے بغیر ہمکو کوئی اور چارہ بھی نہ تھا ہندوستان کی سلطنت کے جب ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئے تو اوسکا جدا جدا بیان کرنا چاہئے - اب ہم پھر دلی کی تاریخ کی طرف متوجہ ہوتے ہین +
سنہ ۱۱۵۳ھ تک دلی کی سلطنت کا بیان کرچکے ہین اب سنہ ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء سے پھر شروع کرتے ہین ۱۷۴۸ء +
اس سال مین یہ واقعہ پیش آیا کہ نادر شاہی مین قمر الدینخان وزیر کا بیٹا بدر الدینخان مارا گیا - یا مفقود
ہوگیا - ایک شتاویز اوسکی جائداد کی اولاد کے نام لکھکر وزیر عمدۃ الملک امیر خان کو دی کہ بادشاہ
دستخط کرا دے - اوسنے اوسکا کچھ خیال نکیا - اسلئے سبب وزیر اور آصف جاہ دونو رنجیدہ
ہوئے تو ایک دن عمدۃ الملک نے علانیہ بادشاہ کے ان تورانی امیرونکی نسبت کچھ کہا تو ان دونو
نے سپاہ جمع کرکے بادشاہ سے کہا کہ ہم کو حج کو جانے کی اجازت دیجئے - یا امیر خان

الہ آباد کی صوبہ داری پر بھجوا دے۔ یہ کہکر شہر سے باہر اپنے خیمے روانگی کے واسطے جا دیے مگر پادشاہ نے اونکی خاطر سے امیر خان کو الہ آباد کی صوبہ داری پر بھجوا دیا۔ موتمن الدولہ اسحق خان شوشتری پایہ کا امیر تھا وہ اس سال میں مرگیا۔ اوسکی بیٹی کی شادی ابو المنصور خان صفدر جنگ سے کردی۔ اسی سال میں آصف جاہ دلی سے دکن کو گیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے غازی الدین خان کو یہان بادشاہ پاس چھوڑ گیا۔ اوسکی شادی قمر الدین خان کی بیٹی سے ہوگئی۔ اس ناتے رشتے کے سبب سے ان دونو تورانی امیرون مین اتحاد پیدا ہوا۔ اور اس اتفاق سے اونکے مخالفین کی سازشون کا بازار سرد ہوا +

یہی زمانہ روہیلون کی سرکشی کا ہے یہ قوم افغانستان سے آکر ہندوستان مین بسی تھی اور اس ملک کی پچھلی لڑائیون مین اوسنے نام پیدا کیا تھا۔ اور آخر کو گنگا کے مشرقی ملکون مین اودھ سے لیکر پہاڑون تک اوسکا تسلط ہوگیا تھا۔ اصل اوسکی یہ ہے کہ شہاب الدین خان کے دو بیٹے حسن خان اور شاہ عالم خان تھے حسن خان کا بیٹا دوندے خان تھا شاہ عالم خان کا بیٹا حافظ الملک رحمت خان۔ شہاب الدین خان کا ایک بھتیجا داؤد خان تھا۔ وہ ہندوستان میں آیا جب اوسکو نوکری نملی تو اوسنے قزاقی کا پیشہ اختیار کیا اور عالمگیر کے عہد مین اسطرح کچھ اسباب مارت جمع کیا اوسکے کچھ اولاد نہ تھی۔ ایکدن راہ مین ڈیڑھ برس کا لڑکا پڑا پایا معلوم نہین وہ ہندو تھا یا مسلمان تھا۔ (علی محمد خان والی رامپور کا جد اعلی ہے وہ جاٹ کا لڑکا مشہور ہے مگر نواب کلب علیخان مرحوم والی رامپور نے اپنے خاندان کو سید قرار دیا ہے اسلئے اس لڑکے کو حضرت موسیٰ کاظم کی اولاد مین ثابت کیا ہے) اوسکو لیکر پالا۔ اور علی محمد خان اوسکا نام رکھا جب وہ چودہ برس کا ہوا داؤد خان مرگیا اور وہ اوسکے مال اسباب کا وارث ہوگیا۔ غرض چند روز بعد علی محمد خان کا غلغلہ شروع ہوا۔ اور بہادر سنگہ فوجدار بریلی کا وہ ملازم ہوا۔ اوسکے سبب سے اوسکا عروج شروع ہوا۔ پھر وہ دن میں چلا گیا بنگی گڈہ مین جاکر اوسنے اپنا مسکن بنایا۔ نوبت خانہ ڈیوڑھی پر بجوایا۔ اپنی نشین آپ مشہور کرایا جب کسی نے کہا کہ یہ باتین بغیر حکم شاہی کے زیبا نہین ہین تو اوسنے یہ جواب دیا کہ بادشاہ کی ضرورت ملازمون اور نوکرون کو ہے۔ جو شخص خود شمشیر زنی سے ملک حاصل کرے اوسکو ان حکمون کی

روہیلون کا عروج +

احتیاج نہین غرض یہانتک اوسکا عروج ہوا کہ اوسکے آقازادے حافظ الملک رحمت خان اور
دوندے خان اوسکے ہان ملازم ہوئے جب اوسکی ان حرکات کی خبر محمد شاہ کو ہوئی تو نواب وزیرالممالک
قمرالدین خان کی طرف سے ہرنند فوجدار مراد آباد کے نام حکم آیا کہ علی محمد خان کی تنبیہ کرے ۔ ان دونون مین
لڑائی ہوئی ہرنند لڑائی مین مارا گیا ۔ رہیلون کو فتح حاصل ہوئی ۔ اور بہت مال اسباب اونکے ہاتھ آیا
بادشاہ کا مدت سے ارادہ تھا کہ دریاے گنگ کے پار کے ملک کی سیر کرے اسلیے وہ خود اس سرکشی کے فرو کرنے
کے بہانہ سے چلا بہت سا لشکر اور توپخانہ ساتھ لیا علی محمد خان اول تو بادشاہ کی خبر سنکر ڈرا ۔ مگر مرنے کا
ارادہ مصمم کرکے لڑائی کے لیے مستعد ہوا کئی مہینہ تک بادشاہی لشکر کو جنگل مین حیران رکھا آخر کو
قمرالدینخان وزیر کو عرضی عفو تقصیر کے لیے لکھی ۔ وسپر بادشاہ نے اس شرط سے قصور معاف کیا کہ وہ
شاہجہان آباد تک لشکر کے ساتھ قیدیونکی طرح جائے ۔ یہ اوسنے قبول کرلیا ۔ اور قیدیونکی طرح دلی
مین گیا ۔ وہانسے رہا ہوکر سرہند مین صوبہ مقرر ہوا ۔ یہان حافظ الملک رحمت خان بھی اوس سے
آن ملے ۔ یہ مہم ۱۱۵۶ھ ۱۷۴۳ء مین واقع ہوئی ۔ رہیلون اور قمرالدین خان کی ملی بھگت تھی +

۱۱۶۰ھ ۱۷۴۷ء مین نادر شاہ اپنے ملازمون کے ہاتھ سے مارا گیا ۔ احمد خان پہلے نادر شاہ کے ہان
یساول تھا پھر رفتہ رفتہ اوسکے ہان ایک بڑے پایہ کا افسر ہوگیا جب شاہ مرگیا تو خود غزنین اور
قندھار پر متسلط ہوا ۔ اور وہان اپنا خطبہ اور سکہ جاری کیا ۔ نادر کے عہد سے ناصر خان صوبہ دار کابل
تھا شاہ ابدالی نے اوسکو بدستور اپنے عہدہ پر قائم رکھا ۔ مگر پانچ سوار درانی اوسکے ساتھ کئے کہ
پانچ لاکھ روپیہ جنکے دینے کا وعدہ کیا ہے ابھی بھیجے ۔ ناصر خان جب کابل مین آیا تو اپنے وعدہ سے
پھر گیا ۔ شاہ ابدالی اوسپر چڑھ کر آیا ۔ وہ بھاگ کر پشاور مین آیا جب شاہ اسطرح ہندوستان کی سرحد
پر آیا تو اوسنے پنجاب کا برا حال دیکھا ۔ یہان لاہور کے صوبہ دار عزالدولہ زکریا خان کے مرنیکے بعد ۱۱۵۹ھ
مین اوسکا بیٹا میر یحیی خان دارالسلطنت لاہور مین پہنچا ۔ اور اس پر متصرف ہوا بعد اوسکے شاہ نواز خان
دوسرا بیٹا لاہور مین پہنچا ۔ اور باپکے ورثہ کا بھائی سے طالب ہوا تو دونو بھائیونمین لڑائی شروع
ہوئی ۔ انجام یہ ہوا کہ میر یحیی خان اور اوسکا بیٹا قید ہوئے ۔ مگر وہ قید سے چھوٹکر بادشاہ پاس چلے آئے
اور شاہ نواز خان لاہور کا مالک ہوا ۔ عدینہ بیگ نے جو بڑا شیطان تھا شاہ نواز خان کو

احمد شاہ درانی کا حملہ ہندوستان پر +

یہ سمجھایا کہ تم فقط قمرالدین خان کے بھانجے ہو اور تمھارا بھائی یحییٰ خان اوسکا داماد بھی ہے
اب وہ بادشاہ پاس گیا ہی ضرور بادشاہ اور وزیر ملکر تم سے سمجھینگے۔ بہتر ہے کہ اس وقت شاہ
ابدالی سے جو سرحد ہند پر موجود ہے آپ اتحاد و رفاقت پیدا کیجیے۔ سو وہ بھی کہنے میں آگیا اور اوسنے
شاہ ابدالی کو لکھا کہ آپ بادشاہ اور مین وزیر۔ شاہ ابدالی یہ خدا سے چاہتا تھا۔ اوسنے کہا بہت
اچھا۔ ادینہ بیگ نے کیا کام کیا کہ قمرالدین خان کو لکھ بھیجا کہ آپکا بھانجا شاہ ابدالی سے
سازباز رکھتا ہے۔ اوسپر قمرالدین خان نے بھانجے کو لکھا کہ بیٹا آجتک ہمارے ہان نمک حرامی نہیں
ہوئی خبردار اس افغان بادشاہ سے سازش نہ رکھنا۔ پانچوں صوبے کشمیر لاہور ٹھٹھہ ملتان کابل
اوس نور چشم کے عمل میں ہینگے۔ اب شاہ نواز خان کو تقویت ہوئی اور احمد شاہ سے نقض عہد
کیا۔ اس اثنا میں ناصر خان بھی شکست پاکر شاہنواز خان پاس آگیا تھا۔ اب احمد شاہ نے ایفاء
وعدے کے لئے شاہ نواز خان کو خط لکھا تو اوسکا جواب لٹا ملا تو وہ پشاور سے لاہور پر چڑھ آیا جب وہ
لاہور کے قریب آیا تو اس نظر سے کہ زکریا خان کو نادر شاہ نے لاہور کا صوبہ مقرر کیا تھا اور
شاہ نواز خان اوسکا بیٹا تھا اپنا چھوٹا بیٹا شیخ عمر اوس پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ اطاعت اختیار کرے
مگر اوسنے اسکے بیٹے کو قید کر لیا اور لڑنیکے لئے سامنے آیا۔ تھوڑے مقابلہ کے بعد اوس لشکر سے
جو دلی سے محمد شاہ نے بھیجا تھا جا ملا۔ دلی سے یہ لشکر بڑے کروفر سے چلا۔ مرزا احمد ولیعہد اوسکا
سپہ سالار تھا۔ قمرالدین خان وزیر اور صفدر جنگ اور بڑے رتبہ کے امیر اوسکے ہمراہ تھے۔ غرض
احمد شاہ درانی لاہور پر تصرف کرتا ہوا اور تمام دہات اور قصبات پر قبضہ کرتا ہوا ستلج کے کنارہ
پہنچا تو اوسنے ستلج کی پایابوں کو دیکھا کہ وہ بادشاہی سپاہ کے قبضہ میں ہیں۔ اس
درانی بادشاہ پاس بارہ ہزار سے زیادہ سپاہ نہ تھی وہ یہ سمجھتا تھا کہ سپاہ کی قوت اور قدرت کام میں
آتی ہے اوسکی قلت اور کثرت کام نہیں آتی۔ اس لئے وہ کود کر کہ وہ اس قلیل لشکر کے ساتھ
دریا ستلج سے لدھیانہ کی طرف سے ایسی جگہ سے اترا کہ جہاں دریا پایاب تھا۔ تیرھوین ربیع الاول ۱۱۶۱ھ کو
سرہند پر قبضہ کر لیا۔ یہاں پہلے علی محمد خان روہیلہ صوبہ دار تھا۔ اوس کو اس نظر سے کہ وہ
اپنی ہم قوم سے نہ ملجائے اور جگہ بدل دیا تھا۔ وزیر قمرالدین خان نے یہاں بہت کچھ اپنے لشکر کا

اسباب چھوڑا تھا اور اوسکا لشکر آگے بڑھ گیا تھا۔ اس سلئے اسباب پر احمد شاہ درانی قابض ہوا اور کئی توپین اوسکے ہاتھ لگین جو اوس پاس پہلے نہ تھین۔ غرض جب یہ خبر بادشاہی لشکر کو پہنچی تو وہ لڑنے کے لئے اکٹھا پھرا۔ اسلئے شرقی فوج غربی اور غربی فوج شرقی بن گئی درانی لشکر کی اس تیز دستی سے بادشاہی فوج ڈری ہوئی تھی جب اوسکے پاس آئی تو اپنے گرد خندق کھودی۔ اگرچہ وزیر قمر الدین خان کی جان نماز پڑھنے مین ایک گولہ کے لگنے سے گئی مگر دس روز تک اوسکا لشکر درانیون کے ڈر سے اوڑا تا رہا جب چھبیسوان دن ہوا تو درانیون کے سوارون نے سخت حملہ کیا اور خندق کو دکر اندر گھس گئے۔ مگر شکست کھا کر بھاگے اور ربیع الاول ۱۱۶۱ھ (۸ مارچ ۱۷۴۸) کو وہ اپنی اپنے گھرونکو بھاگ گئی اس لڑائی مین راجہ ایسری سنگھ جے پور کا راجہ بھی شریک تھا مگر وہ لڑائی کے بغیر اپنے ملک کو بھاگ گیا مرہٹون نے اوسکے ملک پر حملہ کیا تھا۔ ابو المنصور صفدر جنگ نے توپخانہ سے خوب کام لیا میر منو پسر قمر الدین خان نے بڑی داد شجاعت دی بادشاہ نے اوسکو باپ کی وصیت کے موافق معین الملک کا خطاب دیکر لاہور اور ملتان کی صوبہ داری پر روانہ کیا۔ اثنا میں شاہزادہ احمد دہلی کو پھر اچلا آتا تھا کہ اوسکو باپ کے مرنے کی خبر پہونچی۔ محمد شاہ مرض اسہال مین مبتلا ہوا ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ (اپریل ۱۷۴۸) کو عالم بقا کو رخصت ہوا تیس سال سلطنت کر کے خاندان تیموریہ ہی کو تباہی کے کنارہ پر پہنچا دیا اور عیش و عشرت کے وہ سامان جدید ایجاد کر گیا کہ جنکی پیروی سے آج تک امیرونکا ستیاناس ہوتا ہے

تاریخ مظفری مین محمد شاہ کی سلطنت کے صوبون کی آمدنی یہ تفصیل ذیل لکھی ہے جو نادر شاہ کو بتلائی گئی +

نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی دامون مین	نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی دامون مین
(۱) شاہجہان آباد	۲۸۵	۱۱۲۸۳۹۸۲۶۹	(۲) آگرہ	۲۳۰	۱۰۵۱۷۰۹۳۸۴
(۳) لاہور	۳۳۰	۹۰۷۰۱۶۱۳۵	(۴) اجمیر	۲۳۵	۶۳۶۸۹۴۸۸۲
(۵) احمد آباد	۲۰۰	۴۳۰۰۸۳۰۹۶	(۶) الہ آباد	۲۶۸	۴۳۶۶۸۸۰۶۲
(۷) اودھ	۱۴۹	۳۲۰۰۷۳۱۹۳	(۸) بہار	۲۵۲	۴۲۱۷۹۷۰۱۹

نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی داموں میں	نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی داموں میں
(۹) بنگال	۱۳۱۹	۵۲۳۷۳۹۱۱۰	(۱۰) اڑیسہ	۲۴۴	۱۹۷۱۰۰۰۰۰
(۱۱) کاشمیر	۵۱	۳۱۳۰۷۴۸۲۶	(۱۲-۱۵) دکن کے چار صوبے اورنگ آباد ظفر آباد برار خاندیس ۵۵۲ پرگنے آمدنی ۳۹۰۶۷۰۰۰۰		
(۱۶) مالوہ	۲۵۷	۴۲۵۴۷۶۶۸۰	(۱۷) ملتان	۹۸	۲۴۵۳۱۸۵۷۵
(۱۸) کابل	۴۰	۱۵۷۶۲۵۳۸۰	(۱۹) ٹھٹھہ	۵۷	۷۴۹۷۶۹۰۰
اس صوبے میں چار سرکاریں ہیں					

+ احمد شاہ کی سلطنت

غرہ ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۱ھ میں تخت سلطنت پر احمد شاہ جلوہ افروز ہوا۔ اوسکی سلطنت کا آغاز مبارک معلوم ہوتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید کچھ پھر سلطنت کے گئے دن پھرے۔ وہ خود بیس برس کا جوان تھا۔ اوسکے دربار میں بڑے بڑے لائق اہلکار تھے۔ آصف جاہ مرہٹوں کو دکھن میں روکے ہوئے تھا۔ شمالی حملوں کا جو طوفان ابھی آیا تھا وہ بھی رفع دفع ہو گیا تھا۔ مگر تمام کام اور انتظام شخصی اور شخصی سلطنتوں کے ہوتے ہیں اونمیں سخت عیب یہی ہوتا ہی کہ اونکا اعتبار نہیں ہوتا۔ ایک مصیبت اس سلطنت پر اول ہی سال جلوس میں یہ پڑی کہ آصف جاہ مرگیا اول اوسنے وزارت کی درخواست کی گئی۔ مگر جب اوسکے مرنیکی خبر آئی تو ابو المنصور خان کو وزارت کا منصب ملا۔ عمدۃ الملک اور الہام کو برہان الملک کا خطاب عنایت ہوا۔ آصف جاہ کے چھہ بیٹے تھے اول بیٹا میر محمد شاہ تھا جسکا لقب غازی الدین خان فیروز جنگ تھا دوسرا بیٹا میر احمد جسکا لقب ناصر جنگ تھا وہ باپ کی جگہہ قائم مقامی کرتا تھا تیسرا پسر محمد جسکا لقب صلابت جنگ تھا۔ چوتھا میر محمد شریف جسکا خطاب بسالت الملک تھا۔ پانچواں نظام علی خان چھٹا میر مغل اوسکا لقب ناصر الملک تھا۔ اول بیٹے کو بادشاہ نے مشرف دیوان خاص اور بخشیگری رسالہ والاشاہی کی مرحمت کی۔ احمد شاہ درانیوں کے حملہ سے ڈرا بیٹھا اسلئے اوسنے ناصر جنگ کو سپاہ سمیت دکن سے اول بلایا۔ مگر جب یہ معلوم ہو گیا کہ احمد شاہ درانی اپنی شمالی مہمات میں مصروف ہے تو اس امداد کی کچھہ ضرورت نہ رہی اسلئے اوسکو برہانپور سے اوسکے لوٹ جانیکا حکم بھیجدیا۔ غرض سب اہلکاروں اور

سلطنت کا انتظام کرکے بادشاہ عیش و عشرت شاہانہ مین مصروف ہوا - گویا اب بادشاہی
کے یہی معنی ہوگئے تھے کہ سارے دن مے نوشی ہوا ور عورتون سے صحبت ہو - رات دن طبلہ
سارنگی کھٹر کا کرے - ڈوم ڈھاڑیون اور گویّون بھوپیون کی دہوم مچا کرے - اور دنیا سے
خبر نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے - اس نکیلے بادشاہ کی سلطنت کے بڑے ہنگامے یہی ہین کہ دو صوبے
پنجاب اور رہیل کھنڈ کی لڑائیون کے خون سے رنگین ہوتے رہے +

وزیر الملک صفدر جنگ کے ہمسایہ مین رہیلے لگے ہوئے تھے - اس ہمسائگی کے سبب سے اسکے
دلمین اونکی طرف سے خار اور غبار تھا جب علی محمد خان مرگیا تو اوسنے قائم خان پسر محمد خان بنگش کو
لکھا کہ اوسکے بیٹون سے ملک چھین لے - ان دونون کی لڑائی مین خواہ کوئی مارا جا وزیر اپنی جیت
جانتا تھا - قائم خان ملک کی طمع مین آنکر سعد اللہ خان پسر علی محمد خان پر لشکر چڑھا کر لیگیا اور
اوسکو بدایون کے قلعہ مین جاکر گھیر لیا ہر چند اوسنے عاجزی کی مگر اوسنے ایک نہ سُنی - آخر کو مرتا کیا
نہ کرتا وہ قلعہ سے لشکر لیکر نکلا اور اوسنے قائم خان کو شکست دی اور اوسکی جان لی جب یہ
واقعہ وقوع مین آیا تو وزیر بادشاہ کو لڑائی پر آمادہ کرکے کوئل مین لایا - اور خود فرخ آباد مین
پہنچا - اور بیچارے قائم خان مرحوم کی بیوہ اور بال بچون سے سارا ملک چھین کر اپنے قبضہ مین کرلیا فقط
فرخ آباد اور چند مواضعات اوسکی ما اور بی بی کو دیئے باقی سب کچھ ضبط کرلیا - بادشاہ اُلٹا سنہ ۱۱۶۳
مین دلی مین چلا آیا اور وزیر یہان چند روز تک مقیم رہا - اور نول رائے اپنے نائب کو جو ملک اودھ
مین تھا یہ سارا اپنا ملک لیا ہوا اوسکے سپرد کیا - اس نائب نے قنوج کو اپنا صدر مقام بنایا قائم خان
کا بھائی احمد خان صفدر جنگ کی خدمت مین رہتا تھا جب اوسنے دیکھا کہ یون بھائی اور باپ کا ملک
چھین گیا تو اوسنے وزیر کی رفاقت سے جدائی اختیار کی اور اپنے ملک پر قبضہ کرنے چلا گیا اور رہیلون کو
اپنی امداد کے لئے بلا لیا اور اسی زمانہ مین جبکہ مراد آباد مین رحمت خان اور دوندے خان نے بھی ایک فتح
حاصل کی تہی - اوسنے سنہ ۱۱۶۳ مین نول رائے پر لشکر کشی کی - اوسکو شکست دی کہ جان سے مار ڈالا -
جب یہان یہ حال گذرا تو صفدر جنگ سورج مل جاٹ کو ساتھ لیکر ان پٹھانون سے لڑنے آیا
مارہرہ پر دونون لشکرون مین مقابلہ ہوا صفدر جنگ زخمی ہوا اور شکست پائی شکست پاکر

+ ذکر قائم خان بنگش

جو دلی میں گیا تو وزارت میں خلل پڑا مگر اہلکارون کو رشوت دے دلا کر پھر وزارت کی بنیاد کو پختہ
کر لیا۔ بعد ان فتوحات کے احمد خان نے اودہ اور الہ آباد کو نائب صوبون سے خالی پایا تو اونکے لینے کا ارادہ
کیا۔ اور بے حساب فوجے جمع لیکر الہ آباد پر حملہ کیا۔ یہان صفدر جنگ کے رفقا و بقاء اللہ خان اور علی قلی نے
قلعہ مین پناہ لی۔ اوسنے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ خلد آباد سے لیکر قلعہ تک سارے شہر مین آگ لگا دی اور
اوسے لوٹ لیا۔ صرف دریا باد کو جسمین افغان رہتے تھے چھوڑ دیا۔ شیخ افضل الہ آبادی کے دائرہ
کو بھی مقدس سمجھ کر ہاتھ نہیں لگایا۔ پھر سنہ ۱۱۶۳ھ مین بلگرام کے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ مگر چند آدمیون کی
خیر گذری کہ وہان کچھ روشناس احمد خان کے نکل آئے۔ غرض یہ لوٹ ہو رہی تھی۔ احمد خان کی
حکومت اچھی طرح ان صوبون میں نہیں بیٹھی تھی کہ اب وزیر الملک نے دیکھا کہ اوسکی پریشانی اور
خرابی کی کوئی حد باقی نہیں رہی ہے اور وہ روہیلون کے مقابلہ میں ضعیف و ناتوان ہے تو اوس نے
اس بدنامی کے دھبے کو اسطرح دھویا کہ وہ اونچا پھیل گیا یعنے اوس نے مرہٹون کو اپنی امداد پر
مستعد کیا۔ ملہار راو ہلکر اور جے آپا سیندھیا سے جنکو بالاجی نے ابھی مالوہ کو بھیجا تھا اعانت کی
درخواست کی اور سورجمل جاٹ کو اپنے ہمراہ لیا۔ اور ان ہندوؤن کو بہت ملک و دولت دینے
کا وعدہ کیا۔ یہ تدبیر اوسکی درست بیٹھی۔ اول جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۴ھ کو اوسنے کوچ کیا۔ جالیسر
وسعد آباد میں احمد خان کی طرف سے شادل خان حاکم تھا اول اوسکو شکست دی۔ جب احمد خان نے
اس شکست کا حال سنا تو الہ آباد کے محاصرہ کو چھوڑ کر فرخ آباد میں آیا۔ اور دریا کے کنارہ حسین پور پہنچا
یہان سعد اللہ خان روہیلہ بھی امداد کو آگیا۔ سنہ ۱۱۶۵ھ میں یہان لڑائی ہوئی۔ افغان بیچارے اکیلے اپنے
دم سے تھے۔ جانب مخالف میں مرہٹے جاٹ وزیر کی فوج قدیم جدید اسلئے دس بارہ ہزار افغان مارے گئے
اور اونکو شکست ہوئی مگر احمد خان اور سعد اللہ خان زندہ نکل گئے۔ اور کوہ کمایون مین جا کر پناہ لی
اب سرحد کوئل اور جالیسر سے لیکر کوہ ہمالیہ کی سب پہاڑیون تک ہنود کا قبضہ ہو گیا اور اونکو
اجازت ہو گئی کہ وہ چوتھہ وصول کرین۔ یہ مرہٹے وہ سبز قدم تھے جس باغ مین قدم رکھتے اوس کو
جنگل بنا دیتے تھے جس آبادی میں بیٹھے تھے اوسکو ویرانہ کر دکھاتے تھے۔ غرض یہ شاداب و سرسبز
ملک ہنود کی پامالی سے اور وزیر الملک کا نامۂ اعمال بد اعمالی سے سیاہ ہوا۔ افغان بھی

ان مرہٹون کے ہاتھہ سے تنگ آئے۔ اور اونکے توسط سے وزیر سے صلح کی درخواست کی مرہٹونکی عادت
تھی کہ وہ کسی طرف کو بالکل غارت نکیا کرتے تھے۔ دونو فریق کو قائم رکھہ کر اپنا مطلب حاصل کیا کرتے
تھے غرض ان مرہٹون نے رہیلون کے وزیر سے صلح کرادی +

یہان یہ فتح حاصل ہوئی۔ وہان اجمیر کے صوبہ دار کو شکست ہوئی سلطنت کو فتح شکست کا فائدہ
ونقصان برابر ہوا۔ اجمیر کی شکست کی تفصیل یہ ہے کہ سید صلابت خان ذوالفقار جنگ اجمیر اور اکبر آباد کا
صوبہ دار مقرر ہوا۔ اسوقت جودھپور کی ریاست کے لئے تخت سنگہ اور مہاراجہ سنگہ چچا بھتیجے لڑ رہے تھے
کہ تخت سنگہ بادشاہ پاس آیا اور ذوالفقار جنگ سے ملا صلاح یہ ٹھہری کہ اکبر آباد اور اجمیر کے صوبون کے
انتظام کیواسطے تخت سنگہ فوج لائے اور ذوالفقار جنگ اوسکو جودھپور کی ریاست دلائے۔ تخت سنگہ تو
ناگور مین لشکر لینے گیا اور ذوالفقار جنگ جاٹون کے ملک پر متوجہ ہوا۔ نیم رانا پر حملہ کرکے
اوسے فتح کرلیا۔ آگے نارنول مین گیا۔ اور اول یہ ارادہ کیا کہ اکبر آباد کا بندوبست جاٹون کو
شکست دیکر کرے چنانچہ اوسنے اونکو شکست دیکر اوس سے صلح کرلی تخت سنگہ جب سترہ اٹھارہ
ہزار سپاہ لیکر آیا تو اوسنے جاٹونکو ذوالفقار جنگ کے خیمے مین بیٹھا پایا۔ اتنے میں مہاراجہ سنگہ بہت سے
راجپوت راجاؤن کو ساتھہ لے اوسے لڑنیکے لئے آیا۔ لڑائی ہوئی تخت سنگہ کی مرضی کے برخلاف
ذوالفقار جنگ نے کام کئے اسلئے شکست فاحش پائی اور نادم اور پشیمان دلی مین آیا۔ یہان
اوسکی امیر الامرائی اور صوبہ داری چھن گئی اور وہ بڑا افروختہ ہوکر بادشاہ کی جان کے درپے
ہوا تھا کہ بادشاہ نے اوسکو قیدخانہ میں بھیجدیا +

یہان یون سلطنت بگڑ رہی تھی کہ یکایک یہ خبر آئی کہ احمد شاہ درانی ہندوستان مین لاہور کے
قریب آن پہنچا ہے معین الملک ناظم صوبہ نے شہر سے نکل کر اوسکا مقابلہ کیا چار مہینہ تک برابر
لڑائیان ہوتی رہین آخر ایک دن سخت لڑائی ہوئی۔ ادینہ بیگ اور کوڑا مل نے معین الملک کی اعانت
نکی اسلئے اوسکو شکست ہوئی۔ اسوقت اوسکو یہ خوب تدبیر سوجھی کہ وہ احمد شاہ درانی کی خدمت
مین چلا گیا۔ اوسنے نہایت اعزاز واکرام کیا۔ اب یہان سے بادشاہ کے خطوط متواتر صفدر جنگ کے
بلانے کے لئے جاتے تھے۔ اوسنے ملہار راؤ سے زر خطیر کا وعدہ کیا اور اپنے ساتھہ لیکر دلی کی طرف چلا

[illegible] +

احمد شاہ درانی کا حملہ +

اور یہ اوسے کہا کہ شاہ درانی کو شکست دیکر لاہور اور ملتان کا خود انتظام کرلے ابھی یہ دلی تک پہنچ
نہ تھے کہ وہاں جاوید خواجہ سرانے جو بادشاہ کی منہ بہت چڑھا ہوا تھا اور نواب بہادر کا خطاب بھی
حاصل ہوگیا تھا شاہ درانی کو صلح کا پیغام بھیجا یہاں بادشاہ نادر شاہ کا زمانہ دیکھے ہوئے بیٹھا ہوا تھا ملتان و لاہور
دونو صوبے دیکر صلح کرلی اور غنیمت جانا کہ یہ بلا ٹلی۔ احمد شاہ درانی یہ دونو صوبے معین الملک کو دیکر چلا گیا +

صفدر جنگ کی بدارادگی +

جب صفدر جنگ دلی میں آیا تو بڑا آشفتہ خاطر ہوا۔ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ میں ملہار راؤ کو جو بڑا
خطیر کا وعدہ کرکے یہاں لایا ہوں اوسکو کس گھر سے روپیہ دوں۔ امیر الامرا فیروز جنگ خلف
آصف الدولہ جو ناصر جنگ کے مرنیکے بعد دکھن کے چھ صوبوں کے لئے بادشاہ سے درخواست کرتا تھا اور
بادشاہ اوس کے بھاری نذرانہ مانگتا تھا۔ اوسنے کہا کہ اگر یہ صوبے مجھے عنایت ہوں تو میں ملہار راؤ کو
اپنے ساتھ لیجاتا ہوں اور جو روپیہ ٹھیرا ہے وہ دلا دیتا ہوں یہ درخواست منظور ہوگئی اور ملہار راؤ
دکھن کو فیروز جنگ کے ساتھ رخصت ہوا۔ اب یہ معین الملک کو اس خواجہ سرا کا بڑھنا بھی ناگوار خاطر تھا
اور اوسکے سبب سے اوسکے رعب داب میں بھی فرق آگیا تھا۔ اوسنے ایک دن جاوید نواب بہادر کو
دستانہ اپنے گھر ضیافت میں بلاکر مار ڈالا۔ اس خواجہ سرا کو بادشاہ دل و جان سے عزیز رکھتا تھا
صفدر جنگ کی اس حرکت سے ظاہر اور باطن میں ناراض ہوگیا۔ اور اوسکے انتقام کو در پے ہوگیا

صفدر جنگ اور عمادالملک غازی الدین خان محمد و الملک کا حال [illegible]

جب فیروز جنگ ملہار راؤ کو لیکر دکن میں گیا تو وہ اپنے بیٹے شہاب الدین محمد خان کو
نیابت میر بخشیگری پر چھوڑ گیا فیروز جنگ جب اورنگ آباد میں پہنچا۔ تو بھائی اوسے لڑنے کے لئے
آیا مگر نوبت لڑائی کی نہ ہوئی تھی کہ اجل کا حکمنامہ اوس پاس آپہنچا شہاب الدین محمد خان کو
باپ کا سارا مال ہاتھ لگا۔ اگرچہ وہ عمر میں سولہ برس کا تھا مگر آفت روزگار تھا۔ وہ عیش و عشرت
اور لذت سے ناآشنا تھا۔ ایام طفلی میں لہو و لعب سے نفرت تھی ارادہ بلند ہمت عالی رکھتا تھا۔ ا
ارادوں کے پورا کرنے میں کسی بڑے کام کے کرنے میں پرہیز نہ کرتا تھا۔ اور حکمت سے اونکو پوشیدہ
ناگہاں چھپا رکھتا قتل کرنا اور دغا دینا اوسکی عادتوں میں داخل تھا برے کاموں کے نتیجوں کی پروا
وہ اپنے لیے کرتا نہ اوروں کے لئے سوچتا۔ منتہی ایسا تھا کہ صفدر جنگ کو روز سلام کرنے جاتا
ان روز اوسکا باپ فیروز جنگ دلی سے گیا ہے تو صفدر جنگ بڑا خوش تھا مگر یہ نہیں جانتا

وہ اپنا لڑکا اوسکی جان لیئے عذاب چھوڑے جاتا ہے یہانتک اوسنے وزیر کو پرچایا کہ اوسنے بادشاہ
سے غازی الدین خان عماد الملک کا خطاب اوس کو دلادیا۔ اور بیٹے سے زیادہ چاہنے لگا۔ اوسکی
محل سرا کا تہا یہ وہ چاہنے لگا صفدر جنگ پہلے جاوید خواجہ سرا کو تو شہید کرچکا تھا۔ اب اوسکو یہ لوگی کہ
کسی طرح انتظام الدولہ خانخاناں کو جو قمر الدین خان وزیر کا داماد تھا۔ اور غازی الدین خان اوسکا
بھائی سمجھا جاتا تھا نکالنے لگا۔ اول وسنے منافقانہ اتفاق پیدا کرنا چاہا مگر وہ اوسکے دم مین نہ آیا
ایک خواجہ سرا کے ہاتھ صفدر جنگ نے بے قاعدہ عرضی بادشاہ کے محل مین بھیجی تھی اس گستاخی
پر بادشاہ ایسا خفا ہوا کہ اوسکے حکم سے بادشاہی آدمیون نے قلعہ دار کو جو صفدر جنگ کی طرف سے
تھا اور اوسکے آدمیونکو قلعہ سے باہر کردیا۔ غرض اس مین شہر کے اندر ایک ہنگامہ برپا ہوگیا
ہزارون آدمی قلعہ کے گرد جمع ہوگئے صفدر جنگ نے جب سمجھا کہ بات بگڑ گئی تو اوسنے عرضی
بھیجی کہ صوبہ اودہ کے جانیکے لئے رخصت ملجائے یہ درخواست منظور ہوئی۔ وہ بادشاہ سے
رخصت ہوکر دو تین روز شہر کے ادہر اودہر اس امید پر پھرتا رہا کہ شاید اب بھی بادشاہ بلالے
مگر بادشاہ اسے دل سے ناراض تھا۔ اب سارے شہر کے اندر انتظام الدولہ اور غازی الدین خان
کا انتظام ہوگیا شہر کے [illegible] لگ گئے اور سپاہی اور سنی لوگ جمع ہونے شروع ہوئے
صفدر جنگ نے جانا کہ دشمن میرا کام تمام کرنے مین کوئی کسر باقی نہیں رکھینگے اسلیئے وہ بھی لڑائی
کے لیئے مستعد ہوا اور سورج مل جاٹ اور اندر گری گسائین فوجدار بادلی محال سہارنپور کو بلالیا۔ اب
طرفین سے مورچے قائم ہوگئے لڑائی شروع ہوئی۔ غازی الدین خان نوجوان فتنہ انگیز نے
ایران اور توران کا جھگڑا اور شیعہ سنیون کی عداوت کا معاملہ پیش کردیا۔ اور راجہ دیبی دت کو
صفدر جنگ کے لشکر مین بھیجا کہ وہ روہیلونکے امرائے عظام سے ملکر اونکو ادہر بلا لے۔ غرض یہ راجہ گیا ہی
تھا کہ نجیب خان جو صفدر جنگ کے جماعہ دارون مین تھا اور دوندے خان روہیلہ کا داماد تھا گھوڑے
پر سوار ہوا اور اوسنے کہا کہ جس کسی کو اہل سنت وجماعت کا پاس ہو وہ میرے ساتھ ہولے اور جو
میرے ساتھ متفق نہ ہو وہ چلا جائے یہ کہنا تھا کہ ایک فوج کا لشکر اوسکے ساتھ ہوگیا۔ اور وہ بادشاہ کی
خدمت مین چلا آیا۔ غازی الدین خان نے ہولکر کو اپنی امداد کے لیئے بلایا۔ اونھون نے پہنچتے ہی [illegible]

جاٹون اور بیر کو دوست صفدر جنگ پر حملہ کرنے مین کچھ تامل نہ کیا - غرض چھ مہینے تک لڑائی جاری
تیر اور چھری کٹاری توپ بندوق دار الخلافہ کے اندر باہر چلتی رہی - آخر کو مہاراجہ مادھو سنگھ کچھواہہ نے
بیچ مین پڑکر صلح کرائی - صفدر جنگ مغلوب ہوگیا تھا - اوسنے فقط اس بات پر قناعت کی کہ اودھ
اور الہ آباد کی صوبہ داری اوس پاس رہے +

جب صفدر جنگ چلا گیا تو خانخانان وزیر اور غازی الدین خان امیر الامرا مدار المہام سلطنت
ہوئے ہر ایک کو جیسا چاہئے تھا ہر ایک ملکی اور مالی معاملات کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا تھا - باوجود قرابت اور
اتفاق کے اونمین نفاق پیدا ہوا - ہر ایک نے اپنی رائے اور مدعا کے موافق کام کیا - جاٹون نے جنگ صفدر
کا ساتھ دیا تھا اسپر عماد الملک خار رکھائے بیٹھا ہوا تھا - اسوقت ملہار راؤ سات ہزار لشکر سے اوسکے
ساتھ تھا - اسلئے اوسنے جاٹون کو ستانیکا ارادہ کیا - خانخانان یہ چاہتا تھا کہ سورج مل بالفعل پچاس لاکھ
روپیہ عفو تقصیر کے عوض پیشکش دیتا ہے اوسے لینا چاہئے - یہ روپیہ لیکر سپاہ کی درستی مین
صرف کرنا چاہئے جب استقلال خوب ہوجائے تو سال آیندہ مین جاٹون کا استیصال کرنا چاہئے
عیش پرستی کے سبب بادشاہ کو لیاقت ایسے امور مین افضال کی رہی نہ تھی عماد الملک نے
جوانی کے گھمنڈ مین اور مرہٹون کی امداد اور بھروسہ پر سورج مل پر حملہ کیا - اور اوسکو قلعہ کمبھیر مین گھیر لیا
اوسکے ملک پر قبضہ کرلیا - تین مہینے محاصرہ پر گذر گئے قلعہ نہ فتح ہوا - ملہار راؤ کا بیٹا کھانڈے راؤ
مارا گیا قلعہ کا توپون بدون تسخیر ہونا مشکل تھا اسلئے عماد الملک نے عاقبت محمود خان کشمیری کو
رسالہ سین داغ کے ساتھ شاہجہان آباد مین توپخانہ لینے کے لئے بھیجا - اور کہدیا کہ اگر یہ کام
آسانی سے ہوجائے تو بہتر ورنہ جسطرح ہوسکے کرنا - عماد الملک کی التماس عاقبت محمود خان نے
بادشاہ کی خدمت مین عرض کی اور بہت اصرار کیا - خانخانان یہ سوچا کہ اگر توپخانہ گیا تو پھر واپس نہ
آئیگا - جاٹون کو شکست ہوجائیگی - پھر معلوم نہین عماد الملک سنگدل بے رحم مرہٹون کے ساتھ
ملکر کیا کیا خرابیان پھیلائیگا اسلئے اوسنے توپخانہ کے بھیجنے مین توقف کیا - عاقبت محمود خان اسپر بگڑ بیٹھا
تو اوسنے بادشاہی رسالہ سین داغ کی تنخواہ کا دعوی کیا - اور خود اوس رسالہ مین قیدیونکی طرح جا بیٹھا -
اور سکا دن شہر مین ایک غدر مچا دیا - بادشاہ کے دربار مین بھی کسی کو نہین جانے دیا - اور پانچ ہزار لشکر

غازی الدین خان کا اقتدار اور جاٹون سے +

وزیر کے گھر سے اپنی حفاظت کے واسطے لاتا تھا کہ راہ میں وزیر کے آدمیوں نے چھین لئے۔ غرض جامع مسجد کے نیچے لاٹھی پونگا توپ بندوق ہونے لگی۔ آخر کو عاقبت محمود خان یہاں سے دانستہ چلا گیا اور وزیر کی جاگیر اور خالصہ سے کچھ وصول کر سکا وصول کیا۔ انھی دنون مین عماد الملک نے نجیب خان کو باون محال سہارنپور مین بھیجا تھا اوسنے تمام محالات پر قبضہ کر لیا۔ وزیر کے سب عمال کو باہر کر دیا۔ اوس پر وزیر خفا ہوا۔ اور بادشاہ کو لونی مین لایا۔ اور نجیب خان کی تنبیہ کے واسطے اوسکا ارادہ مصمم کر لیا۔ اس اثنا مین نجیب خان نے اپنی عفو تقصیرات کی عرائض بھیجیں۔ اوسکا قصور معاف ہوا۔ بادشاہ نے باونی محال سہارنپور اپنی طرف سے اوسکو عنایت کیا۔ جب سے گجرات اور مالوہ مرہٹون کے قبضہ مین آگیا تھا تو وہ ہر سال تازی سپاہین اپنے ساتھ لیکر ہندوستان کے ملک کو تاخت و تاراج کرتے تھے اور تمام راجپوتانہ کو لوٹ کر اونھون نے برباد کر رکھا تھا۔ اسلئے خانخانان کا ارادہ ہوا کہ مرہٹون کی ترقی کو روکے۔ راجپوتانہ کے راجاؤن اور وزیر نے ایک محضر بنایا۔ اور سب نے دستخط کئے اور اوسکو سورجمل اور صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور لکھا کہ جب بادشاہ کوئل مین پہنچے تو صفدر جنگ اودھ سے آنکر ملے۔ اور وہان سے متفق ہوکر آگرہ مین آئیں تو سارے جپوت اور جاٹ جمع ہوں۔ غرض یہ محضر سورجمل پاس روانہ کیا۔ ادھر عماد الملک کو لکھا کہ ہم تیری امداد کے واسطے آتے ہین۔ جو نوشتہ جاٹون کو لکھا تھا وہ عماد الملک کے ہاتھ پڑ گیا۔ اوسنے وہ خط اولٹا بادشاہ کو لعنت ملامت کر کے بھیجدیا اور خود تو محاصرہ مین مصروف رہا اور ملہار راؤ کو بادشاہ سے لڑنیکے لئے بھیجدیا + ملہار راؤ نے آتے ہی بادشاہی خیمہ پر گولے برسانے شروع کئے۔ سارا لشکر بادشاہ کا بھاگ گیا صرف تین سو آدمی ساتھ رہ گئے۔ بادشاہ اور وزیر بہزار مصیبت دلی مین پہنچے بادشاہ قلعہ کے اندر گیا۔ وزیر باہر خیمہ مین اترا۔ سارا مال اسباب بادشاہی مرہٹون کے ہاتھ آیا۔ دوسرے روز عماد الملک بھی محاصرہ کو چھوڑ کر چلا آیا جو بادشاہ کا لشکر تباہ راہ میں ملا۔ اوسکی تسلی اور تشفی کی۔ اور مہد علیا بیگم کا خیمہ پیچھے رہ گیا تھا اوسکے ساتھ وہ اور ملہار راؤ دلی میں پہنچے۔ خانخانان اور امرا سے بادشاہ نے عماد الملک غازی الدین خان کے باب مین مشورہ کیا۔ سب نے عرض کیا کہ عماد الملک مرہٹون کا مطیع ہو گیا ہے۔ اب اوس سے خانہ زادگی کی توقع عبث ہے صلاح وقت تو یہی

+ [illegible]

کہ حکم صادر فرمایا جائے کہ خانہ زاد جسقدر رہیں اپنا حق نمک ادا کریں صفدر جنگ کو امداد کے واسطے
لکھے اور سورج مل کو اعانت کے واسطے بلائے۔ جاٹ رجپوت صفدر جنگ سب ملکر روہیلا کے بنگش
لیکن غازی الدین خان تو راہ ہی میں لشکر کے آدمیوں کو دم دلاسا دیتا آتا تھا۔ سارے منصب داروں
اور افسروں نے لڑنے سے انکار کر دیا۔ اسپر بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ غازی الدین خان میرا
نمک پرورده ہے وہ میرے ساتھ دغا نہیں کرے گا۔ اب تم چند روز جب تک بیٹھے ہیں گھر بیٹھو باہر
نہ نکلو۔ اگرچہ وزیر نے تین دفعہ بادشاہ سے کہا کہ حضور کی یہ رائے خطا ہے مگر بادشاہ نے وزیر کو تسلی آمیز
جواب دئیے۔ ناچار وزیر اپنے گھر گیا اور اپنی حفاظت کا خوب سامان جمع کیا۔ عماد الملک کی طرف سے
عاقبت محمود خان بادشاہ کے وزیر بنے۔ اب وہ تمام امرا کو اپنے پاس جمع کیا اور یہ تقریر اونکے
سامنے بیان کی کہ اے امیرو سنو کہ یہ احمد شاہ ہمارا بادشاہ کیسا نالائق ہے۔ اوسکے سبب سلطنت
برباد ہوئی جاتی ہے قیام سلطنت کا اسباب نظر نہیں آتا۔ نہ اوسمیں ایسی جرأت اور ہمت تھی
کہ وہ اپنے دشمنوں سے ہتھیاروں سے لڑتا۔ نہ اوسمیں راست بازی تھی کہ وہ اپنے دوستوں
کے ساتھ سچا ہوتا اور وعدہ خلاف نہ ہوتا غرض وہ نامرد کم ہمت چھوٹا تلون مزاج ہے اسلیے
بہتر ہے کہ کسی اور شاہزادہ کو بادشاہ بنائیں عماد الملک کے خوف کے مارے کسیمیں دم تھا کہ چون و چرا
کرتا سب نے تسلیم کیا علما بلائے اونھوں نے فتوے لکھے کہ پیشانی پر حدیث اور آیتیں قرآن کی
لکھی ہیں آگے اوسکے یہ تحریر کیا کہ بادشاہ سے ایسے افعال قبیح سرزد ہوئے ہیں کہ خدا اور رسول کے حکم
موافق اوسکا معزول ہونا چاہئے حاشیہ پر سبکی مہریں ہو گئیں۔ غرض ۱۰ شعبان ۱۱۶۷ھ (جولائی ۱۷۵۴ع) اسکو
احمد شاہ کو تخت سے اوتار کر قیدخانہ میں بٹھایا۔ اور سلطان عزیز الدین بن محمد معز الدین جہاندار
کو تخت پر بٹھایا۔ اور اوسکا لقب عالمگیر ثانی رکھا۔ احمد شاہ نے چھ سال دس مہینہ سلطنت کی
افسوس ہے کہ ان بادشاہ کے عہد میں اکبر اور اورنگ زیب کی سلطنت قابل رحم ہو گئی۔ اگرچہ
بادشاہ کے نام کی عزت سارے ہندوستان میں ابتک چلی جاتی تھی مگر اوسکے قبضہ میں دوابہ
چند ضلعے اور جنوب میں ستلج کے کئی ایک ضلعے رہ گئے تھے۔ گجرات مرہٹوں کی پامالی میں تھا۔ بنگال
بہار اڑیسہ علی وردی خان کے جانشینوں کے تصرف میں تھا۔ اودہ میں صفدر جنگ کا ڈنکا بجتا تھا۔

وسط دوآب میں بنگش حکمرانی کرتے تھے۔ اور وہ اضلاع جنکو اب روہیل کھنڈ کہتے ہیں روہیلون
پاس تھا۔ پنجاب احمد شاہ درانی کو حوالہ ہوا تھا۔ باقی سارے ہندوستان میں مرہٹے مسلط تھے
صرف اتنا ٹکڑا دکھن کا اونکے ہاتھون سے بچا ہوا تھا جنمین نظام کی اولاد جھگڑ رہی تھی بنگال کی
سلطنت میں کچھ کچھ انگریزی سوداگر بھی پیر جمانے جاتے تھے۔ بادشاہ کا حال ایسا ہو گیا
تھا جیسا پتھر یا کاٹ کے بتون کا ہوتا ہے خواہ اپنی جگہہ پر رکھ کر اونکی پرستش کی خواہ
توڑ پھوڑ کر پیرون کے تلے ملا +

عالمگیر ثانی کی سلطنت کا بیان

عالمگیر ثانی نیا بادشاہ ہوا۔ غازی الدین خان اوسکا بیٹا وزیر ہوا۔ احمد شاہ کی طرف سے عامل
محمود خان نے جعلی رقعہ خانخانان انتظام الدولہ کے نام لکھا کہ مجھے اس قید سے چھڑاؤ اور [illegible]
میں بھیجا۔ اسی رقعہ کو بہانہ کر بادشاہ کو بڑی بےعزتی کے ساتھ اندھا کیا۔ اور جب صاحبانی اپنے
بیٹے کی رہائی کے وسیلہ ہوئی تو اوسکی آنکھونکو بھی بے نور کر کے نورچشم کے ساتھ قید کیا۔ خانخانان کو
بھی جو ہمیشہ خیرخواہ ملازم وزیر کا تھا اوسکو بھی ٹھکانے لگایا۔ سنہ ۱۷۵۴ میں صفدرجنگ نے بھی انتقال کیا۔ شجاع الدولہ
اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ اسکا بھی وزیر کے سر سے گیا۔ اب بیٹے دل کھول کر اپنے اختیار اور اقتدار
کو بڑھایا۔ بادشاہ کسی بات میں کچھ دخل نہ دیتا تھا۔ نام کا بادشاہ تھا۔ پہلے تمکو یاد ہو گا کہ رسالہ
میں داغ کو کیا گستاخ اور باقتدار صفدرجنگ اور جاٹون سے لڑنے کے لئے خود وزیر نے کیا تھا
اب دکھنیون نے اپنے وزیر صاحب سے تنخواہ کا مطالبہ کیا اونکو وزیر نے تمام محالات خالصہ پرگنہ پانی پت
اور رہتک جھجر اونکی تنخواہ میں دیدئے۔ وہ تین چار مہینے تک یہان کی رعایا کا روپیہ وصول کر کے
ہڑپ اٹھانے رہے۔ پھر وزیر نے بھی محالات قطب شاہ روہیلہ کو دیدئے۔ اب دونون میں لڑائیان شروع
ہوئین قطب شاہ کو آخر فتح حاصل ہوئی۔ اب وزیر نے لاہور لینے کے قصد سے کوچ کیا تھا +
پانی پت میں پہنچا تھا کہ ان میں داغ کے سوارون نے وزیر کو گرفتار کیا۔ اور اوسکو پیادہ پانی پت
کی گلیون میں گھسیٹتے ہوئے اپنے گھر میں لے گئے۔ وزیر صاحب کی دستار کہین تھی پاجامہ کہین
اس پر حال پر بھی زبان گالیان دینے سے بند نہین کی۔ وہ کہتا تھا اے قرمساق اگر ہم کو تجھے

مارنا ہے تو مار ڈالو نہیں تم بات سے جاؤ گے۔ اور اگر مارنا منظور نہیں ہے تو یہ بدنہادی کیا ہے
غرض زندگی باقی تھی کہ بادشاہ کا پیغام اون پاس آیا کہ وزیر کو چھوڑ دو اور اپنی تنخواہ انکو لیجاؤ۔ و
اسوقت بادشاہ کے گرد سارا دربار اس نیت سے اکٹھا تھا کہ وزیر کہیں ٹھکانے لگے مگر جسکو خدا رکھے
اوسے کون چکھے۔ ہاتھیون افسرون نے وزیر کو ہاتھی پر بٹھایا اور دستار اور لباس درست کر کے
چھوڑ دیا جون ہی وہ اپنے خیمہ میں پہنچا اوس نے اپنے سپاہیونکو حکم دیدیا کہ رسالہ میں باغ کے سوارون
کو جہان پاؤ وہان قتل کرو۔ تھوڑے عرصہ میں سب اسباب اور جان و مال اونکا برباد گیا۔ بادشاہ
دلگیر ہوکر دلی میں چلا آیا۔ اور گوشہ نشینی اور عزلت گزینی جو بادشاہ کے لئے سب گناہون
سے بدتر ہے اختیار کی +

تمکو یہ یاد ہوگا کہ جسوقت ملتان اور لاہور کے صوبے شاہ ابدالی کے ہاتھ آئے تھے تو اوسکے
پہلے صوبہ دار معین الملک پسر قمر الدین خان کو دیئے تھے۔ اب تم خیال کرو کہ یہ بات کہ لوگون کے دلونمیں
اس بادشاہی ملازم کا کیا ادب اور لحاظ ہوگا کہ اوسکو اس بادشاہ نے یہ صوبے دیئے اور یہ صرف یہ
کہ جب وہ اتفاقاً گھوڑے پر سے گر کر مر گیا تو اوسکے کمسن بیٹے میر مومن کو صوبہ داری عنایت کی اور مہمات
ملکی کا اختیار اوسکے ماں کے سپرد کردیا۔ مومن خان کا بھی انتقال ہوگیا تو خواجہ موسیٰ وا اوصیل الملک کے
صوبہ دار مقرر کیا۔ بھکاری خان رستم جنگ کو مدار المہام مقرر کیا مگر اوسکو ایکدن معین الملک کی بیگم
نے بلا کر لونڈیون کے ہاتھ سے سولی دیدی۔ مغلیہ خفیہ مرزا ادینہ بیگ نے اپنے نام نائب صوبہ داری کی
سند شاہ ابدالی سے منگالی۔ مرزا ادینہ بیگ جو بڑا مدبر اور فطرتی تھا اور اس ملک کی حکومت میں اوسکو
بڑا تجربہ حاصل تھا عماد الملک کی رگ رگ میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ اوسنے یہ ایک
فساد کھڑا کیا کہ سپاہ کو اور شاہزادہ عالی گوہر ولیعہد کو لیکر لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ہانسی حصار کی
راہ سے لدھیانہ میں پہنچا۔ اور مرزا ادینہ بیگ کو اپنے ساتھ بلالیا۔ اور یہان سید جمیل الدین خان
ساتھ سپاہ روانہ کی اور معین الملک کی بی بی یعنی اپنی ممانی کو خط لکھا کہ وہ اپنے لڑکی کو جسکے
اوسکی نسبت ٹھہری تھی بھیجدے۔ اس بیچاری نے مع جہیز کے اپنی لڑکی کو بھیجا۔ بعد
اوسکے مرزا ادینہ بیگ اور اپنے سرداروں کی فوج بھیجکر لاہور سے اپنی ساس کو جو بیچاری

پیشتر سے ڈرتی تھی پکڑ بلایا - اور جب لدھیانہ میں آئی تو عذر معذرت پیش کی اور لاہور اور ملتان
کی صوبہ داری تیس لاکھ روپیہ پیشکش لیکر مرزا ادینہ بیگ کو دیدی - اور دلی کو واپس چلا آیا سارے
رستہ اوسکی ساس کہتی چلی آئی کہ یہ کام اچھا نہیں کیا - اوسکا برا انجام دیکھوگے کیا ہوتا ہے
شاہ ابدالی جسکا نام ہے وہ جب سنیگا تو دلی کی اینٹ سے اینٹ بجا دیگا +

جب عماد الملک کی اس حرکت کو شاہ ابدالی نے سنا تو ظاہر تھا کہ وہ اوس ملک میں جسکو وہ اپنا
سمجھتا تھا کب ایسی مداخلت بیجا کی برداشت کرسکتا تھا بیقرار ہو کر بشتاب قندہار سے لاہور
پہنچا مرزا ادینہ بیگ اوسکے آگے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکا - ہانسی حصار میں جہاں پانی کم ملتا ہی
چلا گیا - یہ بادشاہ کوچ بکوچ سرہند میں پہنچا - اب وزیر نجیب خان کو ساتھ لیکر لڑنیکے لئے دلی سے چلا
مگر اوسکو اپنا اصل حال معلوم نہ تھا کہ اوسکی درشت مزاجی اور بیباکی اور بیوفائی نے لوگوں کے
دلوں کو اوسکی طرف سے کیسا برگشتہ کر رکھا ہی جب اوسنے دیکھا کہ نجیب خان کے ساتھ بہت سپاہ دشمن
کے لشکر میں چلی گئی - اور وہاں اوسکی مدارات مہمانوں کی سی ہو رہی ہے تو اوسکو اپنی حقیقت
کھلی - اوسنے اپنے تئیں بڑی لیاقت سے بچایا - اب کوئی چارہ سوا تابعداری کے اوسکو نہ تھا -
اول ساس پاس دوڑا گیا - اور اوس سے سفارش کرائی اور پھر شاہ ابدالی کے وزیر ولی خان کو خوشامد
درآمد سے اپنے ساتھ ملا لیا - غرض ان حکمتوں سے اپنے قصور معاف کرائے بلکہ وزارت بھی قائم رکھی
اور اس حیلے سے سادہ سپاہی بادشاہ کو بہکا کر اختیار اور اقتدار پہلے سے بھی بڑھا لیا -
اب احمد شاہ نے ۱۷۵۶ع میں شاہجہان آباد میں آیا - اور بادشاہ سے ملاقات کی اور بادشاہانہ اختیار
اپنے ہاتھ میں لئے - اب اس مہم کا خرچ یوں وصول کرنا شروع کیا کہ عماد الملک وزیر کو حکم دیا
کہ دوآبہ سے خراج وصول کرے اور اپنے ایک بڑے سردار خان جہان کو بھیجا کہ وہ جاٹوں سے
جاکر خراج تحصیل وصول کرے - اور شہر سے روپیہ کے وصول کرنے کا خود ارادہ کیا - ان
تین کاموں میں سے عماد الملک نے اپنا کام خوب انجام دیا - اوسنے جان نثار خان درانیوں کے
ایک سردار کو اور شاہزادہ ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی اور میرزا بابر کو ہمراہ لیا اور دریا
جمن سے پار اترا - اور رسیدہ تا فرخ آباد پہنچا - یہاں احمد خان بنگش نے مال اسباب بہت کچھ

احمد شاہ ابدالی کا چوتھا حملہ ۱۷۵۶ع +

شاہزادون اور وزیر سے پیشکش کیا۔ اور لشکر جمع کرکے اونکے ہمراہ گیا۔ اب وہ دریاے گنگ سے پار اترا۔ اور شجاع الدولہ سے نذرانہ طلب کیا۔ وہ لڑنیکے لئے مستعد ہوا۔ اور کچھہ لڑائی ہوئی۔ مگر سعد اللہ خان رہیلہ کی معرفت پانچ لاکھہ روپیہ پر فیصلہ ہوگیا۔ اور شوال ۱۱۷۰ھ مین عماد الملک یہ نذرانہ لیکر فرخ آباد مین آگیا۔ اور شاہ ابدالی کی حرکت کا منتظر رہا۔ ایک دوسرا کام جاٹون سے خراج لینا آسان نہ تھا۔ اونہون نے قلعون مین پناہ لیکر افغانون سے لڑنا شروع کیا۔ اور افغانون کی رسد اور بار برداری کو بھی کئی دفعہ لوٹ لیا۔ آگرہ کے بادشاہی قلعہ دار مرزا سیف اللہ نے بھی قلعہ سے ایسی گولیان برسائین کہ خانجہان اوسکے پاس نہ پھٹکنے پایا۔ آخرکو اونہون نے کئی لاکھہ روپیہ نذرانہ کے دیکر اس بلا کو بھی ٹالا۔ جب افغان جاٹون پر کامیاب نہ ہوئے اور آگرہ کے قلعہ کو لے نہ سکے تو اس اپنی جلن کو یون ٹھنڈا کیا کہ بیچارے غریب شہر متھرا پر جہان ایک میلا تھا دفعۃً آن پڑے سارے شہر کو خوب لوٹا۔ اور عورت بچون تک پر ہاتھہ دراز کیا۔ اب تیسرا کام دلی کے لوٹنے کا تھا جسکو بادشاہ نے خاص اپنی ذات کے لئے رکھا تھا۔ ایسا لوٹا کہ نادر گردی کو بھی بھلا دیا۔ گو احمد شاہ اپنے مزاج اور طبیعت سے نادر شاہ کی مانند سفاک اور بے رحم نہ تھا۔ مگر اوسکے ساتھہ سپاہ نادر کی سپاہ سے زیادہ اجڈ اور وحشی تھی وہ اوس کے کہنے مین نہ تھی۔ ۱۱ ستمبر ۱۷۵۶ء کو وہ داخل ہوا اور دو مہینہ تک برابر لوٹتا رہا۔ بڑے بڑے امیرون کے گھر مین جھاڑو کا تنکا نہ چھوڑا۔ یہ کام تمام کرکے شاہ دُرّانی انوپ شہر کی چھاونی میں گیا۔ اور وہان سلطنت کے حصے کرکے اپنی مرضی کے موافق امرا مین تقسیم کئے۔ اتنے مین گرمی ایسی پڑنے لگی کہ اوسکے لشکر مین سے ہزارون مرنے لگے اور اوسکے وطن سے بھی کوئی بری خبر آئی۔ اور اب لوٹنے کے لئے بھی کچھہ یہان نہ بچا تھا۔ غرض شوال ۱۱۷۰ھ جون ۱۷۵۷ء مین اپنے ملک کو چلا گیا۔ اور نجیب خان رہیلہ کو بادشاہ کا امیر الامرا مقرر کر گیا (اس امیر کا نام نجیب الدولہ لکھا جائیگا) اور جانے سے پیشتر احمد شاہ نے محمد شاہ کی بیٹی سے جو نہایت خوبصورت تھی اپنی شادی کی۔ پہلے اس شاہزادی سے شادی کرنیکا ارادہ خود عالمگیر ثانی کا تھا۔ اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کی بھی شادی بادشاہ کی بھتیجی سے کی۔ اور اسی شاہزادہ کو لاہور ملتان ٹھٹھہ کا ناظم مقرر کیا۔ اور خانجہان کو اوس کا

سپہ سالار مقرر کیا اور خود اپنی سپاہ عظیم لیکر قندھار چلا گیا +

دلی سے جسوقت احمد شاہ ابدالی روانہ ہوا تو غازی الدین خان فرخ آباد مین تھا اور نجیب الدولہ کی مخالفت کے سبب سے احمد خان بنگش کو امیر الامرا مقرر کیا - اور شاہجہان آباد کی طرف مگر وہ یہ جانتا تھا کہ نجیب الدولہ کو معطل بٹھانا کچھ اکیلے کا کام نہین ہے - آجکل مرہٹون کے اقبال کا ستارہ چمک رہا تھا اسلئے اوسنے رگھنا تھہ راؤ اور ملھار راؤ ہلکر کو دکھن سے بلایا اور شاہجہان آباد کا محاصرہ عالمگیر ثانی اور نجیب الدولہ محصور ہوگئے سینتالیس روز تک ... لڑائی توپ گولے سے ہوتی آخر ہلکر کو بادشاہ نے بہت سی رشوت دی جب محاصرہ سے نجات ہوئی عماد الملک نے بہت آسانی سے نجیب الدولہ کو شہر سے نکالدیا وہ اپنی جاگیرون مین جو سہارنپور چاندپور نجیب آباد وغیرہ مین تھی چلا گیا اور اوسنے باقی افسرون کو بھی جو بادشاہ کے طرفدار تھے نظر بند رکھا - اور ولیعہد کو بھی اپنے قابو مین لانا چاہا

عالی گہر عالمگیر ثانی کا بڑا بیٹا تھا - اور وہی ولیعہد تھا - ابھی شاہ ابدالی کی بعد عماد الملک دلی مین نہین آیا تھا کہ اوسکے خوف کے مارے ولیعہد کو محالات جھجھر وہانسی - دادری وغیرہ جاگیر مین بادشاہ نے رخصت کر دیا تھا اور فوج دیکر اوسے کہدیا تھا کہ جتنے ملک پر تم سے قبضہ ہو سکے قبضہ کرو جب عماد الملک دلی مین آیا تو اوسنے بادشاہ کو مجبور کیا کہ ولیعہد کو بلا لے سیف الدین محمد خان کشمیری دس ہزار سوارون کے ساتھ بھیجا کہ جسطرح ہو سکے شہزادہ کو لے آئے - ناچار شاہزادہ دلی مین آیا اور عماد الملک نے چاہا کہ وہ قلعہ مین جا رہے مگر وہ نہ گیا - علی مردانخان کی حویلی مین جو جمنا کے کنارہ تھی فروکش ہوا - اب اس شاہزادہ کی عمر سینتیس برس کی تھی - ابھی محل کے مزے نہین اوڑائے تھے اوسمین ساری صفتین فیاضی کی موجود تھین جو اس خاندان کے ساتھ مخصوص ہین اب وزیر نے اس شاہزادہ کو حکم دیا کہ اپنے آدمیونکو موقوف کر کے اپنی جاگیر پر بھیجو خزانہ مین اونکی تنخواہ دینے کے واسطے روپیہ نہین ہے اسطرح سے اوسکی سپاہ اور آدمیونکو پراگندہ کیا - پھر ایکدن اوسکی حویلی کا محاصرہ کرلیا - اور یہ ارادہ کیا کہ اوسکو سلیم گڈہ کے قلعہ مین قید کرے شہزادہ نے یہ ارادہ دیکھکر اپنے رفقا راجہ رام ناتھ اور میر جعفر اور سید علی عظیم خان سے مشورہ کیا - سبنے بالاتفاق یہ کہا کہ جسطرح ہو سکے دشمنونکو چیر پھاڑ کر اس محاصرہ سے نکلجاؤ - دوسرے روز بہت سویرے وہ گھوڑون پر چپ

وزیر کا دلی مین آنا اور مرہٹون کا ... بلانا +

شاہزادہ ولیعہد عالی گوہر کا حال +

سوار تھے اب کچھ اور مہلت دشمنون نے ملی جو سپاہ محاصرہ کئے پڑی تھی اوسنے دیوارون کو توڑ کر مورچہ بندوقین مارنی شروع کین اور دروازہ کا خوب بندوبست کر لیا۔ مگر اتفاق سے دریا کی طرف ایک دیوار ٹوٹی ہوئی تھی اوسپر سے شاہزادہ اور اوسکے چند رفیقون نے گھوڑے کو دریا مین ڈالدیے اور فقط ایک تنہا جوانمرد سید علی اعظم خان دشمنون کے روکنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور دشمنون سے لڑتا رہا جبتک کہ شہزادہ دور نکل گیا افسوس وفادار جان نثار کی جان گئی۔ مگر شاہزادہ مجنون کے ٹیلہ تک پہنچ گیا یہان ایک مرہٹہ راجہ کا لشکر اترا ہوا تھا۔ اوسنے شاہزادہ کو دیکھکر بڑی آؤبھگت کی۔ اور ایک خیمہ مین اوتارا۔ اور فرخ نگر پہنچا دیا۔ یہان موسیٰ خان بلوچ پسر کامگار خان نے کئی ہزار روپیہ پیشکش کئے۔ یہ مرہٹہ سردار تو علیحدہ ہو گیا اور شاہزادہ سہارنپور مین نجیب الدولہ پاس پہنچ گیا۔ آٹھ مہینہ تک وہ یہان رہا اس اثنا مین ملک بنگالہ مین انقلاب عظیم برپا تھا۔ اور جعفر خان انگریزون کی حمایت سے اوسپر متسلط ہو گیا تھا اس لئے نجیب الدولہ نے شاہزادہ کو سمجھایا کہ آپ بنگالہ جائیے (اب آگے حال پھر لکھا جائے گا)

ابھی ہم لکھ چکے ہین کہ ۱۷۵۷ء مین احمد شاہ درانی متھرا اور دہلی کو لوٹ کر اپنے ملک گیا تیمور شاہ ناظم اور خان جہان کو نایب مقرر کر گیا۔ خان جہان نے ادینہ بیگ کے جسکی دغابازی مکاری اور بیوفائی اور بے ایمانی کا حال پڑھ چکے ہو۔ اپنا نائب کر کے دوآبہ جالندھر مین مقرر کیا تھوڑے دنون کے بعد جو ادینہ بیگ کو بلایا تو وہ نہ آیا۔ اور پہاڑون مین بھاگ گیا۔ خان جہان نے مراد خان کو دوآبہ مین اوسکی جگہ مقرر کیا۔ ادینہ بیگ نے سکھون کو سکھا پڑھا کر اپنی طرف کر لیا اور مراد خان سے لڑنیکے لئے دوآبہ مین بھیجدیا۔ وہ اونکے مقابلہ مین نہ ٹھیر سکا لاہور مین خان جہان پاس چلا آیا۔ سکھون نے دوآبہ کو خوب لوٹا مارا۔ مگر ادینہ بیگ کو جب معلوم ہوا کہ نرے سکھون کی اعانت سے کام نہیں بنیگا تو اوسنے رگھناتھ اور شمشیر بہادر کو متواتر خط بھیجکر بلایا۔ مرہٹے ایسی تقریبون کی راہ تکا ہی کرتے تھے شعبان ۱۱۷۱ھ مطابق مئی ۱۷۵۸ء مین دونون پنجاب کی طرف روانہ ہوئے اول سرہند مین عبدالصمد خان کو جو درانیون کی طرف سے حاکم تھا۔ لڑکر مارا۔ اور لاہور اور سارے پنجاب پر قبضہ کر لیا۔ درانیون پاس جماعت کم تھی وہ مرہٹون کے آگے سے پیچھے ہٹتے ہٹتے اٹک پار اوتر گئے

اتنے مین برسات آگئی مرہٹون نے لاہور کا صوبہ ادینہ بیگ کو دلایا۔ اور پچہتر لاکھہ روپیہ نذرانہ سالانہ ٹھہرالیا۔ اور رگھناتہ اور شمشیر بہادر دکن کو چلے گئے۔ اور شنگوجی کو یہان راجپوت راجاؤن سے لڑنے کے لیئے دہلی مین چھوڑ گئے ادینہ بیگ ۱۷۵۹ء سنہ ۱۱۷۲ھ مین مرگیا شنگوجی نے سرہند کی فوجداری پر ادینہ بیگ کے دوست صدیق بیگ خان کو اور دوآبہ مین ادینہ بیگ کی بی بی کو اور لاہور کی صوبہ داری پر ساباجی سندہیہ کو مقرر کیا۔

صفدر جنگ نے پہلے مرہٹون کو بلاکر دوآبہ مین دخل دلادیا تہا۔ دتاجی سیندھیا نے ۱۷۵۹ء سنہ ۱۱۷۲ھ مین دکن سے آکر یہ ارادہ کیا کہ سارا ہندوستان خاص فتح کرلے۔ غازی الدین خان اوسکے ساتہہ اس کام کا محرک ہوا اور شریک ہا پنجاب پر قبضہ ہو ہی گیا تہا۔ روہیل کھنڈ اور اودہ باقی تہا۔ ایک سال تو ممالک قدیمہ کے انتظام مین اوسنے صرف کیا۔ اور پہر روہیل کھنڈ کے فتح کرنے کے ارادہ سے وہ جمنا پار اترا اور نجیب الدولہ پر حملہ کیا۔ وہ مرہٹون کے سامنے نہ ٹہر سکا۔ گنگا کے کنارہ پر سکرتال مین مقیم ہوا۔ یہان برسات کے چار مہینے تین برابر توپ گولہ مرہٹون سے چلتا رہا۔ سعد اللہ خان و حافظ الملک رحمت خان اور دوندی خان سب نے نجیب الدولہ کی اعانت کا قصد کرلیا تہا۔ ان سب نے ملکر شجاع الدولہ کو لکہا کہ مرہٹے دوآبہ مین موجود ہین۔ برسات کے منتظر ہین جسوقت دریا کا پانی اوتر گیا تو اول وہ ہمارے ملک مین اترینگے۔ اور ہم کو جو ان سے ترہ ترکر دینگے پہر ملک اودہ پر پانی پہیرینگے۔ اسلیئے رسار کی تدبیر کچہہ پہلے سے کرلی چاہیئے۔ شجاع الدولہ پہلے ہی سمجہہ گیا تہا کہ نجیب الدولہ کی اعانت مین سستی و تساہل کرنا اپنا نقصان کرنا ہے۔ اوسنے پہلی دشمنیون کو بہلادیا۔ لکھنؤ سے شدت کی برسات مین لشکر لیکر شاہ آباد مین شوال ۱۷۵۹ء سنہ ۱۱۷۳ھ مین پہنچا۔ اور گنگا کی طغیانی کے سبب سکرتال مین نہ پہنچ سکا جسوقت دریاؤن کے پانی اوترے تو دتاجی سیندھیا نے گوبند رام بندیلہ کو بیس ہزار لشکر کے ساتہہ دریا کے پار روہیل کھنڈ مین غدر مچانے کیواسطے بہیجا۔ اوس نے تمام چاندپور نگینہ اور سہسپور (؟) کو خراب کیا اور رام گنگا سے پار اوتر کر امروہہ تک ملک کو لوٹ لیا پٹھان اوسکا مقابلہ نکرسکے اسلیئے پہاڑونکی طرف بہاگ گئے شجاع الدولہ اس خبر کو سنتے ہی سکرتال مین جہان نجیب الدولہ محصور تہا پہنچا۔ یہان چار ہزار فوج گوبند رام نے ایسا سامان رسد نجیب الدولہ کا

بند کر رکھا تھا کہ سارا لشکر اوسکا حالت نزاع مین تھا جسوقت شجاع الدولہ بلدور مین پہنچا اور سنے دیکھا کہ مرہٹے کچھہ رستہ وغیرہ لوٹ رہے ہین تو اوسنے انوپگر گسائین اور امراؤ گر گسائین اور مرزا نجف خان کو حکم لڑنیکا دیا۔ اونہون نے مرہٹون کو مار کر گنگا پار اوتار دیا اور بہت کچھہ مال اسباب اونکا چھین لیا۔ اب پٹھانون کی جان مین جان آئی۔ وہ پہاڑون سے اپنے ملک مین آ رہے اب اس گوبند رام بندیلہ کی سپاہ کے غارت ہونیسے دتاجی سیندھیا کی فوج بہت ضعیف ہو گئی تھی ادہر احمد شاہ ابدالی کے آنیکا کھٹکا لگا ہوا تھا۔ اسلئے جمادی الاول ۱۱۷۳ھ نومبر ۱۷۵۹ع مین مرہٹون نے شجاع الدولہ اور اوسکے رفیقون سے صلح کر لی۔

احمد شاہ درانی کا ہندوستان میں آنا +

۱۱۷۲ھ ۱۷۵۸ع مین تیمور شاہ پنجاب کی حکومت سے خارج ہوا تھا۔ اسوقت احمد شاہ ابدالی اپنے ملک کے شمال مغرب مین لڑائی مین مصروف تھا اور جب وہ پنجاب کو دوبارہ قبضہ مین لانیکی غرض سے روانہ ہوا تو ناصر خان بلوچون کے حاکم نے اوسکی مزاحمت کی اور خود مختار ہونیکا ارادہ کیا۔ اس سبب سے بلوچون کے جھگڑے مین پھنس گیا اور خاطر خواہ انتظام کرنے مین اوسکو توقف ہوا۔ بعد اوسکے وہ شکارپور کی جنوبی سڑک کی راہ سے اٹک کو روانہ ہوا۔ اور لشیا ورتک اٹک کے کنارے کنارے سے کوچ و مقام کرتا ہوا ماہ محرم ۱۱۷۳ھ ستمبر ۱۷۵۹ع مین پار اوترا۔ مرہٹون نے اوس سے خفیف مقابلہ کیا۔ سابا جی ہنوز سے بھاگا کا سردار صدیق بیگ اور ادینہ بیگ کی بی بی بھی کونون مین چھپ رہی شاہ درانی ویران ملک اور دریاؤن سے بچکر شمالی پہاڑون کی راہ سے آیا۔ اور سہارنپور مین دریاے جمن سے اوترکر دوآبہ مین آگیا +

عالمگیر ثانی کا قتل +

ممالک ایشیا مین فقیری بھی عجیب چیز ہے اوسکے لباس مین ہزارون برے کام بھی طرح سرانجام ہو سکتے ہین اس ٹٹی کی اوجھل مین سیکڑون شکار رہتے ہین عالمگیر ثانی کی بھی جان اس فقیری کے ہاتھون سے گئی۔ فی الحقیقت یہ اعتقاد فقیری ہی انسان کے لئے وبال عظیم اور عذاب الیم ہے۔ عالمگیر ثانی اور نجیب الدولہ کو جو تعلق و ارتباط احمد شاہ درانی کے ساتھہ تھا اوسکو شجاع الملک اپنے حق مین سم سمجھتا تھا اور یہ جانتا تھا کہ اسلئے اس بادشاہ نے اس بادشاہ کو بلایا ہے کہ میری تمام بدکرداریون کا انتقام اس بادشاہ کے ہاتھون سے لے۔ اور معلوم نہین کہ نجیب الدولہ کو

کس رتبہ کو پہنچا ئیگا غرض اس خیال سے اوسنے اپنے خالو نظام الدولہ کو جو قید میں تھا قتل کیا
تیسرے روز مہدی علیخان کشمیری کو سکھا پڑھا کر بادشاہ کی خدمت مین بھیجا بیچارہ بیکس
بادشاہ سلطنت کے کاموں سے ہاتھ اوٹھا کر خلوت نشینی میں اوقات بسر کرتا تھا فقرا پر اعتقاد رکھتا
مہدی علیخان نے بادشاہ سے آکر عرض کیا کہ ایک درویش کامل فیروز شاہ کے کوٹلہ مین قابل دید
آکر وارد ہوئے ہیں اونکی کشف وکرامات کی تعریف مین نہیں کرسکتا یہ بھولا شاہ اس شیطان کشمیری
کی افترا پردازی کو کیا جانتا تھا۔ تنہا فقیر پاکیزہ ذات کی زیارت کو روانہ ہوا جب حجرے کے دروازہ
پہنچا تو اوس کشمیری نے تلوار ہاتھہ سے لے لی اور اوسکو پردہ اوٹھا کر اندر لے گیا۔ دروازہ
اندر سے بند کیا مرزا بابر بادشاہ کا داماد ہمراہ تھا اوسنے تلوار کھینچ کر ایک آدمی کو زخمی کیا
اوسکو آدمیوں نے زخمی کر کے بادشاہ کے محافہ میں بٹھا سلیم گڑھ کے قلعہ مین بھیجدیا بادشاہ
جو پردہ اوٹھا کر دیکھا تو موت کے فرشتے کھڑے ہوئے تھے دو چار اوزبک ننگی تلوارین لیکر
پل پڑے اور سر کو تن سے جدا کیا۔ اور بے سر دھڑ کو جمنا کے ریت پر پھینک دیا۔ بدمعاشوں
لاش پر یہ ظلم کیا کہ اوسکے کپڑے اوتار کر لیگئے یہ واقعہ ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۳ھ کا ہے کئی
۲۹ نومبر ۱۷۵۹ع
بعد اس کشمیری کے حکم سے لاش ہمایون کے مقبرہ میں دفن ہوئی اور اوسی روز کام بخش کو تخت
پر بٹھا کر شاہجہان ثانی کا خطاب دیا مگر اس بادشاہ کو کسی نے بادشاہ نہ مانا۔ اسوقت شاہ
عالی گہر جو ولیعہد تھا (جسکا حال پڑھ آئے ہو) وہ دلی میں نہ تھا بنگال مین اپنی سلطنت
جمانے کی تدبیرین کر رہا تھا۔ اشرار نے اوسکے مشفق ہوکر بغیر بادشاہ کے لڑائی کے کامونکو
جب احمد شاہ اتر پڑا یعنی گنگا جمنا کے دوآبہ مین گیا تو سعد اللہ خان و نجیب الدولہ و احمد
بنگش حافظ رحمت خان دوندی خان سب کے سب اوسکی خدمت مین گئے۔ اسوقت تک مرہٹوں
جاٹ مدد و مددگار نہ تھے تو بھی مرہٹوں کا لشکر بیس ہزار کے قریب اس ملک مین تھا مگر اوسکے
تھے ایک دتا جی سیندھیا ماتحت تھا دوسرا ملہر راؤ ہلکر کے پاس تھا اور اونمین آپس مین فصل
باشندے اس ملک کے اونکی لوٹ مار سے تنگ ہوگئے تھے۔ اونہون نے احمد شاہ کے آنیکی خبر بھیجی
غرض احمد شاہ درانی نے اوس گروہ پر جو دتا جی سیندھیا کے ماتحت تھا حملہ کیا اور شاہجہان

ہندوستان میں مرہٹوں کی طاقت کا احمد شاہ کے ہاتھ سے ٹوٹنا

کے پاس باولی پر ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین سیند ھیا ا ور دو تہائی فوج اوسکی ماری گئی
جنکوجی کچہہ آدمیون سمیت دکن مین اس خبر کے سنانے کے واسطے چلا گیا کہ احمد شاہ ابدالی
اوسکے تعاقب مین نارنول تک گیا ملہر راؤ ہلکر اسوقت سکندرہ مین تھا یہہ خبر سنکر چنبل کی
طرف گیا اور سورجمل جاٹ سے اعانت کی استدعا کی اوسنے انکار کردیا کہ مین دانہون سے
اگر وہ میرے ملک مین آئینگے تو مستحکم قلعون کی پناہ مین جو کچہہ مجہسے ہو سکے گا کرونگا - افغان
اپنے ملک سے رسد کا سامان لیکر شاہ ابدالی کے لشکر کو جاتے تھے ہلکر نے اونکے لوٹنے کا ارادہ
کیا افغانون نے یہہ چالاکی کی کہ جو کچہہ نقد و جنس تھا وہ گنگا پار بھیجدیا اور جسطرح سے بیسا تک
لئے وانہ بیچاتے ہین اس طرح کچہہ تھوڑا سا اسباب ہلکر کے ہاتھہ لٹوادیا جب بادشاہ کو خبر ہوئی
تو اوسنے شاہ پسند خان اور شاہ قلندر خان کو حکم دیا کہ ہلکر کے لشکر پر حملہ کرین وہ نارنول
سے بڑی کڑی منزلین کرکے سکندرہ مین پہنچے اور ہلکر کے لشکر مین ایسا ہلڑ مچا دیا کہ وہ صرف پنچ سو
سوارونکو جو گھوڑونکی ننگی پیٹھون پر سوار تھے ساتھہ لیکر بھاگ گیا - باقی اوسکا لشکر مارا گیا
یا قید ہوا اور تمام اسباب بدالیون کے ہاتھہ لگا +

اب موسم برسات کا آگیا تہا شاہجہان آباد پر مرہٹونکے حملہ کا کچہہ اندیشہ نتھا اوسکی حفاظت
کیواسطے احمد شاہ نے تھوڑے سے درانی مقرر کرکے انوپ شہر مین شجاع الدولہ کے ملنے کیلئے چھاؤنی ڈالی
نجیب الدولہ کو اوسکے پاس بھیجا کہ وہ اوسکو رفاقت پر راضی کرے اور اوسکو لے آوے نجیب الدولہ اوسکے پاس
گیا اسمین عہود و مواثیق ہوے اپنے بیٹے مرزا امانی کو نائب صوبہ دار اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام
مقرر کرکے شجاع الدولہ احمد شاہ پاس دس ہزار سوار لیکر ۱۶ ذی الحجہ ۱۱۷۳ھ کو آن پہنچا
یہان اسمین تعظیم و تکریم کے ساتھہ ملاقات ہوئی - اسسے پہلے بادشاہ کے ساتھہ مسلمان متفق
ہوگئے تھے شجاع الدولہ کی خط و کتابت مرہٹون کے ساتھہ بھی جاری رہی اور اس سبب سے
وہ مرہٹون اور ابدالیون کے معاملہ مین ایک واسطہ بنا رہا
ان شکستون سے پہلے گہنا تہہ دکن مین پہنچا تہا اوسکی فتوحات سے مرہٹونکو خوشی حاصل ہوئی
مگر وہ جنبر جسپر مرہٹے عاشق ہین وہ اوسپاس نہی تہی نہ لوٹ کا مال جسکے لئے مرہٹے منہ پسارے

جمادی الاول ۱۱۷۳ھ ۱۷۶۰ء +

۱۷۵۹ء +

بیٹھے بیٹھے بلکہ ان مہمات کا خرچ کا قرض ایکبارگی کروڑ روپیہ کے قریب دینا پڑا - اسی زمانہ میں سداشیو راؤ نے احمد نگر پر قبضہ کر لیا تھا اور اودگر کی لڑائی میں ایک ایسا عہد نامہ حاصل کیا کہ جس سے بہت ملک اور دولت دونو ہاتھ لگے - غرض جو کام اونسے دکن میں کئے تھے اوسکے مقابلہ میں رگھناتھ جی کے کام ہیچ تھے اسلئے دونو بھائیونمین رقابت پیدا ہوئی سداشیو راؤ نے بھائی کو فضول کہا اور رگھناتھ جی نے کہا کہ ایکی دفعہ آپ تشریف ہندوستان خاص کی لڑائی پر لیجائیے ساری حقیقت کھل جائیگی اور معلوم ہو جائیگا کہ دکن اور ہندوستان خاص کی مہمات میں کیا فرق ہے اسلئے ان دونو کے کام ادل بدل ہو گئے - جو دکن میں تھا وہ ہندوستان خاص کو چلا جو ہندوستان خاص میں تھا وہ دکن رہا اسوقت مرہٹونکی عملداری کو جو وسعت حاصل تھی وہ کبھی نہ پہلے ہوئی اور نہ آئندہ حاصل ہوئی شمالی سرحد اوسکی اٹک دریا ہمالیہ پہاڑ تھا اور جنوب میں جزیرہ نما دکن کے پچھلے سرے تک یعنی سمندر تک جو جو ملک ان سرحدوں کے درمیان خارج از حکومت تھے وہ باج گزار تھے اب وہ صرف لٹیرے ہی نہیں تھے بلکہ اونمین شان بادشاہانہ پائی جاتی تھی - بڑے بڑے عمدہ تنخواہ کے سپہ سالار نوکر تھے دس ہزار سپاہ فرنگستانی قواعد دان اون پاس تھی وہ آدھے بادشاہ آدھے رہزن تھے +

جب دکن میں دتاجی سیندھیا کے قتل اور ملہار کی سپاہ کی بربادی کی خبر پہنچی سداشیو راؤ معروف بھاؤ چچا زاد بھائی بالاجی راؤ کا بڑے کر و فر سے دکن سے چلا اوسکے ساتھ لشکر نہایت آراستہ و کار توپخانہ فرنگستانی طرز پر قواعد دان سپاہ تھا اور توپخانہ کا افسر ابراہیم گاردی شاگرد رشید موسی بسی فرانسیسی جرنیل کا تھا بسواس راؤ پسر بالاجی راؤ بھی اس سبب سے ساتھ ہوا تھا کہ ہندوستان کے تخت سلطنت پر بیٹھے اور خاندان بابریہ کا خاتمہ کرے اور ابدالیوں سے انتقام لے - جب یہ لشکر اس کر و فر کے ساتھ اکبر آباد میں پہنچا سورج مل جاٹ بھی ملہار کی وساطت سے ملاقات کو آیا اور تیس ہزار سوار ساتھ لیگیا اور راہ میں فوج رجپوتونکی بھی اونکے لشکر میں شامل ہو گئی - عماد الملک بھی متہرا میں بھاؤ سے آکر ملا - بھاؤ نے یہ سوچا کہ جمنا پایاب ہو کر ابدالی آویگا تو برسات میں لڑنا مشکل ہے - اسلئے بہتر ہے کہ چل کر شاہجہان آباد لے لیجے چنانچہ وہ ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۳ میں شاہجہان آباد میں داخل ہوا اور سعد اللہ خان کی حویلی میں اترا اور اوسنے سپاہ کو قلعہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا احمد شاہ کی طرف سے یعقوب علی خان بہن

سداشیو راؤ معروف بھاؤ اور بسواس راؤ کا لشکر لیکر دکھن سے آنا اور شاہ ابدالی سے شکست پانا +

قلعہ دار تھا اوسنے مقابلہ کیا کچھہ مرہٹے خضری دروازہ توڑکر قلعہ مین داخل ہوگئے تھے اونکو دیوانیان
نے مارکر نکال دیا پھر ابراہیم بیگ گاردی نے جو مکہ کی طرف لوٹنے کو ارادہ کیے دیوان خاص اور رنگ محل
کوئی جگہہ سے توڑ پھوڑ دیا غرض احمد کو یعقوب علی خان نے اپنی جان بچاکر مرہٹون کو قلعہ حوالہ کیا
اور خود شاہ درانی کے پاس چلا گیا۔ بھاؤ نے قلعہ کی قلعہ داری شنکر راؤ کو سپرد کی مرہٹوں کو
اوسکی حفاظت کے لئے متعین کیا اس اثنا مین بھاؤ نے کئی دفعہ شجاع الدولہ کی معرفت چاہا کہ شاہ
ابدالی سے صلح ہوجاے مگر شجاع الدولہ نے صاف کہدیا کہ دکنی برہمن ہندوستان پر بدعت مسلط
اونکے سر پر وفور طمع و حرص و بدعہدی و بدفعلی کے سبب سے یہ بلا شاہ درانی آئی ہے ایسوں کے ساتھ
کیا کوئی صلح کرے جو کسی کی آبرو اور آسائش کے روادار نہوں سب چیزین اپنے اور اپنی قوم
لئے چاہتے ہون آخر سب لوگ انکے ہاتھوں سے ایسے عاجز ہوئے کہ اونھوں نے اپنے پاس ناموس اور
حفظ آبرو اور رفاہ خلائق کے لئے شاہ ابدالی کو منتیں کر کے ولایت سے بلایا ہے اور اوسکے صبر پاک
مرہٹونکی ایذا رسانی سے بچ سمجھا۔ بالفعل صلح کا ہونا ناممکن ہے ادہر مرہٹوں کی یہانتک نوبت
اور تنگدستی یہانتک پہنچی کہ دیوان خاص کی چھت کہ نقرہ مینا کاری کی تھی اوتار لیا اور ٹکسال مین
بھجدیا۔ قدم شریف اور حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ مین سب اسباب سے چاندی کا تھا وہ بھی
لے لیا اور اوسکے سکے بنا ڈالے۔ دانہ گھاس کی قلت سے بھاؤ بہت تنگ ہو رہا تھا آخر ایام برسات
مین اوسنے شاہجہان آباد کے چھوڑنیکا ارادہ مصمم کیا۔ ۹ صفر ۱۱۷۴ھ اوسنے شاہجہان
ثانی کو کہ نام کا بادشاہ تھا معزول کر کے مقید کیا اور مرزا جوان بخت خلف شاہ عالم عالی گہر
کو تخت پر بٹھایا اور شجاع الدولہ کو غائبانہ وزیر مقرر کیا تاکہ شاہ ابدالی اوس سے بدگمان ہوجائے
اور شنکر راؤ کو بدستور اپنے عہدہ قلعہ داری پر بحال رکھا ارادہ تو اسکا یہ ہوا تہا کہ بسواس راؤ کو تخت
سلطنت پر بٹھائے مگر اور لوگون نے صلاح دی کہ شاہ درانی کے مخمصے کو مٹ جانے دو جب تک کام کرنا ان
کو سورجمل یہ دیکھکر بہت گھبرایا وہ کچھ پہلے سے بھی ناراض تھا کیونکہ جب اوسنے بھاؤ کو صلاح دی تھی
کہ آپ اپنی بھاری توپوں اور اسباب کو ہمارے قلعہ مین چھوڑ جائیے اور پیادوں کو ساتھ نہ لیجائیے
صرف سواروں سے اوس طریق سے جو آپکے باپ دادا کے لڑنیکا طور ہے لڑئیے اور احمد شاہ ابدالی کے لشکر کو

ستائیگے کچھ دنون وہ یہان کے موسم کی شدت سے آپ گھبرا کر چلا جائیگا - اور مرہٹون نے بھی اوسکی تائید
کی مگر بھاؤ اپنے نشۂ نخوت میں مست تھا اس نیک صلاح پر مطلق خیال نہ کیا اور یہ کہا کہ سورجمل
چھوٹا سا زمیندار ہے وہ ان باتونکو کیا جانے یہ سنکر سورجمل بھی دلی سے علیحدہ ہو کر اپنے قلعہ بلبگڈہ میں
تماشا دیکھنے جا بیٹھا - اب بھاؤ دلی سے کنج پورہ کی طرف گیا وہان عبد الصمد خان ابدالی و بعض اور سردار
رسد بہم پہنچا کر احمد شاہ کے لشکر میں بھیجتے تھے - ۷ ربیع الاول کو بھاؤ وہان پہنچا اور قلعہ کنج پورہ کو فتح کر لیا
اور سب ابدالی سردارونکو مار ڈالا اور قلعہ کو لوٹ لیا - یہ سنکر شاہ درانی بھی غصہ میں بھر آیا اور وہ انوپ شہر
سے ۱۷ ربیع الاول کو چلا اور باگپت کے گھاٹ جمنا سے پار اوترا - یہان کہیں جمنا پایاب تھی کہیں
غرقاب تھی - اگرچہ اسطرح اوترنے میں اوسکے کچھ ہمراہی بحر فنا میں غرق ہوئے مگر دشمنون پر اس
دلیرانہ کام کا ایسا رعب بیٹھا اور بھاؤ کو خوف ہوا کہ وہ سرہند جاتا جاتا اولٹا پانی پت پر آیا
اور اوسکے سواد شمالی میں برخلاف دستور کے توپونکا حصار لشکر کے گرد باندہا اوسکے مقابل شاہ
ابدالی کا لشکر بھی تیسرے روز ۲۱ ر کو آن پہنچا - تفصیل ان دونون لشکرونکی یہ ہے کہ بھاؤ پاس پچپیس ہزار سوار
جرار قواعد دان تنخواہ دار اور پندرہ ہزار پیادے تھے جنمین سے نو ہزار فرانسیسی قواعد جانتے تھے اور انکا
سردار ابراہیم بیگ خان گردی تھا جو فرانسیسی جرنیل بسی کا شاگرد رشید تھا اور دو سو توپیں سوا قلعہ شکن
توپون کے اوسکے ساتھ تھیں راہ میں جو اوس لشکر اور چھوٹی فوجون کی سپاہ اوسکے ساتھ ہو گئی تھی -
وہ سب ملکر تین لاکھ آدمی لڑنے والے تھے احمد شاہ کی فوج میں پچاس ہزار سوار اور چالیس ہزار ہندوستانی
پیادے اور تیس توپیں تھیں - احمد شاہ اس قلت سپاہ کے سبب سے مرہٹون پر حملہ نہ کر سکتا تھا اوس نے
بھی اپنے لشکر کا حصار باندہا - روز چھیڑ چھاڑ لڑائیونکی ہوتی شروع ہوئی چاروں طرف سے مرہٹون کے
رسد روکنے کا سامان کیا گیا - سرہند کی طرف سے آلا جاٹ زمیندار رسد کی امداد کرتا تھا سلطانی درانیون نے
اوس پر بھی حملہ کیا جب احمد شاہ ابدالی نے دیکھا کہ مرہٹے باوجود تنگ ہونیکے بھی توپخانہ کی زنجیرہ سے باہر
نکلتے تو اوس نے ۸ ربیع الاول کو توپخانہ پر یورش کی مرہٹے بھی مستعد ہو کر سامنے آئے دوپہر سے
شام تک لڑائی رہی بھاؤ کا سردار بلونت راؤ مارا گیا - اور رات ہو جانیسے کچھ لڑائی کا فیصلہ نہوا
لشکر اپنے اپنے خیمونکو چلے گئے نجیب الدولہ اور روہیلون نے اپنی شجاعت و بہادری دکھائی - اسی اثنا میں

خبر پہنچی کہ گوبند رائے بندیلہ ضلع اٹاوہ سے دس ہزار سپاہ اور خزانہ اور بہت سا سامان رسد کا لئے ہوئے
چلا آتا ہے اور شاہدرہ شاہجہان آباد کے قریب آ پہنچا ہے اور اوسکا ارادہ ہے کہ میرٹھ وغیرہ کو لوٹتا
گنج پورہ کی راہ سے پانی پت مین بہاؤ پر حملہ کرے شاہ ابدالی نے عطائی خان درانی کو پانچہزار سوارون کے
ساتھ اوسسے لڑنیکے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر نے اول شاہدرہ مین شنکر راؤ قلعہ دار شاہجہان آباد کو
قتل کیا۔ پھر غازی آباد میں مرہٹون کا خون بہایا۔ اور جلال آباد مین پہنچا۔ یہان گوبند رائے
بندیلہ ٹھہرا ہوا تھا۔ اوس سے لڑائی شروع ہوئی۔ اور وہ مارا گیا۔ سارا سامان رسد اور خزانہ
اسباب انہون کے ہاتھ لگا✦

دونو لشکرون مین روز چھیڑ چھاڑ رہتی کبھی کبھی بھاری دھاوے ہو جاتے۔ اودھر مرہٹے
ابتداء جنگ سے تنگ تھے۔ ادھر احمد شاہ درانی کے لشکر مین ہندوستانی امیر اس امتداد جنگ سے
عاجز تھے اونہون نے احمد شاہ درانی کی منت سماجت شروع کی کہ آپ معاملہ کر کے اس لڑائی کا فیصلہ
کر دیجیے۔ اسپر احمد شاہ سب ہندوستانیون کو جواب دیتا تھا کہ آپ لڑائی کے نشیب و فراز سے واقف
نہین۔ اور سب معاملونکا آپکو اختیار حاصل ہے مگر اس معاملہ کو میری مرضی پر چھوڑ دیجیے۔ خندق کے سامنے
ایک سرخ خیمہ اوسنے کھڑا کرایا تھا۔ اوسمین اشراق کی نماز پڑھتا تھا۔ اور شام کو کھانا کھاتا تھا۔ دن بھر
ظہور کے پہلے سوار ہو کر فوج کے پہرونکو مختلف مقامات پر دیکھتا بھالتا تھا۔ ہر روز پچاس ساٹھ میل سے کم
نہ چلتا تھا۔ دن بھر کا یہ کام تھا۔ رات کو پانچہزار سوارونکا پٹا دشمن کی جانب جہانتک قریب وس کا
ممکن تھا لگاتا۔ اور لشکر کے گرد سارے مین وہ گشت پھرتا تھا وہ ہندوستانی امیرونسے کہہ دیتا کہ آپ چین سے
آرام کرین مین آپکی خبر گیری کرتا ہون کوئی آفت آپ پر ہنے آنے نہ دونگا۔ اوسکا حکم قضا و قدر سے کم نہ تھا
کسی آدمی کا مقدور نہ تھا کہ اوسکے حکم کی تعمیل مین ذرا بھی توقف کرے✦

اب بھاؤ کا قافیہ یہانتک تنگ ہو گیا تھا کہ اوسنے کاشی راؤ کی معرفت شجاع الدولہ پاس پیغام بھیجا کہ
وہ بیچ مین واسطہ ہو کر احمد شاہ سے صلح کرا دے جب یہ درخواست صلح احمد شاہ کو سنائی گئی تو اوسنے یہ کہا کہ مین
آپ صاحبونکا مددگار ہون اور مجھے سوا لڑائی کے اور معاملونسے کچھ سروکار نہین۔ اونکا فیصلہ
جسطرح چاہیے فیصل کیجیے۔ سب ہندوستانی امیر صلح پر راضی ہو گئے مگر نجیب الدولہ ہمیشہ صلح کی مخالفت کرتا رہا

اور یہ کہتا ہا کہ اگر بادشاہ چلا گیا۔ اور مرہٹونکی قوت باقی رہی تو وہ ہمکو برباد کر دینگے۔
ہماری لشکر بھاؤ کا جب ایک حصار مین محصور ہوا تو غلاظت اور نجاست کے سبب سے اوسمین ٹھیرنا مشکل ہوا اسپر اسباب رسد کی تنگی ہوئی سپاہیون بھوکے مرنے لگے آخر کار سب سردارون نے متفق ہوکر بھاؤ کو جا گھیرا۔ اور یہ کہا کہ آخر گرسنگی کے ہاتھون سے آدمی اور جانور ہلاک ہوتے ہین اسی بہتر ہے کہ سب ملکر ایکدفعہ دشمنو پر جا پڑین جو کچھ نصیب مین ہونا ہے ہو جاے۔ غرض سب نے پان کا بیڑا کھایا اور لڑنے مرنے پر قسم کھائی۔ سارے لشکر مین حکم سنایا گیا کہ کل صبح کو لڑائی ہے بھاؤ نے عین تنگی کے وقت شجاع الدولہ کے کارندہ کاشی راے کو خاص اپنے ہاتھ سے یہ لکھکر بھیجا کہ اب پیالہ لبالب ہے ایک بوند کی اوسمین سمائی نہین اگر بن پڑے تو آپ کچھ کیجیے ورنہ صاف جواب دیجے پھر لکھنے پڑھنے کے لیے وقت نہین ملیگا۔ رات کے تین بجے یہ کاغذ شجاع الدولہ کو وہ سنا ہی رہا تھا کہ جاسوس خبر لائے کہ مرہٹے مسلح ہو رہے ہین شجاع الدولہ احمد شاہ کے خیمہ مین گیا وہان وہ ہتیار لگائے تیار بیٹھا تھا گھوڑے پر جو اوسکے خیمہ کے آگے کسا کسایا تیار رہتا تھا سوار ہوا دشمن کی طرف چلا لشکر اوسکے پیچھے ہوا۔
۲ جمادی الآخر سنہ ۱۱۷۴ کو مرہٹون نے ابراہیم خان گردی کے لشکر کو آگے رکھا اور توپ گولہ کی مار شروع کی مسلمانون نے توپون سے کچھ کام نہ لیا مرہٹون کی توپین بہت قریب آگئیں تو ابراہیم خان گردی نے اپنے سپاہیونکو گولیون کے مارنے سے منع کیا اور سنگینون سے لڑنے کا حکم دیا۔ وہ روہیلون پر گرے چونکہ وہ قواعد دان نہ تھے اسلیے وہ بہت سے مارے گئے اور اونکی پہلی صفین ٹوٹ گئیں اور اس شکست سے شاہ ولی خان وزیر کی سپاہ قلب کا داہان بازو کھل گیا اور اوسپر بھاؤ اور وسواس راو نے اپنی نہایت عمدہ فوج سے حملہ کیا۔ اس حملہ مین وزیر کا بھتیجا عطائی خان اوسکے پہلو مین مارا گیا۔ اور اونکی سپاہ ورانی بھی پیچھے ہٹی وہ گھوڑے سے اترا اور اوسنے چند رفیقون کے ساتھ لڑکر مرنیکا قصد کیا شجاع الدولہ کا لشکر وزیر کے لشکر کے عقب مین تھا مگر خاک اوڑنیکے سبب سے کچھ نظر نہ آتا تھا کہ کیا ہو رہا ہے جب اوسنے دیکھا کہ آدمیون اور گھوڑون کی آواز نہین آتی تو اوسنے کاشی راے کو دریافت کرنیکے لیے بھیجا تو اوسنے آکر یہ دیکھا کہ وزیر گھوڑے سے نیچے کھڑا ہے اور اپنے آدمیونکو لعنت ملامت کہہ کہہ کر پھر رہا ہے اور سپاہ کو جمع کرتا ہے اوسنے یہ کہا کہ شجاع الدولہ پاس

جلد جاکر خبر دو کہ وہ میری مدد کو آئے نہیں میں مارا گیا۔ مگر شجاع الدولہ اپنی جگہ پر قائم رہا اوس کی
امداد پر جرأت نہ کر سکا۔ احمد شاہ اس معاملہ سے بے خبر نہ تھا اوسنے فوراً وزیر کی کمک کے لیے لشکر بھیجا
اور عین وقت پر آن پہنچا۔ لڑائی میں بڑا گھمسان ہو گیا۔ مگر اب بھی مرہٹون کا پلہ بھاری تھا۔ احمد شاہ نے
اپنے بھگوڑے سپاہیون کو گھیر کر قتل کرنیکا حکم سنایا اور یہ کہدیا کہ جو بھاگیگا وہ مارا جائیگا۔ بعد
اوسکے اوسنے اپنی صف کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ایک سپاہ کو اپنے بائیں طرف دشمن کے بازو
پر حملہ کا حکم دیا۔ اس تدبیر کا تیر ٹھیک نشانہ پر بیٹھا۔ قلب سپاہ مین بھاؤ اور بسواس راؤ
گھوڑون پر سوار لشکر کو لڑا رہے تھے۔ خنجر اور کھانڈے باڑہی ہو رہی تھی کہ یکایک خدا معلوم
کیا ہوا کہ مرہٹون کے لشکر کا قدم میدان جنگ سے اوٹھ گیا۔ قدم کا اوٹھنا تھا کہ میدان
جنگ کا اونکے مردون سے بھر رہا تھا۔ لشکر اسلامیہ نے اونکا تعاقب بڑے جوش خروش سے ہر جانب مین پندرہ
پندرہ بیس بیس میل تک کیا اور مرہٹون کو مار مار کر ڈھیر لگا دیا۔ جو مرہٹے ان دشمنون کے ہاتھ
سے بچ گئے اونکو گنوارون نے مار ڈالا۔ بسواس راؤ اور بھاؤ مارے گئے۔ جنکوجی سیندھیا کو
کسی درانی نے چھپا رکھا تھا وہ بھی تلاش کرنے سے پکڑا گیا اور مارا گیا۔ ابراہیم خان گردی بھی
قید ہوا۔ ایک ہفتہ کے بعد موت نے اوسکے زخمون پر بھی مرہم رکھا۔ شمشیر بہادر بھی بھاگتے ہوے مارا گیا
مالوہ مین ملہار راؤ جان بچا کر نکل گیا۔ مہاجی سیندھیا بھی لنگڑا ہو کر وہاں جا پہنچا۔ ان دو سردارونکے
سوا کوئی اور نامور سردار نہیں بچا۔ مرہٹون کو ایسی شکست کبھی نہیں ہوئی تھی نہ ایسی مصیبت پڑی
تھی اس سے ساری قوم کا دل پژمردہ اور افسردہ ہو گیا۔ اس صدمہ سے بالاجی بھی تھوڑے دنوں
بعد مر گیا جب سے شکست کی خبر سنی تھی ایک مندر مین بیٹھ کر سنسکرت پڑھنا اختیار کر لیا تھا

احمد شاہ درانی کا واپس جانا

بعد اس فتح کے احمد شاہ پانی پت سے نواح دہلی میں آیا۔ اور چند روز متوقف ہوا ہندوستان کا
بادشاہ شاہزادہ عالی گوہر یعنے شاہ عالم کو مقرر کیا۔ اور بادشاہ سے شجاع الدولہ کے وزیر ہونے
اور نجیب الدولہ کے امیر الامرا ہونے کی سفارش کی شاہ عالم اوسوقت دہلی مین نہ تھا۔ اس لیے
اوسکے بیٹے جوان بخت کو بادشاہ کا نائب دہلی مین مقرر کیا۔ اور نجیب الدولہ کو دہلی کا منتظم مقرر کیا
اور شجاع الدولہ کو خلعت دیکر اودھ اور الہ آباد کے صوبہ پر بھیجدیا۔ اور خود قندھار کو چلا گیا +

عماد الملک کا حال +

اس بڑی لڑائی کا سبب تو عماد الملک تھا مگر کہین اوسکا نام نہین آیا شاید اسی سے یہ خیال لوگونکو
ہوگا کہ وہ مر گیا حقیقت مین یہ فتنہ انگیزی اوسکی آخر بازی تھی جسکی سبب مین اوسکے واسطے
سب کچھ تھا اوسکی ہار مین کچھ بھی پاس نہ تھا جب شاہ ابدالی آگیا اور اوسنے مرہٹونکا حال دیکھا
تو وہ میدان سے کھسک گیا کچھ دنون سورجمل بھرتپور کے ٹھاکر پاس رہا اور پھر وہ ناچار ہوکر آہستہ آہستہ
دکن مین چلا گیا بیس برس تک بھیس بدلے پڑا پھر آگیا کوئی کام اوسنے ایسا نہین کیا کہ جسکا بیان
تاریخ مین کیا جائے سنہ ۱۷۹۰ مین انگریزی پولس کے ہاتھ لگ گیا گورنر جنرل کے حکم سے وہ مکہ معظمہ
بھیجا گیا آخر عمر مین پھر وہ ہندوستان مین آیا اور احمد شاہ ابدالی کے جانشین تیمور شاہ سے اخلاص
پیدا کیا اور ملتان کے صوبہ دار سے یارانہ جوڑا یہان اگر موت کا وارنٹ نہ آجاتا تو ضرور
کوئی نہ کوئی فساد کھڑا کرتا +

شاہ عالم کی سلطنت کا بیان

شاہزادہ عالی گہر کا نام بادشاہ ہونے پر شاہ عالم ہوا ہم نے اوسکا حال وہانتک لکھا ہے کہ وہ
دہلی سے باہر نکل آیا جب وہ نجیب الدولہ پاس گیا تو عماد الملک وزیر کا اسکو خوف ایسا پیچھے لگا ہوا
تھا کہ اوسنے اس شاہزادہ کو صلاح دی کہ ممالک شرقیہ مین چلا جائے اسی عرصہ مین عرضیان
محمد قلی خان صوبہ الہ آباد کے بلاوے کی آئین وہ شجاع الدولہ کا چچا زاد بھائی تھا اور بڑا صاحب
حوصلہ اور عالی ہمت تھا اوسکا ارادہ تھا کہ ملک بنگالہ اور اڑیسہ اور بہار پر جہان انگریز اور
علی وردی خان کا نواسہ سراج الدین خان لڑ رہے تھے قابض اور متصرف ہو شاہزادہ خدا سے
یہی چاہتا تھا وہ الہ آباد کا عازم ہوا اور اول لکھنؤ مین ۹ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ مین آیا شجاع الدولہ
صفدر جنگ کا بیٹا یہان صوبہ تھا باپ کی ساری لیاقتین اوسمین موجود تہین فن سپہ گری سے
خوب واقف تھا انتظام ملکی سے بھی نا آشنا تھا میدان جنگ مین بڑا جوانمرد تھا سوا اسکے وہ
پیچ پیچ کی باتین اور مکر و فریب کی گھاتین جنکا آجکل چرچا سا ہے ملک مین پھیل رہا تھا خوب
جانتا تھا ملکی جوڑ توڑ خوب لگانے آتے تھے اوسنے سوچا کہ اسوقت ایسے شاہزادہ کا ساتھ دینا

جو بھگوڑا ایسے بادشاہ کا جسکی سلطنت بر سر زوال ہو ساتھ دے وہ مصلحت نہیں ہے
گو اوسنے شاہزادہ کی بہت خاطر کی اور نذر پیش کی مگر اوس سے یہ کہا کہ آپ محمد قلیخان پاس
تشریف لیجائے۔ وہ میرا عزیز ہے اور میں اوسکا مونس و جان شریک ہوں اور اوسنے جو ارادہ کیا ہے
میں پسند کرتا ہوں۔ غرض دم دیکر شاہزادہ کو الہ آباد روانہ کیا۔ یہاں محمد قلی خان نے اوسکا نہایت اچھا استقبال
کیا اوسنے اپنی طرف سے صوبہ بنگال اور بہار اور اڑیسہ کی صوبہ داری کی سند محمد قلیخان کو لکھدی اور
اوسنے کہا کہ بادشاہی جھنڈا اٹھا کر اور سراج الدولہ اور انگریزوں سے سمجھ لے غرض نوامبر سنہ ۱۷۵۹ء میں
شاہ عالم کرم ناسا سے پار اترا۔ اسی زمانہ میں اوسکا باپ عالمگیر قتل ہوا جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے
مگر ڈاک تو پہلے نہیں تھی کہ آدہ آنہ میں دوسرے روز خبر ہوتی۔ یہ ایسی بڑی خبر بھی اوس پاس ایک مہینہ
بعد بہار کے ایک گانو کہ توتی میں پہنچی۔ شاہزادہ نے اوسیوقت تخت سلطنت پر جلوس کیا ۔
اور اپنا نام شاہ عالم رکھا اور اوسنے حکم دیا کہ باپ کی تاریخ انتقال سے میری تاریخ جلوس شمار ہو
چنانچہ فرمانوں میں یہی تاریخ لکھی گئی +

وہ اپنے باپ کی طرح متحمل رحم دل صاحب وجاہت تھا مگر اوسمیں عیب بھی ایسے تھے کہ وہ ان
خوبیوں کو بھی لے ڈوبے تھے اوسکی دلیری تھی تو وہ یہی کہ مصیبت کے وقت گھبراتا نہ تھا۔ مگر اسمیں وہ
جوانمردی اور شجاعت نہ تھی جو اسوقت میں اوسکی حالت کے لئے ضرور تھی تحمل اور رحم نے اوسکو اور
خاک میں ملایا تھا اوس وجہ سے تھا کہ کسی شخص نے خواہ — کیسی ہی بیوفائی اور کج ادائی کی ہو مگر
جب اوسکی تقصیر معاف کردی تو پھر اوسکو خیال بھی نہ ہوا کہ اوسنے میرے ساتھ کچھ کیا بھی تھا۔ آنکھوں
کی مروت نے اوسے اندھا کر دیا تھا۔ جو امیر اوسکے پاس ہوا اوسکے خلاف مروت کے کوئی کام نہ کرسکا
صبر نے اوسے اور بھی ذلیل کر دیا تھا۔ جو کچھ اوسکے آگے پیش آتا تھا وہ اوسپر راضی تھا اپنی مصیبتوں کو
ہمت بلند کرکے اور حوصلہ بڑھا کر دور نہیں کرتا تھا۔ وہ شاعر بھی تھا آفتاب تخلص تھا چار جلدوں
میں ایک قصہ لکھا ہے جس سے ہر زمانہ کے آدمی ادنی متوسط اعلی کی طرز معاشرت معلوم ہوتی ہے۔ اوس کا
نام شاہ عالم کا قصہ ہے۔ زبان اوسکی فصاحت اور سلاست میں میر امن کے چار درویش سے
کم نہیں ہے اوس کا یہ شعر مشہور ہے ؎ شعر صبح عاقبت کی خبر خدا جانے + اب تو آرام سے گذرتی ہے

اسی پر اوسکا عمل تہا۔ وہ ایسا نا عاقبت اندیش تھا کہ کل کی کچھہ نہ سوچتا۔

انگریزون نے جسوقت میر جعفر کو شرقی صوبون کا نواب بنایا تہا۔ بہار مین اوسکا نائب راجہ رام نرائن ایک ہندو تہا میر جعفر نے نائب کی کمک کے لئیے مرشد آباد اور کلکتہ سے فوجین بہیجین مگر وہ نہ آئے کہ بادشاہی فوج نے اوسکو شکست دیدی وہ زخمی ہوکر پٹنہ مین چلا گیا اوسپر حملہ کرنا بادشاہ نے مناسب نجانا۔ اتنے عرصہ مین نواب کی فوج کو انگریزی کمپنی کی امداد پہنچی اونسے ۱۸ فروری سنہ ۱۷۶۰ کو بادشاہ کو شکست دیدی۔ اب بادشاہ نے یہ ارادہ کیا کہ جسوقت مرشد آباد سپاہ سے خالی ہوا تو بہاڑون کی راہ سے لشکر او مرشد آباد کے پیچہے پڑکر اوس دار السلطنت کو لے لے۔ مگر پہلے اسکے کہ وہ مرشد آباد پہنچے انگریزون نے اوسکو ۷ اپریل کو شکست دیدی اسی مارہ مین اوسکے پاس مسیو لا ملا مسٹیر فرانسیسی مین تام کے ساتھہ تعظیم کیسو اسطے لگاتے ہین) اون پاس سو فرانسیسی تھے اونسے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور اپنے دلی ارادہ کو مجھسے فرمائین بادشاہ نے اوسسے سچی سچی بات کہدی کہ محمد قلی کی اعانت سے جو منصوبہ مین نے باندہا تہا وہ بگڑ گیا اب کچہہ سامان میرے پاس نہین ہے کہ ممالک مشرق کی فتح کرنیکا سامان کرون اسلئے جمنا پار کو جاتا ہون غرض یہ فرانسیسی افسر اوسکا سفر مین شریک ہوا لیکن پہلے سے بادشاہ آگے جایا کرتا۔ صاحب سیر المتاخرین لکھتا ہے کہ ایکدن میری اس سے سہسرام مین ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگا کہ مین پٹنہ سے شاہجہان آباد تک پہرا کہین سلطنت کا نام نہ پایا سوا رعیت آزاری اور مسافرون کی غارتگری کے کچھہ اور نہ دیکھا ہر چند مین نے ان بڑے بڑے سردار شجاع الدولہ اور عماد الملک سے کہا کہ ملک بنگال کا انتظام کرین انگریزون سے لڑین مگر کسی احمق نے اس خواست پر التفات نہ کیا اور اوسکی حسن و خوبی کو کوئی نہ سمجہا اسوقت اس فرانسیسی سردار کا بھی ملجانا بادشاہ کے حق مین اون ہزارون ہندوستانی سپاہ سے بہتر تہا جسکا کوئی ہندوستانی افسر دغا باز ہوتا ان فرانسیسون کی اعانت سے بادشاہ نے پٹنہ کو گہیر لیا۔ تو کپتان نوکس وہان سے سپاہ لیکر چلا اوسمین دو سو گورے تھے۔ باقی ہندوستانی سپاہ تھی تین سو میل کا سفر تیرہ روز مین طے کیا اور یہان پٹنہ مین آنکر بادشاہ کو شکست دیدی اور جنوب کی طرف کیا بہگا دیا اب اسوقت بادشاہی سپاہ کا سپہ سالار کامگار خان تہا کیونکہ احمد قلی خان الہ آباد کو چلا گیا تھا اور وہان

شجاع الدولہ نے الہ آباد کے صوبہ اور قلعہ پر تصرف کیا تھا۔ اور راجہ بینی بہادر کو وہان متعین کرکھا تھا کہ جسوقت احمد قلی خان وہان آئے تو اوسکے ہاتھ پیر باندہ کر اوس پاس بھیجدے اور جسطرح ہوسکے اسے گرفتار کرلے۔ اس راجہ نے اوسکو بنارس پر روکا وہ خود اس راجہ کی معرفت شجاع الدولہ پاس گیا اور مارا گیا۔ اب بادشاہ جنوب کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ اوسکو یہ خیال تھا کہ ملک اوسکا ساتھ دیگا مگر سوا خادم حسین خان کے کوئی اور اوسکی کمک پر نہ کھڑا ہوا۔ یہ کمک پاکر بادشاہ نے پٹنہ پر پھر حملہ کیا مگر کپتان نوکس نے راجہ شتاب رائے کو اپنی طرف کرکے بادشاہ کو پھر شکست دیدی۔ اب بادشاہ کو اس لڑائی سے بڑا اضطراب ہوا اور وہ شمال کی طرف چلا۔ انگریزی اور نواب کی سپاہ نے تعاقب کیا نواب کی سپاہ کا سپہ سالار اوسکا بیٹا میرن تھا۔ اوسپر جولائی کے مہینہ مین بجلی گری وہ اوسی سے مر گیا نواب کی سپاہ اپنی چھاونی مین پٹنہ چلی گئی پھر بادشاہی لشکر اپنی پرانی اقامت گاہ مین گیا۔ اور آغاز ۱۷۶۱ء مین بنگالہ کی سپاہ نے جسنے قواعد سیکھی تھی بادشاہی فوج کو شکست دی۔ اور اسمین موسیو لا بھی گرفتار ہوا۔ وہ آخر تک لڑتا رہا اور اپنے تئین دشمنون کے حوالہ نہیں کیا جبتک اوسسے یہ وعدہ نہین کیا گیا کہ تلوار اوسسے نہیں لی جائیگی۔ دوسرے روز انگریزی افسر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب بادشاہ تنگ آگیا تھا۔ دو برس سے برابر لڑائی جھگڑونمین مصروف تھا۔ جسنے کچھہ فائدہ نہ حاصل ہوا۔ اب اوسکو سب طرف سے مایوسی تھی مگر اوسکو وہ سارا حال معلوم تھا جو شاہ ابدالی نے بعد فتح پانی پت کے اوسکے لئے تجویز کیا تھا۔ انگریزونے انہی دنون میں میر جعفر کی جگہ میر قاسم کو بنگال مین نواب بنایا تھا۔ اور اوسکی منظوری بادشاہ سے منگائی اور چوبیس لاکھ روپیہ سالانہ خراج کا بادشاہ کے واسطے مقرر کرادیا تھا۔ اب بادشاہ کا یہ ارادہ تہا کہ انگریزون کی استعانت سے دلی مین جاکر تخت سلطنت پر بیٹھے مگر بیچ مین ایک جھگڑا کھڑا ہو گیا جسکے سبب اس کام مین بہت دیر لگ گئی اس جھگڑے کو آگے بیان کرتے ہین+

شجاع الدولہ دہلی سے اودہ مین آیا اور یہان سے چلکر سرائے سید راجی مین شاہ عالم سے ملا اور اوسکے ساتھہ الہ آباد مین آیا۔ اب مرہٹونکا تسلط بالکل دوآبہ سے اوٹھہ گیا۔ سب جگہ بادشاہی پہرہ چوکی بیٹھہ گئے۔ کالپی میں کچھہ ہٹے تھے سو وزیر نے بادشاہ کو ساتھہ لیجا کر رجب ۱۱۷۵ھ مین انکو بھی نکالدیا۔

شجاع الدولہ کا وزیر ہونا ... سے ... تک+

اور بندیل کھنڈ کا بھی انتظام کر لیا۔ بادشاہ نے اوسکو خلعت وزارت بھی مرحمت کیا۔ قلعہ کو فتح
کرکے وہ پھر الہ آباد میں آگیا۔ اب میر محمد قاسم خان عالی جاہ انگریزوں سے شکست پاکر بادشاہ پاس آیا اور
شجاع الدولہ سے استعانت کا خواستگار ہوا۔ شجاع الدولہ بادشاہ کو ساتھ لیکر بنارس کی طرف انگریزوں
سے لڑنے کیلئے چلا۔ بکسر میں ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو دونوں نوابوں کو انگریزی سپاہ نے شکست دی۔ ان لڑائیوں کا
حال تاریخ سلطنت انگلشیہ ہند میں لکھا ہے۔ دو برس تک بادشاہ کو شجاع الدولہ ساتھ ساتھ لئے پھرا۔
کبھی بنارس لے گیا کبھی الہ آباد کبھی لکھنؤ۔ ظاہر میں بادشاہ بادشاہ معلوم ہوتا تھا۔ مگر درحقیقت وہ قیدی
اعزاز کے ساتھ تھا۔ اس سبب سے انگریزوں کا بڑا نقصان ہوا۔ بادشاہ اونکے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اگر یہ
معاملات بیچ میں حارج نہ ہوتے تو بادشاہ انگریزوں کی استعانت اور حمایت سے دلی میں اپنے ملک کا
مالک ہو گیا ہوتا۔

بادشاہ بکسر کی لڑائی میں کچھ نہیں بولا۔ بعد لڑائی کے دوسرے دن شام کو وہ انگریزی لشکر
میں خود آیا اور انگریزوں سے یہ عہد و پیمان اوسنے کیا کہ شروع سال ۱۷۶۶ء سے بنگال بہار
اڑیسہ تینوں صوبوں کی دیوانی بلا شرکت غیرے بطور التمغا کے سرکار کمپنی کو دی گئی اور خراج
دیوانی جو اب تک لیا جاتا تھا معاف کیا گیا۔ اور چھبیس لاکھ روپیہ جو پہلے نواب بنگالہ دیتا تھا اوسکا
ادا کرنا سرکار کمپنی کے ذمہ کیا گیا۔ اور سرکار بنارس اور غازی پور بطور جاگیر کے سرکار کمپنی کو دی گئی
صوبہ الہ آباد بادشاہ کے پاس رہا۔ انگریزوں نے بادشاہ کی سالانہ کچھ نقدی بھی مقرر کر دی۔ اور نواب
بنگال صوبہ دار رہا۔ سرکار کمپنی اوسکی شریک نظامت اور مال کے کاموں میں ہوئی۔ نواب کی نظامت
کا خرچ اوٹھانا اور بادشاہ کا نذرانہ ادا کرنا سرکار کمپنی کا کام تھا۔ شجاع الدولہ اول فیض آباد میں اپنے
ملک میں بھاگ گیا۔ اور جب اوسنے سنا کہ الہ آباد بھی انگریزوں کے ہاتھ پڑ گیا تو وہ لکھنؤ بھاگا
اور روہیل کھنڈ کے افغانوں سے مدد مانگی۔ اونھوں نے اس نواب کے خاندان کو ٹہری عزت سے
پہلی بار دیکھا۔ اور تین ہزار آدمیوں سے امداد بھی کی۔ اور ملہار راؤ ہلکر سے مدد لیکر انگریزوں
سے لڑنا شروع کیا۔ مگر کانپور کے قریب اوس کو شکست ہوئی۔ اسلئے وہ اپنے ملک چلا گیا
اور بادشاہ الہ آباد میں انگریزوں کا ایک پنشن دار ہو گیا۔

بادشاہ کا الہ آباد مین رہنا +

اب خاندان تیمور کے بادشاہ پاس ملک مین صرف صوبہ الہ آباد تھا۔ اور آمدنی مین وہ روپیہ تھا جو
انگریز اوسکو دیتے تھے۔ دربار کی یہ کیفیت تھی کہ پرانے پرانے سردار اس امید مین حاضر ہوتے تھے کہ
شاید بادشاہ کے بھلے دن آئین بادشاہ بھی اونکی خاطر بہت کرتا تھا۔ انگریزی جرنیل کرنیل بھی
موجود رہتے تھے اور ملکی معاملات مین صلاح اور مشورہ دیتے تھے۔ اسوقت مین مرزا نجف خان
بادشاہ کا بڑا رفیق تھا اور وہی دربار مین آفتاب تھا شجاع الدولہ کی لڑائی مین اوسنے
سرکار انگریزی کے ساتھ رفاقت کی تھی اسلئے ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر انگریزون نے کوڑہ
جہان آباد مین اوسکو دیدی تھی۔ اوسنے فوجداری کا خوب انتظام کیا تھا منیر الدولہ کو خانسامانی
کی خدمت تھی۔ وہ سارے گھر کا مدار المہام تھا۔ اور سب نفیقون کا سرگروہ اور سارے نوکرون چاکرون
کی موقوفی بحالی کا اوسے اختیار تھا۔ اور انگریزون کے جو معاملات ملکی مین سوال وجواب ہوتے تھے
وہ اسی کی معرفت ہوتے تھے اِنکے سوا باقی سفلے ملازم تہے جیسے کہ حسام الدین خان اور ابجام تا
دربہادر خان محلی۔ وہ بادشاہ کی طبیعت سے بہت مناسبت رکھتے تھے۔ ان سب مین سرآوردہ
حسام الدینخان تہا وہ بادشاہ سے اس سبب سے بہت تقرب رکھتا تھا کہ زنکے لائے نوخاستہ کو رقص و سرود سکھا کر
بادشاہ کا دل خوش کیا کرتا تھا اور اس کام سے بہت سا نفع اور فائدہ اوٹھاتا تھا وہی معتمد السلطنت
شجاع الدولہ کا بیٹا مرزا سعادت علی جو اپنے باپ کا آخر کو قائم مقام ہوا نائب وزیر تھا +

وزیر ... نجیب الدولہ ... +

ہم لکھ آئے ہین کہ ۶۱ء مین نجیب الدولہ کو امیر الامرا۔ اور جوان بخت کو نائب بادشاہ دہلی مین
شاہ ابدالی نے مقرر کیا تہا نجیب الدولہ سے کوئی شخص بہتر اس کام کیواسطے نہین مقرر ہو سکتا تھا شاہزادہ نوجوان ہو
نیک بخت ایسا ہی تھا جیسے کہ اوسکے خاندان مین نوجوانی مین ہوا کرتے ہین نجیب الدولہ ایسا عاقل
ہوشیار دانشمند تھا کہ کمتر ہوتے ہین امانت داری اور ایمانداری تو اوسوقت میں اوسپر ختم تھی وہ اپنے
پرانے آقاؤن نواب وحید سے خان سہیلہ اور نواب وزیر شجاع الدولہ کی فرمانبرداری کئے جاتا تھا
ملہار راؤ ہلکر سے بھی اوسکا ساز باز چلا جاتا تھا۔ یاد ہوگا یہ مرہٹہ پانی پت کی لڑائی سے اپنے ہم وطنون
کو چھوڑکر بھاگ گیا تھا غرض جو انتظام اس ٹوٹی پھوٹی سلطنت کو نبہا رہا تھا۔ وہ آبہ سے اوسنے
مرہٹون کے حاکمون کو نکال دیا تہا آگرہ کے قلعہ مین جاٹون کا تصرف تھا۔ پانی پت مین جو شکست مرہٹون کو

ہوچکی تھی اوسکے سبب سے آٹھ برس تک اونکا منہ نہوا کہ جو ہندوستان کی طرف رخ کرتے۔ مگر ملہر راو

اسّے مستثنی ہی۔ اب یہ نجیب الدولہ کی عملداری اور انتظام دلی کے ارد گرد تھوڑی دور پر تھا سو میل پر

جاٹون کا عمل دخل تھا۔ اور اسوقت اونسے کچھہ لڑائی نہ تھی +

جاٹون کا اگر مفصل حال لکھا جاے تو ایک کتاب بنجاے اسلیے ہم اونکا حال جہان سکھونکی عملداری کا

ذکر کرینگے وہان لکھینگے۔ مگر بالفعل تو راجہ سورجمل کا ذکر کرتے ہین۔ یہ راجہ بڑا ہوشیار اور لائق تھا

سپہداری کا سلیقہ صف آرائی میں مہارت ملک ستانی مین کاردان پہلے درجہ کا تہا۔ وہ بہاو کے ساتھہ

پانی پت کی لڑائی مین ہوا تھا۔ اگر بہاو غرور مین آنکر اس شعور راجہ کو چھوٹا راجہ نہ گنتا اور پوری اوسکی

امداد لیتا تو یقینی پانی پت کی لڑائی کی کچھہ اور ہی صورت ہوجاتی اور سارے ہندوستانکی تاریخ کچھہ سے

کچھہ ہوجاتی جب وہ مرہٹون سے جدا ہوا تو اوسنے آگرہ سے جسمین ایک مرہٹہ سردار تھا نکال دیا اور

میوات مین اوسنے قبضہ کیا چار قلعے نہایت مستحکم بنائے۔ غازی الدین خان عماد الملک اوسکی پاس

پناہ لیکر آیا تھا مگر اوسکو تو نکال دیا اب اوس پاس ایک بدمعاش فرانسیسی سمرو آگیا تہا سمرو جو فرانسیسی

شہر تھا اور اوسی نے شجاع الدولہ کو لڑا یا تہا اوسکی نوکری چھوڑ کر سورجمل پاس ایک پلٹن سپاہیونکی

اور ایک توپخانہ اور تین سو یورپ کے لچے بدمعاش لیکر آیا جب اس راجہ کو یہ امداد ملگئی تو اوسنے

دلی کی سلطنت سے ایسی دست درازیان کرنی شروع کین جس سے سلطنت کا نام بھی نہ رہے اسوقت نجیب الدولہ

نے اس عقلمندی اور دانشمندی سے کام کیا کہ کچھہ دنون سلطنت کو تھام لیا اور جاٹون کو بڑا صدمہ

پہنچایا اور مسلمانونکو خواب غفلت سے جھنجھوڑ کر اوٹھایا۔ اس لڑائی میں بلوچون نے بڑی امداد

نجیب الدولہ کی کی اور اونہیں کی بدولت جاٹون پر فتح نصیب ہوئی +

مدت سے بلوچ فرخ نگر میں بستے تھے اونمیں سے کامگار خان عہد محمد شاہ مین بیدار بخت

اور صاحب اقتدار ہوا کہ وہ اکثر اوقات فوجداری کا کام کرتا اور کبھی کبھی پانی پت اور حصار کی

حکومت بھی اوسکے سپرد ہوجاتی۔ پھر اوسکے ملازمون میں سے بہادر خان نے عروج پایا اور وہ نہور

مین فوجدار ہوا۔ اوسنے عماد الملک اور نجیب الدولہ سے موافقت بہم پہنچا کر ایک قلعہ بارہ کوس پر دلی سے

بنایا اور اوسکا نام بہادر گڈھہ رکھا جب کامگار خان مرگیا تو اوس کی اولاد مین جھگڑا ہوا تو سورجمل نے

جاٹون سے اور نجیب الدولہ سے لڑائی +

بلوچون کو مار دھاڑ روا رکھی اور فتح نگر پر قبضہ کر لیا اور نجیب الدولہ سے یہ درخواست کی کہ بہادر گڈہ بھی اوسکے حوالہ کیا جائے - بہادر خان نے نجیب الدولہ سے استعانت چاہی اور بڑی عجز دلائی مگر نجیب الدولہ کچھہ نہ بولا جب سورجمل نے یہ دیکھا کہ میرے خوف سے اوسنے بلوچون کا ساتھہ نہ دیا تو اوس نے نوبداری کی درخواست کی - نجیب الدولہ نے یعقوب علی خان کو کہ شاہ ابدالی کے وزیر کا بھائی تہا - اور شاہجہان آباد کی بھی قلعہ داری کر چکا تہا سورجمل پاس بھیجا - ملتانی چھینٹ کے تھان بھی بطور تحفہ کے اوس پاس بھیجے اس سفیر نے صلح کی باتیں کرنی شروع کیں اور چھینٹ کے تھان بھی پیش کیے - وہ سورجمل کو بھی پسند آئے درزی کو بلا کر اوس سے کہا کہ ہمارے لیئے ایک جھگا ابھی اسکا تیار کر لاؤ - اس جھگڑے میں ایسا لگا کہ وکیل سے کچھہ بات بھی نہیں کی جب وکیل نے اوسکو اس کام میں مصروف دیکھا تو وہ رخصت ہوا اور اوس نے کہا کہ ٹھاکر صاحب جلدی اور جہالت سے کام کرنا نہیں چاہیئے - اب میں رخصت ہوتا ہون - کل پھر آؤن گا اوس پر سورجمل نے کہا کہ اگر آپ کل صلح کے لئے آئیں تو کبھی نہیں آنیے کا - غرض یعقوب علیخان نے آ کر نجیب الدولہ سے یہ کہا - اوسے بھی غیرت آئی اوسنے کہا کہ اب اس کا فیصلہ انشاءاللہ جہاد کرون گا - اوسنے چارون طرف سے مسلمانونکو جمع کیا - کہ اتنے میں سورجمل سپاہ لیکر شاہدرہ کے قریب ہنڈن پر آیا ہمیشہ اوسکا لڑائیون میں یہ رویہ رہا کہ وہ فوج کا انتظام کرتا اور خود جوکھوں کے مقامون سے جدا رہتا - قاعدے کے موافق اوسکو دلی کا محاصرہ کرنا چاہیئے تھا مگر وہ تھوڑے سے آدمیون کے ساتھہ وہاں آیا جہاں بادشاہ کی پرانی شکارگاہ تھی اپنے گنوار پنے سے اوسکو سمجھی شان کی ہم میں بادشاہون کے شکارگاہ میں شکار کھیلنے آیا - سید محمد خان پچاس سوارون کا رسالہ لیئے جاتا تہا - ایک شخص نے بتلا دیا کہ خانصاحب آپ کدہر جاتے ہیں دیکھئے سورجمل اکیلا کھڑا ہے - خانصاحب اوسپر پل پڑے اور شکارگاہ میں شکار مار کر نجیب الدولہ پاس لے آئے نجیب الدولہ کو دو روز تک یقین نہ آیا کہ سورجمل مارا گیا - جب یعقوب علیخان نے اوسکا وہ ہاتھہ پہنچایا کہ جسمیں ناسور تھا اور اوسکی آستین کو دیکھا کہ وہ اوسی چھینٹ کی تھی جو اوسنے تحفتہً بھجوائی تہی تو اوسکو یقین ہوا - اوس کا بیٹا جواہر سنگہ سکندر آباد سے سپاہ لیے چلا آتا تہا کہ دفعتہً مغلون نے اوسپر حملہ کیا جسکے ساتھہ ایک نیزہ پر سورجمل کا سر بھی تھا - اس نیزہ کو جواہر سنگہ کی فوج دیکھہ کر ایسی گھبرائی کہ شکست کھا کر اپنے ملک کو بھاگی جواہر مل اپنے باپ کی گدی پر بیٹھا

اور اوسنے یہ بڑی غلطی کی کہ وکیلونکو بھیجکر ملہر راؤ کو اپنی امداد کے واسطے بلایا۔ اول مین تو وہ کامیاب ہوا۔ شاہجہان آباد کا محاصرہ کرلیا۔ اور دو تین مہینہ تک نجیب الدولہ کو ستایا گیا۔ مگر ملہر راؤ دلمین ہمیشہ مسلمانون کا رفیق دل سے تھا۔ سو وہ جاٹون کو چھوڑکر بھاگ گیا۔ اس سبب سے صلح ہوگئی اور خضر آباد مین نجیب الدولہ کی جواہر سنگہ سے ملاقات ہوئی۔ پھر جواہر سنگہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ اب اس نوجوان کے ہمراہ وہ مشہور فرانسیس پھر ہوا۔ یہ بھی عجب مرد آدمی تھا۔ پہلے وہ میر قاسم عالی جاہ کا نوکر ہوا۔ اوسکی نمک حرامی سے پکڑوا کر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا اور پھر شجاع الدولہ کا نوکر ہوا۔ اوسکو خراب کیا۔ پھر جواہر مل کا نوکر ہوا۔ اور اوسکو جھانسا کر راجہ مادہو سنگہ جیپور والے سے لڑنے کے لئے لے گیا۔ اجمیر کے قریب پوشکر کے تالاب پر رجپوتون سے شکست پائی تو پھر وہ راجہ جے پور کا نوکر ہو گیا۔ اب جواہر سنگہ پھر الور مین آیا۔ پھر یہانسے پھر تیور مین گیا۔ وہانسے آگرہ مین پہنچا۔ اور تہوڑے دنون مین مارا گیا۔ بعض کہتے ہین کہ جے پور کے راجہ نے قتل کرا دیا۔ اسکے بعد جاٹون کی ریاست مین بہت سے جھگڑے برپا ہوے۔ اور سورجمل کے دو بیٹے اور مارے گئے۔ باقی تیسرا بیٹا رنجیت سنگہ راجہ ہوا۔ اوسکے عہد مین جاٹونکی ریاست کا بڑا عروج ہوا۔ جس ملک مین وہ فرمانروائی کرتے تھے اوسکے شمال مغرب مین الور اور جنوب مغرب مین آگرہ تھا۔ اوسکی آمدنی دو کروڑ روپیہ کی تھی۔ ساٹھ ہزار فوج اون پاس تھی +

اسوقت دکن مین مرہٹے اپنے جھگڑونمین آپ پھنسے ہوئے تھے۔ اونہونے ہندوستان پر بالکل توجہ نہین کی اور ۱۷۶۵ء مین جو الہ آباد مین اونسے بادشاہ سے معاملے ہوئے اونکا بھی کچھہ لحاظ نہین کیا۔ مگر اوس ملک مین دنگا مچایا جہان وہ یہ چاہتے تھے کہ بادشاہ انگریزون کی اعانت سے قابض ہوگا۔ نجیب الدولہ نے کو اپنی پاک طینتی اور حسن نیتی سے شاہجہان آباد کا انتظام کیا۔ اور سب کو خوش راضی کیا۔ مگر وہ دلی کی سلطنت کو مستحکم نہ کر سکا اور نہ وہ ملک دوبارہ لے سکا جسمین بادشاہ چین آرام سے اپنے باپ دادا کے قلعہ مین بسر کرتا۔ ابھی مشرق مین جاٹون سے اوسنے اپنی دلیری اور جوانمردی سے پیچھا چھوٹایا ہی تھا کہ مغرب سے سکھون نے دہلی پر آفت لانیکا ارادہ کیا۔ مگر اسوقت شاہ ابدالی نے پھر اوس کی امداد کی۔ سکھون نے اس بادشاہ کے نائب کو نکالدیا تھا اور سارے ملک مین غدر مچا رکھا تھا۔ اپریل ۱۷۶۷ء وہ لاہور مین آیا۔ سکھہ بھاگ کر پہاڑونمین چلے گئے۔ آلا جاٹ نے سرہند مین دو لاکھہ کے قریب سپاہ جمع کی

[illegible] +

شاہ ابدالی نے تو تب کوس دو روز میں طی کرکے اوسپر حملہ کیا اور شکست دی۔ اور بیس ہزار آدمیون کو قتل کیا۔ اور پانی پت کے نواح میں پچاس ہزار سپاہ لیکر آیا لیکن نور الدین خان کو لاہور میں اپنا نائب مقرر کرکے چلا گیا۔ پھر کبھی ہندوستان میں نہیں آیا شجاع الدولہ کو ایک لعنت ملامت کا خط لکھکر بھیجا کہ ہم نے تجھسے کیا کہا تھا اور تو نے بادشاہ کے ساتھہ کیا سلوک کیا مگر یہ بیوفا اوسکی روانگی کے بعد کب اوسکی بات کو مانتا تھا +

اب مرہٹون نے ۱۷۶۶ع میں تمام اپنے آپس کے جھگڑونسے فرصت پائی۔ اور چنبل پار اُترے اور اس کے ناحز میں وہ جے پور پر گرے۔ اور یہان سے ۱۷۶۹ع میں بہرتپور میں پہنچے وہانسے محصول لیا اور دہلی پر حملہ کا ارادہ کیا اونکے سردار دو تھے ایک پادھوجی سیندھیا پٹیل وہ رانوجی سیندھیا کا بیٹا تہا۔ وہ رہیلون اور پٹھانون کا جانی دشمن تھا۔ دوسرا تکوجی ہلکر تھا وہ ملہار راؤ ہلکر کا سردار فوج کا تھا۔ وہ اب آقا کی طرح پٹھانونکو دوست رکھتا تھا۔ غرض ان دو سردارون میں ہمیشہ سے خلاف رائے چلا آتا تھا۔ اسی سبب سے مرہٹونکے معاملات سرسبز نہوے اور اس اختلاف سے اونکو وہ بڑی بڑی نوبتیں آئیں اب دہلی میں نجیب الدولہ نے ہلکر کے ساتھہ اتفاق کرکے حملہ کرنیوالون سے مصالحہ کرلی اسمین جاٹونکو تو نقصان ہوا مگر رہیلونسے جو نجیب الدولہ کے کہنے سے صلح کی اوسکے سبب سے وسط دوآبہ کے اضلاع مرہٹون کے حوالہ کرنے پڑے جو بادشاہی اضلاع دہلی اور الہ آباد کے درمیان تھے تھوڑے دنونکے بعد یہ وزیر نیک تدبیر ساٹھہ برس کی عمر میں مر گیا۔ کچھہ ضرور نہیں کہ ہم اس شریف نجیب وزیر کی خوبیون کا زبان قلم سے اشتہار دین خود اوسکے کام اوسکا اظہار کر رہے ہیں کہ پچاس سوار ونکی سرداری سے اونہی میدان جنگ میں دلاورانہ کام کرکے اپنے تئین اس رتبہ پر پہنچایا۔ اور خوش خلقی اور نیک نیتی سے اپنے ان پڑہ ہونے اور عالی خاندان نہونے کے عیبون کو مٹایا سلطنت کی کل جو بالکل بند پڑی تھی اوسکو اپنی جوانمردی کے ہاتھون سے چلایا۔ ضابطہ خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا۔ اگر اس بیٹے میں بھی باپ کی سی لیاقتین ہوتین اور شاہ عالم بھی عالی حوصلہ اور صاحب ہمت ہوتا تو سلطنت تیموریہ کے سوکھے کھیت کو یون ہرا کر لیتا۔ کہ پھر رہیلونکو اپنا رفیق بناتا سیندھیا اور ہلکر کو آپسمیں لڑاتا پھر انگریزون کے ساتھہ دوستی رکھتا +

[illegible] اور دوا [illegible] کا بیٹا +

سب مرہٹے دوآبہ کے ادہر کے حصون مین پھیلے اور تمام روہیلکھنڈ مین فرخ آباد کے سوا پھیل گئے تو ضابطہ خان نے کوئی لڑنیکا سامان نہین کیا۔ یہانتک کہ ۱۷۷۱ء مین مرہٹے دارالسلطنت پر بھی قابض ہو گئے قلعہ مین اونھون نے شاہجہان بخت کو بدستور قائم رکھا۔ اور خود اوسکی طرف سے انتظام کرنا شروع کیا ضابطہ خان نے مرہٹونکا مقابلہ نہین کیا۔ بلکہ وہ اپنی ریاست کسہارنپور اور نجیب گڈہ کو چلا گیا +

ضابطہ خان کا مرہٹون کے مقابلہ سے بھاگنا +

شاہ عالم اپنی پست فطرتی اور کم عقلی سے ہمیشہ محکوم اپنے کسی ملازم کا ہو جاتا آجکل وہ امیر الدولہ اور انگریزون کے کہنے مین چلتا تہا۔ اب یہان الہ آباد مین رہتے رہتے ایسا تنگ ہو گیا تھا کہ اوسنے شاہجہان آباد کا ارادہ کیا مگر اسکا وہ محتاج تہا۔ کہ کوئی اوسکو وہان تک پہنچائے اس کام کے واسطے مرہٹے مقرر ہوئے اور سیف الدین خان سفیر بن کے مرہٹونکے سردارون پاس دکن مین گئے۔ اور ۱۷۷۱ء مین بادشاہ نے کلکتہ مین انگریزی حاکمون سے اس امر مین مشورہ پوچھا۔ اونھون نے نہایت اپنی مرضی کے خلاف یہ ارادہ بتایا شجاع الدولہ نے اپنے اغراض نفسانی کی سبب سے دربردہ بادشاہ کی اس ارادہ کی تائید کی۔ مئی ۱۷۷۱ء مین الہ آباد سے بادشاہ دلی کو چلا اوسکی ساتھ اسوقت فوج تھوڑی تھی مگر آراستہ تھی۔ ایک پلٹن انگریزی وردی پہنے ہوئے تھی میدوک فرانسیسی اوسکا افسر تھا۔ اگرچہ ان پڑہ تھا مگر سپاہی اچھا تھا سپہ سالار مرزا نجف خان تھا اور میجر جنرل سر رابرٹ بارکر صاحب کچھ فوج لیکر کڑہ تک بادشاہ کے ساتھ گیا یہان ان جنرل صاحب نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آپ دلی نہ جائیے۔ مگر بادشاہ نے نہ مانا جن اضلاع مین بادشاہ ہوکر چلا گیا پہر اوسکی حکومت کا کوئی نشان انمین نمودار نہ ہوا۔ اب بادشاہ کی سلطنت مین دو مخالف گروہ تھی۔ ایک مسلمان جو یہ چاہتے تھے کہ شاہ ابدالی جسقدر ملک ہمارے لئے چھوڑ گیا ہے اوسکو اپنے قبضہ مین رکھین۔ دوسرے مرہٹے تھے جو یہ چاہتے تھے کہ پانی پت کی لڑائی مین جو نقصان ہمارا ہوا ہے اوسکو پورا کرین۔ اوسکے سوا شجاع الدولہ تھا جو اس تاک مین رہتا تھا کہ جو گروہ ضعیف ہو اوسی سے کچھہ مرے اور انگریز بہی اپنی دانشمندی اعتدال سے ساتھ اسی منصوبے کے درپے تھی۔ اب بادشاہ فتح گڈہ مین پہنچا۔ یہان احمد خان بنگش ان ہی دنون مین مر گیا تھا اوسکے بیٹے مظفر الدولہ نے پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ کا پیش کیا۔ بادشاہ نے یہان برسات کے سبب سے مقام کیا اسوقت تین ہزار مرہٹونکی سپاہ دلی مین تھی۔ مادہوجی سیندھیا پہلے فرخ آباد

شاہ عالم کا دلی مین آنا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد دہم

اگرچہ میرا ارادہ تھا کہ جلد دہم کو پہلے نو جلدون کا ضمیمہ بنا کے بہت سے مفید مضامین لکھون مگر تاریخ اس قدر بڑھ گئی کہ ان سب مضامین لکھنے کی گنجائش نہین ہے چند ضروری مضامین تحریر کرتا ہون

(۱) ہندوستان اور ہندؤون کو مسلمانون کی سلطنت سے فائدہ پہنچا یا نقصان ہوا۔

یہ مقدمہ ایسا ہے کہ اسکو کوئی مسلمان یا ہندو انصاف سے بے تعصب فیصلہ کرے نہایت مشکل ہے اسلئے ہم اس فیصلہ کو لکھتے ہین جو اس مقدمہ کا مجیل صاحب نے اپنی ہمیشل تاریخ برٹش انڈیا کے باب پنجم مین لکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مورخ نہ ہندو ہے نہ مسلمان ہے کہ مسلمانون کا یا ہندؤن کا طرفدار ہوگا۔ بلکہ وہ عیسائی ہے اور عالی دماغ ایسا ہے کہ اسکی برابر مشکل ہے کہ کوئی ہندو یا مسلمان فیصلہ کر سکے۔ وہ لکھتے ہین کہ مسلمانون کی تہذیب و شائستگی کا تحقیق کرنا تاریخ کا واقعہ عظیم ہے اسکا تحقیق کرنا اسلئے ضروری ہے کہ جس سے معلوم ہو کہ مسلمانون کی سلطنت و غلبہ سے ہندؤون کا تنزل ہوا یا ترقی ہوئی — یہ تحقیق ثابت ہو گیا ہے کہ ایشیا کے مغربی حصہ مین جو قومین آباد ہین یعنی ایرانی اور عرب اور نیز ترک۔ بنسبت ان قومون کے جو اسکے بیچ سے مشرق مین بستی تھین (ہندو) دماغی قابلیتون مین بڑھی ہوئی تھین۔ کیونکہ یہ جاہل سوسائٹی کی بیہودگیون اور خرافات مین کم مبتلا تھین اور شائستگی کے بلند تر درجہ کو پہنچ چکی تھین۔

یہ بات ثابت ہو چکی ہے اور غالباً آیندہ اسکی تردید بھی زیادہ نہ کیجاویگی۔ اس تحقیق کا مقصد اس بات کا ثابت کرنا ہے کہ وہ قومین جنہون نے ہندوستان پر حقیقت مین

حملہ کیا اور جو ہندوستان کے اتنے بڑے حصہ ملک کے باشندوں پر حکمران رہے وہ باعتبار شائستگی کے اس درجہ تک پہنچ چکی تھیں جس پر ایرانی اور عرب بھی تہذیب کے معراج کے زمانہ میں پہنچ چکے تھے۔

مسلمان جنہوں نے ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کی وہ زیادہ تر اس بڑے ملک کے مغربی حصہ سے آئے تھے۔ جو کہ وسیع سلطنت ایران کی حدود میں واقع تھا۔

اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کی حکومت کو ہندوستان میں قائم کرنے والے مسلمان پیدا ہوئے۔ ایران کے مشرقی صوبجات بلخ اور ماوراء النہر اور اسکے مضافات تہذیب یافتہ ہونے کے اعتبار سے ایران کے سب شہروں پر فضیلت رکھتے تھے بلخ کی فارسی زبان نہایت ہی فصیح اور پاکیزہ زبان سمجھی جاتی تھی اور مسلمانوں کے عقیدہ کے موافق خدا تعالی اپنے عرش کے کروبی فرشتوں سے اسی بلخ کی زبان میں نرم اور دھیمی آواز سے باتیں کرتا ہے۔ فارسی کے علم ادب میں جو نامور گذرے ہیں وہ اکثر بلخ ہی کے رہنے والے تھے ان میں صرف تین شخصوں کا ذکر کرنا ہم کافی سمجھتے ہیں۔ محمد ابن عمر خاوند شاہ جسکو اہل یوروپ خوند کے نام سے زیادہ جانتے ہیں۔ اس شخص نے ایک مکمل تاریخ لکھی ہے۔ اہل یوروپ کو ایران کی تاریخ زیادہ تر اسی تاریخ کے ذریعہ سے معلوم ہوئی ہے۔ رشید یہ ایک نامور شاعر گذرا ہے۔ انوری ایک نامی شاعر اور علم نجوم کا بڑا ماہر ہوا ہے چنگیز خان کے جانشینوں کے عہد حکومت میں بلخ ایسی ترقی پر تھا کہ قبۃ الاسلام کہلاتا تھا۔

بخارا مشرق میں بہت بڑا دار العلوم تھا۔ یہاں کے مشہور معروف دار العلوم میں تحصیل علم کی غرض سے دور دراز ملکوں سے طالب العلم آتے تھے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مغلوں کی زبان میں لفظ بخارا کے معنی ایک عالم آدمی کے ہیں۔ ان نامور فاضلوں میں سے جنکی وجہ سے بخارا کی درسگاہوں کی شہرت تھی ایک شخص تھا جو اُس وقت دنیا کے بڑے فاضلوں میں شمار کیا جاتا تھا یہ شخص شیخ بوعلی سینا تھا۔ اسکی تصانیف سو سے زیادہ ہیں سنہ ۱۰۳۷ میں ۵۸ سال کی عمر میں اس نے وفات پائی کچھ بڑی عمر نہ پائی ۔

جبکہ مغلون نے مغربی ملکون کی طرف بڑھنا شروع کیا تو وہ کوئی وحشی قوم نہ تھے۔ یہ بات
بخوبی ثابت ہو چکی ہے کہ ان مین تحریر کا رواج تھا۔ ان کے حروف ابجی آ۔ ب۔ ت۔
الگ تھے۔ چینی حروف کی طرح وہ مشکل نہ تھے۔ بلکہ رومی حرفون کی طرح نہایت سہل اور سادہ تھے
مغل ملکر کام کرنے کی قابلیت رکھتے تھے جس کی وجہ سے انہون نے فتوحات کین اور چین ایران
اور بعد ازان ماوراءالنہر پر انہون نے نہایت ہی دہانت اور عقلمندی سے باقاعدہ حکومت کی
اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ کس حد تک اپنی دانش کے لحاظ سے مغلون نے اپنے آپ کو ایشیا کی
نہایت مہذب اور روشن ضمیر قومون کے درجہ تک پہنچا دیا تھا۔ ان ملکون پر چنگیز خان کے جانشینون
نے جس دانائی اور لیاقت سے حکومت کی شاید پھر کسی بادشاہ کو نصیب نہوئی ہوگی اپنے
فتوحات کے زمانہ مین تہذیب کے میدان مین قدم بڑھانے کے لئے مغل ایسے آمادہ رہتے تھے
کہ جب وہ چین اور ایران کے تہذیب یافتہ لوگون مین پہنچے تو انہون نے حیرت انگیز عجلت سے
اپنے آپ کو ان کی مثل کر لیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد وہ وہان کے اصلی باشندون سے
کچھ کم تہذیب یافتہ ہونے کی وجہ سے نہین بلکہ اپنے آداب اخلاق اور خصائص کی وجہ
ممیز ہو گئے ایران اور ماوراءالنہر مین علوم کے سیکھنے مین انکی مستعدی مشہور تھی۔ خاص کر
انہون نے علم نجوم علم جغرافیہ اور علم ہندسہ کو بہت ترقی دی۔ خاص سمرقند مین جو چنگیز خان
کے بیٹے اور اس کے جانشینون کا پایہ تخت تھا ایک بڑا مشہور درسگاہ تھا جسکی نسبت
ایک یونیورسل ہسٹری کے مورخ نے لکھا ہے کہ یہ دارالعلوم مسلمانون کی درسگاہون
مین سب پر تفوق رکھتا ہے اور جہان قریب کے ملکون سے مسلمان پڑھنے آتے ہین ابوالفدا
مسلمانون کے اعلےٰ تہذیب کے دو ثبوت دیتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اسکی زندگی مین پختہ
سڑکین بنی ہوئی تھین دوسرے شہرون مین پانی سیسہ کے نلون کے ذریعہ سے لایا جاتا تھا۔
سمرقند کا کاغذ جو ریشم سے بنایا جاتا تھا ایشیا مین نہایت نفیس کاغذ خیال کیا جاتا
تھا۔ اور ایشیا کے تمام ملکون مین اسکی بڑی مانگ رہتی تھی۔
سلطان محمود غزنوی جسنے کہ ہندوستان مین مسلمانون کی حکومت کی بنیاد ڈالی

ایشیا مین سب سے بڑا بادشاہ ہوا ہے اسکے دربار مین فاضلون کا ہجوم رہتا تھا۔ ایشیا کے ملک الشعرا فردوسی نے اسکی دارالحکومت مین اپنی کتابین تصنیف کین اور سلطان کے سایۂ عاطفت مین پلا۔ سلطان محمود اور اسکے اراکین نے غزنی مین وہ وہ عالیشان عمارتین تعمیر کرائین کہ ایشیا مین غزنی اول درجہ کا خوبصورت شہر ہوگیا۔ سلطان نے وہین ایک یونیورسٹی بھی قائم کی جسکے لئے رقم کثیر وقف کی اور غزنی کو ایشیا مین علوم و فنون کا مرکز بنا دیا۔

محمود غزنوی نے اپنے تخت کے گرد بڑے بڑے عالمون اور فاضلون کو جو کہ اسوقت کی تہذیب پیدا کرسکتے تھے جمع کیا تھا یہ ہرگز نہین کہا جا سکتا کہ ہندو اسکے عہد حکومت مین ایسے لوگون کے ماتحت تھے جو شائستگی مین ہندؤن سے کم ہون اور نہ یہ بات محمود کے جانشینون کی نسبت کہی جا سکتی ہی اگرچہ ذاتی لیاقتون مین تو وہ محمود کے ہم پلہ نہ تھے تاہم انہون نے اور انکے تمام اراکین نے ایران کے علوم و فنون مین تعلیم پائی تھی چنانچہ ایسا ہی حال خاندان غوری کے بادشاہون کا تھا وہ اور سردار جو انکی خدمت مین رہتے تھے علم و تربیت کے لحاظ سے حقیقت مین ایرانی ہی تھے۔ اسبات کا کوئی انکار نہین کریگا کہ خاندان مغلیہ جو کہ ہندوستان مین مسلمانون کا آخر حکمران خاندان تھا ہندوستان کے فتح کرنے سے پہلے ایران اور ماوراء النہرین کافی عرصہ تک رہ چکا تھا اور اسنے وہان کی تہذیب اچھی سیکھ لی تھی۔ ان کی زبان ایران کی زبان تھی انکا قانون اور مذہب ایران کا قانون اور مذہب تھا وہ ایران ہی کا لٹریچر پڑھتے تھے اور جبکہ وہ ہندوستان پر قابض ہوئے تو وہ ایران کے علوم و فنون سے بخوبی فائدہ اٹھا چکے تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ جب ایسی طرز حکومت کی جگہ جسکا نظم و نسق ہند قدیم کے طریقہ تمدن کے موافق ہوتا تھا وہ طریقہ سلطنت قائم ہوا جسکا انتظام ایران کے اعلی تہذیب اور اصولون کے مطابق ہوتا ہو تو ہندؤن کو فائدہ پہنچایا نقصان؟ صرف اسوجہ سے مسلمانون کی حکومت سے نفرت کرنا کہ مسلمان ہندؤن سے

غیر تھے۔ یا یہ کہ انکا مذہب اسلام ہے حکومت کی اور خوبیوں کو نظرانداز کرنا محض
تعصب کی بات ہے اور عقل کے خلاف ہے۔ مغلوں نے ہندوستان پر اس طرح حکومت
نہیں کی کہ ہندوستان کو کوئی غیر ملک خیال کیا ہو اور اسکو اپنے ملک یا وطن کی ترقی
اور بہبودی کا ذریعہ قرار دیا ہو۔ بلکہ انہوں نے ہندوستان کو اپنا وطن اور اپنا ملک سمجھا
جسکی وجہ سے مغلیہ حکومت کا ہندوستان سے اتنا قریبی تعلق ہو گیا جتنا کہ شخصی حکومت
میں بادشاہ کا اپنی رعایا کے ساتھ ہونا ممکن ہے۔ ہندوؤں کے ساتھ مغلوں کا برتاؤ
ایسا نہ تھا جیسا کہ غیر قوموں سے ہوتا ہے بلکہ ایسا جیسا کہ اپنے ہم وطنوں کے ساتھ ہوتا ہے
جسوقت کوئی محقق ان سب باتوں پر غور کریگا تو اس کو اسبات میں بحث کرنے کی
گنجایش نہیں ہوگی کہ ہندوؤں کے ہاتھ سے مسلمانوں کے ہاتھ میں عنان حکومت
جانے سے ہندوستان کو فائدہ ہوا اور بہت بڑا فائدہ پہنچا۔ اس بات کا کافی
ثبوت بغیر تفصیلی حالات کے لکھنے کے ہمکو یہ تحقیق ہو سکتا ہے کہ جیسی ہندوؤں کی حکومت
خرابیوں اور برائیوں سے بھری ہوئی تھی ایسی مسلمانوں کی حکومت میں انکی برابر
برائیاں نہ تھیں۔

ہندوؤں کی تہذیب کا حال زیادہ تر نامعلوم اور پوشیدہ ہے۔ برخلاف اسکے
ایران کی تہذیب کا علم اہل یورپ کے تعلیم فنون پر بخوبی ظاہر ہے۔

مسلمانوں اور ہندوؤں کا مقابلہ ان
چند عنوانوں سے معلوم ہوگا۔

(۱) رعایا کی تقسیم اور تفریق۔

اس اہم کام کو مسلمانوں نے جس خوش اسلوبی سے انجام دیا تھا وہ بیان سے
باہر ہے مسلمانوں میں ذات کے جھگڑے نہ تھے۔ جتنی رسوم کہ تلون مزاجی
اور خود غرضی کی وجہ سے جاری کی گئی ہیں۔ ان سب سے زیادہ انسان کی
ترقی کے مانع ذاتوں کی تفریق ہے جمہوری سلطنتوں کی مانند مسلمانوں کی

خود مختار شخصی حکومت مین کل انسانون کے ساتھ یکسان برتاؤ کیا جاتا تھا۔ امرا و شرفا
کی کوئی خاص جماعت نہ تھی۔ بلکہ صرف منصب اور سرکاری عہدہ کے موافق لوگون کی عزت
ہوتی تھی۔ عہدے کسی خاندان کے لئے مخصوص نہ تھے بلکہ ہر روز ادنی درجہ کے لوگ ترقی
کرکے اعلی عہدون پر پہنچتے تھے۔ ہر ایک کی قدر و منزلت اسکی ذاتی لیاقت و قابلیت
کی وجہ سے ہوتی تھی۔ نہ کہ صرف اسکے باپ کی ثروت و امارت کی وجہ سے

(۳) طرز سلطنت مسلمانون کی طرز سلطنت کی خوبیان جو ہندوؤن کے
طریقہ حکمرانی سے ممتاز ہین وہ یہ ہین۔

مسلمان بادشاہ انتظام سلطنت کے واسطے عہدہ دار مقرر کرتے تھے مثلاً
بخشی وزیر امیر الامرا وغیرہ وغیرہ۔ ہندو راجاؤن کے وقت مین عجب بے ترتیبی
اور ابتری تھی۔ راجہ برہمنون کی جماعت کے وسیلے سے حکومت کرتا تھا۔ جو راج
کے اختیارات کو مجوزہ قانون کے مطابق عمل مین نہین لاتے تھے۔ بلکہ جو شخص سازش
کرکے یا شہرت کی وجہ سے عروج پا جاتا تھا سو کرتا تھا۔ مرہٹون کے زمانہ مین یہ دستور
تھا کہ بعض لوگ قوت حاصل کر لیتے تھے اور لوگ ہر بات مین انکی فرمانبرداری
کرتے تھے ایسے لوگ وزارت یا پیشواؤن کا رتبہ جیسے کہ مرہٹون مین ہوئے
حاصل کر لیتے تھے۔ جس صورت مین یہ برہمنون کی جماعت باضابطہ مقرر نہین
کیجاتی راجہ ایک وزیر منتخب کر لیتا ہے جسکو راج سے کل اختیارات حاصل
ہوتے ہین اور وہ اختیارات کو ضرورت کے موافق عمل مین لاتا ہے اور رسم و رواج
یا کسی خاص قاعدہ کا پابند نہین ہوتا۔

اگر بادشاہ مطلق العنان ہو اور سلطنت کا انتظام اچھی طرح نہ کرے تو جو
بدنظمیان پیدا ہوتی ہین انکے انسداد کے لئے صرف تین چیزین ہین اول مذہب
دوسرے بغاوت کا اندیشہ۔ تیسرے اخلاقی حالت۔ اول جب یہ کہین بادشاہ
کی مرضی کا مخالف مذہب ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ پیشوایان دین

پادشاہ کی مخالفت کر رہے ہین-کیونکہ جسطرح ملکی تدبیرین بغیر مدبران سلطنت کے چل
نہین سکتین اسی طرح مذہب بھی بغیر پیشوایان مذہب کے کچھ کام نہین کر سکتا- مذہب
کے پیشوا صرف اس حالت مین راجہ کی مخالفت کر سکتے ہین جس صورت مین لوگون مین
انکا رسوخ ہوا ور انکے اختیارات اتنے بڑھے ہوئے ہون کہ پادشاہ ان کو
ناراض کرنے سے ڈرتا ہو- راجاؤن کی سختیون سے رعایا کو پیشوایان مذہب اسوقت
بچا سکتے ہین جبکہ پادشاہ ملکی اختیارات مین انکو اپنا صلاح کار بنائین جس صورت مین
کہ راجہ پیشوایان دین کو اپنا صلاح کار بنا لیتے ہین اور انکے ظلم کرنے سے پیشوایان دین کو
کبھی فائدہ پہنچتا ہے تو وہ ان راجاؤن کو ناجائز حرکتون سے روکتے نہین بلکہ انکو
اور ترغیب دیتے ہین- ہندؤن کے طرز سلطنت مین پیشوایان دین اور راجاؤن کے
اختیارات ایک دوسرے سے وابستہ تھے- کہ راجہ تو برائے نام ہوتے تھے-
حقیقت مین پیشوایان دین راج کرتے تھے- جبکہ راجاؤن کی سختیون سے انکو
فائدہ پہنچتا تھا تو انکو کیا غرض تھی کہ وہ راجاؤن کو برائیون سے روکتے-
چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہندو راجاؤن کو ظلمون سے مذہب نے کبھی نہین روکا
مسلمانون کی طرز حکومت مین مذہب اور سلطنت مین ایسا قریب کا تعلق نہین
تھا- یہ بالکل درست ہے کہ ایک زمانہ مین خلیفہ ملک اور دین دونون کے پادشاہ
ہوتے تھے لیکن اکثر حالتون مین مسلمان پادشاہون کے عہد مین سوائے چند باتون
کے جو رواج پر منحصر تھین علماء دین کو بہت کم ملکی اختیارات حاصل تھے- لیکن وہ
رعایا کی حالت کو بہتر نہین کر سکتے تھے- مسلمانون کی حکومت مین پیشوایان مذہب کا
کبھی کافی رسوخ پیدا نہین ہوا- اور نہ ظاہر مین انہون نے اپنا میلان خاطر اس
طرف ظاہر کیا کہ پادشاہ کی طرف سے جو سختیان رعایا پر ہوتی ہین انکا انسداد
ہو اس بات مین مسلمان ہندؤن کی مذہبی جماعت سے اختلاف رکھتے ہین اور
یہ بہت بڑا فرق ہے کہ مسلمانون کے پیشوایان مذہب ان لوگون سے الگ ہوتے

نہین ہوتے جو اختیارات کے بل پر رعایا پر ظلم کرتے ہین مسلمانون کے پیشوا یا
مذہب کو خود ان لوگون سے پناہ نہین ہوتی۔
(۳) ایشیا کی طرز حکومت مین بغاوت کا اصول رعایا کے حق مین اکثر مفید ثابت
ہوا ہے اگر رعیت کو ہر قسم کی خوشی اور آسایش میسر ہوسکتی ہے تو صرف اسی ڈر
سے ہوسکتی ہے جس صورت مین بادشاہون اور انکے ارکین کی آرزون خواہشون
اور تلون مزاجی کی کوئی حد نہ ہو تو حکام بالا دست کی بیشمار خواہشون آرزون ا
تلون مزاجی کی وجہ سے رعیت پر جو تباہی اور مصیبت آتی ہے۔ رعایا کو اس
پناہ دینے والی کوئی چیز ایسی نہین ہے جیسا کہ انکے باغی ہونے کا ڈر۔ لیکن جس صورت
مین آدمیون کے پاس کوئی چیز نہو جسکے جاتے رہنے کا انکو اندیشہ ہو تو رعیت ک
بغاوت پر آمادہ کردینا کوئی دشوار بات نہین ہے۔ ایشیائی بادشاہون
اسبات کا تجربہ ہے کہ اگر رعیت پر ایک خاص حد سے زیادہ ظلم کیا جائے تو و
بغاوت کردیتی ہے اور ظلم کرنے والون کو پامال کرڈالتی ہے اور ایسی حالت مین اُ
سپر گروہ کی بھی ضرورت نہین ہوتی۔ یہ خیال ہمیشہ حاکمون کے پیش نظر رہتا ہے
اور انکو اعتدال کے ساتھ حکومت کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اگر ایشیائی خودمختار
حکومت مین کچھ خوبیان پائی جاتی ہین تو صرف اسی وجہ سے ہین لیکن ہندوستان
مین بغاوت کا خوف بالکل جاتا رہا تھا۔ کیونکہ ہندؤن کو لڑائی کی طرف سے نفرت
اور مصیبت کے وقت مین انکا صبر اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ وہ دنیا کی سب قومون
بڑھی ہوئی تھی۔ البتہ ہندوستان کی مسلمان رعایا کی جرأت اور دلیری اور بہادری
نے ہندوستان کے بادشاہون کو لیاقت اور دانائی سے حکومت کرنے کی
تحریک کی تھی۔
سوم جو تہذیب ہندؤن اور مسلمانون مین پائی جاتی ہے اس سے کہین بڑھ کر
تہذیب اسبات کے لئے درکار ہے کہ محض نیکی اور اخلاق کی وجہ سے

پادشاہ سختیوں سے باز رہیں جسقدر انسان لوگوں کی تعریف سے خوش ہوتا ہے اور انکے برا کہنے سے برا رنجیدہ دل ہوتا ہے اسی قدر اخلاق اسکے بیجا اختیارات کو روکتا ہے۔ چنانچہ ہندو اور مسلمان پادشاہوں پر اخلاق کا عمدہ اثر نہیں ہوا تھا۔ اگر کچھ اثر پایا بھی تھا تو مسلمانوں میں تھا۔ مسلمان فاتحان ہند کے اوضاع و اطوار میں ایسی انسانیت اور دلیری اور عالی قابلیت پائی جاتی تھی کہ مسلمانوں میں خود مختار حکومت اس قابل نفرت اور وحشیانہ عیاشی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی تھی جیسے کہ ہندوؤں کی سلطنت کا اس درجہ کو پہنچنا آسان تھا۔

اگرچہ وحشت کے آثار مسلمان قوموں میں بھی پائے جاتے تھے جیسا کہ ایشیا کے تمام باشندوں میں لیکن ساتھ ہی مسلمان فاتحین میں فہم اور فراست تھی برخلاف اسکے ہندوستان کے اصلی باشندہ ان میں وحشی قوموں کے علاوہ کام کرنے کی عقل سے تہی ہوتی کم ہے جس قوم میں کام کرنے کی قابلیت ہوتی ہے اسکا اثر طرز حکومت پر اور پادشاہوں کے دماغ پر ضرور ہوتا ہے چنانچہ ذیل میں تیمور کے آئین سے یہ بات ثابت ہے کہ مغلوں نے ہندوستان میں آنے سے پہلے حکمرانی کی عمدہ عمدہ طریقے ایجاد کئے تھے وہ لکھتا ہے کہ

میں نے ایک قاضی مقرر کیا جو کہ نہایت عالی خاندان اور مقدس آدمی تھا۔ تاکہ وہ دین دار آدمیوں کے چال چلن کو دیکھتا رہے اور اس وقت کے آداب اور اخلاق کو درست کرے اور مذہبی امور کے واسطے لوگ معین کرے اور ہر ایک شہر اور قریہ میں تیز فہم اور زیرک قاضی مفتی مقرر کرے اور محتسب مقرر ہوں جو تجارت اور اوزان وغیرہ اور پیمانوں کے نگران رہیں ایک قاضی فوج کے واسطے اور دوسرا قاضی رعیت کے واسطے میں نے مقرر کیا اور ہر ایک صوبہ اور شہر میں میں نے شارع بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو برائیوں سے باز رکھے اور انکو راہ راست پر لائے میں نے حکم دیا کہ ہر ایک شہر اور قصبہ میں ایک مسجد۔ درسگاہ۔ خانقاہ۔ غریبوں اور محتاجوں کے لئے خیرات خانہ اور مریضوں کے لئے شفا خانہ بنایا جائے اور طبیب نوکر رکھا جائے جو شفا خانہ میں ہر دم موجود رہے ہر ایک میں سرکاری مکان اور عمارتیں بنائی جائیں۔ اور نگران مقرر کئے جائیں تاکہ وہ مزروعہ زمینوں اور زمینداروں کی خبرگیری کریں۔

مینے حکم دیا کہ معابد اور خانقاہین تعمیر کی جائین اور شاہراہ پر مسافرون کے ٹھیرنے کے واسطے سرائین بنائی جائین اور دریاؤن پر پل تعمیر کرائے جائین۔

مینے حکم دیا کہ شکستہ پلون کی مرمت کی جائے اور دریا و ندی نالون پر پل بنائے جائین اور سڑکون پر ایک ایک منزل کے فاصلہ پر کاروان سرائے تعمیر کرائین۔ اور محافظ اور چوکیدار سڑکون پر تعینات ہون۔ ہر ایک کاروان سرائے مین آدمی رہین اور سڑکون کی حفاظت اُن کے سپرد کی جائے اور اگر سڑک پر غافل مسافرون کی کوئی چیز چوری جائے تو ان چوکیدارون سے بازپرس ہو۔

مینے حکم دیا کہ صدر اور مفتی وقتاً فوقتاً میرے مملکت کے دینی امور میرے سامنے پیش کرین اور مینے ایک قاضی مقرر کیا تاکہ تمام ملکی نزاع کے مقدمات جو کہ میری سپاہ اور رعایا کے درمیان ہون وہ میرے پاس بھیجا رہے۔

حکومت کے نہایت ضروری مقاصد مین سے چار منتخب مقصد تھے جنکے پورا کرنے مین شاہان مغل نے بہت کوشش کی۔ اول عدل گستری کی۔ دوم انہون نے لوگون کو تعلیم اور تربیت دی۔ تیسرے سفر کرنے مین آسانی کر دی۔ چوتھے جو کچھ انکے ملک مین واقع ہوتا تھا اس سے باخبر رہتے تھے۔ اس بات کا ہمارے پاس کافی ثبوت ہو کہ ان مقصدون کو خاطر خواہ تو وہ پورا نہین کر سکے لیکن جس وقت سے یہ مقصد ضروری ثابت ہو گئے اس وقت سے طرز حکومت کے علم و فن مین بہت کچھ ترقی ہو گئی اور جب سے انکے حاصل کرنے مین سرگرمی سے کوشش کی گئی تو اور بھی زیادہ کامیابی ہوئی۔

تیمور کی طرز حکومت کے بارہ اصولون کا انتخاب حسب ذیل ہے

نہایت ذی عقل۔ فہمیدہ۔ ہوشیار۔ محتاط۔ تجربہ کار۔ دوراندیش لوگون کو اپنا مشیر و صلاح کار بنایا۔

سپاہ اور رعیت کو ایک نظر سے دیکھا اور ان دونو مین ایسا بندوبست کیا کہ ایک دوسرے پر ظلم تعدی نہین کر سکتا تھا۔

دوراندیش اور عاقل لوگون مین سے چند آدمی منتخب کیے۔ جو کہ مجھے معتبر معلوم ہوئے

اور جنکو مینے اس لایق سمجھا کہ سلطنت کے کاموں مین اُن سے صلاح لیجاوے اور ان سے مین سلطنت کے
راز کہہ سکون انکو مینے اپنا رازدار بنایا۔ اور سلطنت کے اہم اور پوشیدہ کام مینے اُن پر ظاہر کیے
وزیروں اور منشیوں اور محرروں کے ذریعہ سے مینے دربار عام کا انتظام اور انصرام کیا۔ مینے
اونکو اپنی سلطنت کا آئینہ بنا دیا جسمین کہ انہوں نے سلطنت کے تمام کاروبار دکھائے۔ اور
رعیت اور لشکر کی ضرورتوں سے مجھے آگاہ کیا۔ انہوں نے شاہی خزانہ کو دولت و مال سے مالامال
رکھا۔ اور رعیت کی بہبودی مین اور ہر چیز اُن کے واسطے افراط سے مہیا کی۔ جہان جہان
ملک مین بدنظمی تھی نہایت مناسب اور بہترین طریقہ سے انہوں نے اسکا انسداد کیا۔ سلطنت کی
آمدنی اور خرچ کو انہوں نے درست رکھا اور ملک کی آبادی بڑھانے مین انہوں نے سعی کی۔
حاذق طبیبوں اور تجربہ کار معالجوں اور نجومیوں اور مہندسوں کو جو سلطنت کی زینت کے
واسطے ضروری ہین مینے اپنے گرد جمع کیا۔ طبیبوں اور جراحوں سے مینے بیماروں کو تندرست
کرایا۔ نجومیوں کی مدد سے ستاروں کا ملک پر نیک و بد اثر اور سیاروں کی رفتار اور
گردش۔ مینے دریافت کی۔ مہندسوں اور معماروں کی مدد سے مینے باغ لگوائے
اور عالیشان عمارتین تعمیر کرائین۔

علم تاریخ کے جاننے والے اور واقف کار لوگ میرے پاس موجود رہتے تھے۔ وہ انبیا
پیغمبروں اور شاہان سلف کا حال سنایا کرتے تھے اور مین ان واقعات کو غور سے سنا
کرتا تھا جنکی وجہ سے لوگ پادشاہی کے رتبہ تک پہنچے یا جو اُن کی سلطنت کی تباہی کا باعث
ہوئے۔ زمانہ قدیم کے پادشاہوں کے تاریخی حالات سے اور روایتوں اور انکے اخلاق اور
چال و چلن سے میرا تجربہ بڑھا اور میرے علم کی توسیع ہوئی۔ ان لوگوں کی زبانی مینے
روئے زمین کے مختلف مقامات کی کیفیت اور وہاں کی روایتین سنین اور مینے معلوم کیا
کہ سلطنتین کہاں واقع ہین۔

ہر ایک ملک کے مسافروں اور سیاحوں کو مینے تحریک دی تاکہ وہ تمام قوموں کی فراست
اور کاروبار سے مجھکو اطلاع دین۔ سوداگروں اور کاروان سرائے کے سرداروں کو مینے

ہر ایک ملک اور مملکت کی طرف روانہ کیا۔ تاکہ ختن چین۔ ماچین۔ ہندوستان۔ عرب کے شہروں سے مصر۔ شام۔ روم اور عیسائیوں کے ملکوں سے ہر قسم کے قیمتی اسباب تجارت اور زیادہ روزگار اشیا لاویں اور ہر ملک کی حالت اور وہاں کے باشندوں کی عادات اور اخلاق سے مطلع کریں اور غور سے دیکھیں کہ ہر ملک کے بادشاہ کا برتاؤ اسکی رعیت کے ساتھ کیسا ہے اور مجھ سے آکر کہیں۔

یہ باتیں جو حکومت کے قابل غور اور ضروری مقاصد میں لکھی ہوئی تھیں صاف بتلاتی ہیں کہ تیمور کے وقت میں لوگ عقل و دانش میں وحشی قوموں سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔

ناقص طریقہ حکمرانی میں رعیت کی خوشی زیادہ تر مالگذاری کے جمع کرنے کے طریقہ پر منحصر ہوتی ہے اسکے واسطے حسب ذیل قانون جاری کیا۔ یہ قوانین انتظام کرنے کے اعلے درجہ کی قابلیت ظاہر کرتے ہیں۔

میںنے حکم دیا کہ مقررہ محصول اور راہداری سے زیادہ لوگوں سے ہرگز امیر نہ لینے پاویں۔

میںنے حکم دیا کہ ہر ایک صوبہ میں جو بادشاہ کی طرف سے بطور جاگیر کے امرا کو دیا گیا ہو دو عہدہ دار نگران مقرر ہوں۔ ان میں سے ایک تو مالگذاری کا معائنہ کرے۔ اور رعایا کے حقوق کی نگہبانی کرے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رعیت تباہ ہو جاوے یا جاگیردار اسپر ظلم کریں اور تمام رقوم جو صوبہ سے جمع کی جائیں انکا حساب رکھے۔ دوسرا عامل اخراجات کا رجسٹر اپنے پاس رکھے جو مالگذاری کے روپیہ کو سپاہیوں پر صرف کرے۔

میںنے حکم دیا کہ ہر ایک جاگیردار کے پاس جاگیر تین سال تک رہے اس کے بعد صوبہ کا معائنہ کیا جاوے۔ اگر وہاں کے باشندے جاگیردار سے خوش ہوں اور ملک میں ترقی ہو اور آبادی بڑھ گئی ہو تو پھر اسی کو جاگیر واپس دیدی جائے۔ لیکن اگر صوبہ کی حالت اسکے خلاف پائیں تو جاگیر سرکار کو واپس کر دی جائے اور تین سال تک جاگیردار کو جاگیر کی آمدنی نہ دی جائے۔

تیسنے حکم دیا کہ اگر ضرورت پڑے تو رعایا کو دھمکا کر محصول جمع کریں لیکن انپر ظلم و جبر نہ کریں اور تازیانے نہ لگائیں۔ وہ حاکم جسکا رعب لوگ اتنا بھی نہ مانیں جتنا کہ کوڑے سے ڈرتے ہیں حکومت کرنے کے لائق نہیں ہے۔

تیسنے حکم دیا کہ مالگذاری اور محصول اس طرح جمع کیا جائے کہ رعایا کی تباہی کا باعث نہ ہووے اور ملک غیر آباد نہ ہو جاوے۔

زرخیز اور شاداب میوں کی پیداوار کا ایک ثلث سرکار میں داخل کیا جاتا تھا اور یہی آمدنی کا ذریعہ تھا۔

تیسنے حکم دیا کہ جو شخص ویران زمین میں کاشتکاری کرے یا نہر لاوے یا باغ لگاوے یا غیر مزروعہ زمین پر زراعت کرے اس سے پہلے سال کچھ نہ لیا جائے۔ دوسرے سال جو وہ خوشی سے دیوے لیلو تیسرے سال سے قانون کے مطابق اس پر جمع مقرر کرو۔

تیسنے حکم دیا کہ اگر غریبوں پر امیر ظلم کریں اور انکے مال و متاع کو نقصان پہنچائیں تو ظالم امیروں سے نقصان کے برابر رقم لیکر مظلوم غریبوں کو دو تاکہ انکی پھر پہلی سی حالت ہو جاوے

تیسنے حکم دیا کہ ہر ایک ملک میں ۳ وزیر مقرر ہوں ایک وزیر رعایا کے واسطے ہو اس کو یہ خدمت سپرد کی جائے۔ کہ وہ مالگذاری اور راہداری کا باقاعدہ حساب رکھے کہ رعیت نے کیا اور کتنی رقمیں کس مد میں اور کس بات کی دیں وہ ان سب کا نقشہ تیار رکھے۔ دوسرا وزیر فوج میں مقرر ہو جو حساب رکھے کہ سپاہ کو کتنا روپیہ دیا گیا ہے اور ان کو کتنا روپیہ اور دینا باقی ہے۔ تیسرے وزیر کو متفرق کام دیئے ہیں جنکے بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

یہ سب باتیں بتاتی ہیں کہ مغل جب کہ وہ پہلی ہی دفعہ ہندوستان میں آئے علم سیاست مدن خوب جانتے تھے اور انکے آنے سے ہندوستان کو بڑا فائدہ پہنچا۔ خاندان مغلیہ کے بڑے بادشاہوں کے عہد میں مثلاً اکبر کے زمانہ میں سلطنت کے اختیار بٹے ہوئے تھے اور ایسی لیاقت سے حکومت کی جاتی تھی جو علم اور تہذیب کے اعتبار سے اس مشہور زمانہ

شایان تھی۔
اگر شخصی حکومت مین بہت سی چیزون کا انحصار بادشاہ کی صفات پر ہوتا ہے لیکن اگر حکمرانی کا عمدہ طریقہ ایک دفعہ بخوبی رواج پا جاتا تھا تو تھوڑے عرصہ تک تو اسکا اثر ضروری رہتا تھا اور اکثر وہ قاعدہ ہمیشہ کے لئے جاری ہو جاتا تھا۔

(۳) **قانون**۔ ہندوون کا قانون ایسے لوگون نے بنایا تھا جنکی دماغی قوت اتنی ضعیف تھی کہ اُسے زیادہ اور ضعیف نہین ہو سکتی۔ قانون کا بڑا نتیجہ عظیم یہ ہے کہ ملک کو فائدہ پہنچین۔ لیکن دنیا مین جتنے قوانین آجتک بنائے گئے ہین۔ ان سب مین بدتر ہندوون کا قانون ہے جسے بہت ہی کم ملک کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور قانون کی علت غائی ملک کی نفع رسانی کی بقا اگر مفروضہ بہترین قانون سے مسلمانون کے ان قوانین کا مقابلہ کیا جائے جنکو انہون نے ہندوستان مین جاری کیا تو بہت سے نقص ملینگے۔ لیکن اسکا کسی ملک کے موجودہ نظم قوانین سے مقابلہ کرو۔ مثلاً قوانین روم یا قوانین انگلستان سے تو وہ خوبیون مین ایسا کمتر نہین ہوگا جیسا کہ اُن قوانین کی نظمون سے جاننے والے جاہل آدمیون کے تعریف پر غش ہونے والے یقین کرتے ہین۔ مسلمانون کے قوانین لکھنے مین ہم انگریزی قوانین کا بھی ذکر کرینگے۔ تاکہ لوگ دونون قومون کے قانون سے واقف ہو جائین اور یہ اس وجہ سے اور بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین مسلمانون کا قانون منسوخ ہو کر انگریزی قانون جاری ہوا ہے خاص ہدایتین ہو گئین۔

اول قوانین دیوانی مین جنمین فوجداری کا قانون شامل نہین ہے۔ وہ حقوق شامل ہین جو قوم کے ہر فرد کو قوم کی بہبودی کے واسطے حاصل ہونے چاہئین۔ یا یون کہو کہ قانون دیوانی ان اختیارات پر مشتمل ہے جو قوم کی ترقی کے واسطے ہر شخص کو آدمیون اور اشیاء پر حاصل ہونے چاہئین۔ یہ اختیارات حقوق کے قائم کرنے کے لئے ضرور ہین اور عام تجربہ سے خوب معلوم ہوا ہے کہ اس باب مین مہذب قومین ایک دوسرے سے اتفاق کرتی چلی آئی ہین۔ البتہ حقوق کے استحکام کے واسطے انہون نے مختلف طریقے اختیار

کئے ہین۔

سب سے عمدہ اور بہتر ذریعہ جسکے بغیر لوگون کے حقوق کی حفاظت ناممکن ہی یہ ہے کہ لفظ حق کی صحیح اور درست تعریف کی جائے۔ حقوق کی درست اور ٹھیک تعریف کرنے کے اعتبار سے رومی اور انگریزی اور مسلمانون کے قانون ایکسے ہین۔ تعریفات کا درست ہونا گویا قانون کو کمال کے درجہ تک پہنچا دینا ہے اور یہ بات اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ قوم تہذیب کے اعلےٰ درجہ تک پہنچ گئی ہو۔ تعریفات کے واسطے اول تو تمام مختلف واقعات کے تجربہ پر عبور ضرور ہے۔ دوسرے انسان کا دماغ اتنا مشاق نہین ہے کہ تمام واقعات کو ترتیب دے سکے اور بغیر عمدہ ترتیب کے صحیح تعریف کرنا ناممکن ہی۔ تیسرے رسوم کا منسوخ کرنا بہت دشوار ہے مقنن رسوم کی ناپائداری سے خوش ہوتا ہے اور وہ کوشش کرتا ہے کہ کہین رسوم ترقی نہ پکڑ جائے اور اختیارات کی وجہ سے وہ اپنی کوششون مین کامیاب ہوتا ہے

زمانہ حال تک یورپ کے کسی ملک مین بھی قانون ملک قلمبند نہین کیا جاتا تھا یعنی لوگون کے حقوق کی کیفیت مقررہ الفاظ مین نہین بتائی جاتی تھی۔ تمام قانون بالی تھا۔ بہت سے لوگ تو یہ بھی نہین جانتے تھے کہ لفظ حق کیا چیز ہے جج کے پاس اسکی رہبری کے لئے کوئی مقررہ تعریف نہین ہوتی تھی وہ ہر موقع پر حسب ضرورت نئی نئی تعریف گھڑ لیتا تھا۔ یہ بیشمار تعریفات جو مختلف ججون نے بے شمار موقعون پر کی تھین۔ ایک دوسرے سے کم و بیش مختلف تھین اگر تعریفات مین کچھ صحت و درستی تھی تو صرف اس وجہ سے کہ فیصل شدہ مقدمات سے ایک جامع نتیجہ لیا تھا اور جج ہر موقع پر تغیر و تبدل ان فیصلون کی حد کے اندر کرتا تھا۔ کیونکہ جو شخص بے انصافی کرنے کی غرض سے مقررہ حد سے تجاوز کرتا تھا اسکو لوگ برا سمجھتے تھے۔ چند سال ہوئے کہ جرمن کی بعض ریاستون نے کوشش کی تھی کہ ضابطہ قوانین بنا کر اور خاص عبارت مین لکھ کر قانون کو مستقل کر دین۔ یہ کوشش صرف تھوڑے ہی لوگون کی

طرف سے تھی اور اسمین زیادہ کامیابی حاصل نہین ہوئی شہنشاہ نپولین پہلا شخص تھا جسنے قانون کی تدوین کرکے رعیت کو بے حد فائدہ پہنچایا اگر ہم نکتہ چینی کرین تو نپولین کے ضابطہ قانون مین بہت سے نقص نکال سکتے ہین لیکن باوجود ان سب باتون کے فرانسیسیون کو بہ اعتبار قانون کے سب قومون پر تفوق حاصل تھا انگلینڈ کا کامن لا (رسم ورواج) عام قانون جسمین دیوانی اور فوجداری دونون شامل ہین صرف زبانی تھا - قانون جو سٹیچوٹ لا (آئین پارلیمنٹ) کے نام سے مشہور تھا وہ فضول لفظون سے مملو تھا - اسمین عجیب ترتیب فقرے ایسے مہمل ذو معنی ہین کہ مقنن کہتے ہین کہ عام قانون جسمین تغیر وتبادل ہمیشہ ہوتا ہے اس سے زیادہ قابل اعتبار ہے - صاحب ممدوح نے بہت کچھ اس قانون کے بابت لکھا ہے اور یورپ مسلمان ہندؤن کے قوانین کے مقابلہ کرکے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ مسلمانون کے قوانین عیسائیون کے قوانین سے تہذیب مین بعض برابر بعض کم تھی مگر مسلمانون کے قوانین دیوانی اور فوجداری ہندؤن کے قوانین سے بدرجہا بہتر ہے -

(۴) ٹیکس محصول لگانے مین مسلمانون نے وہی طریقہ اختیار کیا جو ہندؤن کے عہد حکومت مین تھا - پیداوار کا ایک خاص حصہ بادشاہ کو دیا جاتا تھا اور یہی سلطنت کی آمدنی کا ذریعہ تھا - اکبر بادشاہ نے مالگذاری جمع کرنے کے عمدہ طریقہ مقرر کئے مالگذاری و بندوبست کے قانون کو ایسی ترقی دی جو دوسرے بادشاہ کے عہد مین کبھی نصیب نہین ہوئی تھی - جو کچھ کہ ہمکو ہندؤن کی طرز حکومت کی بابت معلوم ہی اور جو لیاقت سے مسلمانون نے سلطنت کے کام کو انجام دیا اس سے ہم یہ نتیجہ بخوبی نکال سکتے ہین کہ مغلون کے آنے سے ہندوستان مین بہت ترقی ہوئی - یہ بات کہ مسلمانون نے مالگذاری کے کام مین اکثر ہندؤن سے کام لیا اور ہندؤن کی مدد سے انہون نے اصلاحین کین اس خیال سے متناقض نہین ہی کہ مسلمانون کے عہد مین مالگذاری کا کام ہندؤن کے زمانہ سے بہتر کیا گیا تھا - چونکہ پیداوار کا ایک خاص حصہ لیا جاتا تھا جلکی

مالگذاری کے مفصل حالات سے آگاہ ہونا دشوار اور مشکل تھا اور اسکے واسطے رعایا کے اخلاق اور زبان سے واقف ہونا ضروری تھا اور یہ واقفیت صرف ہندوؤن ہی کو ہوسکتی تھی۔

ہندو اس کام مین مدد دینے کے تو قابل تھے لیکن انمین اتنی قابلیت نہ تھی کہ خود کر سکین۔ مالگذاری جمع کرنیکا وہ طریقہ جو اکبر کے وقت مین اختیار کیا گیا تھا تاکہ مالگذاری کی بدانتظامیون کا انسداد کیا جائے اور رعایا پر ظلم ہونے نپائے اور تحصیل مین غلطی نہو جس وقت تک کہ مغلیہ حکومت مین کچھ بھی قوت رہی بے کم و کاست وہی طریقہ چلا آتا تھا لیکن جب ملک کئی حصون مین تقسیم ہو گیا اور ہر ایک صوبہ خود مختار بن بیٹھا اور وہان کے حاکم صوبہ کی بدنظمیون کا انسداد نہ کر سکے تو وہ طریقہ ٹوٹ گیا

(۵) مذہب۔ اسپر ہم بحث نہین کرتے۔

(۶) **اخلاق و اوضاع مسلمانون کے۔** اخلاق و اوضاع ہندوؤن کے اخلاق سے بہتر تھے۔ ہندوون کا اخلاق زیادہ تر ذات کی ظالمانہ و زبون پابندی پر مبنی تھا لیکن جو اخلاق مسلمانون کے اخلاق کی طرح نوع انسان کی مساوات و اخوت پر مبنی تھا وہ اس اخلاق سے جو سرتا پا بادشاہ کی بھلائی پر مبنی ہو ایسا فرق رکھتا ہے۔ جسکی شکل سے کوئی قیمت مقرر ہو سکتی ہے۔ ہندوؤن کا اخلاق مذہبی رسوم کے ادا کرنے پر مشتمل تھا۔ یہ رسمین آزار رسان و بیہودہ تھین۔ ہر ایک ہندو کی زندگانی کا بڑا حصہ بیہودہ رسمون کے ادا کرنے مین صرف ہوتا ہے یا ہونا چاہیئے مسلمانون کا مذہب تمام مذہبون مین سب سے زیادہ رسمون سے مبرا اور منزہ ہے۔

انسان کی زندگی کا بڑا حصہ لطیف اور لذیذ کھانے اور کھلانے مین صرف ہوتا ہے ہندو و مسلمانون کی خوراک مین فرق تھا مسلمان گوشت خوار تھے۔ ہندو گوشت خور نہ تھے ان کی غذا نباتات تھی۔ ان غذاؤن کے فرق سے بھی انکے درمیان فرق تھا۔ شراب و لغو ہندو و مسلمانون مین ممنوع تھی۔

مسلمانون کی طرز گفتگو بہ نسبت ہندوؤن کے ملائم و دلاویز کم ہوتی ہے انگریزی

حکام انکو پسند نہین کرتے کیونکہ وہ انکو محض اپنا تابعدار بنا کر رکھنا چاہتے ہین - اصل بات یہ ہی کہ ہندو خواجہ سراؤن کی طرح غلامانہ صفات مین بڑہے ہوئے ہین - انگریزی حکام سرکاری کام اور خانگی امور مین دیکھتے ہین کہ انکے عیش و رحفاظت اور خود بینی مین ہندو سب قومون سے کم مخل اور مانع ہوتے ہین - اگرچہ مسلمان ہندو جیسے نرم نہین ہین لیکن اسکے ساتھ ہی وہ مردانہ وار اور طاقت ور ہین وہ زیادہ تر ہمارے نیم مہذب بزرگون سے ملتے جلتے ہین جو کہ برتاؤ مین تو ایسے نرم نہ تھے لیکن ہندوؤن کے مقابلہ مین اعلیٰ درجہ کی تہذیب سیکھنے کی قابلیت رکھتے تھے -

ہم دیکھ چکے ہین کہ ہندوؤن کا چال و چلن بہت خراب ہوتا ہے مسلمان ان سے کسی قدر بہتر ہین - ظاہرداری - دروغگوئی - بیوفائی - اور دوسرون کی دلآزاری کی طرف سے بے پروائی اور زر پرستی مین ہندو اور مسلمان دونون کی ایکسی حالت ہے مسلمانون کے پاس جب دولت آتی ہی تو وہ فضول خرچ اور عیاش ہو جاتے ہین - ہندو ہمیشہ کنجوس اور محتاط ہوتے ہین -

(۷) **آرٹ صناعی وغیرہ** - یہ بات سب لوگ بخوبی جانتے ہین کہ مسلمان فاتحین ایران کے فنون کو اپنے ساتھ ہندوستان مین لائے -

عمارت اور زیور اور کپڑے کے بنانے مین ہندوؤن کی بہت تعریف کی جاتی ہے پہلے دونو چیزون مین مسلمانون سے ہندو بہت کم لیاقت رکھتے تھے مسلمانون کی بعض عمارتین تو یورپ کے بہترین عمارتون کے نمونہ کی برابری کرتی ہین محراب بنانے کی ترکیب سے ہندو بالکل ناواقف تھے اگر ہندوؤن سے مسلمان کسی چیز مین گھٹے ہوئے تھے تو کپڑا بنانا تھا یہ بات فیصلہ طلب ہے کہ آیا فارس کے ریشمی کپڑے اور مخمل بھی صناعی کے ایسے حیرت انگیز نمونے تھے جیسے ہندوؤن کی ململ دھوتون اور پلون کے بنانے مین جسمین کہ سخت محنت اور ہنرورکار ہے مسلمانون کے حملہ سے پہلے ہندو وحشی قومون سے کچھ یون ہی سے بہتر تھے تیمور کے قوانین کے انتخاب مین جسکا اوپر ذکر آیا ہے ہم دیکھ چکے ہین کہ مغلون کو ہندوستان فتح کرنے سے پہلے ہی

ان چیزون کا شوق تھا۔

علم موسیقی اور نقاشی اور سنگ تراشی مین مسلمان چینی اور ہندو ترقی کے میدان مین برابر تھے۔ نقاشی کے واسطے ان تمام قومون کا مذاق اور قابلیت ایک دوسرے سے ایسی ملتی جلتی تھی کہ حیرت ہوتی تھی۔ علم موسیقی مین ہندو ایسے ہی گھٹے ہوئے ہین جبکہ سنگ تراشی مین فارس کے لوگ ہندو اور چینیون سے بڑھے ہوئے ہین ۔

فن جنگ خواہ ان فنون مین شامل ہو سکے یا نہ ہو سکے اور انسانی قابلیتون مین سے کتنی ہی قابلیتین اُسکے لئے درکار ہون مسلمان جیسا کہ امید کیجاسکتی ہے بوجہ ذہین اور عقلمند ہونیکے بہ نسبت ہندوؤن کے لڑائی کے فن سے بہتر واقف تھے جبکہ کوئی قوم جو تعداد مین قلیل ہو اپنے سے بڑی جماعت پر غالب آجائے اور انکو اپنا تابع رکھے تو اس صورت مین یہ نتیجہ نکالنا بالکل درست ہے (بشرطیکہ قلیل التعداد فریق کو کوئی خاص فائدہ حاصل نہو) کہ بمقابلہ مفتوح کے فاتحین فن جنگ کو بہتر جانتے ہین جو باتین ہم ان دونون قومون کی بابت جانتے ہین وہ ہمارے اس نتیجہ کی تصدیق کرتی ہین ۔

(۲) **علم ادب** ۔ یہ بات ثابت کرنی ناممکن ہے کہ ہندو علم مین مسلمانون سے بڑھے ہوئے تھے۔ غالباً اس بات مین کوئی بحث نہین کریگا کہ ہر قسم کا علم مسلمان حملہ آورون مین ہندوؤن سے زیادہ تھا۔ علوم ہندسہ اور شاعری مین ہندوؤن کی بہت تعریف کیجاتی ہے

علوم ہندسہ مین زیادہ تر تعجب اسکی فرضی قدامت پر کیا جاتا ہے نہ کہ اسکی ترقی پر وہ خواہ کتنا ہی قدیم ہو۔ یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ مسلمانون مین بھی یورپ کا علم ریاضی اتنا موجود تھا جتنا کہ ہندو جانتے تھے اس موقع پر صرف اتنا ہی ثابت کردینا کافی ہے ۔

جو لوگ ہندوؤن کی نظم کی بہت تعریف کرتے ہین اور تعریف کرانی چاہتے ہین یہ بات تسلیم کرتے ہین کہ فارسی نظم ہندو نظم سے بہتر ہے ۔ ہندوؤن کی مشہور نظم مہابھارت کا شاہنامہ سے مقابلہ کرلو ۔ شاہنامہ مین غیر حقیقی اور ناممکن باتین اس کثرت سے نہین پائی جاتین جیسی کہ مہابھارت مین ہین واقعات بعید از عقل نہین ہین اور افسانے صنعتون سے مملو ہین۔

لیکن جس علم مین کہ مسلمان ہندوؤن سے بہت بڑھے ہوئے ہین وہ علم تاریخ ہی ہے ہمارا اہتمام علم تجربہ پر مبنی ہی اور تاریخ کی خوبی اس بات مین ہی کہ زمانہ ماضی کے واقعات کو اس طرح قلمبند کیا جاے کہ لوگ آنیوالے زمانے مین اس سی سبق سیکھین۔ علم تاریخ سے ہندو بالکل بے بہرہ تھے ہندوستان کے مسلمانون نے ایشیا کے سب ملکون سے زیادہ علم تاریخ کو کمال کے درجہ تک پہنچا دیا تھا تاریخ فرشتہ اور غلام حسین کے تذکرہ سیر المتاخرین السی سلیس عبارت مین ہین اور ایسے معنی خیز ہین کہ فارسی زبان مین وہ اپنی نظیر آپ ہی ہین۔ یہ بات بھی قابل غور ہی کہ تاریخ کے علاوہ فارسی کی بہترین نظم شاہنامہ بھی ہندوستان کے مسلمان فاتحین کے عہد مین لکھی گئی

(۲۲) دہلی مین مسلمان پادشاہون کے پایۂ تخت کا بدلنا اور انکی عمارات کا بننا۔

جمنا کے بائین کنارہ اور رہات تغلق آباد و مہرولی و چندراوان کے درمیان ایک قطعہ زمین ۴۵ مربع میل ہے جس سے زیادہ دلچسپ کوئی اور قطعہ زمین کا نہین روئے زمین پر مورخون کے مطالعہ کے لئے انقلابات و عمارات کے مشاہدہ کرنے کے واسطے موجود نہین ہے۔ اسی مین تیرہ شہر ہندو راجاؤن او مسلمان پادشاہون کے دار السلطنت بنے اور بگڑے انمین سے ایک آج بھی سلامت ہے۔ باقی سب کے سب اپنے کھنڈرون یا حکایتون سے یاد دلاتے ہین بعض کے کھنڈر اپنی خاموش زبان سے پکار رہے ہین

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ   آثار پدید است صنادید عجم را

بعض کے کھنڈر بھی نہین ہین جو اپنی گونگی زبان سے انگلیون کے اشارون سے کچھ بتلائین صرف انکی روایتین اور حکایتین باقی ہین۔ فرنگستانی محققین کی یہ راے ہی کہ حضرت عیسی سے پندرہ سو برس پہلے راجہ یدھشٹر نے پانڈو کی سلطنت عظیم قائم کی اور جمنا کے بائین کنارہ پر شہر اندرپرست یا اندرپت آباد کیا جو بعض اوقات اسکا پایۂ تخت رہا۔ یہ شمالی ہندوستان کا دوسرا دار السلطنت تھا۔

اندرپرستھ کی تاریخ اگر کچھ صحیح مل سکتی ہی تو وہ اندرپت مہاتما یا مہابھارت مین ہی۔ اندرپرستھ نام ظاہرا اندر کے نام پر رکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کوئی اسکی وجہ تسمیہ یہ کہتا ہے کہ

اندر نے یہاں پر یگیہ کیا تھا۔ اسلئے یہ نام رکھا گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ پرستھ کے معنی کھلے
میدان کے ہیں اس لئے اس شہر کا نام اندرپرستھ یعنی اندر کا کھلا میدان رکھا گیا۔ اسکو اندرکھیڑا
بھی کہتے ہیں۔ اس شہر کی بنیاد ۱۴۰۵ برس پہلے حضرت عیسیٰ سے بتائی جاتی ہے۔ یہ صحیح
نہیں معلوم ہوتا کہ شمالی ہندوستان میں گنگا کے کنارہ پر ہستناپور دوسرا دارالسلطنت
پانڈو کا بنا۔ یدھشٹر کے خاندان میں بیس پیڑھی تک راج نسلاً بعد نسل چلا آیا اور حضرت عیسیٰ
سے پیشتر پندرہ صدی سے ساتوین صدی تک اندرپرست پانڈو کی راجدھانی رہا۔
جب اس خاندان کی سیناپت ولیار دلنے یہ راج چھین لیا تو اسکے خاندان کے چودہ راجاؤن کا
یہ شہر راجدھانی پانچسو برس تک رہا۔ بعد اسکے گپتا کے خاندان مین راج آیا جسنے اپنی
راجدھانی پاٹلی پوتھرا کو مقرر کیا اسلئے اندرپرستھ شمالی ہندوستان کا دارالسلطنت نہ رہا۔
میرے دلی دوست بڑے عالم پنڈت شیشر ناتھ سرگ باشی نے نہایت تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے
کہ یہ شہر موضع دکھلہ سے موضع برار ہی تک پھیلتا تھا۔ ابتک اس شہر کی دو یادگارین موجود ہین
ایک جمنا کا گھاٹ نگم بودھ دوسری نیلی چھتری جہان یدھشٹر نے ہوم کرکے ایک مندر
بنایا تھا جسکی وہ یادگار ہے۔ اندرپرست کی جگہ دہلی قائم ہوئی بکرماجیت راجہ اجین نے اندرپرستھ
کو فتح کرکے اپنے راج مین ملایا اس شہر کو کہتے ہین کہ تواریخ مین سے کسی نے حضرت عیسیٰ سے
۹۱۶ برس پیشتر آباد کیا اور اسکا نام دہلی اسلئے رکھا کہ اسکی زمین ڈھیلی ہے۔ یہان کی زمین
ایسی پولی ہے کہ اسمین میخین نہین گڑ سکتین بعض یہ کہتے ہین کہ قنوج کے راجہ دیلو کا نائب السلطنت
سروپ دت تھا جسنے اندرپرستھ کی جگہ جو ویران ہوگیا اس شہر کو آباد کیا اور اپنے راجہ کے
نام پر اسکا نام دہلی رکھا مگر اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ راجہ دیلو ۳۲۸ برس حضرت
عیسیٰ سے ہوا ہے جسکو راجہ پورس نے مغلوب کیا ہے اور اس وقت دلی راجہ کمایون پاس
اس سے بہت پہلے دلی آباد ہو چکی تھی غرض کسی راجہ نے جسکا نام دیلو تھا اس شہر کو آباد
کیا ہے گو تمام نسل کے راجہ دھرم راج یا دھرم دھر نے اپنا راج دلی مین جمایا اس کی
آخری راجہ کو قنوج کے راجہ نے مغلوب کیا اور بعد اسکے کئی خاندانون کے راج بدلے

تونوار بنس کا راج قائم ہوا سنہ ۷۳۱ مین اننگ پال نے دلی کو سنہ ۱۰۵۲ مین اور اسکے جانشینون
مین سے اننگ پال دوم نے اس شہر کو دوبارہ بسایا۔ ان خاندانون کی انقلابات مین ۳۹۲
برس تک دلی کو دار السلطنت ہونے کا شرف نہ حاصل رہا۔ یہ وہ زمانہ ہے جو اجین کے راجہ کے
فتح کرلینے اور اننگ پال کے دلی دوبارہ آباد کرلینے کے درمیان گذرا ہے۔

سنہ ۱۱۵۱ مین چوہانون نے تونوار کے راجاؤن کو شکست دیکر اپنا راج قائم کیا اور
انکا آخری راجہ پرتھی راج عرف رائے پتھورا شمال ہندوستان مین سب راجاؤن کا
راجہ بنا۔ اسنے ایک قلعہ بنایا جسکا نام اب رائے پتھورا کا قلعہ لیا جاتا ہے۔ یہ قلعہ
سنہ ۱۱۸۰ یا سنہ ۱۱۸۶ مین اس غرض سے بنایا گیا تھا کہ شہر کو شمالی ہندوستان کے
مسلمانون کی حملہ آوری سے بچائے اس قلعہ کے بعض حصے اب بھی موجود ہین۔

سنہ ۱۱۹۱ مین مسلمانون نے دلی کو فتح کرلیا اور انکا پہلا بادشاہ قطب الدین ایبک یہان
تخت نشین ہوا۔ شمالی ہندوستان سے ہندؤن کا راج کالعدم ہوا۔

قطب الدین کے بعد جو آٹھ بادشاہ (۱) آرام شاہ (۲) شمس الدین التمش (۳) رکن الدین
فیروز شاہ (۴) سلطان رضیہ بیگم (۵) معز الدین بہرام شاہ (۶) علاء الدین مسعود شاہ
(۷) ناصر الدین محمود (۸) غیاث الدین بلبن ہوئے انہون نے قلعہ رائے پتھورا ہی مین اپنا
دار السلطنت قائم رکھا اور انہین عمارات ذیل بنوائین۔

(۱) قصر سفید سنہ ۱۲۰۵ع مین رائے پتھورا کی وفات سے سولہ برس بعد قطب الدین ایبک نے
بنوایا۔ اسکا ذکر تاریخ کی جلد اول مین ہے۔ اب اس قصر کا کوئی نشان باقی نہین ہے۔

(۲) کوشک فیروزی اسکو شمس الدین التمش نے بنایا۔

(۳) قصر سبز یہ ناصر الدین محمود کے زمانہ مین بنایا گیا۔

(۴) چبوترہ ناصرہ ۔ ناصر الدین محمود نے بنایا۔

(۵) مسجد قوت الاسلام ۔ قطب الدین ایبک نے رائے پتھورا کے مندر کی جگہ بنوائی ان
عمارات کا ذکر اپنے محل پر مینے جلد اول مین بیان کیا ہے سنہ ۶۸۵ھ ۱۲۸۶ مین سونی

پادشاہ کیقباد نے جو ناصر بلبن کا پوتا تھا موضع کیلوکھری مین قلعہ بنانا شروع کیا۔ اس نے
جمنا کے کنارہ پر باغ لگایا غرض اس گاؤن کو جو پہلے سے بھی مشہور تھا ایک خوبصورت
شہر بنا دیا۔ ۶۸۶ھ (۱۲۸۷) مین کیقباد نے جو قلعہ بنانا شروع کیا تھا سلطان جلال الدین خلجی
نے اسکی تعمیر کو پورا کیا۔ تھوڑے دنون بعد اس کیلوکھری کو نیا شہر اور قلعہ رای پتھورا کو
پرانا شہر کہنے لگے۔

جلال الدین خلجی نے کوشک لال بنوایا جسکا اب کچھ نشان نہین ہے۔ جلال الدین کے
بعد اسکا بھتیجا علاء الدین جانشین ہوا۔ وہ کچھ دنون قلعہ رای پتھورا مین رہا۔ بعد اس کے
اسنے موضع سیری مین ایک قلعہ بنایا جو دہلی کی سلطنت کا پایہ تخت بنا۔
علاء الدین خلجی کے پسر خورد مبارک شاہ کا اور اسکے قاتل خسرو خان کا دار السلطنہ
سیری رہا۔ اس قلعہ کی قصر ہزار ستون بڑی عمدہ عمارت تھی۔ بعد اسکے خسرو خان کو
غیاث الدین تغلق شاہ مار کر پادشاہ ہوا۔ اسنے سیری سے تغلق آباد مین دار السلطنت کو
منتقل کیا۔ ۷۲۱ھ (۱۳۲۱) مین اس شہر اور قلعہ کی تعمیر شروع ہوی اور ۷۲۳ھ (۱۳۲۳) مین ختم ہوی۔ ابتک
اس قلعہ کو شکستہ حالی کی صورت مین جو باہر سے دیکھا ہے تو اسکی شوکت بہت
دل مین ہیبت پیدا کرتی ہے اور اندر جاکر اسکی ویرانی دیکھنے سے عجب عبرت ہوتی ہے
اب گوجر اسمین بستے ہین مثل مشہور ہے کہ یا بسے گوجر یا رہے اوجڑ۔ سلطان غیاث الدین
تغلق کے بیٹے محمد شاہ عادل نے عادل آباد یا محمد آباد بسایا۔ جو تغلق آباد سے تھوڑے
فاصلہ پر تھا۔ اس مین دو قلعے ہین جو قلعہ تغلق آباد کے نمونے پر بنائے گئے ہین اور
کچھ تھوڑے دنون کے بعد اسنے قلعہ رای پتھورا اور سیری دونو کو ملا کر ایک حصار
اسکے گرد بنایا اور اسکا نام جہان پناہ رکھا اسکے جانشین فیروز شاہ تغلق نے
دار السلطنت کو چھوڑ کر شہر فیروز آباد بسایا۔ یہ شہر ۷۵۵ھ (۱۳۵۴) مین بسایا گیا ہے۔
پرانی دہلی کی عمارات کو مسمار کرکے انکا مصالح اس شہر کی عمارت مین لگایا گیا ہے اور
عمارت کا مفصل حال تاریخ جلد دویم مین لکھا گیا ہے۔ امیر تیمور کے حملے نے پٹھانون کی

سلطنت کا خاتمہ کیا اور سیدون کی سلطنت کا عہد آیا ۸۱۷ھ مین اول سیدون کے اول بادشاہ
خضر خان نے خضر آباد جمنا کے کنارہ پر بسایا۔ خضر خان کی قبر ۸۲۴ھ مین بیٹے سید
مبارک شاہ نے بنوائی۔ جسکو خضر کی گمٹی کہتے ہین۔ اسی بادشاہ نے ۸۳۷ھ مین جمنا کے
کنارہ پر ایک شہر مبارک آباد بنانا چاہا مگر وہ پورا نہ ہوا تھا کہ اسکے اندر وہ شہید ہوا اور شہر
مبارک آباد سے نامبارک آباد ہوا۔ سیدون کے بعد لودیون کے خاندان کی سلطنت
شروع ہوئی۔ بہلول لودہی نے ۸۵۵ آگرہ کو اپنا دار السلطنت مقرر کیا اور دہلی کو چھوڑا۔
ہمایون نے اسکے بیٹے کو شکست دی اور ہندوستان سے نکالے جانے سے پہلے شہر
دین پناہ کی عمارات کو شروع کیا اسکے پاس ایک گانون اندرپت ابتک اندرپرستھ
کو یاد دلا رہا ہے یہان ایک چھوٹا سا قلعہ ہے جسکا نام پرانا قلعہ مشہور ہے
ہمایون نے اس قلعہ کی مرمت کی اور اسکا نام دین پناہ رکھا۔ یہان کے دہاتی
اس قلعہ کے بعض حصہ کو پانڈو کے عہد کا بتاتے ہین۔ اس دین پناہ کا حال تذکرۂ ہمایون کی
جلد سوم مین بیان ہوا۔ جب شیر شاہ نے ہمایون کو ہندوستان سے نکالا اور دہلی اسکے
قبضہ مین ہوا تو اسنے بھی شیر گڈھ آباد کیا جسکو دہلی شیر شاہی کہتے ہین شیر شاہ نے دین پناہ کے
حصار کو پورا کیا اور اسی کا نام شیر گڈھ رکھا جسکا بیان ابھی محل بر رزم نامہ شیر شاہی مین
مینے لکھا ہے۔ شیر شاہ کے بیٹے سلیم شاہ نے قلعہ سلیم گڈھ جمنا کے اندر بنایا پھر ہمایون نے
خاندان سور سے سلطنت چھین لی اور دین پناہ مین وہ مر گیا۔ اسکا بیٹا اکبر اور پوتا
جہانگیر اکبرآباد مین رہے اسکے پرپوتے شاہجہان نے شاہجہان آباد کیا۔ جسکا حال ظفرنامہ
شاہجہان مین مینے مفصل لکھا ہے۔ یہ شہر ۱۸۵۷ تک دار السلطنت رہا۔ پھر اس کو
انگریزون نے فتح کر لیا۔ جب سے وہ دار السلطنت نہین رہا۔ مگر اب بھی وہ ہندوستان
کے اعلے درجہ کے شہرون مین شمار ہوتا ہے مسلمان بادشاہون مین سے اکثر بادشاہون
کو اپنے نام ونمود کے لئے ایک نیا دار السلطنت بنانے کا خیال رہا اسلئے پایہ تخت نے
اپنے مقامات بدلے۔

(۳۴) **سکون کا بیان**۔ مسلمانون مین پادشاہ ہونے کے لئے ضرور ہے
کہ خطبہ مین اُنکا نام پڑھا جاوے اور اُنکے نام کا سکہ جاری کیا جائے۔ یہ سکہ اور خطبہ
پادشاہی کا قطعی ثبوت ہے یہان سکون کا بیان فقط اس سبب سے کرتا ہون کہ انکی قیمت
معلوم ہو جاے۔ کہ کیا تھی جسکی بہت ضرورت تاریخ مین ارقام سمجھنے مین پڑتی ہے۔ ہم
اس قیمت کے بتلانے کے لئے سونے چاندی تانبے کے سکون کے وزن لکھتے ہین جس سے
انکی اصلی قیمت آپ ہی معلوم ہو جائیگی۔ یہ سکے میرے پاس موجود نہین ہین کہ
مین انکو کانٹے مین ہندوستانی اوزان سے تولکر بتلاؤن مگر میرے پاس طامس ایڈورڈ
صاحب کی کتاب موجود ہے جسمین صاحب ممدوح نے ان سکون کو تول کر انکا وزن
گرین مین لکھا ہے اور اس گرین کے وزن بتلانے کے لئے بتلاتا ہون کہ قیصر ہند کا
روپیہ جو یہان ہندوستان مین مروج ہے اسکا وزن ایک سو اسی گرین ہے یعنی
ایک تولہ پس تولہ کے یعنی ۹۶ رتی کے ۱۸۰ گرین ہوئے اسی سے معلوم ہوا کہ ایک ماشہ
مین ۱۵ گرین ہوتے ہین یعنی آدھی رتی کے قریب ایک گرین ہوتا ہے یہی مہر کا وزن ہے
تانبے کے ادھنے سکے کا وزن ۲۰۰ گرین یعنی ۱۳⅓ ماشہ اور پاؤ آنہ یعنی پیسہ کا
وزن ۱۰۰ گرین یعنی ۶⅔ ماشے اس بیان سے سکون کا وزن گرین مین جو ہم لکھتے
ہین تم سمجھ کر ہر پادشاہ کے عہد کی چاندی سونے تانبے کے سکون کی قیمت کا حساب
کر لیا کرو۔ خاندان تیمور کی سلطنت تک اول سے چالیس پادشاہ مختلف خاندان غوری۔
خلجی۔ تغلق۔ سادات۔ لودھی۔ سور افغان کے ہوئے ہین۔ انہون نے ۵۸۹ھ ۱۱۹۳ء سے
۹۶۲ھ ۱۵۵۴ء تک ساڑھے تین سو برس کے قریب سلطنت کی اور انکے سونے چاندی تانبے کے
سکون کے وزن گرین ذیل مین لکھے جاتے ہین جنکی قیمت کا حساب کرکے پادشاہون کے
عہد مین اجناس کی اور اسکے اور بخششون اور انعامون وغیرہ کی قیمتون کو سمجھ سکتے ہین
مثلاً کسی پادشاہ کے خزانہ مین لاکھ روپئے کے جواہر لکھے ہین تو اسکے چاندی کے سکے
کے وزن سے اپنے روپئے رائج الوقت کی قیمت پر حساب کرکے اس آگے کی

فہرست سمجھی جا سکتی ہین

(۱) معز الدین بن سام اول خاندان سلاطین کا بانی ہوا اسکے سونے کے سکون کا وزن یہ تھا ۹۶ و ۱۶۱
و ۳۳ گرین چاندی کے سکے ۱۶۶ و ۴۷ و ۱۳۳ و ۶۴ و ۱۰۸ ½ گرین و چاندی و تانبے کے مخلوط
سکے ۴۹ و ۴۳ و ۵۵ گرین مخلوط سکے سے سب جگہ یہ سمجھو کہ وہ چاندی اور تانبے کے مرکب کرنے
سے بنائین ہین۔

(۲) قطب الدین ایبک کے عہد مین اوپر کے سکے جاری رہے۔

(۳) آرام شاہ کے عہد مین سونے و چاندی و مخلوط پہلے سکے جاری رہے اور تانبے کا سکہ
۴۵ گرین کا اس بادشاہ کے نام جاری ہوا۔

(۴) شمس الدین التمش سونے کا سکہ ۱۶۷ گرین چاندی کے سکے ۴۵۴ و ۱۵۱ و ۱۶۸۵ گرین
تانبے کے سکے ۵۴ و ۴۴ و ۳۲ و ۴۰ گرین و مخلوط سکے ۵۰ و ۴۶ و ۵۳ و ۵۲ و ۹ و ۴۸ و ۳۸ گرین۔

(۵) رکن الدین شاہ کے مخلوط سکے ۱۵ گرین (۶) سلطانہ رضیہ بیگم چاندی کے سکے ۱۶۵ و ۱۶۷ و ۴۹ و ۴۸

(۷) معز الدین بہرام شاہ - چاندی کا سکہ ۱۶۷ گرین مخلوط سکے ۵۶ گرین۔

(۸) علاء الدین مسعود شاہ چاندی کے سکے ۱۶۷ گرین۔ و تانبے کے سکے ۵۶
و ۴۹ ½ مخلوط سکے ۵۲ و ۱۴۔

(۹) ناصر الدین محمود - تانبے کے سکے ۵۴ و مخلوط سکے ۵۵ و ۱۲۹۔

(۱۰) غیاث الدین بلبن تغلق سونے کا سکہ ۱۶۳ و چاندی کا سکہ ۱۶۷۵ و تانبے کا سکہ ۴۴ ½
۶۷ گرین و مخلوط ۴۶ گرین۔

(۱۱) معز الدین کیقباد - چاندی کا سکہ ۱۶۸ گرین مخلوط سکہ ۵۲ گرین و ۲۹ گرین۔

(۱۲) جلال الدین فیروز خلجی چاندی کا سکہ ۱۶۸ و مخلوط سکے ۵۲ و ۲۹ گرین۔

(۱۳) رکن الدین ابراہیم - چاندی کا سکہ ۱۶۸ و تانبے کا سکہ ۵۶ و ۳۲ و مخلوط ۵۲۔

(۱۴) علاء الدین محمد شاہ سونے کا سکہ ۱۶۹ و ۶ گرین و چاندی کا ۱۶۸ گرین و تانبے کا
سکہ ۶۴ و ۵۵ و مخلوط ۵۵ و ۲۷۔

(۱۵) شہاب الدین عمر۔ مخلوط سکے ۵۵۲۴ گرین۔

(۱۶) مبارک شاہ سونے کا سکہ ۱۶۹، ۵ اگرین و مخلوط ۵ ۵ گرین۔

(۱۷) خسرو خان مخلوط ۷، ۵ ۵۔

(۱۸) غیاث الدین تغلق سونے کا سکہ ۱۶۷۲ ،۴ چاندی کا سکہ ۱۷۰، ۲ و تانبے کا سکہ ۳ ۵ و ۱۳۶ و ۱۰۳ و ۴ ۵ و (۱۹) محمد بن تغلق سونے کے سکے ۵، ۱۹۸ و ۱۶۷، ۳ و ۱۷۰ و ۹۹ و ۲۴۵ و ۱۶۹ و چاندی کے سکے ۱۴۰ و ۵، ۱۶۸ و ۵۶ و ۵۲ و تانبے کے سکے ۵۲ و ۱۳۶ و ۳ و ۱۰ و ۸۶ پیتل کے سکے ۱۳۲ و ۱۱۲ و ۷۲ و ۵۵ و مخلوط ۱۴ و ۲۵۔

(۲۰) فیروز شاہ تغلق سونے کا سکہ ۱۷۲ اگرین۔ مخلوط ۱۴۱ اگرین و ۴۵ گرین و ۱۴۸ گرین ۱۴ و ۱۷۴ اگرین تانبے کا سکہ ۵ گرین و ۱۰۶ اگرین اس بادشاہ کے حال میں سکوں کی بڑی تفصیل لکھی ہے بعض سکے ایسے بھی ہیں کہ ان میں دو نام فیروز شاہ و فتح خان کے لکھے ہیں سونے کا سکہ ۱۶۹ اگرین مخلوط ۱۳۸ اگرین اور ایسے سکے بھی ہیں جن میں دو نام فیروز اور بیٹے ظفر کا نام لکھا ہے سونے کا سکہ ۱۶۸، ۴ اگرین چاندی کا سکہ ۱۴۰ اگرین مخلوط ۱۳۶ اگرین ۱۸۷ گرین تانبے کا ۸۷ گرین۔

(۲۱) غیاث الدین تغلق شاہ دوم مخلوط ۱۳۹ گرین ۱۶۳ اگرین و ۱۸۰ گرین و ۵۰ گرین گرین

(۲۲) ابو بکر شاہ بن ظفر خان مخلوط ۱۳۶ اگرین۔ ۷۴ گرین و تانبے کا ۱۴۴ اگرین ۱۵۵ گرین و ۱۴۰ اگرین و ۵۸ گرین۔

(۲۳) محمد شاہ فیروز شاہ سیم قلب ۱۶۰ اگرین و تانبے کا ۶۷ گرین سونے کا سکہ ۱۷۰ مخلوط ۱۴۰ گرین و تانبے کا ۶۸، ۶۶ گرین ۳۰ گرین و ۵۲ گرین۔

(۲۴) ناصر الدین محمد۔ مخلوط ۱۴۲ اگرین تانبے کا ۱۴۴ اگرین و ۶۷ و ۳۰ گرین۔

(۲۵) محمود بن محمد سیم قلب ۱۴۱ اگرین تانبا ۱۴۰ اگرین و ۶۵ گرین و ۳۲ گرین۔

(۲۶) نصرت شاہ تانبا۔ ۱۴۳ گرین و ۷۵ گرین و ۶۷ گرین۔

(۲۷) دولت خان لودہی۔ اور

(۲۸) خضر خان نے کوئی سکہ اپنے نام کا نہین جاری کیا -

(۲۹) مبارک شاہ دوم چاندی کا سکہ ۱۷۴ گرین مخلوط ۱۷۲ گرین ۵، ۳۸ گرین و ۴۰ گرین

(۳۰) محمد شاہ مخلوط ۲۴۰ گرین تانبا ۱۳۶ گرین و ۳۴۲ گرین -

(۳۱) عالم شاہ - تانبا ۱۳۵ گرین و ۶۶ گرین و ۶۴ گرین -

(۳۲) بہلول شاہ - تانبا ۱۶۷ گرین اوسط وزن ۱۴۰ گرین چاندی ۱۳۹ و ۱۴۵ -

(۳۳) سکندر شاہ لودی - تانبا - ۱۳۹ گرین و ۵۰، ۵۵ گرین -

(۳۴) ابراہیم سکندر شاہ - تانبا ۱۷۸ گرین و ۲۴ و ۱۱۰ گرین و ۱۲۰ گرین -

(۳۵) ہمایون - سونا ۱۸ و ۱۰ و ۱۳ گرین چاندی ۱۷ گرین -

(۳۶) شیر شاہ - سونا - ۵۷، ۱۶۵ چاندی ۱۷۶ گرین - تانبا ۳۲۹ گرین -

(۳۷) اسلام شاہ - چاندی ۱۶۸ گرین تانبا ۱۷۸ و ۱۷۲ گرین و ۳۱۵ گرین -

(۳۸) محمد عادل شاہ - چاندی - ۱۷۴ گرین -

(۳۹) ابراہیم سور - چاندی ۱۷۵ گرین -

(۴۰) سکندر شاہ کے بعد ہمایون پھر فرمان روا ہوا تانبا ۱۷۵ گرین -

اکبر کے سکون کا مفصل حال اقبال نامہ اکبری مین پڑھو - سکون کی اصلاح و درستی کسی طرح سے شیر شاہ کے زمانہ سے شروع ہوئی - اُسنے سکون مین جو پہلے سے عیب و نقص چلے آتے تھے دور کیئے - اوّل سب سے بڑی برائی سکون کی یہ دور کی کہ سب ٹکسالون مین مخلوط دھاتون کا سکہ بننا بالکل موقوف کر دیا - ظاہر ہے کہ جب کہ مخلوط دھات جسمین سے ایک بیش قیمت دوسرا کم قیمت ہو - کیسی بیچ بچاؤ مین دشواریان پیدا کرتی اور ٹکسالون کے اہلکارون کے ہاتھ مین دغا بازی کا کیسا اوزار دیتا ہے - یہ تحقیق نہین معلوم کہ شیر شاہ کے زمانہ مین سونے چاندی کے سکون مین ہیا و کیا کیا نسبت رکھتا تھا مگر تخمیناً یہ تحقیق ہوا ہے کہ سنہ ۲۵ جلوس مین انکی قیمتون مین ۷ پاؤ اور اکی نسبت تھی سونے کے سکے کو چاندی کے سکے سے نسبت ۹،۴ اور آکی تھی - آئین اکبری سے سکون کی

تحقیقات کو ہم نے اقبال نامہ اکبری مین لکھا ہے۔ ٹنکہ اور جیتل وغیرہ سکّون کا بیان بادشاہ ہمایون کی تاریخ مین ہوا ہے + فقط

انتباہ

اوّل کل کتاب مین چار قسم کے سنون کا حوالہ دیا گیا ہے (۱) ہجری (۲) عیسوی (۳) جلوس (۴) سمبت - زیادہ تر سنہ کے اوپر ہجری اور نیچے عیسوی لکھے گئے ہین سن ہجری سے سنہ عیسوی چھہ سو برس کے قریب بڑا ہے اسلئے اونکے ساتھہ ہ و ع کا اشارہ نہین کیا گیا بغیر ان کے فقط سنون کے چھوٹے بڑے ہونے سے پڑھنے والے انکو سمجھہ سکتے ہین سن جلوسی اکثر چالیس پچاس برس سے زیادہ نہین ہوتا - وہ سن ہجری سے بہت ہی چھوٹا ہوتا ہے اسلئے بغیر اسکے کہ جلوس کا لفظ اوسکے ساتھہ لکھا جائے وہ خود بخود سمجھا جائیگا

دوم خطوط قوسی (   ) کے درمیان جو نام یا لفظ یا عبارت لکھی گئی ہے اوسکی یہ صورتین ہین (۱) ایک مورخ کے بیان مین دوسرے مورخ کا بیان ان خطون کے اندر زیادہ کیا گیا ہے (۲) فارسی کتابون مین نامون کی املا مین بہت اختلاف ہوتا ہے پس ان اختلافون کو ان خطوط مین لکھہ دیا ہے (۳) کسی لفظ کے معنی بھی لکھے ہین +

سوم ہندوستان کے مختلف حصون مین بعض الفاظ کی املا مین اختلاف ہے اور سررشتہ تعلیم نے اون کے کچھہ قواعد مقرر کئے ہین مثلاً پورب مین یاے معروف کے اوپر ہمزہ نہین لکھتے وہ اس سے کو ہی بجاے ہمزہ سمجھتے ہین مثلاً ہوئے و گئے کو ہوے و گیے لکھینگے - ایسا ہی نون غنّہ کا بعض الفاظ مین حال ہے کوئی ہنسنا لکھتا ہے کوئی ہسنا - ایسی ہی ھ ہے جو الفاظ کے آخر مین ہوتی ہے اوسکی جگہ الف بھی لکھتے ہین جیسے بنگالہ کی جگہ بنگالا لکھینگے اور ان ہی کی جگہ انہین اور جون ہی کی جگہ جوہین اور بعض اور الفاظ اسی قسم کے ہین - میرے قلم کو ان الفاظ مین نون لکھنے کی عادت پڑگئی ہے خواہ وہ غلط ہو یا صحیح تلفظ پر زیادہ خیال رہتا ہے +

چہارم مین نے ہر جلد کے ساتھ غلط نامہ لکھ دیا ہے مگر اکثر لفظون کی غلطیون کو
سمجھ کر چھوڑ دیا ہے کہ ؎ عاقلان پیروی نقطہ نکنند + یا نخوانند یا غلط نکنند
بہتر ہوگا کہ پڑھنے سے پہلے غلط نامہ کے موافق کتاب کو صحیح کرلین۔

پنجم۔ نام خواہ مقامون کے ہون یا آدمیون کے اون کی املا مین فارسی کتابون
مین بڑا اختلاف ہے۔ مین نے اونکو اسلیئے مختلف طرح لکہا ہے۔ حروف ثقیلہ کا تلفظ
مسلمانون کے زبان سے پہلے زمانہ مین نہین ہوتا تھا اسلیئے وہ ڈ کی جگہ د اور ٹ کی ت
اور علیٰ ہذا القیاس لکھتے تھے۔ مین نے اس بابت پر خیال رکھا ہے۔

زمانۂ سابق وحال کے مسلمانون کے تلفظ مین بڑا فرق ہوگیا ہے۔ مین اس
تلفظ کا بھی نامون کے لکھنے مین پابند رہا ہون فقط